

صراطِ الجنان فِي تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ

جلد نہم
پارہ 25.. تا.. 27

بِفَيْضَانِ كَرَمِ

اعلیٰ حضرت امام ابیہاشمت مجتہدِ دین و ملت شاہ

امام احمد رضا خان
علیہ
رحمۃ اللہ الرحمن

بِفَيْضَانِ قَطْرِ

سراجُ الأئمہ، کاشفُ الغمۃ، امام اعظم، فقیہ اَفَحَم حضرت سیدنا

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



جدید و قدیم تفاسیر اور دیگر علوم اسلامیہ پر مشتمل
ذخیرہ کتب کی روشنی میں قرآن مجید کی آیات کے مطالب و معانی اور ان سے حاصل ہونے والے
درس و مسائل کا موجودہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق انتہائی سہل بیان نیز مسلمانوں کے عقائد، دین اسلام
کے اوصاف و خصوصیات، اہلسنت کے نظریات و معمولات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، باطنی امراض اور
معاشرتی برائیوں سے متعلق قرآن وحدیث، اقوال صحابہ و تابعین اور دیگر بزرگان دین کے ارشادات کی روشنی میں ایک جامع تفسیر
مع دو ترجموں کے

كَتَبْنَا لَكَ فِي تَرْجُمَةِ الْقُرْآنِ

از: اعلیٰ حضرت، مجدد دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن

اور

كَتَبْنَا لَكَ فِي تَرْجُمَةِ الْقُرْآنِ

مع

صراط الجنان فی تفسیر القرآن

از: شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابوالصالح محمد قاسم القادری مدظلہ العالی

ناشر

مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی

یادداشت

(دوران مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرما لیجئے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقی ہوگی)

[illegible]

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

- نام کتاب : **صراط الجنان تفسیر القرآن (جلد ہفتم)**
- مصنف : شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابوالصالح محمد قاسم القادری رحمہ اللہ
- پہلی بار : صفر المظفر ۱۴۳۸ھ، نومبر 2016ء
- تعداد: 5000 (پانچ ہزار)
- ناشر : مکتبہ المدینہ فیضان مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ، کراچی

مکتبہ المدینہ کی شاخیں

- 021-34250168 ☎ **باب المدینہ (کراچی)** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی
- 042-37311679 ☎ **مرکز الاولیاء (لاہور)** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ
- 041-2632625 ☎ **سردار آباد (فیصل آباد)** : امین پور بازار
- 058274-37212 ☎ **کشمیر** : چوک شہیداں، میرپور
- 022-2620122 ☎ **زم زم نگر (حیدرآباد)** : فیضان مدینہ، آفندی ٹاؤن
- 061-4511192 ☎ **مدینۃ الاولیاء (ملتان)** : نزد پتیل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ
- 044-2550767 ☎ **اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کنسل ہال
- 051-5553765 ☎ **راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ
- 068-5571686 ☎ **خان پور** : ڈرائی چوک، نہر کنارہ
- 024-44362145 ☎ **نواب شاہ** : چکر بازار، نزد MCB
- 071-5619195 ☎ **سکھر** : فیضان مدینہ، بیراج روڈ
- 055-4225653 ☎ **گوجرانوالہ** : فیضان مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ
- پشاور** : فیضان مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور سٹریٹ، صدر

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

مدنی التجاء: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں

تفسیر ”صراطِ الجنان“ کا مطالعہ کرنے کی نیتیں

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِنْ عَمَلِہٖ“ مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔
(المعجم الکبیر للطبرانی ۶/۱۸۵ حدیث: ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول

❁ بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

❁ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

- (1) ہر بار تَعُوذ (2) تسمیہ سے آغاز کروں گا۔ (3) رضائے الہی کیلئے اس کتاب کا اول تا آخر مطالعہ کروں گا۔
- (4) (با وضو اور (5) قبلہ رُ مطالعہ کروں گا۔ (6) قرآنی آیات کی درست بخارج کے ساتھ تلاوت کروں گا۔ (7) ہر آیت کی تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ کر قرآن کریم سمجھنے کی کوشش کروں گا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دوں گا۔ (8) اپنی طرف سے تفسیر کرنے کے بجائے علمائے کھٹہ کی لکھی گئی تفاسیر پڑھ کر اپنے آپ کو اپنی رائے سے تفسیر کرنے کی وعید سے بچاؤں گا۔ (9) جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے وہ کروں گا اور جن سے منع کیا گیا ہے ان سے دور رہوں گا۔
- (10) اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کروں گا اور بد عقیدگی سے خود بھی بچوں گا اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی بچانے کی کوشش کروں گا۔ (11) جن پر اللہ غُزُوجَل کا انعام ہوا ان کی پیروی کرتے ہوئے رضائے الہی پانے کی کوشش کرتا رہوں گا۔
- (12) جن قوموں پر عتاب ہوا ان سے عبرت لیتے ہوئے اللہ غُزُوجَل کی خفیہ تدبیر سے ڈروں گا۔ (13) شانِ رسالت میں نازل ہونے والی آیات پڑھ کر اس کا خوب چرچا کر کے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنی محبت و عقیدت میں مزید اضافہ کروں گا۔ (14) جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں غُزُوجَل اور (15) جہاں جہاں ”سرکار“ کا اشم مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا۔ (16) شرعی مسائل سیکھوں گا۔ (17) اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو علمائے کرام سے پوچھ لوں گا۔ (18) دوسروں کو یہ تفسیر پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (19) اس کے مطالعہ کا ثواب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ساری امت کو ایصال کروں گا۔ (20) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ (ناشرین و مصنف وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَتَابَعُذُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
کے صراط الجنان کی پہلی جلد پر دیئے گئے تاثرات)

کچھ صراط الجنان کے بارے میں.....

۱۴۲۷ھ (2002ء) کی بات ہے جب مفتی دعوت اسلامی الحاج محمد فاروق مدنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی ”چل مدینہ“ کے قافلے میں ہمارے ساتھ تھے اور اس سفر حج میں مجھے ان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ بے حد کم گو، انتہائی سنجیدہ اور کثرت سے تلاوت قرآن کرنے والی اس نہایت پرہیزگار شخصیت کی عظمت میرے دل میں گھر کر گئی۔ مکۃ المکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں ہمارا مشورہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ترجمہ کنز الایمان کی ایک آسان سی تفسیر ہونی چاہئے جس سے کم پڑھے لکھے عوام بھی فائدہ اٹھاسکیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مفتی دعوت اسلامی قدس سرہ السامی اس بابرکت خدمت کے لئے بخوشی آمادہ ہو گئے۔ مجوزہ تفسیر کا نام صراط الجنان (یعنی جنتوں کا راستہ) طے ہوا۔ تَبَرُّکاً مَکَّةَ الْمَکْرَمَہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً ہی میں اس عظیم کام کا آغاز کر دیا گیا، افسوس! مفتی دعوت اسلامی قدس سرہ السامی کی زندگی نے ان کا ساتھ نہ دیا، 6 پاروں پر کام کر کے وہ (بروز جمعہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ) پردہ فرما گئے۔

اللہ رب العزت کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

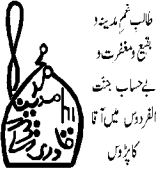
چونکہ یہ کام انتہائی اہم تھا لہذا مدنی مرکز کی درخواست پر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابوصالح محمد قاسم قادری مدظلہ العالی نے اس کام کا از سر نو آغاز کیا۔ اگرچہ اس نئے مواد میں مفتی دعوت اسلامی کے کئے گئے کام کو شامل نہ کیا جاسکے مگر چونکہ بنیاد انہی نے رکھی تھی اور آغاز بھی مکۃ المکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً ہی پر بہار

فضاؤں میں ہوا تھا اور ”صراط الجنان“ نام بھی وہیں طے کیا گیا تھا لہذا حصولِ برکت کیلئے یہی نام باقی رکھا گیا ہے۔

کنز الایمان اگرچہ اپنے دور کے اعتبار سے نہایت فصیح ترجمہ ہے تاہم اس کے بے شمار الفاظ ایسے ہیں جو اب ہمارے یہاں رائج نہ رہنے کے سبب عوام کی فہم سے بالاتر ہیں لہذا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجمہ قرآن کنز الایمان شریف کو من و عن باقی رکھتے ہوئے اسی سے روشنی لیکر دورِ حاضر کے تقاضے کے مطابق حضرت علامہ مفتی محمد قاسم صاحب مدظلہ نے مَا شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ایک اور ترجمے کا بھی اضافہ فرمایا، اس کا نام کنز العرفان رکھا ہے۔ اس کام میں دعوتِ اسلامی کی میری عزیز اور پیاری مجلس المدینۃ العلمیہ کے مدنی علمائے بھی حصہ لیا بالخصوص مولانا ذوالقرنین مدنی سلمہ الغیبی نے خوب معاونت فرمائی اور اس طرح صراط الجنان کی 3 پاروں پر مشتمل پہلی جلد (دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جلد کے بعد اب پارہ نمبر 25، 26 اور 27 پر مبنی نویں جلد) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ الحاج مفتی محمد قاسم صاحب مدظلہ سمیت اس کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن و صراط الجنان فی تفسیر القرآن کے مبارک کام میں اپنا اپنا حصہ ملانے والوں کو دنیا و آخرت کی خوب بھلائیاں عنایت فرمائے اور تمام عاشقانِ رسول کیلئے یہ تفسیر نفع بخش بنائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد



۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۴ھ

20-04-2013

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد	1	نتیں
30	اب کوئی نبی نہیں بن سکتا	2	کچھ صراط الجنان کے بارے میں
	آیت ”وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ“ سے معلوم	15	پچھوال پچال
31	ہونے والے مسائل		قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ
33	قیامت کے دن کو جمع کا دن فرمائے جانے کی وجہ	16	خاص ہے
	حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جتنیوں اور		اولیاء کرام کی دی ہوئی خبروں پر ایک سوال اور اس
34	جہنمیوں کے بارے میں اور ان کی تعداد جانتے ہیں	17	کا جواب
	حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علم کی	18	اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کافر کا وصف ہے
35	تاہندہ دلیل		راحت میں اللہ تعالیٰ کو بھول جانا اور صرف مصیبت
	گناہگار مسلمانوں کے لئے قیامت کے دن مددگار	21	میں دعا کرنا کفار کا طریقہ ہے
36	ہوں گے	21	مصیبتوں کا سامنا تسلیم و رضا اور صبر و استقلال سے کریں
46	دنیا کا باقی رہ جانے والا عرصہ بہت کم ہے		شیطان آخرت کے بارے میں شک ڈال کر دھوکہ
50	رزق کی وسعت اور تنگی حکمت کے مطابق ہے	25	دیتا ہے
	نیک اعمال سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلبگار اور دنیا کے	27	سورۂ شوریٰ
52	طلبگار کا حال	27	سورۂ شوریٰ کا تعارف
58	توبہ کرنے کی ترغیب	27	مقام نزول
63	دعا قبول نہ ہونے کا ایک سبب	27	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
64	اللہ تعالیٰ کے افعال حکمتوں اور مصلحتوں سے خالی نہیں	27	”شوریٰ“ نام رکھنے کی وجہ
64	امیری، غریبی، بیماری اور تندرستی کی بہت بڑی حکمت	27	سورۂ شوریٰ کے مضامین
68	مصیبتیں آنے کا ایک سبب	29	سورۂ حتم السجده کے ساتھ مناسبت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
101	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	69	تناخ کے قائلین کا رد
101	”ذُخْرُف“ نام رکھنے کی وجہ	72	شکر کے 15 فضائل
101	سورہ ذُخْرُف کے مضامین		دنیا کی نعمتوں کے مقابلے میں اخروی اجر و ثواب ہی
103	سورہ شوریٰ کے ساتھ مناسبت	75	بہتر ہے
104	عربی زبان کی فضیلت	76	کبیرہ گناہوں سے بچنے والے کا ثواب
105	قرب قیامت میں قرآن مجید اٹھایا جائے گا	78	غصہ آنے پر معاف کر دینے کی فضیلت
110	سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعائیں	79	غصہ آنے کا بنیادی سبب اور غصے کے 3 علاج
	بیٹیوں سے نفرت کرنا اور ان کی پیدائش سے گھبرانا کفار	81	نماز پڑھنے کی اہمیت
112	کا طریقہ ہے	81	مشورہ کرنے کی اہمیت
116	اللہ تعالیٰ کی مشیت اور رضا میں بہت فرق ہے	82	صدقہ دینے کی اہمیت
	شریعت کے مقابلے میں آیا و اجداد کے رسم و رواج کی	83	ظالم سے بدلہ لینے کی بجائے اسے معاف کر دینا بہتر ہے
117	پابندی کرنا بدترین جرم ہے	84	ظالم کو معاف کر دینے کے فضائل
119	مال کا وبال	86	مظلوم کا بدلہ لینا ظلم نہیں
	کفار کا مال و دولت اور عیش و عشرت دیکھ کر مسلمانوں	87	ظلم کی اقسام
125	کا حال	87	ظلم پر صبر کرنے کے فضائل
129	قرآن سے منہ پھیرنے والے کا ساتھی شیطان ہوگا	92	آخرت بہتر بنانے کا موقع صرف دنیا کی زندگی ہے
130	برساتھی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے	96	اپنی ملکیت میں موجود چیزوں پر غرور نہ کیا جائے
136	مسلمانوں کی عظمت و ناموری کا ذریعہ اور مسلمانوں کا حال		بیٹے اور بیٹیاں دینے یا نہ دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے
144	سرکش مالداروں اور منصب والوں کیلئے عبرت کا مقام	96	پاس ہے
	صرف جھگڑا کرنے کے لئے بحث مباحثہ شروع کر	101	سورہ زُخْرُف
147	دینا کفار کا طریقہ ہے	101	سورہ زُخْرُف کا تعارف
148	آیت ”إِنْ هُوَ إِلَّا عَيْدٌ“ سے معلوم ہونے والے احکام	101	مقام نزول

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
176	سورہ دُخان کے مضامین		قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
176	سورہ زُخُوف کے ساتھ مناسبت	150	تشریف لانا برحق ہے
178	برکت والی رات	151	قیامت کی 10 علامات
179	شبِ براءت کے فضائل	152	شیطان کی انسانوں سے عداوت اور دشمنی
184	قرآن پاک کی حقانیت دیکھ کر کفار کا حال	155	موت چھوٹی قیامت ہے، یہ بھی اچانک آئے گی
	آیت ”کُنْ لَّكَ قَبْرٌ وَآذْرًا تُنْظَرُ“ سے حاصل ہونے		اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت قیامت کے دن
191	والی معلومات	157	کام آئے گی
192	مومن کی موت پر آسمان وزمین روتے ہیں		اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھنے
199	جہنمی درخت زقوم کا وصف	158	کے فضائل
204	سورہ جاثیہ	161	جنت کی عظیم نعمتیں
204	سورہ جاثیہ کا تعارف	162	جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوگا
204	مقام نزول	163	جنت کے سدِ بہار پھل
204	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد		کفار کے لئے بیان کی گئی سزاؤں میں مسلمانوں کے
204	”جاثیہ“ نام رکھنے کی وجہ	164	لئے بھی عبرت
204	سورہ جاثیہ کے مضامین	167	دینی چیزوں سے ناگواری کا اظہار کرنا کفار کا کام ہے
205	سورہ دُخان کے ساتھ مناسبت	169	تہنائی میں گناہ کرنے والے اللہ تعالیٰ سے ڈریں
209	قدرت کی نشانیوں سے فائدہ اٹھانے والے لوگ	175	سورہ دخان
	اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہیں بلکہ اس کی تخلیق میں غورو	175	سورہ دُخان کا تعارف
214	فکر کرنا چاہئے	175	مقام نزول
216	ہر شخص اپنے اعمال اور انجام پر غور کرے	175	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
219	علماء میں حسد پیدا ہونے کا نقصان	175	”دخان“ نام رکھنے کی وجہ
222	مومن اور کافر کی زندگی ایک جیسی نہیں	175	سورہ دُخان کے فضائل

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
267	تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی دنیا سے کنارہ کشی	226	نفسانی خواہشات کی پیروی دنیا اور آخرت کے لئے بہت نقصان دہ ہے
268	نفس کو نہ کھلی چھٹی دی جائے نہ ہر حال میں اس کی پیروی کی جائے	229	زمانے کو بُرا کہنا ممنوع ہے
269	اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ لذیذ چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی مذموم اور غیر مذموم صورتیں	233	اُخروی کامیابی حاصل کرنے کی کوشش زیادہ کی جائے
277	جہالت کی انتہاء	234	آیت ”فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ“ سے حاصل ہونے والی معلومات
280	سورہ احقاف کی آیت نمبر 29 تا 32 سے متعلق 5 باتیں	239	چمکیں سوائی چمک
284	ہمت والے رسول عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام	239	سورۃ احقاف
285	سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا صبر	239	سورۃ احقاف کا تعارف
286	صبر کے 15 فضائل	239	مقام نزول
288	سورۃ محمد	239	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
288	سورۃ محمد کا تعارف	239	”احقاف“ نام رکھنے کی وجہ
288	مقام نزول	239	سورۃ احقاف کے مضامین
288	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	240	سورۃ ہاشیہ کے ساتھ مناسبت
288	”محمد“ نام رکھنے کی وجہ	241	قرآن مجید کی چار خوبیاں
288	سورۃ محمد کے مضامین	243	آیت ”وَمَا یَبْتَغِہُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ“ سے حاصل ہونے والی معلومات
289	سورۃ احقاف کے ساتھ مناسبت	255	بنی اسرائیل کے گواہ سے مراد کون ہے؟
291	کفر نیک اعمال کی بربادی کا سبب ہے	263	قیامت کے دن کافر اولاد اپنے مومن والدین کے ساتھ نہ ہوگی
293	آیت ”وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	265	اُخروی ثواب میں اضافے کی خاطر دنیوی لذتوں کو ترک کر دینا
296	اللہ تعالیٰ کی جانچ سے کیا مراد ہے؟		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
347	والے کامیاب ہیں	297	شہید کے فضائل
347	قرآن اور تعظیم حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم	297	اہل جنت اپنے مقام اور جنتی نعمتوں کو پہچانتے ہوں گے
351	صحابہ کرام اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم	298	اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کی 7 صورتیں
	آیت ”لِئَلَّامُنُوْا بِاللّٰهِ وَّرَسُوْلِهِ وَّلَتَعْرِضُوْا“ سے	299	بندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں
353	معلوم ہونے والے مسائل	302	کافروں اور ایمان والوں میں فرق
	مسلمانوں سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی	303	مومن اور کافر کے کھانے میں فرق
353	ایک درخواست	314	اسلامی جہاد رحمت ہے یا فساد؟
	آیت ”اِنَّ الَّذِیْنَ یَّبِیْعُوْكَ“ سے معلوم ہونے	315	اسلام کی نظر میں رشتے داری کی اہمیت
360	والے مسائل	325	عمل کو باطل کرنا منع ہے
364	مغفرت اور عذاب سے متعلق 4 باتیں	326	نیک اعمال کو برباد کر دینے والے اعمال
	حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ	332	فرض جگہ پر مال خرچ کرنے کا دینی اور دنیوی فائدہ
368	تعالیٰ عنہما کی خلافت صحیح ہونے کی دلیل	333	بخل کرنے کا دینی اور دنیوی نقصان
370	بیعت رضوان اور اس کا سبب	335	سورۃ فتح
	بیعت رضوان میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام رضی	335	سورۃ فتح کا تعارف
372	اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت	335	مقام نزول
	آیت ”لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ“ سے معلوم	335	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
372	ہونے والے مسائل	335	”فتح“ نام رکھنے کی وجہ
379	نیک بندوں کے طفیل بدکاروں سے عذاب ٹل جاتا ہے	335	سورۃ فتح کی فضیلت
380	پرہیزگاری کا کلمہ	335	سورۃ فتح کے مضامین
	آیت ”فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَّعَلٰی	337	سورۃ محمد کے ساتھ مناسبت
381	الْمُؤْمِنِیْنَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	338	صلح حدیبیہ کا مختصر واقعہ
	آیت ”لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ“ سے معلوم		رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کرنے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	آیت ”وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا“ سے حاصل ہونے	383	ہونے والے مسائل
408	والی معلومات	386	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کافروں پر سختی
	حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں اور صحابہ میں	387	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی باہمی نرم دلی
410	کوئی فاسق نہیں	388	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عبادت کا حال
411	معاشرے کو امن کا گہوارہ بنانے میں اسلام کا کردار	392	سورۃ حجرات
	آیت ”إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا“ سے حاصل	392	سورۃ حجرات کا تعارف
411	ہونے والی معلومات	392	مقام نزول
	آیت ”وَاعْلَمُوا أَنَّمَا فِيكُمْ رَسُولُ اللَّهِ“ سے حاصل	392	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
413	ہونے والی معلومات	392	”حجرات“ نام رکھنے کی وجہ
	آیت ”وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا“	392	سورۃ حجرات کے مضامین
415	سے حاصل ہونے والی معلومات	393	سورۃ فتح کے ساتھ مناسبت
415	مسلمانوں میں صلح کروانے کے فضائل		آیت ”لَا تَقْتُلُوا مَوَافِقِينَ يَدِي اللَّهِ وَرَسُولِهِ“ سے
417	معاشرے سے ظلم کا خاتمہ کرنے میں دین اسلام کا کردار	395	متعلق 5 باتیں
418	مظلوم کی حمایت اور فریاد رسی کرنے کے دو فضائل		آیت ”لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ“ کے نزول کے بعد
	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے باہمی اختلافات	399	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حال
419	سے متعلق 8 اہم باتیں		آیت ”لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ“ میں دیئے گئے حکم پر
422	مسلمانوں کے باہمی تعلق کے بارے میں 3 احادیث	401	دیگر بزرگان دین کا عمل
425	کسی شخص میں فقر کے آثار دیکھ کر اس کا مذاق نہ اڑایا جائے	403	آیت ”لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ“ سے متعلق 3 اہم باتیں
427	مذاق اڑانے کا شرعی حکم اور اس فعل کی مذمت		آیت ”إِنَّ الَّذِينَ يَعْظُمُونَ أَصْوَاتَهُمْ“ سے حاصل
428	خوش طبعی کرنے کا حکم	405	ہونے والی معلومات
429	سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوش طبعی	405	حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان
431	طعنہ دینے کی مذمت	408	علماء اور اساتذہ کی بارگاہ میں حاضری کا ایک ادب

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
453	”قی“ نام رکھنے کی وجہ	432	آیت ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرَكُمُ“ سے
453	سورہ قی سے متعلق احادیث	432	معلوم ہونے والے مسائل
454	سورہ قی کے مضامین	433	گمان کی اقسام اور ان کا شرعی حکم
455	قرآن مجید عزت والا ہے	435	بدگمانی کی مذمت اور اچھا گمان رکھنے کی ترغیب
457	انسان کا جسم مرنے کے بعد مٹی ہو جائے گا	435	بدگمانی کے دینی اور دنیوی نقصانات
457	انبیاء، شہداء اور اولیاء اپنے اجسام اور کفنوں کے ساتھ	436	بدگمانی کا علاج
457	زندہ ہیں	437	مسلمانوں کے عیب تلاش کرنے کی ممانعت
458	انتقال کے بعد اولیاء کرام کی زندگی کے 5 واقعات	437	عیب چھپانے کے دو فضائل
460	لوح محفوظ اللہ تعالیٰ کے علم کے لئے نہیں	438	لوگوں کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے عیبوں کی
465	کفار مکہ کی انتہائی جہالت	438	اصلاح کی جائے
467	اعمال لکھنے والے فرشتوں سے متعلق 13 باتیں	440	انسان کی عزت و حرمت کی حفاظت میں اسلام کا کردار
469	نزع کی تکلیف کا حال	441	غیبت اور اس کی مذمت سے متعلق 4 احادیث
470	موت سے فرار ممکن نہیں	442	غیبت کی تعریف اور اس سے متعلق 5 شرعی مسائل
482	نمازوں کے بعد تہجد کی فضیلت	442	غیبت سے توبہ اور معافی سے متعلق 5 شرعی مسائل
484	قیامت کے دن سب سے پہلے کس سے زمین شق ہوگی	445	نسب کے ذریعہ فخر و تکبر کرنے کی مذمت
485	سورہ ذاریات	447	عزت اور فضیلت کا مدار پرہیزگاری ہے
485	سورہ ذاریات کا تعارف	447	تخلوق میں سے کسی کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
485	مقام نزول	452	وَاللّٰہِ وَسَلَّمَ پرا حسان نہیں
485	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	453	سورہ ق
485	”ذاریات“ نام رکھنے کی وجہ	453	سورہ ق کا تعارف
485	سورہ ذاریات کے مضامین	453	مقام نزول
486	سورہ قی کے ساتھ مناسبت	453	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
517	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹ المعمور کو ملاحظہ فرمایا	491	نیک اعمال آخرت کی عظیم کامیابی حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں
518	حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا سبب	492	رات کا آخری حصہ مغفرت طلب کرنے اور دعا مانگنے کے لئے انتہائی موزوں ہے
519	آیت ”إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ“ پڑھنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیفیت	493	پرہیزگاروں کی 4 صفات
523	جنت میں اولاد کو ماں باپ کا وسیلہ کام آئے گا	494	زمین میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیاں
526	جہنم کی سخت گرم ہوا سے پناہ مانگا کریں	498	آیت ”ادْخُلُوا عَلَيْهِ فَعَالُوا اسْلَمًا“ سے معلوم ہونے والے مسائل
527	والی معلومات	501	مستأثروں پر اللہ
528	تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کے اعتراضات اور اللہ تعالیٰ کے جوابات	503	لواطت کرنے اور اس کی ترغیب دینے والوں کے لئے نشان عبرت
540	مجلس سے اٹھتے وقت کی دعا	510	نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے دوفوائد
541	نماز سے پہلے پڑھا جانے والا وظیفہ	511	جنوں اور انسانوں کی پیدائش کا اصل مقصد
542	سورۃ نجم	514	سورۃ طور
542	سورۃ نجم کا تعارف	514	سورۃ طور کا تعارف
542	مقام نزول	514	مقام نزول
542	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	514	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
542	”نجم“ نام رکھنے کی وجہ	514	”طور“ نام رکھنے کی وجہ
542	سورۃ نجم کے فضائل	514	سورۃ طور سے متعلق دو احادیث
543	سورۃ نجم کے مضامین	515	سورۃ طور کے مضامین
544	سورۃ طور کے ساتھ مناسبت	515	سورۃ زاریات کے ساتھ مناسبت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
593	والوں پر سخت نہیں ہوگا	545	صفی اور حبیب میں فرق
597	قرآن مجید یاد کرنے والے کے لئے آسان ہے		حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام اقدس
606	قرآن پاک یاد کرنے کا حکم اور فضائل	546	کے ساتھ لفظ ”صاحب“ ملانے کا شرعی حکم
616	تقدیر کے منکروں کے بارے میں احادیث	547	حضرت جبریل علیہ السلام کی شدت اور قوت کا حال
619	سب کے لئے نصیحت		حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے معراج
622	سورۃ رحمن	553	کی رات اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا
622	سورۃ رحمن کا تعارف	558	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طاقت
622	مقام نزول	568	گناہوں کی معافی کے معاملے میں اصول
622	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	568	کبیرہ گناہوں سے بچنے کی فضیلت
622	”رحمن“ نام رکھنے کی وجہ	569	ریا کاری، نام و نمود اور خود پسندی کی مذمت
622	سورۃ رحمن کے فضائل	574	میت کو نیک اعمال کا ثواب پہنچتا ہے
623	سورۃ رحمن کے مضامین	584	سورۃ قمر
624	سورۃ قمر کے ساتھ مناسبت	584	سورۃ قمر کا تعارف
	سورۃ رحمن کی آیت نمبر 1 اور 2 سے حاصل ہونے	584	مقام نزول
625	والی معلومات	584	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
629	سبزے اور درختوں کی اہمیت	584	”قمر“ نام رکھنے کی وجہ
630	ناپے تولنے کے آلات کی اہمیت	584	سورۃ قمر کے فضائل
630	ناپ تول میں انصاف کرنے کا حکم دیا گیا	585	سورۃ قمر کے مضامین
633	ہدایت اور نصیحت کرنے کا بہترین اسلوب	585	سورۃ نجم کے ساتھ مناسبت
637	میٹھے اور کھاری سمندروں کا ذکر	586	اشارے سے چاند چیر دیا
640	ہر جاندار کو ایک دن دنیا سے رخصت ضرور ہونا ہے	587	کفار مکہ کی ہٹ دھرمی
	سورۃ رحمن کی آیت نمبر 27 کے آخری الفاظ ”ذوالجلل“		قیامت کا دن کافروں پر سخت ہوگا جبکہ کامل ایمان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
671	سورہ واقعہ کے مضامین	640	وَالْاِکْرَامِ کی برکت
672	سورہ رحمن کے ساتھ مناسبت	641	فنا ہونا بھی ایک اعتبار سے نعمت ہے
673	قیامت ضرور واقع ہوگی	644	جنات اور انسانوں کو ”تَقْلَان“ فرمانے کی وجوہات
680	اہل جنت کی خصوصی خدمت	644	تمام انسانوں کے لئے نصیحت
681	جنتی پرندوں سے متعلق 3 احادیث	648	قیامت کے ہولناک مناظر کے بارے میں پڑھ کر رونا
684	پیری کے جنتی درخت کی شان		اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرنے والے
685	جنت میں سایہ ہے یا نہیں؟	653	کو دو جنتیں ملنے کی وجوہات
687	کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی	653	اللہ تعالیٰ کا خوف بڑی اعلیٰ نعمت ہے
690	گناہوں پر اصرار کا انجام		آیت ”فِيْهِمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ السَّاعَاتِ الَّتِيْ يَفْعَلُ الْوَحْدُ لَهَا“ سے حاصل ہونے
693	اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا کیسا ہے؟	658	والی معلومات
695	انسان کو کہیں بھی اور کسی بھی وقت موت آسکتی ہے	659	جنتی حوروں کی صفائی اور خوش رنگی
696	تعجب کے قابل شخص	662	سبز رنگ کا فائدہ
	ایندھن حاصل کرنے کے موجودہ ذرائع اللہ تعالیٰ کی	664	کھجور اور انار کے فضائل
700	بہت بڑی نعمت ہیں	665	اچھی عادت اچھی صورت سے افضل ہے
703	قرآن پاک چھونے سے متعلق 7 احکام	667	جنتی حور اور اس کے خیموں کا حال
710	سورہ حدید	669	نماز کے بعد پڑھی جانے والی ایک دعا
710	سورہ حدید کا تعارف	670	سورہ واقعہ
710	مقام نزول	670	سورہ واقعہ کا تعارف
710	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	670	مقام نزول
710	”حدید“ نام رکھنے کی وجہ	670	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
710	سورہ حدید کی فضیلت	670	”واقعہ“ نام رکھنے کی وجہ
710	سورہ حدید کے مضامین	670	سورہ واقعہ کے فضائل

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
736	دل کی سختی کے اسباب اور اس کی علامات	711	سورۃ واقعہ کے ساتھ مناسبت
741	دنیا کے بارے میں احادیث اور اقوال		نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی اول، آخر،
	راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے بخل کرنے اور نبی اکرم	714	ظاہر اور باطن ہیں
	صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف چھپانے	722	راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب
749	کی مذمت		مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا
754	بدعتِ حسنہ جائز اور بدعتِ سیئہ ممنوع و ناجائز ہے	723	مقام دیگر صحابہ سے بلند ہے
756	اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں کیلئے دُگنا اجر	724	حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان
759	ماخذ و مراجع	725	راہِ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب
764	ضمنی فہرست	733	حضرت فضیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی توبہ
		734	حضرت مالک بن دینار رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی توبہ

پچیسواں پارہ

(اِلَیْہِ یُرَدُّ)

پارہ نمبر..... 25

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۖ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْثَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۖ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِيَ ۚ قَالُوا اإِذْ نَكَحْنَا مِنْ شَهِيدٍ ۝۴۱

ترجمہ کنزالایمان: قیامت کے علم کا اسی پر حوالہ ہے اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کسی مادہ کو پیٹ رہے اور نہ جنے مگر اس کے علم سے اور جس دن انہیں ندا فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک کہیں گے ہم تجھ سے کہہ چکے کہ ہم میں کوئی گواہ نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: قیامت کے علم کا حوالہ اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے اور جس دن وہ انہیں ندا فرمائے گا: میرے شریک کہاں ہیں؟ تو کہیں گے: ہم تجھ سے کہہ چکے ہیں کہ ہم میں کوئی گواہ نہیں۔

﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾: قیامت کے علم کا حوالہ اللہ ہی کی طرف کیا جاتا ہے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں فرمایا گیا کہ ”جو نیکی کرتا ہے وہ اپنی ذات کیلئے ہی کرتا ہے اور جو برائی کرتا ہے تو اپنے خلاف ہی وہ برائے عمل کرتا ہے“ اس سے مراد یہ تھی کہ ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا قیامت کے دن ملے گی، اب گویا کہ کسی نے سوال کیا: قیامت کب واقع ہوگی؟ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا: جب کسی سے قیامت کے بارے میں پوچھا جائے کہ وہ کب واقع ہوگی تو اس پر لازم ہے کہ وہ یہ جواب دے: قیامت واقع ہونے کے وقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے اور مخلوق میں سے کوئی بھی (از خود) اس کے وقت کے بارے میں نہیں جان سکتا اور جب قیامت آجائے گی تو اللہ تعالیٰ نیکوں اور گناہگاروں میں جنت و دوزخ کا فیصلہ فرمادے گا۔ (۱)

1..... تفسیر کبیر، فصلت، تحت الآية: ۴۷، ۵۷۱/۹، حازن، فصلت، تحت الآية: ۴۷، ۸۸/۴، روح البیان، حم السجدة، تحت الآية: ۴۷، ۲۷۵/۸، ملفطاً.

قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اسی کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ۚ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّابُوتِ وَالْأَرْضُ لَا تَأْتِيكُمُ إِلَّا بَعْثَةً ۚ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کے قائم ہونے کا وقت کب ہے؟ تم فرماؤ: اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے، اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا، وہ آسمانوں اور زمین میں بھاری پڑ رہی ہے، تم پر وہ اچانک ہی آجائے گی۔ آپ سے ایسا پوچھتے ہیں گویا آپ اس کی خوب تحقیق کر چکے ہیں، تم فرماؤ: اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ جاننے نہیں۔

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا اس بات کے مُنافی نہیں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس وقت تک دنیا سے تشریف نہ لے گئے جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کچھ ہو چکا، جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے، اس کا علم نہ عطا فرما دیا اور اسی میں سے قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم ہے البتہ (آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لوگوں کو بتایا اس لئے نہیں کہ) آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ علم چھپانے کا حکم دیا گیا تھا (کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ہے)۔ (۲)

نوٹ: اس موضوع پر مزید تفصیل جاننے کیلئے سورہ اعراف کی آیت نمبر 187 کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ ﴿وَمَا تَخْرُجُ مِنْ شَمَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا﴾ اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا۔ ﴿لَیْسَ اللہُ تَعَالٰی پھل کے غلاف سے برآمد ہونے سے پہلے اس کے احوال کو جانتا ہے اور مادہ کے حمل کو اور اس کی ساعتوں کو اور اس کی ولادت کے وقت کو اور اس کے ناقص اور غیر ناقص، اچھے اور برے، نر اور مادہ ہونے وغیرہ سب کو جانتا ہے، لہذا جس طرح قیامت

①.....اعراف: ۱۸۷۔

②.....صاوی، فصلت، تحت الآیة: ۴۷، ۱۸۵۷/۵۔

کالم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اسی طرح ان اُمور کا علم بھی اسی کی طرف منسوب کرنا چاہئے۔

اولیاء کرام کی دی ہوئی خبروں پر ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں پر ایک سوال قائم ہوتا ہے کہ اولیائے کرام اور اصحاب کشف بسا اوقات ان اُمور کی خبریں دیتے ہیں اور وہ صحیح واقع ہوتی ہیں بلکہ کبھی نجومی اور کاہن بھی ان اُمور کی خبریں دیدیتے ہیں تو پھر ان اُمور کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کیسے ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نجومیوں اور کاہنوں کی خبریں تو محض انکلی کی باتیں ہیں جو اکثر و بیشتر غلط ہو جایا کرتی ہیں اس لئے وہ علم ہی نہیں بلکہ بے حقیقت باتیں ہیں اور اولیاء کرام کی خبریں بے شک صحیح ہوتی ہیں اور وہ علم سے فرماتے ہیں لیکن یہ علم ان کا ذاتی نہیں ہوتا بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے تو حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کا ہی علم ہوا، غیر کا نہیں۔^(۱)

﴿وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ: اور جس دن وہ انہیں ندا فرمائے گا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یاد کریں کہ جس دن اللہ تعالیٰ مشرکین سے فرمائے گا: تمہارے گمان اور تمہارے عقیدے میں جو میرے شریک تھے وہ کہاں ہیں؟ جنہیں تم نے دنیا میں گھڑ رکھا تھا اور انہیں تم پوجا کرتے تھے۔ اس کے جواب میں مشرکین کہیں گے: اے اللہ! اعْزُوجِلْ، ہم تجھ سے کہہ چکے ہیں کہ ہم میں ایسا کوئی گواہ نہیں جو آج یہ باطل گواہی دے کہ تیرا کوئی شریک ہے، (آج) ہم سب مومن اور تیری وحدانیت کا اقرار کرنے والے ہیں۔ مشرکین یہ بات عذاب دیکھ کر کہیں گے اور اسی وجہ سے اپنے بتوں سے بیزار ہونے کا اظہار کریں گے۔^(۲)

وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُوا مَا لَهُمْ مِنْ مَّجِیصٍ ۲۸

ترجمہ کنزالایمان: اور گم گیا اُن سے جسے پہلے پوجتے تھے اور سمجھ لے کہ انہیں کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جن کو وہ پہلے پوجتے تھے وہ ان سے غائب ہو گئے اور وہ سمجھ گئے کہ ان کے لئے کہیں بھاگنے

①..... حازن، فصلت، تحت الآیة: ۴۷، ۸۸/۴۔

②..... حازن، فصلت، تحت الآیة: ۴۷، ۸۸-۸۹، مدارك، فصلت، تحت الآیة: ۴۷، ص ۱۰۷۸، ملقطاً۔

کی جگہ نہیں۔

﴿وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ: اور جن کو وہ پہلے پوجتے تھے وہ ان سے غائب ہو گئے۔﴾ یعنی مشرکین دنیا میں جن بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے وہ حشر کے میدان میں نہ ان کی سفارش کریں گے اور نہ ہی ان کی مدد کریں گے تو ان کا وہاں موجود ہونا ایسے ہوگا جیسے یہ وہاں سے غائب ہیں اور مشرکین کو یقین ہو جائے گا کہ اب ان کیلئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے اور جہنم سے کہیں بھاگ جانے کی کوئی جگہ نہیں۔^(۱)

لَا يَسْمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَوْسُقَنْوُطُ ۝۳۹

ترجمہ کنزالایمان: آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں اکتاتا اور کوئی برائی پہنچے تو ناامید آس ٹوٹا۔

ترجمہ کنزالعرفان: آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں اکتاتا اور اگر اسے کوئی برائی پہنچے تو بہت ناامید، بڑا مایوس ہو جاتا ہے۔

﴿لَا يَسْمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ: آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں اکتاتا۔﴾ یعنی کافر انسان ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مال، امیری اور تندرستی مانگتا رہتا ہے اور اگر اسے کوئی سختی، مصیبت اور معاش کی تنگی پہنچے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے بہت ناامید اور بڑا مایوس ہو جاتا ہے۔^(۲)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کافر کا وصف ہے

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے مایوس ہو جانا کافر کا وصف ہے، جیسا کہ سورہ یوسف میں ہے:
إِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّكَ مِنْ سِرٍّ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ^(۳)
ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں۔

مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ مصیبتوں، پریشانیوں اور تنگدستی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جائے۔

۱.....جلالین صاوی، فصنت، تحت الآیة: ۴۸، ۱۸۵۷/۵، روح البیان، حم السجدة، تحت الآیة: ۴۸، ۲۷۶/۸، ملتقطاً.

۲.....خازن، فصلت، تحت الآیة: ۴۹، ۸۹/۴، مدارك، فصلت، تحت الآیة: ۴۹، ص ۱۰۷۸، ملتقطاً.

۳.....یوسف: ۸۷.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو گناہگار آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتا ہے وہ اس بندے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب ہوتا ہے جو بڑا عبادت گزار ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار ہونے کے باوجود یہ امید نہیں رکھتا کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت ملے گی۔“ (۱)

مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھنی چاہیے، یہ نہیں کہ آدمی عمل کر کے یا بغیر عمل کے بے خوف ہو جائے کہ یہ جرات ہے۔

وَلَيْنِ أَذْقْنَهُ رَاحَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مَسَتْهُ لِيَقُولَنَّ هَذَا إِلَىٰ وَمَا
أُظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً ۖ وَلَيْنِ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ
فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَعْمَالِهِمْ ۖ وَلَنُنذِرُ يَتِيمَهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝۵۰

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر ہم اُسے کچھ اپنی رحمت کا مزہ دیں اس تکلیف کے بعد جو اُسے پہنچی تھی تو کہے گا یہ تو میری ہے اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی اور اگر میں رب کی طرف لوٹا یا بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس بھی خوبی ہی ہے تو ضرور ہم بتا دیں گے کافروں کو جو انھوں نے کیا اور ضرور انھیں کاڑھا عذاب چکھائیں گے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر ہم اسے اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں تو ضرور کہے گا: یہ تو میرا حق ہے اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹا یا بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس بھی بھلائی ہی ہے تو ضرور ہم کافروں کو ان کے اعمال کی خبر دیں گے اور ضرور انہیں سخت عذاب چکھائیں گے۔

﴿وَلَيْنِ أَذْقْنَهُ رَاحَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مَسَتْهُ ۖ اور اگر ہم اسے اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی اپنی رحمت کا

①.....مسند الفردوس، باب العین، فصل من ذوات الالف واللام، ۱۵۹/۳، الحدیث: ۴۴۲۷.

مزرہ چکھائیں۔ یہاں سے کافر انسان کا دوسرا حال بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر ہم اسے بیماری کے بعد صحت، بختی کے بعد سلامتی اور تنگدستی کے بعد مال و دولت عطا فرما کر اپنی رحمت کا مزرہ چکھائیں تو وہ کہنے لگتا ہے کہ ”یہ تو خالص میرا حق ہے جو مجھے ملا ہے اور میں اپنے عمل کی وجہ سے اس کا مستحق ہوا ہوں اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی اور اگر بالفرض مسلمانوں کے کہنے کے مطابق قیامت قائم ہوئی اور میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف لوٹا یا بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس بھی دنیا کی طرح عیش و راحت اور عزت و کرامت ہے۔ فرمایا گیا کہ اس کا یہ گمان فاسد ہے، ضرور ہم ان کے قبیح اعمال، ان اعمال کے نتائج اور جس عذاب کے وہ مستحق ہیں اس سے انہیں آگاہ کر دیں گے اور ضرور ضرور انہیں انتہائی سخت عذاب چکھائیں گے۔^(۱)

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأِجَانِبَهُ ۖ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُودَعَا ۖ عَرِيضٌ ۝۵۱

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دُور ہٹ جاتا ہے اور جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو چوڑی دعا والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو (لمبی) چوڑی دعا (مانگنے) والا بن جاتا ہے۔

﴿وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ﴾ اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں کفار کے قبیح اقوال بیان کئے گئے اور اس آیت میں ان کے قبیح افعال بیان کئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جب ہم کافر انسان پر احسان کرتے ہیں تو وہ اس احسان کا شکر ادا کرنے سے منہ پھیر لیتا ہے اور اس نعمت پر اترانے لگتا ہے اور نعمت دینے والے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کو بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے تکبر کرتا ہے اور جب اسے

۱..... مدارك، فصلت، تحت الآية: ۵۰، ص ۱۰۷۹، حازن، فصلت، تحت الآية: ۵۰، ۸۹/۴، ملقطاً.

کسی قسم کی پریشانی، بیماری یا ناداری وغیرہ کی تکلیف پیش آتی ہے تو اس وقت وہ خوب لمبی چوڑی دعائیں کرتا، روتا اور گروگڑاتا ہے اور لگاتار دعائیں مانگے جاتا ہے۔^(۱)

راحت میں اللہ تعالیٰ کو بھول جانا اور صرف مصیبت میں دعا کرنا کفار کا طریقہ ہے

کافر کی اس طرح کی حالت کو بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذْ آتَيْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَتَوَلَّى بَاجَانِهِ^۲ تَرْجِبُهُ كَذِبًا الْعُورَفَانِ: اور جب ہم انسان پر احسان کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف سے دور ہٹ جاتا ہے اور جب اسے برائی پہنچتی ہے تو مایوس ہو جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ راحت کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کو بھول جانا اور صرف مصیبت کے ایام میں دعا کرنا کفار کا طریقہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے کیونکہ یہاں دعا مانگنے پر عتاب نہیں کیا گیا بلکہ راحت میں دعا نہ مانگنے پر عتاب کیا گیا ہے۔ نیز یہ عمل مصائب و آلام کے وقت مانگی جانے والی دعاؤں کے قبول نہ ہونے کا سبب بھی بن سکتا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ سختیوں اور مصیبتوں میں اس کی دعا قبول فرمائے تو اسے چاہئے کہ وہ صحت اور کشادگی کی حالت میں کثرت سے دعا کیا کرے۔“^(۳)

لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ راحت میں، آسانی میں، تنگی میں، مشکلات میں اور مصائب و آلام کے وقت الغرض ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کریں اور اس سلسلے میں کافروں کی روش پر چلنے سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مصیبتوں کا سامنا تسلیم و رضا اور صبر و استقلال سے کریں

اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ بندے پر نازل ہونے والی ہر بلا، مصیبت، نعمت، رحمت، تنگی اور آسانی

۱.....مدارک، فصلت، تحت الآیۃ: ۵۱، ص ۱۰۷۹، ملخصاً.

۲.....بنی اسرائیل: ۸۳.

۳.....ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء ان دعوة المسلم مستجابة، ۲۴۸/۵، الحدیث: ۳۳۹۳.

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے تو اگر بندہ مصائب و آلام، مشکلات، تنگیوں، سختیوں اور آسانیوں وغیرہ کا سامنا تسلیم و رضا، صبر و استقلال اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کرے تو وہ ہدایت پانے والوں اور مُقَرَّب بندوں میں سے ہے اور اگر ان کا سامنا کفر کے ساتھ کرے اور مصیبتوں وغیرہ میں شکوہ شکایت کرنا شروع کر دے تو وہ بد بختوں، گمراہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے والوں میں سے ہے۔^(۱)

لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ زندگی میں آنے والی مشکلات وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہیں اور ہر مشکل اور مصیبت میں اچھی طرح صبر کیا کریں۔ حدیثِ قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندے کی طرف اس کے بدن میں، اس کے مال میں یا اس کی اولاد میں کوئی مصیبت بھیجوں، پھر وہ اس مصیبت کا سامنا اچھی طرح صبر کرنے کے ساتھ کرے تو میں قیامت کے دن اس کے لئے میزان نصب کرنے یا اس کا نامہ اعمال کھولنے سے حیا فرماؤں گا۔“^(۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں عافیت نصیب فرمائے اور اگر زندگی میں کوئی مشکل یا مصیبت آئے تو اس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ

فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿۵۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ بھلا بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہے پھر تم اس کے منکر ہوئے تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو دور کی ضد میں ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: بھلا دیکھو کہ اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو پھر تم اس کے منکر بنو تو اس سے بڑھ کر گمراہ

۱..... روح البیان، حم السجدة، تحت الآية: ۵۱، ۲۸۰/۸، ملخصاً.

۲..... مسند شہاب قضاعی، اذا وجهت الی عبد من عبیدی مصیبة... الخ، ۳۳۰/۲، الحدیث: ۱۴۶۲.

کون جو دور کی ضد و مخالفت میں ہے؟

﴿قُلْ: تَمَّ فَرَمَاؤُ﴾ ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ مکہ مکرمہ کے کافروں سے فرما دیں: اگر یہ قرآن پاک اللہ غَوَّجَل کی طرف سے نازل ہوا ہے جیسا کہ میں تم سے یہی بات کہتا ہوں اور قطعی دلائل سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے، پھر تم اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا انکار کرو تو مجھے بتاؤ: اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو دور کی ضد اور حق کی مخالفت میں پڑا ہوا ہے؟^(۱)

سَرِّیْہُمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاَفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِہِمُ حَتّٰی یَتَّبِعِنَ لَہُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط
اَوَلَمْ یَكْفِ بِرَبِّکَ اَنَّهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ ۝۵۳

ترجمہ کنزالایمان: ابھی ہم انھیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپے میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: ابھی ہم انہیں آسمان وزمین کی وسعتوں میں اور خود ان کی ذاتوں میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان کیلئے بالکل واضح ہو جائے گا کہ بیشک وہ ہی حق ہے اور کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں؟

﴿سَرِّیْہُمْ اٰیٰتِنَا﴾ ابھی ہم انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ ابھی ہم کفار قریش کو آسمان وزمین کی وسعتوں میں اور خود ان کی اپنی ذاتوں میں قرآن کریم کی حقائق اور اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے پر دلالت کرنے والی اپنی نشانیاں دکھائیں گے، یہاں تک کہ ان کیلئے بالکل واضح ہو جائے گا کہ بیشک قرآن ہی حق ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور اس میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے، اعمال کا حساب لئے جانے اور ان کے کفر پر انہیں سزا دیئے جانے کا جو بیان ہوا ہے وہ بھی حق ہے اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کیا آپ کے رب غَوَّجَل کا ہر چیز پر گواہ ہونا آپ کی سچائی کے لئے انہیں کافی نہیں؟

①..... جلالین، فصلت، تحت الآیۃ: ۵۲، ص ۴۰۱، مدارک، فصلت، تحت الآیۃ: ۵۲، ص ۱۰۷۹، ملقطاً.

آفاقی نشانوں کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد سورج، چاند، ستارے، نباتات اور حیوان ہیں کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت پر دلالت کرنے والے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ ان نشانوں سے مراد گزری ہوئی اُمّتوں کی اُجڑی ہوئی بستیاں ہیں جن سے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلانے والوں کا حال معلوم ہوتا ہے، اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ ان نشانوں سے مشرق و مغرب کی وہ فتوحات مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور ان کے نیاز مندوں کو عنقریب عطا فرمانے والا ہے۔ کفار کی ذات میں نشانوں سے مراد یہ ہے کہ ان کی ہستیوں میں اللہ تعالیٰ کی صُنعت اور حکمت کے لاکھوں لطائف اور بے شمار عجائبات موجود ہیں جن سے ظاہر ہے کہ ان چیزوں پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی قادر نہیں، یا اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں کفار کو مغلوب کیا اور ان پر قہر نازل کر کے خود ان کے اپنے احوال میں اپنی نشانوں کا مشاہدہ کرا دیا، یا اس سے مراد یہ ہے کہ مکہ مکرمہ فتح فرما کر ان میں اپنی نشانیاں ظاہر کر دیں گے۔^(۱)

اَلَا اِنَّہُمْ فِیْ مَرِیۡۃٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّہُمْ ؕ اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیۡطٌ ۝۵۳

ترجمہ کنزالایمان: سنو انھیں ضرور اپنے رب سے ملنے میں شک ہے سنو وہ ہر چیز کو محیط ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: سن لو! بیشک یہ کافر اپنے رب سے ملنے کے متعلق شک میں ہیں۔ خبردار! وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

﴿اَلَا اِنَّہُمْ فِیْ مَرِیۡۃٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّہُمْ: سن لو! بیشک یہ کافر اپنے رب سے ملنے کے متعلق شک میں ہیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ سن لو! بیشک یہ کافر اپنے رب عزوجل سے ملنے کے بارے میں شک میں ہیں کیونکہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور قیامت کے قائل نہیں ہیں، اسی لئے وہ اس میں غور و فکر کرتے ہیں، نہ اس کا علم رکھتے ہیں اور نہ ہی اس سے ڈرتے ہیں بلکہ وہ ان کے نزدیک ایک باطل چیز ہے جس کی انہیں کوئی پرواہ نہیں حالانکہ قیامت ضرور واقع ہوگی اور اس کے

①.....روح البیان، حم السجدة، تحت الآية: ۵۳، ۸/۲۸۱، جلالین، فصلت، تحت الآية: ۵۳، ص ۴۰۱، خازن، فصلت، تحت الآية: ۵۳، ۸۹/۴، ملقطاً.

واقع ہونے میں کسی طرح کا کوئی شک نہیں ہے۔ انہیں خبردار ہو جانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور قدرت سے ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، کوئی چیز اس کے علم کے احاطے سے باہر نہیں اور اس کی معلومات کی کوئی انتہاء نہیں تو وہ انہیں ان کے کفر اور اپنے رب عزوجل سے ملنے کے متعلق شک کرنے پر سزا دے گا۔^(۱)

شیطان آخرت کے بارے میں شک ڈال کر دھوکہ دیتا ہے

اس آیت میں بیان ہوا کہ کفار آخرت کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں البتہ کچھ مسلمانوں کی عملی حالت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھی آخرت کے بارے میں دھوکے کا شکار ہیں، جیسا کہ امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: شیطان آخرت کے بارے میں شک ڈال کر اس کے ذریعے دھوکہ دیتا ہے اور اس کا علاج یا تو تقلیدی یقین ہے یا باطنی بصیرت و مشاہدہ ہے اور وہ لوگ جو اپنے عقائد اور زبان سے مومن ہیں، جب وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ضائع کر دیتے ہیں، نیک اعمال کو چھوڑ دیتے ہیں اور خواہشات اور گناہوں کا لباس پہن لیتے ہیں تو اس دھوکے میں وہ بھی کفار کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی البتہ مومن کا معاملہ ذرا ہلکا اور آسان ہے کیونکہ اس کا ایمان اسے دائمی عذاب سے محفوظ رکھتا ہے، لہذا وہ جہنم سے نکل جائیں گے اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہو، لیکن دھوکے میں یہ بھی ہیں، انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے لیکن اس کے باوجود وہ دنیا کی طرف مائل ہوئے اور اس کو ترجیح دی اور کامیابی کے لئے محض ایمان کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِنِّي لَعَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
ثُمَّ اهْتَدَىٰ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک میں اس آدمی کو بہت بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا پھر ہدایت پر رہا۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: بیشک اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہے۔

①..... جلالین، فصلت، تحت الآية: ۵۴، ص ۴۰۱، مدارك، فصلت، تحت الآية: ۵۴، ص ۱۰۸۰، ابن كثير، فصلت، تحت الآية: ۵۴، ۱۷۱/۷، خازن، فصلت، تحت الآية: ۵۴، ۹۰/۴، ملتقطاً.

②..... طہ: ۸۲.

③..... اعراف: ۵۶.

پھر نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔^(۱)

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالْعَصْرِ ۱۰ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا
بِالْحَقِّ ۚ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۚ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: زمانے کی قسم۔ بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

تو پورے قرآن پاک میں مغفرت کا وعدہ ایمان اور نیک اعمال سے منسلک ہے صرف ایمان کے ساتھ نہیں۔ تو وہ لوگ بھی دھوکے میں ہیں جو دُنیوی زندگی پر مُطْمَئِن اور خوش ہیں، اس کی لذات میں ڈوبے ہوئے اور اس سے محبت کرنے والے ہیں اور صرف دُنیوی لذات کے فوت ہونے کے خوف سے موت کو ناپسند کرتے ہیں۔^(۳)

اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے اور کثرت سے نیک اعمال کر کے اپنی آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

۱.....بخاری، کتاب الایمان، باب سؤال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان... الخ، ۳۱/۱، الحدیث: ۵۰.

۲.....عصر: ۱-۳.

۳.....احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغرور، بیان ذم الغرور و حقیقتہ و امثلتہ، ۴۶۸/۳-۴۶۹.

سُورَةُ الشُّورَى

سورہ شوریٰ کا تعارف

مقام نزول

جمہور مفسرین کے نزدیک سورہ شوریٰ مکہ ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ایک قول یہ مروی ہے کہ اس سورت کی چار آیتیں مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں، اُن میں سے پہلی آیت ”قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا“ ہے۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 5 رکوع، 53 آیتیں، 860 کلمے اور 3588 حروف ہیں۔^(۲)

”شوریٰ“ نام رکھنے کی وجہ

شوریٰ کا معنی ہے مشورہ، اور یہ لفظ اس سورت کی آیت نمبر 38 میں موجود ہے جس میں مسلمانوں کا یہ وصف بیان کیا گیا کہ ان کا کام ان کے باہمی مشورے سے ہوتا ہے۔ اس مناسبت سے اس کا نام ”سورہ شوریٰ“ رکھا گیا ہے۔

سورہ شوریٰ کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت درست ہونے، لوگوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء و سزا ملنے کی تصدیق کرنے اور اللہ تعالیٰ کی وحی کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔ نیز اس میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں،

(۱)..... اس کی ابتداء میں بیان کیا گیا کہ جس طرح لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و مرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی اسی طرح اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بھی وحی فرمائی۔

①..... خازن، تفسیر سورۃ الشوری، ۹۰/۴۔

②..... خازن، تفسیر سورۃ الشوری، ۹۰/۴۔

(2)..... یہ بیان کیا گیا کہ زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی عظمت و شان یہ ہے کہ اس کی کبریائی کی ہیئت سے آسمان جیسی عظیم مخلوق پھٹنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرتے ہیں اور زمین والوں کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اور مشرکین کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں۔

(3)..... یہ بتایا گیا کہ تمام نبیوں کو ایک ہی حکم دیا گیا اور وہ یہ کہ وہ دین کو صحیح طریقے سے قائم کریں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین پر جس طرح عمل کرنے کا فرمایا گیا ہے، بغیر کسی کمی بیشی کے اسی طرح عمل کریں۔

(4)..... نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ظاہر ہونے کے باوجود ان کی نبوت و رسالت کا انکار کرنے والے کافروں کا رد کیا گیا اور انہیں اس قیامت کے قریب ہونے سے ڈرایا گیا جس کے جلد واقع ہونے کا مشرکین مطالبہ کرتے ہیں اور اہل ایمان اس سے خوفزدہ ہوتے ہیں، نیز قیامت کے دن کے ہولناک عذابات ذکر کئے گئے تاکہ کفار کے دلوں میں ڈر پیدا ہو اور جنتی نعمتوں کے اوصاف بیان کئے گئے تاکہ نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کو عظیم ثواب کی بشارت ملے۔

(5)..... یہ بتایا گیا کہ رزق اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے اور وہ حکمت و مصلحت کے مطابق اپنی مخلوق کو عطا کرتا ہے۔ مزید یہ فرمایا کہ جو صرف دنیا کے لئے عمل کرتا ہے وہ آخرت کی خیر سے محروم رہے گا اور جس نے آخرت کے لئے عمل کئے تو وہ دونوں جہاں کی بھلائیاں پائے گا۔

(6)..... زمین و آسمان اور ان کے درمیان موجود تمام چیزوں کی تخلیق، ان دونوں میں ہر طرح کا تصرف کرنے پر قدرت اور سمندروں میں کشتیوں کو چلانے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیت پر استدلال کیا گیا اور یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی صنعت کے عظیم شاہکار ہیں۔

(7)..... یہ بتایا گیا کہ دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرنے والے وہ لوگ ہیں جو آخرت کے لئے عمل کریں، بے حیائی کے کاموں سے بچیں، بدلہ لینے پر قادر ہونے کے باوجود معاف کر دیں، اپنے رب عز و جل کے احکامات کی پیروی کریں، علم اور معرفت رکھنے والوں سے مشورہ کریں، ظلم اور سرکشی کرنے والوں کو سزا دیں اور مصیبت آنے پر صبر کریں وغیرہ۔

(8)..... جہنم کی ہولناکیاں، اہل جہنم کا نقصان میں ہونا، عذاب دیکھ کر دنیا کی طرف لوٹ جانے کی تمنا کرنا وغیرہ چیزیں بیان کی گئیں تاکہ سب لوگ اچانک آجانے والی قیامت سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی شریعت کی پیروی

کرنے لگ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کر لیں۔

(9)..... اس سورت کے آخر میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی مَشِیَّت کے مطابق اولاد عطا کر دے اور جسے چاہے نہ عطا کرے، نیز وحی کی اقسام اور قرآن پاک کی عظمت و شان بیان کی گئی کہ یہ آخری آسمانی کتاب ہے۔

سورۃ حَمَّ السَّجْدَہ کے ساتھ مناسبت

سورۃ شوریٰ کی اپنے سے ما قبل سورت ”حَمَّ السَّجْدَہ“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں کفار کے عقائد کے بارے میں بحث کی گئی ہے اور انہیں عذاب کی وعید سنائی گئی ہے نیز دونوں سورتوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیت پر زمینی اور آسمانی دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں مسلمانوں کو جنت اور اس کی نعمتوں تک پہنچانے والے دین حق یعنی اسلام پر استقامت کے ساتھ قائم رہنے کی ترغیب دی گئی اور کفار کو جہنم کے ہو لٹناک عذابات تک پہنچانے والے عمل یعنی دین حق سے انحراف کرنے پر ڈرایا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

حَمَّ ۱ عَسَقَ ۲ كَذَلِكَ يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ
اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۳

ترجمہ کنزالایمان: یونہی وحی فرماتا ہے تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف اللہ عزت و حکمت والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: حَمَّ - عَسَقَ - عزت و حکمت والا اللہ تمہاری طرف اور تم سے پہلے لوگوں کی طرف یونہی وحی فرماتا ہے۔

﴿حَمَّ ١ عَسَقَ﴾ ان حروف کا تعلق حروفِ مُقَطَّعات سے ہے، ان کا معنی اور انہیں جدا جدا بیان کرنے کی حکمت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔^(۱)

﴿كُنْ لَكَ: يُونْحَى﴾ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جس طرح آپ سے پہلے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف ہم نے غیبی خبریں وحی فرمائیں اسی طرح آپ کی طرف بھی عزت و حکمت والا اللہ تعالیٰ غیبی خبریں وحی فرماتا ہے۔^(۲)

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اب کوئی نبی نہیں بن سکتا

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ حضور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہاں اُس کا اِس طرح ذکر ہوتا کہ یوں ہی ہم آئندہ نبیوں کی طرف بھی وحی کریں گے اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام چونکہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے کے نبی ہیں لہذا اب ان کا تشریف لانا اس آیت کے خلاف نہیں۔

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ٣

توجہ کنز الایمان: اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی بلندی و عظمت والا ہے۔

توجہ کنز العرفان: اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور وہی بلندی والا، عظمت والا ہے۔

﴿لَهُ: اِی﴾ اسی کا ہے۔ یعنی زمین و آسمان میں موجود تمام چیزوں کا خالق، مالک اور انہیں جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس کی شان بھی بلند ہے اور اس کی ملکیت، قدرت اور حکمت بھی عظیم ہے۔ یاد رہے کہ حقیقی عظمت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس کے اپنے محبوب بندوں کو جو عظمت حاصل ہے یہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔^(۳)



①.....تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیۃ: ۱-۲، ۵۷۵/۹، ملخصاً.

②.....حازن، الشوری، تحت الآیۃ: ۳، ۹۰/۴، مدارک، الشوری، تحت الآیۃ: ۳، ص ۱۰۸۱، ملقطاً.

③.....روح البیان، الشوری، تحت الآیۃ: ۴، ۲۸۷/۸.

تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ
وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۖ إِلَّا إِنْ اللَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ⑤

ترجمہ کنزالایمان: قریب ہوتا ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے شق ہو جائیں اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں۔ سن لو! بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ جائیں اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں۔ سن لو! بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ﴾: قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ جائیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت اور اس کی بلند شان کا یہ عالم ہے کہ اس کی کبریائی کی ہیبت سے آسمان جیسی عظیم الشان مخلوق اپنے اوپر سے پھٹنے کے قریب ہو جاتی ہے، اور فرشتے اپنے رب تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ہر اس چیز سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں اور وہ زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں۔

یہاں زمین والوں سے مراد اہل ایمان ہیں جیسا کہ ایک اور آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا ① ترجمہ کنزالعرفان: اور مسلمانوں کی بخشش مانگتے ہیں۔

اور ایمان والوں کے لئے معافی مانگنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کافر اس لائق نہیں ہیں کہ فرشتے ان کے لئے استغفار کریں، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کافروں کے لئے یہ دعا کریں کہ اے اللہ! غُفْرًا، انہیں ایمان کی توفیق دے کر ان کی مغفرت فرما۔ ②

آیت ”وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے 3 مسئلے معلوم ہوئے،

①.....مومن: ۷.

②.....روح البیان، الشوری، تحت الآية: ۵، ۲۸۷/۸، حازن، الشوری، تحت الآية: ۵، ۹۰/۴، ملتقطاً.

(۱)..... فرشتوں کی شفاعت برحق ہے۔

(۲)..... فرشتوں کو اس شفاعت کا اذن مل چکا ہے اور آج بھی وہ مسلمانوں کی شفاعت کر رہے ہیں، جب فرشتے شفاعت کر رہے ہیں تو پھر حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت میں کیسے تاثر ہو سکتا ہے۔

(۳)..... جب اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو مقبول بندوں کی دعا سے بھی دیتا ہے، جیسا کہ اس آیت سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بخشنا چاہتا ہے تو فرشتوں سے کہہ دیا ہے کہ ان کے لئے بخشش مانگا کرو۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ حَفِیْظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝۶

ترجمہ کنز الایمان: اور جنہوں نے اللہ کے سوا اور والی بنا رکھے ہیں وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور تم اُن کے ذمہ دار نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جنہوں نے اللہ کے سوا (بتوں کو) مددگار بنا رکھا ہے اللہ ان پر نگران ہے اور تم ان کے کاموں پر ذمہ دار نہیں۔

﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ﴾ اور جنہوں نے اللہ کے سوا مددگار بنا رکھے ہیں۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کی قوم کے وہ مشرکین جو اللہ تعالیٰ کی بجائے بتوں کو پوجتے اور انہیں اپنا معبود سمجھتے ہیں، اُن کے تمام اعمال اور افعال اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں، وہ قیامت کے دن انہیں ان کا بدلہ ضرور دے گا، اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کی ذمہ داری بس انہیں ڈرسانا ہے، لہذا آپ سے اُن کے افعال کا مواخذہ نہ ہوگا، آپ انہیں رسالت کی تبلیغ کریں ان سے حساب لینا ہمارے ذمے ہے۔ (۱)

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ

①..... تفسیر طبری، الشُّوْرٰی، تحت الآیۃ: ۶، ۱۲۹/۱۱، حازن، الشُّوْرٰی، تحت الآیۃ: ۶، ۹۱/۴، ملتقطاً.

حَوْلَهَا وَتُنْذِرُ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۖ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۝

توجہ کنزالایمان: اور یونہی ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن وحی بھیجا کہ تم ڈراؤ سب شہروں کی اصل مکہ والوں کو اور جتنے اس کے گرد ہیں اور تم ڈراؤ اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں کچھ شک نہیں ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔

توجہ کنزالعرفان: اور یونہی ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن کی وحی بھیجی تاکہ تم مرکزی شہر اور اس کے ارد گرد رہنے والوں کو ڈرناؤ اور تم جمع ہونے کے دن سے ڈراؤ جس میں کچھ شک نہیں۔ ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔

﴿وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا: اور یونہی ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن کی وحی بھیجی۔﴾ یعنی اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، جس طرح ہم نے آپ کی طرف یہ وحی فرمائی کہ آپ ان مشرکین کے کاموں پر ذمہ دار نہیں اسی طرح ہم نے آپ کی طرف عربی قرآن کی وحی بھیجی تاکہ آپ (بطور خاص) مرکزی شہر مکہ مکرمہ اور اس کے ارد گرد رہنے والوں کو ڈرناؤ اور انہیں قیامت کے دن سے ڈرائیں جس میں اللہ تعالیٰ اولین و آخرین اور آسمان و زمین والوں سب کو جمع فرمائے گا اور اس میں کچھ شک نہیں، اس دن جمع ہونے کے بعد پھر سب اس طرح علیحدہ علیحدہ ہوں گے کہ ان میں سے ایک گروہ جنت میں جائے گا اور ایک گروہ دوزخ میں داخل ہو جائے گا۔^(۱)

قیامت کے دن کو جمع کا دن فرمائے جانے کی وجہ

یہاں آیت میں قیامت کے دن کو ”جمع ہونے کا دن“ فرمایا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ تمام زمین و آسمان والوں کو جمع فرمائے گا جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

①..... تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیة: ۷، ۵۸۰/۹، حازن، الشوری، تحت الآیة: ۷، ۹۱/۴، ملقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: جس دن وہ جمع ہونے کے دن تمہیں اکٹھا کرے گا۔

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ (1)

نیز اس دن روحوں اور جسموں کو جمع کیا جائے گا، ہر عمل کرنے والے اور اس کے عمل کو جمع کیا جائے گا، ظالم اور مظلوم کو جمع کیا جائے گا اس لئے قیامت کے دن کو جمع کا دن فرمایا گیا۔ (2)

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنتیوں اور جہنمیوں کے بارے میں اور ان کی تعداد جانتے ہیں

آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ ”ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں“ اور حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ معلوم ہے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں داخل ہوگا، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک دن رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں دو کتابیں تھیں، آپ نے فرمایا: ”کیا تم ان دو کتابوں کے بارے میں جانتے ہو؟ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ہم آپ کے بتائے بغیر نہیں جانتے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا: ”یہ تمام جہان کے پالنے والے کی طرف سے ایک کتاب ہے جس میں اہل جنت، ان کے آباء و اجداد اور ان کے قبیلوں کے نام لکھے ہوئے ہیں، آخر میں ان کی مجموعی تعداد درج ہے اور اب ان میں کبھی بھی کوئی کمی یا زیادتی نہ ہوگی۔ پھر بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں ارشاد فرمایا ”اس میں اہل جہنم، ان کے آباء و اجداد اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں، آخر میں ان کی مجموعی تعداد لکھی ہوئی ہے اور اب کبھی بھی ان میں کمی یا زیادتی نہ ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اگر ہمارا انجام لکھا جا چکا ہے تو اب ہمیں عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”سیدھی راہ چلو اور میانہ روی اختیار کرو کیونکہ جنتی کا خاتمہ جنت میں جانے والوں کے اعمال پر ہوگا اگرچہ وہ (زندگی بھر) کیسا ہی عمل کرتا رہا ہو اور جہنمی کا خاتمہ جہنم میں جانے والوں کے اعمال پر ہوگا اگرچہ وہ (زندگی بھر) کیسا ہی عمل کرتا رہے، پھر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھوں

①.....تغابین: ۹.

②.....تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیة: ۷، ۵۸۰/۹.

سے اشارہ فرمایا اور ان کتابوں کو رکھ دیا اور فرمایا ”تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے بندوں کی تقدیر کو مکمل کر دیا (ان میں سے) ایک جماعت جہنمی ہے اور ایک دوزخ میں جائے گی۔“ (۱)

حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علم کی تابندہ دلیل

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام جہنمیوں اور جہنمیوں، ان کی ولدیت، ان کے قبائل حتیٰ کہ ان کی تعداد بھی جانتے ہیں۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہر جہنمی و دوزخی کا تفصیلی علم بخشا، ان کے باپ، دادوں، قبیلوں اور اعمال پر مُطَّلَع کیا، یہ حدیث حضور (صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے علم کی تابندہ دلیل ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ (۲)

وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُدْخِلُ مَنْ يَّشَاءُ فِی رَحْمَتِہٖ ط وَالظَّالِمُوْنَ مَا لَہُمْ مِنْ وَّلٰیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝۸

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک دین پر کر دیتا لیکن اللہ اپنی رحمت میں لیتا ہے جسے چاہے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ مددگار۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن اللہ اپنی رحمت میں داخل فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور ظالموں کیلئے نہ کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔

﴿وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک دین پر کر دیتا۔ ﴿لَعِنِ﴾ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام لوگوں کو دنیا میں ایک ہی گروہ بنا دیتا کہ سب ہدایت یافتہ ہوتے یا سبھی گمراہ ہوتے، لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی

①.....ترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء انّ اللہ کتب کتاباً لاهل الجنة... الخ، ۵۵/۴، الحدیث: ۲۱۴۸.

②.....مراۃ المناجیح، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر، الفصل الثانی، ۱۰۳/۱، تحت الحدیث: ۸۹۔

جنت میں داخل فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے (اس کے مستحق ہونے کی وجہ سے) عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں چاہا کہ سب کو ایک ہی گروہ بنا دے بلکہ انہیں دو گروہ بنایا اور ان دو گروہوں میں جو کافروں کا گروہ ہے اس کا کوئی دوست نہیں جو ان سے عذاب دور کر سکے اور نہ ان کا کوئی مددگار ہے جو ان سے عذاب روک سکے۔^(۱)

گناہگار مسلمانوں کے لئے قیامت کے دن مددگار ہوں گے

علامہ احمد صاوی دَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”اس آیت میں ظالم سے مراد کفار ہیں اور جو لوگ کفر کے علاوہ دیگر گناہوں میں مشغول ہو کر اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں تو ان کے لئے مددگار ہوں گے جو ان سے عذاب دور کریں گے، کیونکہ حدیث پاک میں ہے، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میری شفاعت میری امت میں سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔“^(۲)

أَمَّا تَخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۚ قَالَ اللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ
وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝٩

ترجمہ کنزالایمان: کیا اللہ کے سوا اور والی ٹھہرا لیے ہیں تو اللہ ہی والی ہے اور وہ مُردے جلائے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا کافروں نے اللہ کے سوا مددگار ٹھہرا لیے ہیں تو اللہ ہی مددگار ہے اور وہ مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

﴿أَمَّا تَخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ﴾: کیا کافروں نے اللہ کے سوا مددگار ٹھہرا لیے ہیں۔ ﴿يَحْيِي﴾: یعنی کیا کفار نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنا مددگار بنالیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی (حقیقی) مددگار نہیں، اگر انہوں نے کسی کو اپنا مددگار

①..... روح البیان، الشوری، تحت الآیة: ۸، ۲۹۰/۸، حازن، الشوری، تحت الآیة: ۸، ۹۱/۴، ملتقطاً.

②..... صاوی، الشوری، تحت الآیة: ۸، ۱۸۶/۵، ملخصاً، ترمذی، کتاب صفة القيامة... الخ، ۱۱- باب منه، ۱۹۸/۴،

الحدیث: ۲۴۴۳.

بنانے کا ارادہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی اس بات کا حق دار نہیں کہ اسے مددگار بنایا جائے کیونکہ وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر شے پر قادر ہے اور جس کی یہ شان ہے وہی اس بات کا حق دار ہے کہ اسے مددگار بنایا جائے جبکہ یہ بت تو خود عاجز ہیں اور ان میں کسی طرح کی کوئی قدرت نہیں تو پھر ان کی یہ اوقات کہاں ہے کہ انہیں مددگار تسلیم کیا جائے۔^(۱)

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ الْأُنْيَبُ ①

ترجمہ کنزالایمان: تم جس بات میں اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے یہ ہے اللہ میرا رب میں نے اس پر بھروسہ کیا اور میں اس کی طرف رجوع لاتا ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: (اور اے لوگو!) تم جس بات میں اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔ یہ اللہ میرا رب ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾ تم جس بات میں اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح نبی کریم ﷺ کو اس بات سے منع فرمایا کہ وہ کفار کو ایمان قبول کرنے پر مجبور نہ کریں اسی طرح ایمان والوں کو کفار کے ساتھ اختلافات میں پڑنے سے منع فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تم دین کی باتوں میں سے جس بات میں کفار کے ساتھ اختلاف کرو تو ان سے یہ کہہ دو کہ اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، وہ قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ اور اپنے حبیب ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ ان مشرکین سے فرمادیں کہ ”یہ اللہ عزوجل میرا رب ہے جو اختلاف کرنے والوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا، میں نے اپنے تمام امور میں اسی پر بھروسہ کیا اور میں ہر کام میں اسی کی

①..... مدارك، الشورى، تحت الآية: ٩، ص ١٠٨٢-١٠٨٣، حازن، الشورى، تحت الآية: ٩، ٩١/٤، تفسير كبير، الشورى، تحت الآية: ٩، ٥٨١/٩، ملقطاً.

طرف رجوع کرتا ہوں۔ (۱)

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَمِنَ
الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذُرُّكُمْ فِيْهِ ط لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ
السَّمِيعُ الْبَصِيْرُ ۝۱۱

ترجمہ کنزالایمان: آسمانوں اور زمین کا بنانے والا تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے
اس سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتاد کیھتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے، اس نے تمہارے لیے تم میں سے جوڑے بنائے اور چوپایوں
سے جوڑے بنائے۔ اس (جوڑے) سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے، اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾: وہ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾: اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور ان کے
درمیان موجود تمام چیزوں کو بنانے والا ہے اور اس نے اپنے فضل سے تم پر احسان کرتے ہوئے تمہارے لیے تمہاری جنس
میں سے جوڑے بنائے اور چوپایوں سے بھی نر و مادہ کے جوڑے بنائے۔ ان جوڑوں سے وہ تمہاری نسل پھیلاتا ہے اور
ان جوڑوں کو پیدا کرنے والے خالق جیسا کوئی نہیں کیونکہ وہ کیلتا اور بے نیاز ہے اور وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ (۲)

لَهُۥ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ
وَيَقْدِرُ ط اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۲

۱..... تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیہ: ۱۰، ۵۸۱/۹، خازن، الشوری، تحت الآیہ: ۱۰، ۹۱/۴، تفسیر طبری، الشوری،
تحت الآیہ: ۱۰، ۵۰۶/۲۱، ملقطاً.

۲..... ابن کثیر، الشوری، تحت الآیہ: ۱۱، ۱۷۷/۷-۱۷۸.

ترجمہ کنزالایمان: اُسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں روزی وسیع کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ فرماتا ہے بے شک وہ سب کچھ جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کی ملک ہیں، وہ جس کے لیے چاہتا ہے روزی وسیع کرتا ہے اور تنگ فرماتا ہے۔ بیشک وہ سب کچھ خوب جاننے والا ہے۔

﴿لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾: آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے لیے ہیں۔ ﴿﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ آسمان و زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں خواہ وہ بارش کے خزانے ہوں یا رزق کے یا زمین سے نکلنے والے جواہرات وغیرہ کے، سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، جبکہ بتوں کو ان میں سے کسی چیز پر کوئی ملکیت حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے مطابق جس کے لیے چاہتا ہے روزی وسیع کرتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ فرماتا ہے کیونکہ وہ مالک ہے اور رزق کی چابیاں اسی کے دستِ قدرت میں ہیں، جبکہ بتوں کا حال ایسا نہیں ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ خوب جاننے والا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس کی حکمت کے مطابق کس کو مال دیا جائے اور کس کو نہ دیا جائے، جبکہ بتوں کی یہ اوقات نہیں کہ وہ ایسا کر سکیں، تو پھر ان عاجز، بے بس اور جامد بتوں کو معبود ہونے میں اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دے دینا کس طرح روا ہو سکتا ہے؟^(۱)

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا
تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الشُّرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۗ اللَّهُ

1.....جلالین مع صاوی، الشوری، تحت الآیة: ۱۲، ۱۸۶۵/۵، خازن، الشوری، تحت الآیة: ۱۲، ۹۲/۴، تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیة: ۱۲، ۵۸۶/۹، ملقطاً.

يَجْتَبِى إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِى إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ﴿١٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: تمہارے لیے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو دیا اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ دین ٹھیک رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو مشرکوں پر بہت ہی گراں ہے وہ جس کی طرف تم انھیں بلاتے ہو اور اللہ اپنے قریب کے لیے چن لیتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اُسے جو رجوع لائے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا ہے جس کی اس نے نوح کو تاکید فرمائی اور جس کی ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی اور جس کی ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو تاکید فرمائی کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ مشرکوں پر یہ دین بہت بھاری ہے جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو اور اللہ اپنی طرف چن لیتا ہے جسے چاہتا ہے اور جو رجوع کرتا ہے اسے اپنی طرف ہدایت دیتا ہے۔

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا﴾ اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا ہے جس کی اس نے نوح کو تاکید فرمائی۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ! حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک جتنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے سب کے لئے ہم نے دین کا ایک ہی راستہ مقرر کیا اور اس میں وہ سب متفق ہیں، وہ راستہ یہ ہے کہ دین اسلام کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ میں نے تمہارے لئے بھی یہی راستہ مقرر کیا ہے لہذا تم اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی فرمانبرداری، اُس پر اور اس کے رسولوں پر، اس کی کتابوں پر، روز جزا پر اور باقی تمام ضروریات دین پر ایمان لانا اپنے اوپر لازم کرو کیونکہ یہ امور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امتوں کے لئے یکساں لازم ہیں۔^(۱)

خلاصہ یہ ہے کہ دین کے اصول میں تمام مسلمان خواہ وہ کسی زمانے یا کسی امت کے ہوں، یکساں ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ احکام میں امتیں اپنے احوال اور خصوصیات کے اعتبار سے جدا گانہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

①..... تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیۃ: ۱۳، ۵۸۷/۹، مدارک، الشوری، تحت الآیۃ: ۱۳، ص ۱۰۸، ملقطاً.

ارشاد فرمایا:

لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَا جَا (۱)

ترجمہ کنزالعرفان: ہم نے تم سب کے لیے ایک ایک

شریعت اور راستہ بنایا ہے۔

زیر تفسیر آیت میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلے ذکر کرنے کی حکمت یہ ہے کہ آپ صاحب شریعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سب سے پہلے نبی ہیں اور یہاں صرف ان پانچ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اس لئے فرمایا کہ ان کا رتبہ دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑا ہے، یہ اُولُو الْعِزْم ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی ایک مستقل شریعت ہے۔ (۲)

﴿وَلَا تَتَقَرَّبُوا فِيهِ﴾ اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ ﴿﴾ اس آیت میں تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کو بھی غلط عقائد اپنا کر دین میں پھوٹ ڈالنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ (۳) اور سابقہ امتوں میں سے یا اس امت میں سے جنہوں نے اس ممانعت پر عمل نہیں کیا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا لَّسْتُ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۖ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يَنْبِئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (۴)

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین

کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور خود مختلف گروہ بن گئے اے

حبیب! آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ صرف اللہ

کے حوالے ہے پھر وہ انہیں بتادے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح عقائد اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

نوٹ: دین میں تفرقہ بازی کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے سورہٴ انعام، آیت نمبر ۱۵۹ کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ﴾: مشرکوں پر یہ دین بہت بھاری ہے جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو۔ ﴿﴾

۱..... مائدہ: ۴۸ .

۲..... جلالین مع صاوی، الشوری، تحت الآیة: ۱۳، ۱۸۶۵/۵-۱۸۶۶.

۳..... ابوسعود، الشوری، تحت الآیة: ۱۳، ۵۲۳/۵، ملخصاً.

۴..... انعام: ۱۵۹.

یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ مشرکوں کو تو حید اختیار کرنے اور بتوں کی عبادت چھوڑ دینے کی جو دعوت دیتے ہیں یہ ان پر بہت بھاری ہے اور وہ اسے بہت بعید جانتے ہیں جیسا کہ ان کی اس بات سے ظاہر ہے:

أَجْعَلِ الْاِلٰهَةَ الْهَآوَاۡحِدَاۡٓ اِنَّ هٰذَا الشَّیْءُ عَجَابٌ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: کیا اس نے بہت سارے خداؤں کو ایک خدا کر دیا؟ بیشک یہ ضرور بڑی عجیب بات ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنے دین کے لئے چن لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا اور اس کی فرمانبرداری قبول کرتا ہے اسے اپنی طرف ہدایت دیتا ہے۔ (۲)

وَمَا تَفَرَّقُوا۟ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَعِيَابِيْنَهُمْ ۚ وَلَوْ اَنَّ كَلْبَةَ
سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
اُوْرِثُوْا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ۝۱۲

ترجمہ کنز الایمان: اور انھوں نے پھوٹ نہ ڈالی مگر بعد اس کے کہ انھیں علم آچکا تھا آپس کے حسد سے اور اگر تمہارے رب کی ایک بات گزر نہ چکی ہوتی ایک مقرر میعاد تک تو کب کا ان میں فیصلہ کر دیا ہوتا اور بے شک وہ جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے وہ اس سے ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور انہوں نے پھوٹ نہ ڈالی مگر اپنے پاس علم آ جانے کے بعد اپنے باہمی حسد کی وجہ سے اور اگر تمہارے رب کی طرف سے ایک مقررہ مدت تک کی بات نہ گزر چکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور بیشک وہ لوگ جو ان کے بعد کتاب کے وارث بنائے گئے وہ اس (قرآن) کے متعلق ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں۔

﴿وَمَا تَفَرَّقُوا۟ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ﴾ اور انہوں نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد ہی پھوٹ ڈالی۔ ﴿اس

①..... ص: ۵.

②..... ابو سعود، الشوری، تحت الآیة: ۱۳، ۵۲/۵، حازن، الشوری، تحت الآیة: ۱۳، ۹۲/۴، ملقطاً.

آیت میں اہل کتاب کا حال بیان کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد جو دین میں اختلاف ڈالا کہ کسی نے توحید اختیار کی اور کوئی کافر ہو گیا، وہ اس سے پہلے جان چکے تھے کہ اس طرح اختلاف کرنا اور فرقہ فرقہ ہو جانا گمراہی ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے آپس کے حسد کی وجہ سے، ریاست و ناحق کی حکومت کے شوق میں اور نفسانی حُمیت کے ابھارنے پر یہ سب کچھ کیا، اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ اپنے اس عمل کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو چکے تھے لیکن اگر تمہارے رب غَزَّوَجَلَّ کی طرف سے قیامت کے دن تک ان سے عذاب مؤخر فرمانے کی بات نہ گزر چکی ہوتی تو ان کافروں پر دنیا میں عذاب نازل فرما کر ان کے اور ایمان والوں کے درمیان کب کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

اس آیت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اہل کتاب کو جب سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت کی خبر ملی تو اس وقت انہوں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حسد کی وجہ سے آپس میں پھوٹ ڈالی۔^(۱) ﴿لَقَدْ كَفَرَ سَوْدَةُ مَرْيَمَ﴾ اس کے متعلق ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے کے یہودی اور عیسائی اپنی کتاب پر مضبوط ایمان نہیں رکھتے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ یہودی اور عیسائی اس قرآن کے متعلق شک میں مبتلا ہیں جس شک نے انہیں دھوکے میں ڈالا ہوا ہے۔^(۲)

فَلِذَلِكَ فَادُعْ وَاسْتَقِمُّ كَمَا أَمَرْتُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ
أَمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كُتُبٍ وَأَمَرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اللَّهُ
رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ^ط

①..... مدارك، الشورى، تحت الآية: ١٤، ص ١٠٨٤، جلالين، الشورى، تحت الآية: ١٤، ص ٤٠٢، تفسير كبير، الشورى، تحت الآية: ١٤، ص ٥٨٨/٩، ملقطاً.

②..... مدارك، الشورى، تحت الآية: ١٤، ص ١٠٨٤، بیضاوی، الشورى، تحت الآية: ١٤، ص ١٢٥/٥، خازن، الشورى، تحت الآية: ١٤، ص ٩٣/٤، ملقطاً.

ترجہ کنزالایمان: تو اسی لیے بلاؤ اور ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم ہوا ہے اور ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور کہو کہ میں ایمان لایا اس پر جو کوئی کتاب اللہ نے اتاری اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں اللہ ہمارا تمہارا سب کا رب ہے ہمارے لیے ہمارا عمل اور تمہارے لیے تمہارا کیا کوئی حجت نہیں ہم میں اور تم میں اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف پھرنا ہے۔

ترجہ کنزالعرفان: تو اسی لیے بلاؤ اور ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو اور کہو کہ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے اتاری ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔ اللہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے۔ ہمارے لیے ہمارا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل ہے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف پھرنا ہے۔

﴿قَدْ لِكَ فَادْعُ: تو اسی لیے﴾ (انہیں) بلاؤ۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اُن کفار کے اس اختلاف اور پُر اگندگی کی وجہ سے انہیں توحید اور سچے دین پر متفق ہونے کی دعوت دیں اور آپ (ان کے انکار کی وجہ سے دل تنگ نہ ہوں بلکہ) اس دین پر اور اس دین کی دعوت دینے پر ثابت قدم رہیں جیسا آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے اور ان کی باطل خواہشوں کے پیچھے نہ چلیں اور کہیں کہ میں اُس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں پر ایمان لایا کیونکہ پھوٹ ڈالنے والے بعض کتابوں پر ایمان لاتے تھے اور بعض سے کفر کرتے تھے، جیسا کہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترجہ کنزالعرفان: وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کریں اور کہتے ہیں ہم کسی پر تو ایمان لاتے ہیں اور کسی کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں۔ تو یہی لوگ کپکے کافر ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُکْفِرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ
یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّقَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ
یَقُوْلُوْنَ نُوْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُکْفِرُ بِبَعْضٍ ۚ وَ
یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝۱
اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا (۱)

مزید ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ فرمادیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان تمام چیزوں میں، تمام احوال میں اور ہر فیصلہ میں انصاف کروں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے اور ہم سب اس کے بندے ہیں۔ ہم سے تمہارے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور نہ تم سے ہمارے اعمال کے بارے میں باز پرس ہوگی بلکہ ہر ایک اپنے اپنے عمل کی جزا پائے گا۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں کیونکہ حق ظاہر ہو چکا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا اور فیصلے کے لئے سب کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔^(۱)

وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ
دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝۱۶

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ مسلمان اس کی دعوت قبول کر چکے ان کی دلیل محض بے ثبات ہے ان کے رب کے پاس اور ان پر غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ لوگ جو اللہ کے (دین کے) بارے میں جھگڑتے ہیں اس کے بعد کہ اس (دین) کو قبول کیا جا چکا ہے، ان جھگڑنے والوں کی دلیل ان کے رب کے نزدیک بے بنیاد ہے اور ان پر غضب ہے اور ان کیلئے سخت عذاب ہے۔

﴿وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ﴾ اور وہ لوگ جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔ ﴿إِنْ جَٰہِلُونَ﴾ ان جھگڑنے والوں سے مراد یہودی ہیں، وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو پھر کفر کی طرف لوٹادیں، اس لئے وہ مسلمانوں سے جھگڑا کرتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ ہمارا دین پرانا، ہماری کتاب پرانی اور ہمارے نبی پہلے آئے، اس لئے ہم تم سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان جھگڑنے والوں کی اپنے دین کے حق ہونے پر ہر دلیل ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بے بنیاد ہے اور ان پر ان کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور ان کے لیے آخرت میں ایسا سخت عذاب ہے جس کی حقیقت انہیں معلوم نہیں۔^(۲)

①.....مدارک، الشوری، تحت الآية: ۱۵، ص ۱۰۸۴-۱۰۸۵، خازن، الشوری، تحت الآية: ۱۵، ۹۳/۴، ملقطاً.

②.....مدارک، الشوری، تحت الآية: ۱۶، ص ۱۰۸۵، روح البیان، الشوری، تحت الآية: ۱۶، ۳۰۱/۸، ملقطاً.

اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْبَيِّنَاتِ ۖ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اتاری اور انصاف کی ترازو اور تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہی ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ وہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب کو اتارا اور میزان کو اور تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہی ہو۔

﴿اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ﴾ اللہ وہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اتاری۔ ﴿لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ﴾ یعنی اللہ عزوجل وہی ہے جس نے حق کے ساتھ قرآن پاک نازل کیا جو طرح طرح کے دلائل اور احکام پر مشتمل ہے نیز اس نے اپنی نازل کردہ کتابوں میں عدل کا حکم دیا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ میزان سے تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے۔^(۱) کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حق و باطل کو جانچنے کا معیار ہیں۔

﴿وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ﴾: اور تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہی ہو۔ ﴿اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کا ذکر فرمایا تو مشرکین نے جھٹلانے کے طور پر کہا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور گویا کہ فرمایا گیا ”اللہ تعالیٰ نے تمہیں عدل کرنے اور شریعت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے لہذا تم قرآن پر عمل کرو اور عدل کرو اس سے پہلے کہ تم پر تمہارے حساب اور اعمال کا وزن ہونے کا دن اچانک آجائے۔“^(۲)

دنیا کا باقی رہ جانے والا عرصہ بہت کم ہے

یاد رہے کہ اس دنیا کا جو عرصہ کچھ گزر چکا ہے اس کے مقابلے میں وہ عرصہ بہت کم ہے جو اس دنیا کا باقی رہ گیا

①..... مدارك، الشورى، تحت الآية: ۱۷، ص ۱۰۸۵، روح البيان، الشورى، تحت الآية: ۱۷، ۳۰/۲/۸، ملقطاً.

②..... حازن، الشورى، تحت الآية: ۱۷، ۹۳/۴، مدارك، الشورى، تحت الآية: ۱۷، ص ۱۰۸۵، ملقطاً.

ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ آپ عرفات کے مقام میں ٹھہرے ہوئے تھے، جب سورج غروب ہونے لگا تو آپ نے اس کی طرف دیکھا کہ وہ ڈھال کی مانند ہے، یہ دیکھ کر آپ بہت شدید روئے اور ”اللّٰهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ“ سے لے کر ”الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ“ تک آیات تلاوت فرمائیں۔ آپ کے غلام نے عرض کی ”اے ابو عبد الرحمن! میں آپ کے ساتھ کئی مرتبہ کھڑا ہوا ہوں لیکن کبھی آپ نے اس طرح نہیں کیا (آج آپ اتنا کیوں رورہے ہیں) آپ نے فرمایا ”مجھے تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یاد آگئے، وہ اسی جگہ کھڑے تھے اور ارشاد فرمایا ”اے لوگو! تمہاری اس دنیا میں سے جو گزر چکا ہے اس کے مقابلے میں جو باقی ہے وہ اس طرح ہے کہ جو وقت آج کے دن گزر چکا ہے اور جو باقی ہے۔“ (1)

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”دنیا (کے جانے) اور آخرت (کے آنے) کی مثال اس کپڑے کی طرح ہے جو شروع سے آخر تک پھٹ گیا ہو اور آخر میں ایک دھاگے سے لٹک کر رہ گیا ہو، عنقریب وہ دھاگہ بھی ٹوٹ جائے گا۔“ (2)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے (ابتداء سے لے کر انتہاء تک) پوری دنیا کو تھوڑا بنایا اور اب اس میں سے جو باقی بچا ہے وہ تھوڑے سے بھی تھوڑا ہے اور باقی رہ جانے والے کی مثال اس حوض کی طرح ہے جس کا صاف پانی پی لیا گیا ہو اور (اس کی تہ میں موجود) گدلا پانی باقی رہ گیا ہو۔“ (3)

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی دنیا کی مثال اس بڑے تالاب کی طرح ہے جو پانی سے بھرا ہوا ہو اور اسے انسانوں اور جانوروں کے پانی پینے کے لئے بنایا گیا ہو، پھر پانی پینے والوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا پانی کم ہونا شروع ہو جائے یہاں تک کہ اس کی تہ میں کچھ ہی باقی بچے جس میں جانور لوٹ پوٹ ہوتے ہوں، تو عقلمند انسان کو چاہئے کہ وہ دنیا پر مطمئن نہ ہو اور نہ ہی یہ بات واضح ہو جانے کے بعد دنیا سے دھوکہ

1..... مستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورة حم عسق، اسباب نزول ہاروت و ماروت... الخ، ۲۳۳/۳، الحدیث: ۳۷۰۸.

2..... حلیۃ الاولیاء، ذکر تابعی التابعین، الفضیل بن عیاض، ۱۳۸/۸، الحدیث: ۱۱۶۳۰.

3..... مستدرک، کتاب الرقاق، تمثیل آخر للدنیا، ۴۵۶/۵، الحدیث: ۷۹۷۴.

کھائے کہ یہ بہت جلد زائل ہو جانے والی ہے اور اس کا اچھا حصہ گزر چکا ہے اور موت ضرور آنے والی ہے۔^(۱)

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جن چیزوں (میں مبتلا ہونے) کا میں اپنی امت پر خوف کرتا ہوں ان میں سے زیادہ خوفناک نفسانی خواہش اور لمبی امید ہے۔ نفسانی خواہش بندے کو حق سے روک دیتی ہے اور لمبی امید آخرت کو بھلا دیتی ہے اور یہ دنیا کوچ کر کے جارہی ہے اور یہ آخرت کوچ کر کے آ رہی ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کے طلبگار ہیں، اگر تم یہ کر سکو کہ دنیا کے طلبگار نہ بنو تو ایسا ہی کرو، کیونکہ تم آج عمل کرنے کی جگہ میں ہو جہاں حساب نہیں (اس لئے جو چاہو عمل کرلو) جبکہ کل تم آخرت کے گھر میں ہو گے جہاں عمل نہ ہوگا (بلکہ اعمال کا حساب دینا ہوگا)۔“^(۲)

حضرت شہداء بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ”آگاہ رہو کہ دنیا موجودہ سامان ہے جس سے نیک اور بد سبھی کھاتے ہیں۔ آگاہ رہو کہ آخرت سچا وعدہ ہے جس میں قدرت والا بادشاہ فیصلہ فرمائے گا۔ خبردار! ساری راحت اپنے کناروں سمیت جنت میں ہے اور پوری مصیبت اپنے کناروں سمیت جہنم کی آگ میں ہے۔ خبردار! تم اللہ سے ڈرتے ہوئے نیک عمل کیا کرو (کہ نہ معلوم یہ عمل قبول ہوں یا نہ ہوں) اور یاد رکھو! تم پر تمہارے اعمال پیش کیے جائیں گے تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے وہ اسے دیکھ لے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے وہ اسے دیکھ لے گا۔“^(۳)

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اس باقی رہ جانے والے عرصے کو غنیمت جانتے ہوئے فوری طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیئے ہوئے احکامات پر عمل پیرا ہو جائیں اور جن چیزوں سے ہمیں منع کیا گیا ہے ان سے باز آجائیں اور دنیا کی قلیل زندگی سے دھوکہ کھا کر اپنی آخرت کی نہ ختم ہونے والی زندگی کو خراب نہ کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال میں جلدی کرنے اور تاخیر کی آفت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

يَسْتَعْجِلْ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا

①.....فیض القدیر، حرف الهمزة، ۲/۲۷۹، تحت الحديث: ۱۷۱۰، ملخصاً.

②.....شعب الایمان، الحادی والسبعون من شعب الایمان... الخ، ۷/۳۷۰، الحديث: ۱۰۶۱۶.

③.....سنن الکبری للبیہقی، کتاب الجمعة، باب کیف یستحب ان تكون الخطبة، ۳/۳۰۶، الحديث: ۵۸۰۸.

وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۚ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُسَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اس کی جلدی مچا رہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جنہیں اس پر ایمان ہے وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ بے شک وہ حق ہے سنتے ہو بے شک جو قیامت میں شک کرتے ہیں ضرور دور کی گمراہی میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: قیامت کی جلدی مچا رہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو ایمان والے ہیں وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ بیشک وہ حق ہے۔ سن لو! بیشک قیامت کے بارے میں شک کرنے والے ضرور دور کی گمراہی میں ہیں۔

﴿يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا﴾: قیامت کی جلدی مچا رہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ ارشاد فرمایا کہ قیامت پر ایمان نہ لانے والے اس کے قائم ہونے کی جلدی مچا رہے ہیں کیونکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ قیامت قائم ہونے والی ہی نہیں، اسی لئے وہ مذاق اڑانے کے طور پر جلدی مچاتے ہیں اور ایمان والے ثواب ملنے کی توقع کے باوجود قیامت سے ڈر رہے ہیں اور اس کی ہولناکیوں سے کانپ رہے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ بیشک قیامت حق ہے اور اس کے آنے میں کوئی شک نہیں اسی لئے وہ اس کی تیاری کر رہے ہیں اور اس دن کے لئے نیک اعمال کرنے میں مصروف ہیں۔ سن لو! بیشک قیامت کے بارے میں شک کرنے والے ضرور دور کی گمراہی میں ہیں کیونکہ قیامت قائم کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں۔^(۱)

قیامت پر ایمان رکھنے والے کو چاہئے کہ وہ نیک اعمال کر کے اس دن کی تیاری کرنے میں مصروف رہے۔ حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مکانِ عالیشان میں

①..... مدارك، الشوری، تحت الآية: ۱۸، ص ۱۰۸، ابن کثیر، الشوری، تحت الآية: ۱۸، ۷/۱۸۰، خازن، الشوری، تحت الآية: ۱۸، ۴/۹۳، ملتقطاً.

آپ کے پاس تھا تو ایک شخص نے سوال کیا: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، قیامت کب آئے گی؟ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک وہ ضرور قائم ہوگی تو تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس شخص نے عرض کی: میں نے بہت زیادہ نیک عمل تو نہیں کئے البتہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا ”بے شک تم انہی کے ساتھ ہو گے جن سے تم محبت رکھتے ہو اور تمہیں وہی ثواب ملے گا جس کی تم امید رکھتے ہو۔“ (۱)

اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سوال کرنے والے شخص کو قیامت کے وقت کے بارے میں نہیں بتایا بلکہ اسے قیامت کے دن کی تیاری کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

اللَّهُ طَیِّفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝١٩

ترجمہ کنز الایمان: اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے جسے چاہے روزی دیتا ہے اور وہی قوت و عزت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اللہ اپنے بندوں پر لطف فرمانے والا ہے، جسے چاہتا ہے روزی دیتا ہے اور وہی قوت والا، عزت والا ہے۔

﴿اللَّهُ طَیِّفٌ بِعِبَادِهِ﴾ اللہ اپنے بندوں پر لطف فرمانے والا ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے شمار احسانات کرتا ہے اور اس کے احسانات کے دائرے میں نیک اور بد سبھی داخل ہیں حتیٰ کہ بندے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں میں مشغول رہتے ہیں اس کے باوجود وہ انہیں بھوک سے ہلاک نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی حکمت کے تقاضوں کے مطابق روزی دیتا ہے اور وسعت عیش عطا فرماتا ہے اور اس میں مؤمن اور کافر سبھی داخل ہیں۔ (۲)

رزق کی وسعت اور تنگی حکمت کے مطابق ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو زیادہ اور بعض کو کم رزق عطا فرماتا ہے اور اس وسعت

①.....مسند امام احمد، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ۴/۵۰، الحدیث: ۱۳۳۶۱.

②.....حازن، الشوری، تحت الآية: ۱۹، ۴/۹۳-۹۴.

اور تنگی میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار حکمتیں ہیں۔ اسی سورت میں ایک اور مقام پر اس کی ایک حکمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يُنْزِلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ^ط
 إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ^(۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کیلئے رزق وسیع کر دیتا تو ضرور وہ زمین میں فساد پھیلاتے لیکن اللہ اندازہ سے جتنا چاہتا ہے اتنا دیتا ہے، بیشک وہ اپنے بندوں سے خبردار (ہے، انہیں) دیکھ رہا ہے۔

اور حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ مال داری اُن کے ایمان کی قوت کا باعث ہے اگر میں انہیں فقیر محتاج کر دوں تو اُن کے عقیدے فاسد ہو جائیں اور بعض بندے ایسے ہیں کہ تنگی اور محتاجی ان کے ایمان کی قوت کا باعث ہے، اگر میں انہیں غنی مالدار کر دوں تو اُن کے عقیدے خراب ہو جائیں۔“^(۲)

لہذا جسے رزق میں تنگی کا سامنا ہے وہ یہ نہ سوچے کہ فلاں شخص کو اتنا مال ملا ہے، فلاں کو اتنی دولت عطا ہوئی ہے جبکہ میں رزق کے معاملے میں تنگیوں کا سامنا کر رہا ہوں بلکہ اسے اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ رزق تھوڑا ملنے میں میری ہی بھلائی ہوگی کیونکہ جس چیز میں میری بھلائی ہے اسے میرا رب عَزَّوَجَلَّ بہتر جانتا ہے اور چونکہ رزق دینے والا بھی وہی ہے اس لئے اس کی بارگاہ سے مجھے دوسروں کے مقابلے میں کم رزق ملنے میں یقیناً میری دنیا اور آخرت کا بھلا ہوگا اور اسی میں میرے ایمان کی قیمتی ترین دولت کی حفاظت کا سامان ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دولت ملنے کے بعد میرا دل بدل جائے اور میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مبتلا ہو کر اپنے ایمان کی دولت ضائع کر بیٹھوں اور قیامت کے دن جہنم کے دردناک عذاب میں ہمیشہ کے لئے مبتلا ہو جاؤں۔ ایسا کرنے سے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ پریشان دماغ کو راحت اور بے چین دل کو سکون نصیب ہوگا۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ^ج وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ

۱..... شوری: ۲۷.

۲..... تاریخ بغداد، حرف الالف من آباء الابرہیمین، ۳۰۴۴-ابراہیم بن احمد بن الحسن... الخ، ۶/۱۴۱-۱۵۰.

حَرْثُ الدُّنْيَا نَوْتُهُ مِنْهَا وَمَالُهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ۲۰

تجملہ کنزالایمان: جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اُس کا کچھ حصہ نہیں۔

تجملہ کنزالعرفان: جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اسے اس میں سے کچھ دیدیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ﴾ جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے۔ ﴿اس آیت میں اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عمل کرنے والوں اور ان لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو اپنے اعمال کے ذریعے دُنوی و جاہت اور ساز و سامان کے خواہش مند ہیں۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جسے اپنی نماز، روزہ اور دیگر اعمال سے آخرت کا نفع مقصود ہو تو ہم اسے نیکیوں کی توفیق دے کر، اس کے لئے نیک اعمال اور اطاعت گزاری کی راہیں آسان کر کے اور اس کی نیکیوں کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ جتنا ہم چاہیں بڑھا کر اس کے اُخروی نفع میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جس کا عمل محض دنیا حاصل کرنے کے لئے ہو اور وہ آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو تو ہم اسے دنیا میں سے اُتنا دے دیتے ہیں جتنا ہم نے دنیا میں اس کے لئے مقدّر کیا ہے اور آخرت کی نعمتوں میں اس کا کچھ حصہ نہیں کیونکہ اس نے آخرت کے لئے عمل کیا ہی نہیں۔^(۱)

نیک اعمال سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلبگار اور دنیا کے طلبگار کا حال

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے عمل کرے اور ان اعمال سے صرف اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کرنے کی نیت کرے تو اسے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی نوازتا ہے اور آخرت میں بھی اس پر اپنے لطف و کرم کی بارش فرمائے گا اور وہ شخص جو اپنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ و خیرات اور دیگر نیک اعمال سے اللہ تعالیٰ کی رضا

۱..... جلالین مع صاوی، الشوری، تحت الآیة: ۲۰، ۱۸۶۹/۵-۱۸۷۰، خازن، الشوری، تحت الآیة: ۲۰، ۹۴/۴، مدارک، الشوری، تحت الآیة: ۲۰، ص ۱۰۸۶، ملقطاً.

حاصل کرنے کی نیت نہ کرے بلکہ ان اعمال کے ذریعے دنیا میں مال و دولت، عزت و شہرت اور اپنی واہ واہ چاہے تو دنیا میں اسے صرف اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے نصیب میں لکھا ہے اور آخرت میں ان اعمال کے ثواب سے اسے محروم کر دیا جائے گا۔ اسی سے متعلق یہاں تین احادیث بھی ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت زید بن ثابت رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص (صرف) دنیا کی فکر میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے معاملے کو پُر اگندہ کر دیتا ہے اور اس کی تنگ دستی کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اسے دنیا سے صرف اتنا ہی حصہ ملتا ہے جتنا اس کے لئے (پہلے سے) لکھ دیا گیا ہے اور جو شخص آخرت کا قصد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے معاملے کو اکٹھا کر دیتا ہے اور اس کی مال داری کو اس کے دل میں رکھ دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس خاک آلود ہو کر آتی ہے۔“ (۱)

(۲)..... حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے اپنی تمام فکروں کو صرف ایک فکر بنا دیا اور وہ آخرت کی فکر ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی دنیا کی فکر کے لئے کافی ہے اور جس کی فکریں دنیا کے احوال میں مشغول رہیں تو اللہ تعالیٰ کو اس کی پروا نہیں ہوگی کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہو رہا ہے۔“ (۲)

(۳)..... حضرت جبارود رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے آخرت کے عمل کے بدلے دنیا طلب کی تو اس کا چہرہ بگاڑ دیا جائے گا، اس کا ذکر مٹا دیا جائے گا اور جہنم میں اس کا نام لکھ دیا جائے گا۔“ (۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

أَمْلَهُمْ شُرَكَوْا شَرُّهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ط وَلَوْ لَا
كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ط وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۲۱

①..... ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الھم بالدنیا، ۴/۴۲۴، الحدیث: ۴۱۰۵.

②..... ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الھم بالدنیا، ۴/۴۲۵، الحدیث: ۴۱۰۶.

③..... معجم الکبیر، الجارود بن عمرو بن المعلی... الخ، ۲/۲۶۸، الحدیث: ۲۱۲۸.

تَرْجِبُهُ كُنْزُ الْإِيمَانِ: یا ان کے لیے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے وہ دین نکال دیا ہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہ دی اور اگر ایک فیصلہ کا وعدہ نہ ہوتا تو یہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا اور بیشک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

تَرْجِبُهُ كُنْزُ الْعُرْفَانِ: بلکہ کافروں کے کچھ ساتھی ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کا وہ راستہ مقرر کر دیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ کرنے کی بات (طے) نہ ہوتی تو (یہیں) ان میں فیصلہ کر دیا جاتا اور بیشک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ﴾: یا ان کے لیے کچھ شریک ہیں۔ ﴿وَدُنْيَا﴾ اور آخرت کے اعمال کے بارے میں ایک قانون بیان کرنے کے بعد اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وہ چیز بیان فرمائی ہے جو بدبختی اور گمراہی کی بنیاد ہے۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ کفار مکہ اُس دین کو قبول نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر فرمایا ہے بلکہ کافروں کے کچھ ساتھی ہیں، شیاطین وغیرہ جنہوں نے ان کے لیے کفریہ دینوں میں سے وہ دین انہیں پیش کیا ہے جو شرک اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے انکار پر مشتمل ہے اور یہ دین اللہ تعالیٰ کے دین کے خلاف ہے اور کفار اسی دین کو قبول کئے ہوئے ہیں جس کا انجام تو یہ ہے کہ اگر فیصلہ کرنے کی بات طے نہ ہوتی اور جزا کے لئے قیامت کا دن مُعَيَّن نہ فرما دیا گیا ہوتا تو یہیں ایمان والوں اور کفار میں فیصلہ کر دیا جاتا اور دنیا ہی میں جھٹلانے والوں کو عذاب میں گرفتار کر دیا جاتا اور بیشک آخرت میں ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یاد رہے کہ اس آیت میں ظالموں سے مراد کافر ہیں۔^(۱)

تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ^ط وَالَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَةٍ أَلْبَنٍ^ج لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ
عِنْدَ رَبِّهِمْ^ط ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ^{۲۳}

①.....تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیۃ: ۲۱، ۵۹۲/۹، جلالین، الشوری، تحت الآیۃ: ۲۱، ص ۴۰۳، مدارک، الشوری، تحت الآیۃ: ۲۱، ص ۱۰۸۶، خازن، الشوری، تحت الآیۃ: ۲۱، ۹۴/۴، ملتقطاً.

تَرْجَمَةُ كُنْزِ الْإِيمَانِ: تم ظالموں کو دیکھو گے کہ اپنی کمائیوں سے سہمے ہوئے ہوں گے اور وہ ان پر پڑ کر رہیں گی اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت کی پھولاریوں میں ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس ہیں جو چاہیں یہی بڑا فضل ہے۔

تَرْجَمَةُ كُنْزِ الْعِرْفَانِ: تم ظالموں کو دیکھو گے کہ اپنے کمائے ہوئے اعمال سے ڈر رہے ہوں گے اور ان کی کمائیاں ان پر پڑ کر رہیں گی اور ایمان لانے والے اور اچھے اعمال کرنے والے جنتوں کے پھولوں سے بھرے ہوئے باغات میں ہوں گے۔ ان کے لیے ان کے رب کے پاس وہ تمام چیزیں ہوں گی جو وہ چاہیں گے، یہی بڑا فضل ہے۔

﴿تَتَرَى الظَّالِمِينَ﴾: تم ظالموں کو دیکھو گے۔ ﴿اس آیت میں قیامت کے دن عذاب کے حق داروں اور ثواب پانے والوں کا حال بیان کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ تم قیامت کے دن ظالموں کو اس حال میں دیکھو گے کہ وہ اس اندیشے سے اپنے کفر اور خبیث اعمال سے ڈر رہے ہوں گے کہ اب انہیں ان اعمال کی سزا ملنے والی ہے۔ یہ چاہے ڈریں یا نہ ڈریں، ان کے اعمال کا وبال ان پر ضرور پڑ کر رہے گا اور یہ اس سے کسی طرح بچ نہیں سکتے اور ایمان لانے والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں کا حال یہ ہوگا کہ وہ جنتوں کے نعمتوں سے بھرے ہوئے باغات میں ہوں گے کیونکہ وہ جنت کے سب سے زیادہ پاکیزہ مقام ہیں۔ ان کے لیے ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس وہ تمام چیزیں ہوں گی جو وہ چاہیں گے اور تھوڑے عمل پر یہی بڑا فضل ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ فاسق و فاجر مسلمان بھی (اپنے اعمال کی سزا پانے کے بعد یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کے بغیر ہی بخش دیئے جانے کے بعد) جنت میں جائیں گے البتہ وہاں ان کے مقام میں فرق ہوگا کہ اچھے اعمال کرنے والے مسلمان پھولوں سے بھرے ہوئے باغات میں ہوں گے اور ان کے علاوہ مسلمان جنت کے دیگر حصوں میں ہوں گے۔^(۱)

ذٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللّٰهَ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ط

①.....تفسیر کبیر، الشُّوْرَىٰ، تحت الآیۃ: ۲۲، ۵۹۳/۹، مدارک، الشُّوْرَىٰ، تحت الآیۃ: ۲۲، ص ۸۶، ۱۰، ملقطاً.

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۲۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہ ہے وہ جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قربت کی محبت اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں بے شک اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہی ہے وہ جس کی اللہ اپنے ایمان والے اور اچھے اعمال کرنے والے بندوں کو خوشخبری دیتا ہے۔ تم فرماؤ: میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا مگر قربت کی محبت اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھادیں گے، بیشک اللہ بخشنے والا، قدر فرمانے والا ہے۔

﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾ تم فرماؤ میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾ آپ فرمادیں کہ اے لوگو، میں رسالت کی تبلیغ پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا، (جیسے دوسرے کسی نبی نے تبلیغ دین پر کوئی معاوضہ نہیں مانگا۔) اس کے بعد جداگانہ طور پر نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کفار کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ظلم و ستم کرنے سے باز رکھنے کیلئے فرمایا کہ تمہیں کم از کم میرے ساتھ اپنی قرابت داری یعنی رشتے داری کا خیال کرنا چاہیے، یعنی چونکہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں اور کفار مکہ بھی اپنی مختلف شاخوں کے اعتبار سے قریش سے تعلق رکھتے تھے تو انہیں کہا گیا کہ اگر تم ایمان قبول نہیں بھی کرتے تو کم از کم رشتے داری کا لحاظ کرتے ہوئے ایذا رسانی سے تو باز رہو۔

﴿وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً﴾ اور جو نیک کام کرے۔ ﴿آیت کے اس حصے میں نیک کام کرنے والوں کو بشارت دی جا رہی ہے کہ جو نیک کام کرے گا تو ہم اسے اس جیسے مزید نیک کام کرنے اور ان میں اخلاص کی توفیق عطا کر کے اس کے لیے نیک کام میں مزید خوبی بڑھادیں گے، بیشک اللہ تعالیٰ گناہگاروں کو بخشنے والا اور اپنے اطاعت گزاروں کی قدر فرمانے

(۱) والا ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَإِنْ يَشِإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَى قَلْبِكَ ۖ وَيَكُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَتِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

ترجمہ کنزالایمان: یا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا اور اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر فرمادے اور مٹاتا ہے باطل کو اور حق کو ثابت فرماتا ہے اپنی باتوں سے بے شک وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بلکہ یہ کافر کہتے ہیں: اس نے اللہ پر جھوٹ گھڑ لیا ہے اور اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر (مہر کی) مہر لگا دے اور اللہ باطل کو مٹاتا ہے اور اپنی باتوں کے ذریعے حق کو ثابت فرماتا ہے۔ بیشک وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔

﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا﴾: بلکہ یہ کافر کہتے ہیں: اس نے اللہ پر جھوٹ گھڑ لیا ہے۔ ﴿اس سے پہلے آیت نمبر 3 میں بیان ہوا کہ قرآن مجید وہ کلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف وحی فرمایا ہے اور اب یہاں سے قرآن مجید کے بارے میں کافروں کا ایک اعتراض ذکر کیا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں کفار مکہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کر کے اور قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب بتا کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑ لیا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ کافروں کا یہ قول بہتان ہے کیونکہ اے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر وہ چاہتا تو آپ کے دل پر مہر لگا دیتا یعنی اگر بالفرض آپ جھوٹی بات گھڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کے دل پر مہر لگا دیتا (جس سے قرآن آپ کے سینے سے سلب ہو جاتا اور جب اللہ تعالیٰ نے ایسی مہر نہیں لگائی تو معلوم ہوا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں باندھا بلکہ کفار یہ دعویٰ کرنے میں جھوٹے ہیں) یونہی اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ وہ باطل کو مٹا دیتا اور حق کو اپنے کلام سے ثابت فرماتا ہے، تو اگر بالفرض آپ

1.....روح البیان، الشوری، تحت الآیة: ۲۳، ۸/۳۱۲.

جھوٹے ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور رسوا کر دیتا اور باطل کا پردہ فاش کر دیتا لیکن معاملہ اس کے برخلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قوت اور مدد کے ساتھ آپ کی تائید فرمائی ہے تو یقیناً آپ سچے ہیں اور اس سے بھی معلوم ہوا کہ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جھوٹے نہیں اور اللہ تعالیٰ پر بہتان لگانے والے ہرگز نہیں ہیں، البتہ کافر جھوٹے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ تو دلوں تک کی باتیں جانتا ہے، تو اسے کافروں کے عقائد، اقوال اور احوال سب کی خبر ہے اور وہ انہیں اس کی خوب سزا دے گا۔^(۱)

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ
مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾

توجہ کنز الایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

توجہ کنز العرفان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ﴾ اور وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے۔ ﴿اس آیت میں فرمایا گیا کہ جو لوگ اپنے کفر اور بد اعمالیوں سے توبہ کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا کیونکہ اس کی شان یہ ہے کہ وہ ہر گناہگار کی توبہ قبول فرماتا ہے اگرچہ اس کا گناہ کتنا ہی بڑا ہو اور اس توبہ کی برکت سے اس کے گناہوں سے درگزر فرماتا اور اسے معاف فرما دیتا ہے اور اے لوگو! جو کچھ تم کرتے ہو اسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو وہ تمہارے نیک اعمال پر تمہیں ثواب اور برے اعمال پر سزا دے گا۔

توبہ کی برکت

یاد رہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت اور فضل ہے کہ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور ان کے گناہوں

①.....تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیۃ: ۲۴، ۵۹۶/۹-۵۹۷، البحر المحیط، الشوری، تحت الآیۃ: ۲۴، ۴۹۴/۷، ملتقطاً.

سے درگزر فرماتا ہے اور اس آیت میں توبہ کی قبولیت کا مُدوہ سنا کر گناہ کرنے والوں کو اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ
عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ
التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور خود صدقات (اپنے دستِ قدرت میں) لیتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ راضی ہوتا ہے جیسے کوئی آدمی پر خطر منزل پر ٹھہرے اور اس کے پاس سواری ہو جس کے اوپر کھانے پینے کی چیزیں ہوں چنانچہ وہ اپنا سر رکھ کر سو جاتا ہے اور جب بیدار ہوتا ہے تو اس کی سواری کہیں جا چکی ہوتی ہے، پھر گرمی اور پیاس کی شدت اسے تڑپاتی ہے یا جو اللہ تعالیٰ چاہے (اس کے ساتھ ہوتا ہے)۔ پھر اس نے کہا میں اپنی جگہ کی طرف لوٹ جاتا ہوں چنانچہ وہ لوٹ آتا اور پھر سو جاتا ہے، جب (بیدار ہو کر) سر اٹھاتا ہے تو اس کی سواری پاس ہوتی ہے (تو وہ اس پر خوش ہوتا ہے)۔“ (۲)

اور مسلمانوں کو سچی توبہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً
نَّصُوحًا عَلَىٰ رَبِّكُمْ أَنْ يَغْفِرَ عَنْكُمْ
سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جس کے بعد گناہ کی طرف لوٹنا نہ ہو، قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے مٹا دے اور تمہیں ان باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرے، علماء فرماتے ہیں کہ ہر ایک گناہ سے توبہ واجب ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی بدی اور معصیت سے باز آ جائے اور جو گناہ اس

①..... توبہ: ۱۰۴۔

②..... بخاری، کتاب الدعوات، باب التوبہ، ۴/۱۹۰، الحدیث: ۶۳۰۸۔

③..... تحریم: ۸۔

سے صادر ہوا اس پر نادم ہو اور ہمیشہ گناہ سے بچے رہنے کا پختہ ارادہ کرے اور اگر گناہ میں کسی بندے کی حق تلفی بھی تھی تو اس حق سے شرعی طریقے سے بری الذمہ ہو جائے۔^(۱)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”سچی توبہ اللہ عزوجل نے وہ نفس شی بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالہ کو کافی دوائی ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ شرک و کفر (بھی باقی نہیں رہتے)۔ سچی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ اس کے رب عزوجل کی نافرمانی تھی نادم و پریشان ہو کر فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اس گناہ کے پاس نہ جانے کا سچے دل سے پورا عزم کرے، جو چارہ کار اس کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجالائے مثلاً نماز روزے کے ترک یا غصب، سرقہ (یعنی چوری)، رشوت، ربا (یعنی سود) سے توبہ کی تو صرف آئندہ کے لئے ان جرائم کا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ جو نماز روزے ناغہ کئے ان کی قضا کرے، جو مال جس جس سے چھینا، چرایا، رشوت، سود میں لیا انھیں اور وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو واپس کر دے یا معاف کرائے، پتانہ چلے تو اتنا مال تصدق کر دے اور دل میں نیت رکھے کہ وہ لوگ جب ملے اگر تصدق پر راضی نہ ہوئے اپنے پاس سے انھیں پھیر دوں گا۔^(۲) سود میں لئے گئے مال کے بارے میں یہ بھی اجازت ہوتی ہے کہ جس سے لیا ہے اسے دینے کی بجائے ابتداء میں ہی صدقہ کر دے یعنی سود دینے والے کو لوٹانا ہی ضروری نہیں ہوتا۔^(۳)

﴿وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾ اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ اگر ہم عمل کرتے وقت یہ سوچ لیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہری اور پوشیدہ ہر عمل کو جانتا ہے اور وہ ہمارے تمام کاموں کو دیکھ رہا ہے تو امید ہے کہ کبھی گناہ کرنے کی ہمت نہ کریں۔ اسی سے متعلق ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ^(۴) ترجمہ کنز العرفان: تم جو چاہو کرتے رہو، بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

①.....خازن، الشوری، تحت الآية: ۲۵، ۹۶/۴۔

②.....فتاویٰ رضویہ، کتاب الخطر والاباحۃ، اعتقادیات و سیر، ۱۲۲-۱۲۱/۲۱۔

③.....توبہ سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ”توبہ کی روایات و حکایات“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

④.....حم السجدہ: ۴۰۔

يَعْلَمُ حَآئِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ (۱) ترجمہ کنز العرفان: اللہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے

اور اسے بھی جو سینے چھپاتے ہیں۔

حضرت شعیب حریشیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بندوں سے بے نیاز ہے، وہ انہیں اپنی اطاعت اور (توحید و رسالت پر) ایمان لانے کا حکم دیتا ہے اور ان کے لئے کفر و شرک پر راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ نہ اسے بندوں کی اطاعت و عبادت نفع پہنچاتی ہے اور نہ ہی ان کی نافرمانی سے کوئی نقصان ہوتا ہے اور اے گنہگار انسان! اس نے تجھے اپنی فرمانبرداری کا حکم محض اس لئے دیا اور اپنی نافرمانی سے اس لئے منع فرماتا ہے تاکہ تجھے تیرے یقین کی آنکھ سے اپنی قدرت کا مشاہدہ کرائے اور تیرے لئے تیرے دین اور دنیا کا معاملہ واضح فرما دے، لہذا تو ہر وقت اس کی طرف متوجہ رہ، اس سے ڈر اور اس کی نافرمانی سے بچتا رہ۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو اس بات پر یقین رکھ کہ وہ تو تجھے یقیناً دیکھ رہا ہے۔ نمازوں کی پابندی کر جن کا اس نے تجھے تاکید کی حکم دیا ہے اور سحری کے وقت عاجزی و انکساری سے اس کی بارگاہ میں کھڑا ہو، بے شک وہ تجھ پر اپنی روشن نعمتیں نچھاور فرمائے گا اور تجھے تیرے مقصود تک پہنچا کر تجھ پر احسان فرمائے گا۔ کیا اس نے ماں کے پیٹ کے اندھیروں میں تیری حفاظت نہیں کی اور وہاں اپنے لطف و کرم سے تجھے خوراک مہیا نہیں کی؟..... کیا اس نے تجھے کمزور پیدا کر کے، پھر رزق فراہم کر کے تجھے قوی نہیں کیا؟..... کیا اس نے تیری پیدائش اور پرورش اچھی طرح نہ کی؟..... کیا اس نے تجھے عزت نہیں بخشی اور تیرے ٹھکانے کو معزز نہیں بنایا؟..... کیا تجھے ہدایت اور تقویٰ جیسی عظیم دولت کا الہام نہیں فرمایا؟..... کیا تجھے عقل دے کر ایمان کی طرف تیری رہنمائی نہیں فرمائی؟..... کیا اس نے تجھے اپنی نعمتیں عطا نہیں فرمائیں؟..... کیا اس نے تجھے اپنی فرمانبرداری کا حکم نہیں دیا اور اس کی تاکید نہیں کی اور کیا اس نے تجھے اپنی نافرمانی سے نہیں ڈرایا اور اس سے منع نہیں کیا؟..... کیا اس نے تجھے ندادے کر اپنے در رحمت پر نہیں بلایا؟..... کیا اس نے سحری کے وقت تجھے اپنے مکرم خطاب سے بیدار نہیں کیا اور تجھ سے راز کی باتیں نہ کیں؟..... کیا اس نے تجھ سے آخرت میں کامیابی اور جزا کا وعدہ نہیں فرمایا؟..... کیا تو نے سوال کیا اور دعا کی تو اس نے تیرے سوال کا جواب نہیں دیا اور تیری دعا قبول نہیں کی؟..... جب تو نے مصیبتوں میں مدد مانگی تو کیا اس نے تیری مدد نہیں فرمائی اور تجھے نجات عطا نہیں کی؟..... اور جب تو نے اس کی نافرمانی کی تو کیا اس نے اپنے حلم سے تیری

پردہ پوشی نہیں فرمائی اور تجھے اپنی رحمت سے نہیں ڈھانپا؟..... کیا تو نے کئی مرتبہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے غضب کو دعوت نہیں دی لیکن پھر بھی اس نے تجھے راضی رکھا؟..... تو کیا تجھے یہ زیب دیتا ہے کہ تو گناہوں اور نافرمانیوں سے اس کا سامنا کرے؟ وہ تجھ پر اپنا رزق کشادہ کرتا ہے لیکن تو اس کی نافرمانی میں اضافہ کرتا ہے۔ تو لوگوں سے تو چھپ سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکے گا۔ وہ (تیرے اعمال پر) گواہ اور تجھے دیکھ رہا ہے، تو کب تک تو اپنی گمراہی اور خواہشات کے سمندر میں غرق رہے گا؟ اگر تو نجات چاہتا ہے تو ندامت کی کشتی پر سوار ہو جا اور اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچی توبہ کر کے فائدہ اٹھا۔ اپنے آپ کو اخلاص کے ساحل پر ڈال دے تو وہ تجھے نجات اور خلاصی عطا فرما دے گا۔^(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ط
وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝۲۱

ترجمہ کنزالایمان: اور دعا قبول فرماتا ہے اُن کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور انھیں اپنے فضل سے اور انعام دیتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ایمان والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں کی دعا قبول فرماتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ عطا فرماتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔

﴿وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾: اور ایمان والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے جو ایمان لائیں اور اچھے اعمال کریں اور اپنے فضل سے لوگوں کی طلب سے بڑھ کر انہیں عطا فرماتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔﴾^(۲)

①.....الروض الفائق، المجلس الحادی والاربعون فی مناقب الصالحین رضی اللہ عنہم اجمعین، ص ۲۲۲.

②.....مدارک الشوری، تحت الآیة: ۲۶، ص ۱۰۸۸.

دعا قبول کرنے کے کئی اصول

معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھے اعمال دعا کی قبولیت میں بہت معاون ہیں۔ اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو اچھے اعمال کرنے کی بجائے ہر وقت برے اعمال کرنے میں مصروف رہتے ہیں، اس کے باوجود ان کی زبانیں اس شکوہ سے ترنظر آتی ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی، انہیں چاہئے کہ اگر دعا قبول کروانی ہے تو برے اعمال چھوڑ کر نیک اعمال کرنے میں مصروف ہو جائیں اِنْ شَاءَ اللہ ان کی دعاؤں کی قبولیت بھی ظاہر ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”ایک شخص طویل سفر کرے، اس کے بال اُلجھے اور کپڑے گرد میں اُلٹے ہوئے ہوں، وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے اور اے میرے رب! اے میرے رب! کہے اور اس کا کھانا حرام سے اور پینا حرام سے اور پہننا حرام سے اور پرورش پانی حرام سے، تو اس کی دعا کہاں قبول ہوگی۔“ (۱)

کسی نے حضرت ابراہیم بن ادہم رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں لیکن وہ قبول نہیں ہوتیں؟ آپ رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا ”اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جس کام کا حکم دیا ہے تم وہ نہیں کرتے۔“ (۲)

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُنْزِلُ بِقَدَرٍ
مَا يَشَاءُ ۚ اِنَّهٗ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے لیکن وہ اندازہ سے اُتارتا ہے جتنا چاہے بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے انہیں دیکھتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کیلئے رزق وسیع کر دیتا تو ضرور وہ زمین میں فساد پھیلاتے لیکن اللہ

①.....مسلم، کتاب الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب و تربیتها، ص ۵۰۶، الحدیث: ۶۵ (۱۰۱۵)۔

②.....مدارک، الشوری، تحت الآیة: ۲۶، ص ۱۰۸۸۔

اندازہ سے جتنا چاہتا ہے اتارتا ہے، بیشک وہ اپنے بندوں سے خبردار (ہے، انہیں) دیکھ رہا ہے۔

﴿وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ﴾: اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کیلئے رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے۔ ﴿﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو غریب اور بعض کو مالدار بنانے کی حکمت بیان فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کیلئے رزق وسیع کر دیتا تو وہ ضرور زمین میں فساد پھیلاتے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کا رزق ایک جیسا کر دے تو یہ بھی ہو سکتا تھا کہ لوگ مال کے نشے میں ڈوب کر سرکشی کے کام کرتے اور یہ بھی صورت ہو سکتی تھی کہ جب کوئی کسی کا محتاج نہ ہوگا تو ضروریات زندگی کو پورا کرنا ناممکن ہو جائے گا جیسے کوئی گندگی صاف کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا، کوئی سامان اٹھانے پر راضی نہ ہوگا، کوئی تعمیراتی کاموں میں محنت مزدوری نہیں کرے گا، یوں نظامِ عالم میں جو بگاڑ پیدا ہوگا اسے ہر عقلمند با آسانی سمجھ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے افعال حکمتوں اور مصلحتوں سے خالی نہیں

ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اگرچہ بندوں کی بہتری اور فائدے کے لئے افعال کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے افعال حکمتوں اور مصلحتوں سے خالی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے حال کو جانتا ہے کہ اگر اس پر دنیا کا رزق وسیع کر دیا تو یہ وسعت بندے کے اعمال کو فاسد کر دے گی، اس لئے اس پر رزق تنگ کر دینے میں ہی اسی کی مصلحت اور بہتری ہے، لہذا کسی پر رزق تنگ کر دینے میں اس کی توہین نہیں اور نہ ہی کسی پر رزق کشادہ کر دینا اس کی فضیلت ہے۔ مزید فرماتے ہیں ”تمام معاملات اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہیں، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ اپنے کسی فعل پر جواب دہ نہیں کیونکہ وہ علی الاطلاق مالک ہے۔“^(۱)

امیر، امیری، بیماری اور صحت کی بہت بڑی حکمت

ہم معاشرے میں دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ امیر، کچھ لوگ غریب، کچھ بیمار اور کچھ تندرست ہیں، اس میں یقیناً اللہ تعالیٰ کی بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں، یہاں لوگوں کے احوال میں اس فرق کی ایک بہت بڑی حکمت ملاحظہ ہو، چنانچہ

①.....قرطبی، الشوری، تحت الآية: ۲۷، ۲۱/۸، الجزء السادس عشر، ملخصاً.

حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”بے شک میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی بھلائی مالداری میں ہے، اگر میں انہیں فقیر کر دوں تو اس کی وجہ سے ان کا ایمان خراب ہو جائے گا۔ بے شک میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی بھلائی فقیری میں ہے، اگر میں انہیں مالدار بنا دوں تو اس کی وجہ سے ان کا ایمان خراب ہو جائے گا۔ بے شک میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی بھلائی صحت مندرہنے میں ہے، اگر میں انہیں بیمار کر دوں تو اس بنا پر ان کا ایمان خراب ہو جائے گا۔ بے شک میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ ان کی ایمان کی بھلائی بیمار رہنے میں ہے، اگر میں انہیں صحت عطا کر دوں تو اس کی وجہ سے ان کا ایمان خراب ہو جائے گا۔ میں اپنے علم سے اپنے بندوں کے معاملات کا انتظام فرماتا ہوں، بے شک میں علیم وخبیر ہوں۔“ (۱)

اسی طرح کی ایک حدیث پاک آیت نمبر ۱۷ کی تفسیر میں بھی گزر چکی ہے، ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ لوگوں کی امیری، غریبی، بیماری اور تندرستی حکمت کے عین مطابق ہے اور اخروی اعتبار سے بہت بڑے فائدے کی حامل ہے لہذا جسے اللہ تعالیٰ نے دولت عطا کی اسے چاہئے کہ وہ اس دولت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں خرچ کرے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے غریب رکھا اسے چاہئے کہ وہ اپنی غربت اور تنگدستی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اسی کی بارگاہ سے صبر کرنے کی توفیق مانگے اور آسانی طلب کرتا رہے۔ جو تندرست ہے وہ اس نعمت کو غنیمت جانے اور اپنی جسمانی صحت سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت زیادہ کرنے کا فائدہ اٹھائے، اور جو بیمار ہے وہ بیماری کو اپنے حق میں مصیبت نہ سمجھے بلکہ یہ ذہن بنائے کہ اس بیماری کے ذریعے میری خطائیں معاف ہو رہی ہیں اور میرے ایمان کو تباہی سے بچایا جا رہا ہے اور یہ دونوں چیزیں آخرت کی نہ ختم ہونے والی زندگی میں بہت کام آنے والی ہیں۔ اس سے اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ دل اور دماغ کو راحت نصیب ہوگی۔

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَطَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۖ وَهُوَ

الْوَلِيُّ الْحَيُّدُ ۝ ۲۸

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے کہ مینہ اُتارتا ہے اُن کے نامید ہونے پر اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہی کام بنانے والا ہے سب خوبیوں سراہا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہی ہے جو لوگوں کے نامید ہونے کے بعد بارش اُتارتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہی کام بنانے والا، تعریف کے لائق ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِي يُنْزِلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَطَطُوا: اور وہی ہے جو لوگوں کے نامید ہونے کے بعد بارش اُتارتا ہے۔﴾
یعنی اے لوگو! اللہ وہی ہے جو تمہارے بارش آنے سے نامید ہونے کے بعد آسمان سے بارش نازل فرما کر تمہیں سیراب کرتا ہے اور بارش سے نفع دیتا اور قحط دور فرماتا ہے، وہی اپنے فضل اور احسان سے تمہارے کام بنانے والا ہے اور تمہیں نعمتیں عطا فرمانے میں تعریف کے لائق ہے اور اس کے فرمانبردار بندے اسی کی تعریف کرتے ہیں۔^(۱)

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ دَآبَّةٍ ط
وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذْ يَشَاءُ قَدِيرٌ ۚ ۲۹

ترجمہ کنزالایمان: اور اُس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو چلنے والے ان میں پھیلانے اور وہ ان کے اکٹھا کرنے پر جب چاہے قادر ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور ان میں جو جاندار اس نے پھیلانے ہیں سب اس کی نشانیوں میں سے ہیں اور وہ ان سب کو اکٹھا کرنے پر جب چاہے قادر ہے۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ: اور اس کی نشانیوں سے ہے۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل اور اس کی قدرت کے عجائبات میں سے زمین و آسمان کی پیدائش ہے، کیونکہ یہ دونوں اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے اپنے خالق کی قدرت اور

①.....تفسیر طبری، الشوری، تحت الآیة: ۲۸، ۱۱/۹۴، مدارك، الشوری، تحت الآیة: ۲۸، ص ۱۰۸۸، ملقطاً.

کمالات پر دلالت کرتے ہیں۔ ان نشانیوں کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا
وَزَيَّيْنَاهَا وَمَالَهَا مِنْ فُرُوجٍ ۚ وَالْأَرْضَ
مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رِوَاْسِي وَأَنْثَنَّا فِيهَا
مِنْ كُلِّ ذَوْجٍ بِهَيِّجٍ ۚ تَبْصِرَةً وَذِكْرًا لِّ
كُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ (۱)

مزید ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو زمین پر چلنے والے انسان اور دیگر جاندار پیدا فرمائے ہیں یہ سب بھی اس کی قدرت اور وحدانیت کی نشانیوں میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ جب اور جس وقت چاہے ان سب کو حشر کے لئے اکٹھا کرنے پر قادر ہے۔ (۲)

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔

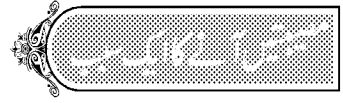
ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہے اور بہت کچھ تو وہ معاف فرما دیتا ہے۔

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ﴾ اور تمہیں جو مصیبت پہنچی۔ ﴿اس آیت میں ان مُكَلَّفِ مومنین سے خطاب ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مومنین کو پہنچتی ہیں اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں، ان تکلیفوں کو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے اور کبھی مومن کی تکلیف اس کے درجات کی بلندی کے

①.....سورة ق: ۶-۸.

②.....جلالین مع صاوی، الشوری، تحت الآية: ۲۹، ۱۸۷۴/۵، ملخصاً.

لئے ہوتی ہے۔



اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر آنے والی مصیبتوں کا ایک سبب ان کا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کرنا ہے، اگر یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہیں تو مصیبتوں سے بچ سکتے ہیں، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”(اے لوگو!) تمہارا رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے ”اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں انہیں رات میں بارش سے سیراب کروں گا، دن میں ان پر سورج کو طلوع کروں گا اور انہیں کڑک کی آواز تک نہ سناؤں گا۔“ (1)

نیز انہیں چاہئے کہ ان پر اپنے ہی اعمال کی وجہ سے جو مصیبتیں آتی ہیں ان میں بے صبری اور شکوہ شکایت کا مظاہرہ نہ کریں بلکہ انہیں اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہوئے صبر و شکر سے کام لیں، ترغیب کے لئے یہاں گناہوں کی وجہ سے آنے والی مصیبتوں سے متعلق اور ان مصیبتوں کے گناہوں کا کفارہ ہونے کے بارے میں 5 احادیث ملاحظہ ہوں، (1)..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بندے کو جو چھوٹی یا بڑی مصیبت پہنچتی ہے وہ کسی گناہ کی وجہ سے پہنچتی ہے اور جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ آيَاتُكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ“۔“ (2)

(2)..... حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”نیک کاموں سے عمر بڑھتی ہے، دعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے اور بے شک آدمی اپنے کسی گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔“ (3)

(3)..... حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لکڑی کی خراش لگنا، قدم کا ٹھوکر کھانا اور رگ کا پھڑکنا کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے

①..... مسند امام احمد، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، ۲۸۱/۳، الحدیث: ۸۷۱۶۔

②..... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الشوری... الخ، ۱۶۹/۵، الحدیث: ۳۲۶۳۔

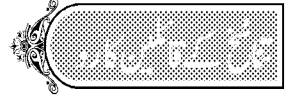
③..... ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، ۳۶۹/۴، الحدیث: ۴۰۲۲۔

وہ اس سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ“۔^(۱)

(۴)..... حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”مومن کو کٹا چھنے یا اس سے بڑی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے یا اس کی ایک خطا مٹا دیتا ہے۔“^(۲)

(۵)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مومن کی بیماری اس کے گناہوں کے لئے کفارہ ہوتی ہے۔“^(۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اطاعت میں مصروف رہنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، مشکلات اور مصائب سے ہماری حفاظت فرمائے اور آنے والی مشکلات پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔



یاد رہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جو کہ گناہوں سے پاک ہیں اور چھوٹے بچے جو کہ مُکَلَّف نہیں ہیں، ان سے اس آیت میں خطاب نہیں کیا گیا، اور بعض گمراہ فرتے جو تناسخ یعنی روح کے ایک بدن سے دوسرے بدن میں جانے کے قائل ہیں وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ چھوٹے بچوں کو جو تکلیف پہنچتی ہے وہ ان کے گناہوں کا نتیجہ ہو اور ابھی تک چونکہ اُن سے کوئی گناہ ہوا نہیں تو لازم آیا کہ اس زندگی سے پہلے کوئی اور زندگی ہوگی جس میں گناہ ہوئے ہوں گے۔ ان کا اس آیت سے اپنے باطل مذہب پر استدلال باطل ہے کیونکہ بچے اس کلام کے مخاطب ہی نہیں جیسا کہ عام طور پر تمام خطابات عقلمند اور بالغ حضرات کو ہی ہوتے ہیں۔^(۴) نیز بالفرض اگر ان لوگوں کی بات کو ایک لمحے کے لئے تسلیم کر لیں تو ان سے سوال ہے کہ بچوں کو تکالیف تو

①..... کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الافعال، الصبر علی البلیا مطلقاً، ۴/۳۰، الجزء الثالث، الحدیث: ۸۶۶۶۔

②..... مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ... الخ، ص ۱۳۹۱، الحدیث: ۴۷ (۲۵۷۲)۔

③..... شعب الایمان، السبعون من شعب الایمان... الخ، فصل فی ذکر ما فی الایمان والامراض... الخ، ۷/ ۱۵۸، الحدیث: ۹۸۳۵۔

④..... خزائن العرفان، الشوری، تحت الآیۃ: ۳۰، ص ۸۹۵، ملخصاً۔

یقینی طور پر آتی ہی ہیں خواہ وہ ان لوگوں کے عقیدے کے مطابق سا تو اس جنم ہو یا پہلا، تو سوال یہ ہے کہ بچوں کے پہلے جنم میں جو تکلیفیں آتی ہیں وہ کون سے گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہیں؟ کیونکہ اس سے پہلے تو کوئی جنم ان کے عقیدے کے مطابق بھی نہیں گزرا ہوتا۔

وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ

وَلَا نَصِيرٌ ۝۳۱

توحید کنزالایمان: اور تم زمین میں قابو سے نہیں نکل سکتے اور نہ اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست نہ مددگار۔

توحید کنزالعرفان: اور تم زمین میں (اللہ کو) بے بس نہیں کر سکتے اور نہ اللہ کے مقابلے میں تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔

﴿وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ﴾ اور تم زمین میں (اللہ کو) بے بس نہیں کر سکتے۔ یعنی جو مصیبتیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں لکھ دی ہیں تم ان سے کہیں بھاگ نہیں سکتے اور نہ ہی ان سے بچ سکتے ہو اور نہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف تمہیں مصیبت اور تکلیف سے بچا سکے۔^(۱) یاد رہے کہ اس آیت میں دعائیں داخل نہیں کیونکہ دعا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کبھی کچھ نہیں کرتی بلکہ اس کی مرضی کے موافق کرتی ہے اور دعا کے نتیجے میں خود خداوند قدوس ہی رحمت فرماتا ہے، یونہی اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں کا معاملہ ہے کہ ان کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ تقدیر بدل دیتا اور بلائیں ٹال دیتا ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تقدیر کو دعا ہی بدل سکتی ہے اور نیکی ہی سے عمر بڑھتی ہے۔“^(۲)

①..... مدارك، الشورى، تحت الآية: ۳۱، ص ۱۰۹۰.

②..... ترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء لا يرد القدر الا الدعاء، ۵/۴، الحديث: ۲۱۴۶.

وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝۳۲

ترجمہ کنزالایمان: اور اُس کی نشانیوں سے ہیں دریا میں چلنے والیاں جیسے پہاڑیاں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور سمندر میں چلنے والی پہاڑوں جیسی کشتیاں اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ﴾ اور اس کی نشانیوں سے ہیں۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ سمندر میں چلنے والی پہاڑوں جیسی بڑی بڑی کشتیاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل اور اس کی قدرت، عظمت اور حکمت کی نشانیوں میں سے ہیں کہ بادیانی کشتیاں ہوا کے ذریعے چلتی اور رکتی ہیں اور ان ہواؤں کو چلانے اور روکنے پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی قدرت نہیں رکھتا اور یہ قدرت والے معبود کے وجود کی دلیل ہے، اور اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ کشتیاں انتہائی وزنی ہوتی ہیں لیکن اپنے بھر پور وزن کے باوجود ڈوبتی نہیں بلکہ پانی کی سطح پر تیرتی جاتی ہیں۔ ان کشتیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر عظیم انعامات کی معرفت بھی حاصل ہوتی ہے، جیسے ان کشتیوں کے ذریعے زمین کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک سامان کی نقل و حمل سے تجارت کے عظیم فوائد حاصل ہوتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ (۱)

إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلُنَ رَأْوَاكَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۝۳۳ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝۳۴ أَوْ يُوقِفُهُمْ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ۝۳۵ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَّحِيصٍ ۝۳۶

ترجمہ کنزالایمان: وہ چاہے تو ہوا تھما دے کہ اس کی پیٹھ پر ٹھہری رہ جائیں بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صابر و شاکر کو۔ یا انہیں تباہ کر دے لوگوں کے گناہوں کے سبب اور بہت کچھ معاف فرما دے۔ اور جان جائیں وہ

۱.....روح البیان، الشوری، تحت الآية: ۳۲، ۳۲/۸، تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآية: ۳۲، ۳۲/۹، ملتقطاً.

جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہ انہیں کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اگر وہ چاہے تو ہوا کو روک دے تو کشتیاں سمندر کی پشت پر ٹھہری رہ جائیں، بیشک اس میں ضرور ہر بڑے صبر کرنے والے، شکر کرنے والے کیلئے نشانیاں ہیں۔ یا (اگر اللہ چاہے تو) ان کشتیوں کو لوگوں کے گناہوں کے سبب تباہ کر دے اور بہت سے گناہوں سے درگزر فرما دے۔ اور ہماری آیتوں میں جھگڑنے والے جان جائیں کہ ان کیلئے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔

﴿إِنْ يَشَاءُ يُسْكِنِ الرِّيحَ﴾: اگر وہ چاہے تو ہوا کو روک دے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس ہوا کو روک دے جو کشتیوں کو چلاتی ہے تو تمام کشتیاں سمندر کی پشت پر ٹھہری رہ جائیں اور چل ہی نہ پائیں، یا اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو مخالف سمت سے ہوا بھیج کر بعض کشتیوں کو اس میں سوار لوگوں کے گناہوں کے سبب غرق کر دے اور بہت سے لوگوں کے گناہوں سے درگزر فرما دے کہ ان پر عذاب نہ کرے اور انہیں ڈوبنے سے محفوظ رکھے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کشتیوں کے چلنے اور رکنے میں ضرور ہر بڑے صبر کرنے والے، شکر کرنے والے کیلئے نشانیاں ہیں۔

یہاں صابر شا کر سے مخلص مومن مراد ہے جو سختی و تکلیف میں صبر کرتا ہے اور راحت و عیش میں شکر اور مقصد یہ ہے کہ مومن بندے پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے دلائل سے کسی طرح غافل نہ ہو کیونکہ مومن بندہ یا تو سختی اور تکلیف میں مبتلا ہوگا یا راحت و عیش میں ہوگا، لہذا اسے چاہئے کہ اگر اس پر سختی اور تکلیف آئے تو وہ صبر کرے اور نعمتیں ملیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ (1)

شکر کے 15 فضائل

یہاں آیت کی مناسبت سے شکر کے 15 فضائل ملاحظہ ہوں:

(1)..... شکر ادا کرتے ہوئے کھانے والے کا اجر صبر کرتے ہوئے روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔ (2)

①..... روح البیان، الشوری، تحت الآیة: ۳۳، ۸/۳۲۴، تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیة: ۳۳، ۶۰۲/۹، حازن، الشوری،

تحت الآیة: ۳۳، ۹۸/۴، مدارک، الشوری، تحت الآیة: ۳۳، ص ۱۰۹، ملقطاً.

②..... مستدرک، کتاب الاطعمة، الطاعم الشاکر مثل الصائم الصابر، ۱۸۸/۵، الحدیث ۷۲۷۷.

- (2)..... اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو اس کا صلہ دے گا۔⁽¹⁾
- (3)..... شکر کرنے سے بندہ عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔⁽²⁾
- (4)..... شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔⁽³⁾
- (5)..... اللہ تعالیٰ اپنی حمد و شکر کئے جانے کو پسند فرماتا ہے۔⁽⁴⁾
- (6)..... شکر کرنے والا دل بندے کے ایمان پر مددگار ہے۔⁽⁵⁾
- (7)..... شکر گزار دل دین و دنیا کے اُمور پر مددگار ہے۔⁽⁶⁾
- (8)..... عطا پر شکر کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔⁽⁷⁾
- (9)..... وہ خیر جس میں کوئی شر نہیں، عافیت کے ساتھ شکر کرنا ہے۔⁽⁸⁾
- (10)..... آسانی میں شکر کرنے والا زاہد ہے۔⁽⁹⁾
- (11)..... شکر ایمان کا نصف حصہ ہے۔⁽¹⁰⁾
- (12)..... اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔⁽¹¹⁾
- (13)..... قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے افضل ترین بندے وہ ہوں گے جو بہت شکر گزار ہوں گے۔⁽¹²⁾
- (14)..... شکر ادا کرنے سے بندہ زوالِ نعمت سے بچ جاتا ہے۔⁽¹³⁾
- (15)..... جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کی عمر دراز کر دیتا اور انہیں شکر کا الہام

1..... ال عمران: ۱۴۴۔

2..... النساء: ۱۴۷۔

3..... سورة ابراهيم: ۷۔

4..... معجم الكبير، الاسود بن شریع المجاشعی، ۲۸۳/۱، الحديث: ۸۲۵۔

5..... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة التوبة، ۶۵/۵، الحديث: ۳۱۰۵۔

6..... شعب الایمان، الثالث والثلاثون من شعب الایمان... الخ، ۱۰۴/۴، الحديث: ۴۴۳۰۔

7..... شعب الایمان، الثالث والثلاثون من شعب الایمان... الخ، ۱۰۵/۴، الحديث: ۴۴۳۲۔

8..... شعب الایمان، الثالث والثلاثون من شعب الایمان... الخ، ۱۰۶/۴، روایت نمبر: ۴۴۳۶۔

9..... شعب الایمان، الثالث والثلاثون من شعب الایمان... الخ، ۱۰۶/۴، روایت نمبر: ۴۴۳۸۔

10..... شعب الایمان، الثالث والثلاثون من شعب الایمان... الخ، ۱۰۹/۴، روایت نمبر: ۴۴۴۸۔

11..... ابن عساکر، محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبید اللہ بن ہمام... الخ، ۱۶/۵۴۔

12..... معجم الكبير، عبد الرحمن بن مرق العجلی عن مطرف، ۱۲۴/۱۸، الحديث: ۲۵۴۔

13..... مسند الفردوس، باب الحاء، ۱۵۵/۲، الحديث: ۲۷۸۳۔

فرماتا ہے۔ (۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں اپنا شکر ادا کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، امین۔
﴿وَيَعْلَمُ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آلِئِنَّا: اور ہماری آیتوں میں جھگڑنے والے جان جائیں۔﴾ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو لوگوں کو سمندر میں غرق کر دے اور قرآن پاک کو جھٹلانے والے جان جائیں کہ ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ (۲)

فَمَا أُوتِيتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَأْسِهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: تمہیں جو کچھ ملا ہے وہ جتنی دنیا میں برتنے کا ہے اور وہ جو اللہ کے پاس ہے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ان کے لیے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو (اے لوگو!) تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے وہ دنیوی زندگی کا ساز و سامان ہے اور وہ جو اللہ کے پاس ہے وہ ایمان والوں اور اپنے رب پر بھروسہ کرنے والوں کیلئے بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

﴿فَمَا أُوتِيتُمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾: تو تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے۔ ﴿اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا، اس پر عرب کے لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملامت کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تمہیں جو کچھ دُنیوی مال و اسباب دیا گیا ہے وہ آخرت کا زور دارہ نہیں بلکہ صرف چند روز کی دُنیوی زندگی کا ساز و سامان ہے اور یہ ہمیشہ باقی نہیں رہے گا، جبکہ جو اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ ایمان والوں اور اپنے رب غَوَّجَلْ پر بھروسہ کرنے والوں کیلئے بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ (۳)



①.....مسند الفردوس، باب الف، ۲۴۶/۱، الحدیث: ۹۵۳.

②.....جلالین، الشوری، تحت الآیة: ۳۵، ص ۴۰۴، حازن، الشوری، تحت الآیة: ۳۵، ۹۸/۴، ملقطاً.

③.....مدارک، الشوری، تحت الآیة: ۳۶، ص ۱۰۹۰، جلالین، الشوری، تحت الآیة: ۳۶، ص ۴۰۴، ملقطاً.

مردان کی جنس کے مقابلے میں اجرو ثواب ہی بہتر ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دُنْیوی مال و دولت، شان و شوکت اور ساز و سامان کے مقابلے میں اُخروی اجر و ثواب ہی بہتر ہے اور ہر مسلمان کو اسی کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس سے متعلق ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أُوْتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ
أَفَلَا تَعْقِلُونَ (1)

ترجمہ کنز العرفان: اور (اے لوگو!) جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے تو وہ دُنْیوی زندگی کا ساز و سامان اور اس کی زینت ہے اور جو (ثواب) اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں؟

اور ارشاد فرمایا:

رُزِقَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ
وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ
وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ
وَالْأَنْعَامِ ۚ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَبَٰدِ ۚ قُلْ أَوْتِيتُكُمْ
بِخَيْرٍ مِّنْ ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ
جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ
وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (2)

ترجمہ کنز العرفان: لوگوں کے لئے ان کی خواہشات کی محبت کو آراستہ کر دیا گیا یعنی عورتوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے ڈھیروں اور نشان لگائے گئے گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتوں کو (ان کے لئے آراستہ کر دیا گیا۔) یہ سب دُنْیوی زندگی کا ساز و سامان ہے اور صرف اللہ کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔ (اے حبیب!) تم فرماؤ، کیا میں تمہیں ان چیزوں سے بہتر چیز بتا دوں؟ (سنو، وہ یہ ہے کہ) پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان کیلئے) پاکیزہ بیویاں اور اللہ کی خوشنودی ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

اور اُخروی ثواب اور انعامات حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لِيُثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَمَلُونَ^(۱) ترجمہ کنز العرفان: ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے

والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اُخروی نعمتوں کی اہمیت کو سمجھنے اور ان نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرنے کی

توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ
يَغْفِرُونَ^{ج ۳۷}

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے معاف کر دیتے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور (ان کیلئے) جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں اور جب انہیں غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ﴾: اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں۔ ﴿یعنی اجر و ثواب ان کیلئے بھی ہے جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں۔ کبیرہ گناہ وہ ہے جس کے کرنے پر دنیا میں حد جاری ہو جیسے قتل، زنا اور چوری وغیرہ یا اس پر آخرت میں عذاب کی وعید ہو جیسے غیبت، چغل خوری، خود پسندی اور ریاکاری وغیرہ۔ بے حیائی کے کاموں سے وہ تمام کام اور باتیں مراد ہیں جو معیوب اور فتنج ہوں۔^(۲)

کبیرہ گناہوں سے بچنے والے کا ثواب

اس آیت میں کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچنے والوں کے لئے قیامت کے دن اجر و ثواب

①..... صفات: ۶۱۔

②..... روح البیان، الشوری، تحت الآیة: ۳۷، ۳۲۸/۸، خازن، الشوری، تحت الآیة: ۳۷، ۹۸/۴، ملخصاً۔

کی بشارت سنائی گئی ہے۔ کبیرہ گناہوں سے بچنے والوں کے بارے میں ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلَكُمْ مُدْخَلَ كَرِيمٍ (۱)
ترجمہ کنز العرفان: اگر کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے دوسرے گناہ بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

اور حضرت ابوالیوب انصاری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا، نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، رمضان کے روزے رکھے اور کبیرہ گناہوں سے بچتا رہا تو اس کے لئے جنت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: (یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)، کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی مسلمان کو (ناحق) قتل کرنا اور کفار سے جنگ کے دن میدان سے فرار ہونا۔“ (۲)

اور بے حیائی کے کاموں سے بچنے والوں کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشِ إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ (۳)
ترجمہ کنز العرفان: وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے بیشک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے۔

اور حضرت سہل بن سعد ساعدی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو مجھے اس چیز کی ضمانت دے جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ) اور جو دونوں جبروں کے درمیان ہے (یعنی زبان) تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“ (۴)

اللہ تعالیٰ ہمیں کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔
نوٹ: کبیرہ گناہوں سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کیلئے سورہ نساء، آیت نمبر ۳۱ کے تحت تفسیر ملاحظہ

①..... النساء: ۳۱۔

②..... مسند امام احمد، مسند الانصار، حدیث ابی ایوب الانصاری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، ۱۳۲/۹، الحدیث: ۲۳۵۶۵۔

③..... النجم: ۳۲۔

④..... بخاری، کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة، باب فضل من ترک الفواحش، ۳۳۷/۴، الحدیث: ۶۸۰۷۔

فرمائیں اور تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ”الزَّوْجَرِ لِافْتِرَافِ الْكِبَائِرِ“ کا مطالعہ فرمائیں۔^(۱)

﴿وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ﴾ اور جب انہیں غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں۔ ﴿اس آیت میں کسی پر غصہ آنے کی صورت میں معاف کر دینے والے کو بھی اجر و ثواب کی بشارت دی گئی ہے۔ علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب غصہ آئے تو اس وقت درگزر کرنا اور بُر دباری کا مظاہرہ کرنا اخلاقی اچھائیوں میں سے ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ درگزر کرنے سے کسی واجب میں خلل واقع نہ ہو اور اگر کسی واجب میں خلل واقع ہو تو غضب کا اظہار کرنا ضروری ہے جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کسی کام کو کرے تو اس وقت درگزر سے کام نہیں لیا جائے گا بلکہ اس پر غصہ کرنا واجب ہے۔ (مراد یہ کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر دل میں نارنگی کا آنا ضروری ہے، یہ ضروری نہیں کہ گناہ کے مرتکب پر اظہار بھی کیا جائے۔ اس کا دار و مدار موقع محل کی مناسبت پر ہے۔)“^(۲)

غصہ آنے پر عاف کر دینے کی فضیلت

غصہ آنے پر معاف کر دینے کی فضیلت بکثرت احادیث میں بھی بیان ہوئی ہے، چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص اپنے غصے کو نافذ کرنے پر قادر ہونے کے باوجود غصہ پی جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اختیار دے گا کہ حور عین میں سے جو حور وہ چاہے لے لے۔“^(۳)

اور حضرت حسن رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے غصہ ضبط کر کے اس کا گھونٹ پیایا جس نے مصیبت کے وقت صبر کا گھونٹ پیا، اللہ تعالیٰ کو اس گھونٹ سے زیادہ کوئی گھونٹ پسند نہیں اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے جس شخص کی آنکھ نے آنسو کا قطرہ گرایا اور خون کا وہ قطرہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گرا اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کوئی قطرہ پسند نہیں۔“^(۴)

①..... اس کتاب کا اردو ترجمہ بنام ”جہنم میں لے جانے والے اعمال“ مکتبۃ المدینہ سے شائع ہو چکا ہے، وہاں سے ہدیہ حاصل کر کے اس کا مطالعہ فرمائیں۔

②..... صاوی، الشُّوْرَىٰ، تحت الآیۃ: ۳۷، ۱۸۷۸/۵.

③..... ابو داؤد، کتاب الادب، باب من کظم غیظاً، ۳۲۵/۴، الحدیث: ۴۷۷۷.

④..... کتاب الجامع فی آخر المصنف، باب الغضب و الغیظ و ما جاء فیہ، ۱۹۵/۱، الحدیث: ۲۰۴۵۷.

غصہ آنے کا بنیادی سبب اور غصے کے ۳ زمان

غصہ آنے کا بنیادی سبب یہ ہے کہ جب انسان کسی اور سے کوئی بات کرتا یا اسے کوئی کام کرنے کا کہتا ہے اور وہ بات نہیں مانتا یا وہ کام نہیں کرتا تو غصہ آجاتا ہے، ایسی حالت میں انسان کو چاہئے کہ وہ ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاف کر دے یا ایسے اسباب اختیار کرے جن سے غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور دل و دماغ کو تسکین حاصل ہو، ترغیب کے لئے یہاں غصہ ٹھنڈا کرنے کے ۳ طریقے ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم سے ارشاد فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر اس کا غصہ چلا جائے تو ٹھیک ورنہ اسے چاہئے کہ لیٹ جائے۔“ (۱)

(۲)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ خاموش ہو جائے۔“ (۲)

علامہ ابن رجب حنبلی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”یہ غصے کا بہت بڑا علاج ہے کیونکہ غصہ کرنے والے سے غصے کی حالت میں ایسی بات صادر ہو جاتی ہے جس پر اسے غصہ ختم ہونے کے بعد بہت زیادہ ندامت اٹھانی پڑتی ہے، جیسے غصے کی حالت میں گالی وغیرہ دے دینا جس کا نقصان بہت زیادہ ہے، تو جب وہ خاموش ہو جائے گا تو اسے اس کے کسی شر کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔“ (۳)

(۳)..... حضرت عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”بیشک غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی کے ذریعے ہی بجھایا جاسکتا ہے، لہذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے وضو کر لینا چاہئے۔“ (۴)

①..... ابو داؤد، کتاب الادب، باب ما یقال عند الغضب، ۳۲۷/۴، الحدیث: ۴۷۸۳.

②..... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس... الخ، ۵۱۵/۱، الحدیث: ۲۱۳۶.

③..... جامع العلوم و الحکم، الحدیث السادس عشر، ص ۱۸۴.

④..... ابو داؤد، کتاب الادب، باب ما یقال عند الغضب، ۳۲۷/۴، الحدیث: ۴۷۸۴.

اللہ تعالیٰ ہمیں غصہ کرنے سے بچنے اور غصہ آجانے کی صورت میں معاف کر دینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔^(۱)

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ
وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (ان کے لیے) جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا کام ان کے باہمی مشورے سے (ہوتا) ہے اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ﴾: اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا۔ ﴿یعنی اجر و ثواب ان لوگوں کے لئے بھی ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور اس کی عبادت کر کے اپنے رب کا حکم مانا اور پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے رہے اور جب انہیں کوئی کام درپیش ہو تو وہ ان کے باہمی مشورہ سے ہوتا ہے اور وہ ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت انصار کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے اپنے رب عزوجل کی دعوت قبول کر کے ایمان اور طاعت کو اختیار کیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے پہلے ان پر بارہ نقیب مقرر فرمائے، ان انصار کے اوصاف میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمام شرائط و آداب کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور جب انہیں کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو پہلے آپس میں مشورہ کرتے ہیں پھر وہ کام سرانجام دیتے ہیں، اس میں وہ جلد بازی اور اپنی من مرضی نہیں کرتے اور وہ ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔^(۲)

①..... غصہ اور عقوق و درگزر سے متعلق اہم معلومات حاصل کرنے کے لئے امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے ان رسائل ”غصے کا علاج“ اور ”عقوق و درگزر کے فضائل“ کا مطالعہ فرمائیں۔

②..... جلالین مع صاوی، الشوری، تحت الآیة: ۳۸، ۱۸۷۸/۵-۱۸۷۹، روح البیان، الشوری، تحت الآیة: ۳۸، ۳۳۱/۸، ملئقطاً.

نماز پڑھنے کی اہمیت

اس آیت میں انصار کا ایک وصف یہ بیان ہوا ہے کہ وہ تمام شرائط و آداب کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس عمل کا حساب ہوگا وہ نماز ہے، اگر یہ عمل صحیح ہوا تو کامیابی اور نجات ہے اور اگر یہ ٹھیک نہ ہوا تو وہ ناکام ہوا اور اس نے نقصان اٹھایا۔ اگر فرض نماز میں کچھ کمی رہ گئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”کیا میرے بندے کے پاس کوئی نفل ہے، پھر اس سے فرض کی کمی پوری کی جائے گی، پھر تمام اعمال کا یہی حال ہوگا۔“ (1)

مشورہ کرنے کی اہمیت

اور ایک وصف یہ بیان ہوا ہے کہ وہ باہمی مشورے سے اپنے کام کرتے ہیں۔ مشورے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی اجتہادی امور میں صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (2)

ترجمہ کنز العرفان: اور کاموں میں ان سے مشورہ لیتے رہو۔

اور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ بھی دینی اور دنیوی اہم امور باہمی مشورے سے طے کیا کرتے تھے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”جب تمہارے حاکم اچھے لوگ ہوں، تمہارے مالدار سخی لوگ اور تمہارے کام باہمی مشورے سے طے ہوں تو زمین کا ظاہر اس کے باطن سے تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر لوگ ہوں، تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو اس وقت زمین کا پیٹ تمہارے لئے اس کے ظاہر سے زیادہ بہتر ہے۔“ (3)

اور حضرت حسن رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: جو قوم مشورہ کرتی ہے وہ صحیح راہ پر پہنچتی ہے۔ (4)

①.....ترمذی، ابواب الصلاة، باب ما جاء انَّ اَوَّلَ يحاسب به العبد... الخ، ۴۲۱/۱، الحدیث: ۴۱۳.

②.....ال عمران: ۱۵۹.

③.....ترمذی، کتاب الفتن، ۷۸-باب، ۱۱۸/۴، الحدیث: ۲۲۷۳.

④.....مدارک الشوری، تحت الآیة: ۳۸، ص ۱۰۹۰.

صدقہ دینے کی اہمیت

اور ایک وصف یہ بیان ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ اس سے مراد تمام قسم کے صدقات ہیں، حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندہ جب صدقہ دینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تو وہ سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں آجاتا ہے اور جو بندہ بلا ضرورت سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔“ (۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے، اپنے اہم کاموں میں صحیح مشورہ دینے والوں سے مشورہ کرنے اور صدقہ و خیرات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ کہ جب انھیں بغاوت پہنچے بدلہ لیتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (ان کے لیے) جنہیں جب کوئی زیادتی پہنچے تو وہ (انصاف کے ساتھ) بدلہ لیتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ﴾ اور وہ کہ جنہیں جب کوئی زیادتی پہنچے۔ یعنی اجر و ثواب ان کیلئے بھی ہے کہ جن پر کوئی ظلم کرے تو وہ اس سے انصاف کے ساتھ بدلہ لیتے ہیں اور بدلہ لینے میں حد سے تجاوز نہیں کرتے۔

ابن زید کا قول ہے کہ مومن دو طرح کے ہیں ایک وہ جو ظلم کو معاف کرتے ہیں۔ پہلی آیت میں اُن کا ذکر فرمایا گیا۔ دوسرے وہ جو ظالم سے بدلہ لیتے ہیں، ان کا اس آیت میں ذکر ہے۔

اور حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ مومنین ہیں جنہیں کفار نے مکہ مکرمہ سے نکالا اور اُن پر ظلم کیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سرزمین میں تسلط دیا اور انہوں نے ظالموں سے بدلہ لیا۔ (۲)

①..... معجم الکبیر، وما اسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، مقسم عن ابن عباس، ۳۲۰/۱۱، الحدیث: ۱۲۱۵۰.

②..... مدارک الشوری، تحت الآیۃ: ۳۹، ص ۱۰۹۱، خازن، الشوری، تحت الآیۃ: ۳۹، ۹۸-۹۹، ملتقطاً.

ظالم سے بدلے کی بجائے اس کو معاف کر دینا بہتر ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظالم سے بدلہ لینا جائز ہے اور اس سے اتنا ہی بدلہ لیا جائے گا جتنا اس نے ظلم کیا لیکن بدلہ لینے پر قدرت کے باوجود معاف کر دینا بہت بہتر ہے۔ تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک زندگی میں اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں، ان میں سے 4 مثالیں درج ذیل ہیں،

(1)..... صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سالِ جہلِ تنعیم کی طرف سے اسی افراد کا گروہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شہید کرنے کے ارادے سے آیا، جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان پر غلبہ پالیا تو انتقام پر قدرت کے باوجود ان پر احسان کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔

(2)..... غوث بن حارث جس نے نیند کی حالت میں سر کا ردو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر وار کرنے کی کوشش کی، لیکن حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہو گئے اور جب اس کی تلوار آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قبضے میں آگئی اور صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو بلا کر اس کے ارادے سے باخبر بھی کر دیا تو قدرت کے باوجود آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے معاف کر دیا۔

(3)..... لبید بن عاصم جس نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے بدلہ لینے کی قدرت کے باوجود معاف کر دیا۔

(4)..... مرحب یہودی کی بہن زینب جس نے زہر لگی ران بارگاہ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں بھیجی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ذات کی وجہ سے اس سے کوئی بدلہ نہ لیا لیکن جب حضرت بشر بن براۓ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس زہر کے اثر کی وجہ سے انتقال کر گئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس عورت پر شرعی سزا جاری کی۔^(۱)

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۖ
إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝

1..... تفسیر ابن کثیر، الشوریٰ، تحت الآیۃ: ۳۹، ۷/۱۹۳-۱۹۴۔

ترجہ کنزالایمان: اور بُرائی کا بدلہ اُسی کی برابر بُرائی ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے بے شک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔

ترجہ کنزالعرفان: اور بُرائی کا بدلہ اس کے برابر بُرائی ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے، بیشک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾: اور بُرائی کا بدلہ اس کے برابر بُرائی ہے۔ ﴿﴾ اس کا معنی یہ ہے کہ بدلہ جرم کے برابر ہونا چاہیے اور اس میں زیادتی نہ ہو، اور بدلے کو بُرائی سے صورتاً مشابہ ہونے کی وجہ سے مجازی طور پر بُرائی کہا جاتا ہے کیونکہ جس کو وہ بدلہ دیا جائے اسے برا معلوم ہوتا ہے اور بدلے کو بُرائی کے ساتھ تعبیر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اگرچہ بدلہ لینا جائز ہے لیکن معاف کر دینا اس سے بہتر ہے۔^(۱)

﴿فَمَنْ عَفَا﴾: تو جس نے معاف کیا۔ ﴿﴾ یعنی جس نے ظالم کو معاف کر دیا اور معافی کے ذریعے اپنے اور ظالم کے مابین معاملے کی اصلاح کی تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو ظلم کی ابتداء کرتے ہیں یا بدلہ لینے میں حد سے تجاوز کرتے ہیں۔^(۲)

ظالم کو معاف کر دینے کے فضائل

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بُرائی کے برابر بدلہ لینا اگرچہ جائز ہے لیکن بدلہ نہ لینا اور معاف کر دینا افضل ہے۔ ترغیب کے لئے یہاں ظالم کو معاف کر دینے کے دو فضائل ملاحظہ ہوں،

(۱)..... نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن عرش کے درمیانی حصے سے ایک مُنادی اعلان کرے گا“ اے لوگو! سنو، جس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے اسے چاہئے کہ وہ کھڑا ہو جائے، تو اس شخص کے علاوہ اور کوئی کھڑا نہ ہوگا جس نے (دنیا میں) اپنے بھائی کا جرم معاف کیا تھا۔^(۳)

(۲)..... حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

①..... مدارك، الشورى، تحت الآية: ۴۰، ص ۱۰۹۱، حازن، الشورى، تحت الآية: ۴۰، ۹۹/۴، ملقطاً.

②..... مدارك، الشورى، تحت الآية: ۴۰، ص ۱۰۹۱.

③..... ابن عساکر، ذکر من اسمه ربيعة، ۲۱۵۹-الربيع بن يونس بن محمد بن كيسان... الخ، ۸۷/۱۸.

”جسے یہ پسند ہو کہ اس کے لئے (جنت میں) محل بنایا جائے اور اس کے درجات بلند کئے جائیں تو اسے چاہئے کہ جو اس پر ظلم کرے اسے معاف کر دیا کرے، جو اسے محروم کرے اسے عطا کیا کرے اور جو اس سے تعلق توڑے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کیا کرے۔ (۱)

یاد رہے کہ ظالم سے بدلہ لینا ایک فطرتی تقاضا ہے اور شریعت نے اس کی اجازت بھی دی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی نے تھپڑ مارا تو اسے دو تھپڑ مارے جائیں، کسی نے سر پھاڑا تو اس کے سر کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کو بھی ادھیڑ کر رکھ دیا جائے، کسی نے بازو توڑا تو اس کے بازو کو جسم سے ہی اتار دیا جائے، کسی نے ٹانگ توڑی تو اس کی ٹانگ ہی کاٹ دی جائے، کسی نے قتل کر دیا تو اس کے پورے خاندان کو ہی موت کی نیند سلا دیا جائے بلکہ جتنا اس پر ظلم ہوا اتنا ہی بدلہ لینے کی اجازت ہے اس سے زیادہ بدلہ ہرگز نہیں لے سکتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَكُتِبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۖ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارًا ۗ لَهُ ۖ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے تورات میں ان پر لازم کر دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت (کا قصاص لیا جائے گا) اور تمام زخموں کا قصاص ہوگا پھر جودل کی خوشی سے (خود کو) قصاص کے لئے پیش کر دے تو یہ اس کا کفارہ بن جائے گا اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

اس آیت میں اگرچہ یہودیوں پر قصاص کے احکام بیان ہوئے لیکن چونکہ ہمیں اُن کے ترک کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اس لئے ہم پر بھی یہی احکام لازم ہیں، لہذا بدلہ لینے میں اس کی حد سے ہرگز تجاوز نہ کیا جائے بلکہ کوشش یہی کی جائے کہ جس نے ظلم کیا اسے معاف کر دیا جائے تاکہ آخرت میں کثیر اجر و ثواب حاصل ہو نیز جہاں بدلہ لینا بھی ہے وہاں بھی حاکم وقت کے ذریعے لیا جائے گا، نہ یہ کہ خود ہی قاضی بن گئے اور خود ہی جلاؤ

①..... مستدرک، کتاب النفس، تفسیر سورة آل عمران، شرح آية: کتتم خیر امة... الخ، ۱۲/۳، الحدیث: ۳۲۱۵.

②..... مائتہ: ۴۵.

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَاعَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيلٍ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا اُن پر کچھ مواخذہ کی راہ نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بے شک جس نے اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ لیا ان کی پکڑ کی کوئی راہ نہیں۔

﴿وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ﴾: اور بے شک جس نے اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ لیا۔ یعنی جنہوں نے ظالم کے ظلم کے بعد اس سے اپنی مظلومی کا بدلہ لیا ان پر کوئی سزا نہیں کیونکہ انہوں نے وہ کام کیا ہے جو ان کے لئے جائز تھا۔^(۱)

۱۔ ظلم کا بدلہ لینا ظلم نہیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مظلوم کا ظالم سے بدلہ لینا ظلم نہیں اور نہ ہی اس پر سزا ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ جن ظالموں کی سزا دینے کا اختیار صرف حاکم اسلام کے پاس ہے ان کی سزا کوئی اور از خود نہیں دے سکتا۔ جیسے قاتل سے قصاص لینا وغیرہ۔

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ
بِغَيْرِ الْحَقِّ ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: گرفت صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۱.....روح البیان، الشوری، تحت الآية: ۴۱، ۳۳۶/۸.

﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ﴾: گرفت صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ ﴿یعنی گرفت صرف ان لوگوں پر ہے جو ابتداءً لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور تکبر اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اور فساد برپا کر کے زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔﴾^(۱)

ظلم کی اقسام

یاد رہے کہ ظلم کی دو قسمیں ہیں (۱) شخصی ظلم۔ (۲) قومی ظلم۔ آیت کے اس حصے ”يَظْلِمُونَ النَّاسَ“ میں شخصی ظلم مراد ہے جیسے کسی کو مارنا، گالی دینا، مال مار لینا، اور آیت کے اس حصے ”وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ“ میں قومی ظلم مراد ہے، جیسے ملک و قوم سے غداری اور بادشاہ اسلام سے بغاوت وغیرہ۔ دونوں قسم کے ظالموں سے بدلہ لینا چاہیے، لیکن پہلے ظالم کو معافی دے دینا حسن اخلاق ہے اور دوسرے ظالم کو بلا وجہ معافی دینا سخت ظلم ہے، اسے عبرتناک سزا دینی چاہئے تاکہ آئندہ کوئی ایسا نہ کرے۔ یہ آیت کریمہ ملکی انتظامات، حکام کے فیصلوں اور معاملات کی جامع آیت ہے۔

وَلَكِنْ صَبِرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ الْأُمُورِ ۝۴۲

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا تو یہ ضرور ہمت والے کاموں میں سے ہے۔

﴿وَلَكِنْ صَبِرَ﴾ اور بیشک جس نے صبر کیا۔ ﴿یعنی جس نے اپنے مجرم کے ظلم اور ایذا پر صبر کیا اور اپنے ذاتی معاملات میں بدلہ لینے کی بجائے اسے معاف کر دیا تو یہ ضرور ہمت والے کاموں میں سے ہے کہ اس میں نفس سے مقابلہ ہے کیونکہ اپنے مجرم سے بدلہ لینے کا نفس تقاضا کرتا ہے لہذا اسے مغلوب کرنا بہادری ہے۔

ظلم پر صبر کرنے کے فضائل

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر ظالم سے بدلہ نہ لینے میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو تو ظلم پر صبر کر لینا اور ظالم کو معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے۔ ظلم پر صبر کرنے سے متعلق ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

①.....مدارک، الشُّورَىٰ، تحت الآية: ۴۲، ص ۱۰۹۱، حازن، الشُّورَىٰ، تحت الآية: ۴۲، ۹۹/۴، ملقطاً.

وَأِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوِّبْتُمْ بِهِ ط
وَلَكِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر تم (کسی کو) سزا دینے لگو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہو اور اگر تم صبر کرو تو بیشک صبر والوں کیلئے صبر سب سے بہتر ہے۔

اور حضرت کبشہ انمارى رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مظلوم جب ظلم پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔“ (۲)

اور حضرت عمرو بن شعیب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو جمع فرمائے گا تو ایک مُنادی ندا کرے گا: فضل والے کہاں ہیں؟ تو کچھ لوگ کھڑے ہوں گے اور ان کی تعداد بہت کم ہوگی۔ جب یہ جلدی سے جنت کی طرف بڑھیں گے تو فرشتے ان سے ملاقات کریں گے اور کہیں گے: ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم تیزی سے جنت کی طرف جا رہے ہو، تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہم فضل والے ہیں۔ فرشتے کہیں گے: تمہارا فضل کیا ہے؟ وہ جواب دیں گے جب ہم پر ظلم کیا جاتا تھا تو ہم صبر کرتے تھے اور جب ہم سے برائی کا برتاؤ کیا جاتا تھا تو اسے برداشت کرتے تھے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اور اچھے عمل والوں کا ثواب کتنا اچھا ہے۔“ (۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں ظالموں کے ظلم اور شریروں کے شر سے محفوظ فرمائے، اور ظلم ہونے کی صورت میں صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهِ ط وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَبَّاءُ
رَأَوْا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيلٍ ج

ترجمہ کنز الایمان: اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کا کوئی رفیق نہیں اللہ کے مقابل اور تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جب

①..... نحل: ۱۲۶۔

②..... ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء مثل الدنيا مثل اربعة نفر، ۱۴۵/۴، الحدیث: ۲۳۳۲۔

③..... الترغیب والترہیب، کتاب الادب وغیرہ، الترغیب فی الرفق والاناۃ والحلم، ۲۸۱/۳، الحدیث: ۱۸۔

عذاب دیکھیں گے کہیں گے کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے بعد اس کیلئے کوئی مددگار نہیں اور تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جب وہ عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے: کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے؟

﴿وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَهُوَ مُضِلٌّ مُبِينٌ﴾ یعنی جس کی بد عملیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس میں گمراہی پیدا کر دے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اس کیلئے کوئی مددگار نہیں کہ اُسے عذاب سے بچا سکے اور تم قیامت کے دن کفر اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کو اس حال میں دیکھو گے کہ وہ عذاب دیکھ کر کہیں گے: کیا دنیا میں واپس جانے کا کوئی راستہ ہے تاکہ وہاں جا کر ایمان لے آئیں؟ (۱)

وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَشِيعِينَ مِنَ الدَّلِّ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۖ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخٰسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور تم انھیں دیکھو گے کہ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں ذلت سے دبے لپے چھپی نگاہوں دیکھتے ہیں اور ایمان والے کہیں گے بے شک ہار میں وہ ہیں جو اپنی جانیں اور اپنے گھر والے ہار بیٹھے قیامت کے دن سنتے ہو بے شک ظالم ہمیشہ کے عذاب میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم انہیں دیکھو گے کہ انہیں اس حال میں آگ پر پیش کیا جائے گا کہ ذلت کے مارے جھکے ہوئے ہوں گے، چھپی نگاہوں سے دیکھ رہے ہوں گے اور ایمان والے کہیں گے: بیشک نقصان والے وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن نقصان میں ڈالا۔ خبردار! بیشک ظالم ہمیشہ کے عذاب میں ہیں۔

۱.....روح البیان، الشوری، تحت الآیة: ۴۴، ۳۳۷/۸-۳۳۸، ملخصاً.

﴿وَتَرَاهُمْ﴾ اور تم انہیں دیکھو گے۔ یعنی جب ظالموں کو آگ پر پیش کیا جائے گا تو اس وقت تم انہیں اس حال میں دیکھو گے کہ وہ ذلت و خوف کے باعث جہنم کی آگ کو ایسی چھپی نگاہوں سے دیکھیں گے جیسے قتل کا ملزم اپنے قتل کے وقت تلوار کو دیکھتا ہے کہ یہ اب مجھ پر چلنے والی ہے اور جب ایمان والے کفار کا یہ حال دیکھیں گے تو کہیں گے: بیشک نقصان اٹھانے والے وہی ہیں جو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن ہار بیٹھے۔ اپنی جانوں کو ہارنا تو یہ ہے کہ وہ کفر اختیار کر کے جہنم کے دائمی عذاب میں گرفتار ہوئے اور گھر والوں کو ہارنا یہ ہے کہ ایمان لانے کی صورت میں جنت کی جو حوریں ان کے لئے نامزد تھیں ان سے وہ محروم ہو گئے۔ آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار! بیشک ظالم یعنی کافر ہمیشہ کے عذاب میں ہیں۔^(۱)

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ أَوْلِيَاءٍ يَنْصُرُونَهُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ ۖ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ
فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ۖ

توجہ کنز الایمان: اور ان کے کوئی دوست نہ ہوئے کہ اللہ کے مقابل ان کی مدد کرتے اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لیے کہیں راستہ نہیں۔

توجہ کنز العرفان: اور ان کیلئے دوست نہ ہوں گے جو اللہ کے مقابلے میں ان کی مدد کریں اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی راستہ نہیں۔

﴿وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ أَوْلِيَاءٍ﴾ اور ان کیلئے دوست نہ ہوں گے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کافروں کو عذاب دے گا تو اس وقت ان کے کوئی دوست نہ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کی مدد کریں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے عذاب سے بچاسکیں، اور جسے اللہ تعالیٰ دنیا میں حق کے راستے سے بھٹکا دے گا تو اس کے لئے

①.....مدارک، الشوری، تحت الآیة: ۴۵، ص ۱۰۹۲، جلالین، الشوری، تحت الآیة: ۴۵، ص ۴۰۴-۴۰۵، حازن، الشوری، تحت الآیة: ۴۵، ۹۹/۴، ملقطاً.

ایسا کوئی راستہ نہیں جو اسے دنیا میں حق تک اور آخرت میں جنت تک پہنچا سکے، کیونکہ کسی کو ہدایت دے دینا یا اس میں گمراہی پیدا کر دینا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کے اختیار میں نہیں۔^(۱)

اَسْتَجِیْبُوا لِلرَّبِّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاتِیَ یَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ ۚ مَا لَکُمْ مِّنْ
مَّلَاجٍ یَّوْمَئِذٍ وَّ مَا لَکُمْ مِّنْ تَکْوِیْنٍ ﴿۴۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کا حکم مانو اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں اس دن تمہیں کوئی پناہ نہ ہوگی اور نہ تمہیں انکار کرتے بنے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس دن کے آنے سے پہلے اپنے رب کا حکم مانو جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں۔ اس دن تمہارے لئے کوئی پناہ نہ ہوگی اور نہ تمہارے لئے انکار کرنا ممکن ہوگا۔

﴿اَسْتَجِیْبُوا لِلرَّبِّکُمْ﴾: اپنے رب کا حکم مان لو۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں وعدہ اور وعید بیان کرنے کے بعد اب اس آیت میں وہ چیز بیان کی جا رہی ہے جو مقصودِ اصلی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! وہ دن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں، اس کے آنے سے پہلے پہلے تم اپنے رب عزوجل کے داعی کا حکم مان لو اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم پر ایمان لے آؤ نیز تمہارے رب عزوجل کی طرف سے جو کچھ یہ لائے ہیں اس میں ان کی فرمانبرداری کر لو۔ اے لوگو! (یاد رکھو، جب وہ دن آئے گا تو) اس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی کہ جس میں پناہ لے کر تم اپنے دُنیوی کفر کی بنا پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکو اور نہ تمہارے لئے اپنے کفر و شرک اور گناہوں سے انکار کرنا ممکن ہوگا، الغرض! اس دن رہائی کی کوئی صورت نہیں، نہ عذاب سے بچ سکو گے اور نہ اپنے ان فحیح اعمال کا انکار کر سکو گے جو تمہارے اعمال ناموں میں درج ہیں۔ آیت میں جس دن کا ذکر ہوا اس سے موت کا دن یا قیامت کا دن مراد ہے۔^(۲)

①.....تفسیر طبری، الشوری، تحت الآیة: ۴۶، ۱۶۰/۱۱، خازن، الشوری، تحت الآیة: ۴۶، ۹۹/۴، ملقطاً.

②.....تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیة: ۴۷، ۶۰۸-۶۰۹، ۶۰۹-۶۰۸، تفسیر طبری، الشوری، تحت الآیة: ۴۷، ۱۶۰/۱۱، خازن، الشوری، تحت الآیة: ۴۷، ۹۹/۴-۱۰۰، مدارک، الشوری، تحت الآیة: ۴۷، ص ۹۲، ملقطاً.

آخرت کے زمانے کا موقع صرف دنیا کی زندگی ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہم اپنی آخرت کو سنوارنے کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں وہ اسی دنیا کی زندگی میں کرنا ہوگا، موت کے وقت اور قیامت کا دن آنے کے بعد نیک اعمال کرنے کا کوئی موقع ہاتھ میں نہ رہے گا۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ
إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ
يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ
تُحْشَرُونَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی دیتی ہے اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ اسی کی طرف تمہیں اٹھایا جائے گا۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ الْخُسْفَىٰ وَالَّذِينَ
لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ
جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ
سُوءُ الْحِسَابِ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ
الْمِهَادُ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا انہیں کے لیے بھلائی ہے اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا (ان کا حال یہ ہوگا کہ) اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور اس کے ساتھ ہوتا تو اپنی جان چھڑانے کو دے دیتے۔ ان کے لئے برا حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

لہذا ہمیں چاہئے کہ اپنی سانسوں کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی آخرت کے بھلے کے لئے جو ہو سکتا ہے وہ کر لیں ورنہ موت سر پہ آگئی تو پچھتانے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا
أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے اور جو

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ① وَأَنْفِقُوا مِنْ مَّا
رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۚ
فَأَصَدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ② وَلَنْ
يُجْزِيَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ
بِمَا تَعْمَلُونَ ③

اور ارشاد فرماتا ہے:

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ
ارْجِعُونِي ④ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ
كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ
بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ⑤ فَاذَا نُفَخَ فِي
الصُّوْرِ فَلَا أَسَآبَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا
يَسْأَلُونَ ⑥ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑦ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ
فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ
خَالِدُونَ ⑧ تَتَخَفُّمْ وُجُوهُهُمْ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا
كُلُوفُونَ ⑨

ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور
ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے اس وقت سے پہلے پہلے
کچھ ہماری راہ میں خرچ کر لو کہ تم میں کسی کو موت آئے تو
کہنے لگے، اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک
کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالحین میں سے
ہو جاتا۔ اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا
وعدہ آ جائے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت
آتی ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے واپس لوٹا دے۔
جس دنیا کو میں نے چھوڑ دیا ہے شاید اب میں اس میں کچھ
نیک عمل کر لوں۔ ہرگز نہیں! یہ تو ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا
ہے اور ان کے آگے ایک رکاوٹ ہے اس دن تک جس دن
وہ اٹھائے جائیں گے۔ تو جب صور میں پھونک ماری جائے
گی تو نہ ان کے درمیان رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے
کی بات پوچھیں گے۔ تو جن کے پلڑے بھاری ہوں گے تو
وہی کامیاب ہونے والے ہوں گے۔ اور جن کے پلڑے
ہلکے ہوں گے تو یہ وہی ہوں گے جنہوں نے اپنی جانوں کو
نقصان میں ڈالا، (وہ) ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ ان کے
چہروں کو آگ جلا دے گی اور وہ اس میں منہ چڑائے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی زندگی میں اپنی آخرت کی بھرپور تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَدُ
وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَدَرَّ بِهَا ۖ وَإِنْ تَصْبِهِمْ سَبِيلًا
بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورًا ﴿٢٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اگر وہ منہ پھیریں تو ہم نے تمہیں ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا تم پر تو نہیں مگر پہنچا دینا اور جب ہم آدمی کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ دیتے ہیں اس پر خوش ہو جاتا ہے اور اگر انھیں کوئی برائی پہنچے بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو انسان بڑا ناشکرا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اگر وہ منہ پھیریں تو ہم نے تمہیں ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا تم پر صرف تبلیغ کی ذمہ داری ہے اور جب ہم آدمی کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ دیتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہو جاتا ہے اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں کے آگے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے تو انسان بڑا ناشکرا ہے۔

﴿فَإِنْ أَعْرَضُوا: تو اگر وہ منہ پھیریں۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے دین اسلام کی دعوت دینے کے باوجود اگر وہ مشرکین ایمان لانے اور آپ کی اطاعت کرنے سے منہ پھیر رہے ہیں تو آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں، کیونکہ ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا کہ آپ پر ان کے اعمال کی حفاظت لازم ہو، آپ پر صرف رسالت کی تبلیغ کی ذمہ داری ہے اور وہ آپ نے ادا کر دی۔^(۱)

﴿وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً: جب ہم آدمی کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ دیتے ہیں۔﴾ آیت کے اس

①.....تفسیر طبری، الشوری، تحت الآیة: ۴۸، ۱۱/۱۶۱، حازن، الشوری، تحت الآیة: ۴۸، ۴/۱۰۰، جلالین، الشوری، تحت الآیة: ۴۸، ص ۴۰۵، ملقطاً.

حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ہم آدمی کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ دیتے ہیں خواہ وہ دولت و ثروت ہو یا صحت و عافیت، امن و سلامتی ہو یا مقام و مرتبہ تو وہ اس پر خوشی میں اترانے اور فخر کرنے لگ جاتا ہے اور اگر انہیں ان کی نافرمانیوں اور معصیتوں کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے یا اور کوئی مصیبت و بلا جیسے قحط، بیماری اور تنگ دستی وغیرہ رُوئے ہو تو انسان بڑا ناشکرا ہو جاتا ہے اور ان مصیبتوں کو دیکھ کر نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔^(۱)

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَخْلُقْ مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۚ اَوْ يَزُوْجُهُمْ ذُكْرًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِيْبًا ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت پیدا کرتا ہے جو چاہے جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔ یادوں ملادے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے بے شک وہ علم و قدرت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔ یا انہیں بیٹے اور بیٹیاں دونوں ملادے اور جسے چاہے بانجھ کر دے، بیشک وہ علم والا، قدرت والا ہے۔

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾: آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے۔ ﴿یَخْلُقْ مَا یَشَآءُ﴾: یعنی آسمانوں اور زمین کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، وہ ان میں جیسا چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے اور اس میں کوئی دخل دینے اور اعتراض کرنے کی مجال نہیں رکھتا۔^(۲)

۱.....خازن، الشوری، تحت الآیة: ۴۸، ۱۰۰/۴، مدارك، الشوری، تحت الآیة: ۴۸، ص ۱۰۹۲، ملتنقطاً.

۲.....روح البیان، الشوری، تحت الآیة: ۴۹، ۳۴۲/۸، خازن، الشوری، تحت الآیة: ۴۹، ۱۰۰/۴، ملتنقطاً.

اپنی عظمت میں موجود چیزوں پر غور نہ کیا جائے

امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہ بیان فرمانے سے مقصود یہ ہے کہ کوئی انسان اپنی ملکیت میں موجود مال اور عزت و شہرت کی وجہ سے مغرور نہ ہو، کیونکہ جب اسے اس بات کا یقین ہوگا کہ ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے یہ اس پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے تو اس صورت میں وہ مزید اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی فرمانبرداری کی طرف مائل ہوگا اور جب اس کا اعتقاد یہ ہوگا کہ اس کے پاس جو نعمتیں ہیں وہ اس کی عظمندی اور کوشش کی وجہ سے حاصل ہوئی ہیں تو وہ اپنے نفس پر غور کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے دور ہو جائے گا۔^(۱)

﴿يَهْبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَّا﴾ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے۔ ﴿آیت کے اس حصے اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے عالم میں اپنے تَصَرُّف اور اپنی نعمت کو تقسیم کرنے کی صورتیں بیان فرمائی ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ وہ جسے چاہے صرف بیٹیاں عطا فرمائے اور بیٹا نہ دے اور جسے چاہے بیٹے دے اور بیٹیاں نہ دے اور جسے چاہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں ملا کر دے اور جسے چاہے بانجھ کر دے کہ اس کے ہاں اولاد ہی نہ ہو۔ وہ مالک ہے، اپنی نعمت کو جس طرح چاہے تقسیم کرے اور جسے جو چاہے دے۔ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں بھی کئی صورتیں پائی جاتی ہیں، جیسا کہ حضرت لوط اور حضرت شعیب عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ہاں صرف بیٹیاں تھیں، کوئی بیٹا نہ تھا جبکہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ہاں صرف بیٹے تھے، کوئی بیٹی نہیں تھی اور انبیاء کے سردار، حبیب خدا، محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے چار (یا تین) فرزند عطا فرمائے اور چار صاحب زادیاں عطا فرمائیں۔

بیٹے اور بیٹیاں دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے

ان آیات سے معلوم ہوا کہ کسی کے ہاں صرف بیٹے پیدا کرنے، کسی کے ہاں صرف بیٹیاں پیدا کرنے اور کسی کے ہاں بیٹے اور بیٹیاں دونوں پیدا کرنے کا اختیار اور قدرت صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، کسی عورت کے بس میں یہ بات نہیں کہ وہ اپنے ہاں بیٹا یا بیٹی جو چاہے پیدا کر لے، اور جب یہ بات روشن دن سے بھی زیادہ واضح ہے تو بیٹی پیدا ہونے پر عورت کو مُشَق ستم بنانا، اسے طرح طرح کی آذیتیں دینا، بات بات پہ طعنوں کے نشتر چھونا، آئے دن ذلیل کرتے رہنا، صرف بیٹیاں پیدا ہونے پر اسے منحوس سمجھنا اور طلاق دے دینا، قتل کی دھمکیاں دینا بلکہ بعض اوقات قتل

۱.....تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیۃ: ۴۹، ۶۰/۹۔

ہی کر ڈالنا، یہ اس مجبور اور بے بس کے ساتھ کہاں کا انصاف ہے، افسوس! ہمارے آج کے معاشرے میں مسلمانوں نے اُس طرزِ عمل کو اپنایا ہوا ہے جو دراصل کفار کا طریقہ تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ إِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ
مُسْوَدًّا ۖ وَ هُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَلَّى مِنَ الْقَوْمِ
مِنْ سُوءٍ مَا بُشِّرَ بِهِ ۖ أَيُسْكَهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ
يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۖ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے۔ اس بشارت کی برائی کے سبب لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا؟ خبردار! یہ کتنا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔

افسوس! اسلام نے عورت کو جس آگ سے نکالا آج کے لوگ اسے پھر سے اسی میں جھونک رہے ہیں۔ اسلام نے کفار کے چھینے ہوئے جو حق عورت کو واپس دلانے آج کے مسلمان وہی حق چھیننے میں لگے ہوئے ہیں۔ اسلام نے عورت کو ذلت و رسوائی کی چکی سے نکال کر معاشرے میں جو عزت اور مقام عطا کیا، آج کے مسلمان دوبارہ اسے اسی چکی میں پسے کے لئے دھکیل رہے ہیں اور شاید انہی بد عملیوں کا نتیجہ ہے کہ آج اسلام کے دشمن عورت کے حقوق کی آڑ میں مسلمانوں کے اسی کردار کو دنیا کے سامنے پیش کر کے دین اسلام جیسے امن کے علمبردار مذہب کو ہی دہشت گرد مذہب ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ ۝ (۱)

ترجمہ کنز الایمان: اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردہ عظمت کے ادھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور کسی آدمی کیلئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا (یوں کہ وہ آدمی عظمت

کے) پردے کے پیچھے ہوا (یہ کہ) اللہ کوئی فرشتہ بھیجتا تو وہ فرشتہ اس کے حکم سے وحی پہنچائے جو اللہ چاہے۔ بیشک وہ بلندی والا، حکمت والا ہے۔

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا﴾ اور کسی آدمی کیلئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر۔ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور علم و حکمت کے کمال کو بیان فرمایا اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی طرف وحی کرنے اور ان سے کلام کرنے کی صورتیں بیان فرمائی ہیں۔^(۱) آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں کسی آدمی کیلئے ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرمائے البتہ تین صورتیں ایسی ہیں جن میں کسی فرد بشر سے کلام ممکن ہے۔

(۱)..... وحی کے طور پر۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی واسطہ کے بغیر اس کے دل میں القا فرما کر اور بیداری میں یا خواب میں إلهام کر کے کلام فرمائے۔ اس صورت میں وحی کا پہنچنا فرشتے اور سماعت کے واسطے کے بغیر ہے اور آیت میں ”إِلَّا وَحْيًا“ سے یہی مراد ہے۔ نیز اس میں یہ قید بھی نہیں کہ اس حال میں جس کی طرف وحی کی گئی ہو وہ کلام فرمانے والے کو دیکھتا ہو یا نہ دیکھتا ہو۔

امام مجاہد رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے سینہ مبارک میں زبور کی وحی فرمائی۔ اور حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو فرزند ذبح کرنے کی خواب میں وحی فرمائی اور تاجدار رسالت صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے معراج میں اسی طرح کی وحی فرمائی جس کا ”فَاَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدٍ مَّا أَوْحَىٰ“ میں بیان ہے۔ یہ سب اسی قسم میں داخل ہیں، انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے خواب حق ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے خواب وحی ہیں۔

(۲)..... وہ آدمی عظمت کے پردے کے پیچھے ہو۔ یعنی رسول پس پردہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے، وحی کے اس طریقے میں بھی کوئی واسطہ نہیں لیکن سننے والے کو اس حال میں کلام فرمانے والے کا دیدار نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اسی طرح کے کلام سے مشرف فرمائے گئے۔

شان نزول: یہودیوں نے حضور پر نور صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ

①..... تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآية: ۵۱، ۶۱۱/۹.

سے کلام کرتے وقت اس کو کیوں نہیں دیکھتے جیسا کہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ دیکھتے تھے؟ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب دیا کہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نہیں دیکھتے تھے بلکہ صرف کلام سنتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یہاں یہ مسئلہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کے لئے کوئی ایسا پردہ ہو جیسا جسمانیات کے لئے ہوتا ہے اور آیت میں مذکور پردہ سے مراد سننے والے کا دنیا میں دیدار نہ کر سکتا ہے۔

(3)..... اللہ تعالیٰ کوئی فرشتہ بھیجتا تو وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وحی پہنچائے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ وحی کے اس طریقے میں رسول کی طرف وحی پہنچنے میں فرشتے کا واسطہ ہے۔⁽¹⁾

﴿إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ﴾ بیشک وہ بلندی والا، حکمت والا ہے۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفات سے بلند اور پاک ہے اور وہ اپنے تمام افعال میں حکمت والا ہے، یہی وجہ ہے کہ کبھی وہ القاء اور الہام کے ذریعے اور کبھی اپنا کلام سنا کر بغیر واسطے کے کلام کرتا ہے اور کبھی فرشتوں کے واسطے سے کلام فرماتا ہے۔⁽²⁾

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِىۤ مَا
الْكِتٰبُ وَلَا الْاٰیٰتُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُورًا نَّهْدِىۤ بِہٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِّنْ
عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِىۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿٥٢﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ
لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۭ اَلَا اِلٰی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْر ۙ ﴿٥٣﴾

توجہ کنز الایمان: اور یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جانفزا چیز اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل ہاں ہم نے اُسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بے شک

①..... تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیة: ٥١، ٦١١/٩، مدارك، الشوری، تحت الآیة: ٥١، ص ١٠٩٣، ابو سعود، الشوری، تحت الآیة: ٥١، ٥٣٤/٥، ملقطاً.

②..... تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیة: ٥١، ٦١٤/٩.

تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔ اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں۔

تَوْحِيدُ كُنْزِ الْعُرْفَانِ: اور یونہی ہم نے تمہاری طرف اپنے حکم سے روح (قرآن) کی وحی بھیجی۔ اس سے پہلے نہ تم کتاب کو جانتے تھے نہ شریعت کے احکام کی تفصیل کو۔ لیکن ہم نے قرآن کو نور کیا جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں اور بیشک تم ضرور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتے ہو۔ اس اللہ کے راستے کی طرف (کہ) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں سب اسی کا ہے۔ سن لو! سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں۔

﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُءُوسًا مِّنْ اَمْرٍ﴾ اور یونہی ہم نے تمہاری طرف اپنے حکم سے روح (قرآن) کی وحی بھیجی۔ ﴿اَنْبِيَاءُ كَرَامٍ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ﴾ کی طرف وحی کی صورتیں بیان فرمانے کے بعد اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جس طرح ہم نے اپنے تمام رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی یونہی ہم نے اپنے حکم سے آپ کی طرف قرآن پاک کی وحی بھیجی جو کہ لوگوں میں زندگی پیدا کرتا ہے ورنہ ہمارے بتانے سے پہلے نہ تم کتاب کو جانتے تھے اور نہ شریعت کے احکام کی تفصیل کو جانتے تھے، لیکن ہم نے قرآن کو نور کیا جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں اور بیشک تم ضرور سیدھے راستے یعنی دین اسلام کی طرف رہنمائی کرتے ہو۔^(۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن ایمان کی جان ہے کہ اس کی تلاوت اور فہم سے ایمان میں جان پڑ جاتی ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن سے سب ہدایت نہیں پاتے بلکہ وہ ہی ہدایت پاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہدایت دیتے ہیں۔

﴿صَرَاطِ اللّٰہِ: اللّٰہ کے راستے﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اس اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمائے ہوئے راستے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں موجود تمام چیزوں کا مالک ہے، سن لو! آخرت میں مخلوق کے سب کام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پھریں گے تو وہ نیک انسان کو ثواب اور گناہگار کو سزا دے گا۔^(۲)

①.....تفسیر کبیر، الشوری، تحت الآیۃ: ۵۲، ۶۱/۹-۶۱/۱۰، حازن، الشوری، تحت الآیۃ: ۵۲، ۱۰۱/۴، ملقطاً.

②.....حازن، الشوری، تحت الآیۃ: ۵۳، ۱۰۱/۴.

سُورَةُ الْخُفِّ

سورة زُخُوف کا تعارف

مقام نزول

سورة زُخُوف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔^(۱)

آیات، طرقات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 7 رکوع، 89 آیتیں اور 3400 حروف ہیں۔^(۲)

زُخُوف نام رکشے کی روم

زُخُوف کا معنی ہے ”سونا“ نیز کسی چیز کے حسن کا کمال بھی زُخُوف کہلاتا ہے، اور اس سورت کی آیت نمبر 35 میں کلمہ ”وَزُخْرُفًا“ مذکور ہے، اس کی مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورة زُخُوف“ رکھا گیا ہے۔

سورة زُخُوف کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کا رسول ہونے، قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے، قیامت کے دن مردوں کو دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء و سزا ملنے پر کلام کیا گیا ہے، اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں،

(1)..... اس سورت کی ابتداء میں بتایا گیا کہ قرآن مجید عربی زبان میں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اسے عربی زبان میں نازل کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اولین مخاطب یعنی عرب والے اس کے معانی اور احکام کو سمجھ سکیں۔

(2)..... انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اڑانے والی سابقہ امتوں کا انجام بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب

①..... خازن، تفسیر سورة الزخرف، ۱۰۱/۴۔

②..... خازن، تفسیر سورة الزخرف، ۱۰۱/۴۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو کفار کی طرف سے پہنچنے والی آیتوں پر تسلی دی اور کفار مکہ کو ڈرایا کہ اگر یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ان کا انجام بھی سابقہ لوگوں جیسا ہو سکتا ہے۔

(3)..... اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرنے والی چند چیزیں بیان کی گئیں اور یہ بتایا گیا کہ کفار کی جہالت اور بیوقوفی کا یہ حال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق ماننے کے باوجود بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔

(4)..... کفار مکہ فرشتوں کی عبادت کرتے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اس پر ان کا شدید رد کیا گیا اور بیٹیوں کے معاملے میں ان کا اپنا حال بیان کیا گیا کہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کے بارے میں بتایا جائے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا اور وہ غم و غصے میں بھرا رہتا ہے اور یہ بتایا گیا کہ فرشتوں کی عبادت کرنے کے معاملے میں ان کے پاس کوئی عقلی اور نقلی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ صرف اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایسا کر رہے ہیں اور یہی حال ان سے پہلے کفار کا تھا کہ ان کے پاس بھی اپنے باپ دادا کی اندھی پیروی کے علاوہ شرک کی کوئی اور دلیل نہ تھی۔

(5)..... حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کے واقعات بیان فرمائے تاکہ کفار مکہ ان قوموں کے اعمال کے نتائج حسن کر عبرت اور نصیحت حاصل کریں اور اس کے ساتھ ساتھ حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر وحی نازل ہونے کے بارے میں کفار کے اعتراضات کا جواب دیا گیا۔

(6)..... یہ بیان کیا گیا کہ دنیا کے ساز و سامان اور زیب و زینت کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی قدر نہیں اور آخرت کی نعمتیں پرہیزگاروں کے لئے ہیں۔

(7)..... یہ بتایا گیا کہ جو قرآن کی ہدایتوں سے منہ پھیرے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے بے خوف ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتا ہے جو دنیا میں اس کے ساتھ رہتا ہے، اسے نیک کاموں سے روکتا اور حرام کاموں میں مبتلا کرتا ہے اور وہ شخص گمراہ ہونے کے باوجود یہ سمجھتا رہتا ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہے، نیز آخرت میں بھی وہ شیطان اس کا ساتھی ہوگا اور اس وقت وہ شخص شیطان کے ساتھ پر حسرت و افسوس کا اظہار کرے گا لیکن اس کا اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

(8)..... کفار مکہ کے ایمان قبول نہ کرنے پر حضور پر نور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو تسلی دی گئی اور بتایا گیا کہ یہ لوگ دل

کے بہرے اور اندھے ہیں جس کی وجہ سے یہ ایمان نہیں لائیں گے، اس لئے آپ کفار کی سرکشی پر رنجیدہ نہ ہوں بلکہ قرآن پاک کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور اس کے احکامات پر عمل کرتے رہیں۔

(9)..... یہ بتایا گیا کہ مُتَّقِی مسلمانوں کے علاوہ دیگر لوگ قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے اور فرمانبردار مسلمان اس دن بے خوف ہوں گے اور انہیں نیک اعمال کے صدقے میں جنت کی عظیم الشان نعمتیں ملیں گی جبکہ کافر ہمیشہ کے لئے جہنم کے عذاب میں رہیں گے اور جہنم میں ان کا چیخنا چلانا اور فریادیں کرنا انہیں کوئی فائدہ نہ دے گا۔

(10)..... اس سورت کے آخر میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف دَاۤرُ النِّدَۃِ وہ میں تیار کی گئی کفار کد کی سازش کا ذکر کیا گیا۔

سورۃ شوریٰ کے ساتھ مناسبت

سورۃ زُخْرُف کی اپنے سے ماقبل سورت ”شوریٰ“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورۃ شوریٰ کی ابتداء اور آخر میں قرآن پاک کا وصف بیان کیا گیا اور سورۃ زُخْرُف کی ابتداء بھی قرآن مجید کے وصف کے بیان سے ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان:

حَمَّ ۱ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۲ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۳

ترجمہ کنزالایمان: روشن کتاب کی قسم۔ ہم نے اُسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔

ترجمہ کنزالعرفان: حَم۔ روشن کتاب کی قسم۔ ہم نے اسے عربی قرآن اتارا تاکہ تم سمجھو۔

﴿وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ﴾: روشن کتاب کی قسم۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ روشن کتاب قرآن پاک کی قسم، جس نے ہدایت اور گمراہی کی راہیں جدا جدا اور واضح کر دیں اور اُمت کی تمام شرعی ضروریات کو بیان فرما دیا۔ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا تا کہ اے عرب والو! تم اس کے معانی اور احکام کو سمجھ سکو۔^(۱)

عربی زبان کی مصیبت

یاد رہے کہ قرآن پاک کے سوا کوئی آسمانی کتاب عربی زبان میں نہ آئی کیونکہ عرب میں حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نبی تشریف نہ لائے، اس سے معلوم ہوا کہ عربی زبان تمام زبانوں سے اشرف ہے کہ اس زبان میں قرآن پاک آیا، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان عربی تھی، مرنے کے بعد سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے، عربی میں ہی قبر اور قیامت کا حساب ہوگا اور اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔

وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِّ حَكِيمٌ ط

ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک وہ اصل کتاب میں ہمارے پاس ضرور بلندی و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک وہ ہمارے پاس اصل کتاب میں یقیناً بلندی والا، حکمت والا ہے۔

﴿وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا﴾: اور بیشک وہ ہمارے پاس اصل کتاب میں ہے۔ یعنی بے شک قرآن پاک ہمارے پاس سب کتابوں کی بنیاد لوح محفوظ میں موجود ہے اور اے اہل مکہ! تم اگرچہ قرآن پاک کو جھٹلاتے رہو (لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) کیونکہ ہمارے نزدیک اس کی شان بہت بلند ہے اور یہ تمام کتابوں سے اشرف و اعلیٰ ہے کیونکہ سب اس جیسی کتاب لانے سے عاجز ہیں اور یہ حکمت والا کلام ہے۔^(۲)

①.....خازن، الزخرف، تحت الآية: ۲-۳، ۱۰/۴، ۱۰۱/۴.

②.....خازن، الزخرف، تحت الآية: ۴، ۱۰/۴، مدارك، الزخرف، تحت الآية: ۴، ص ۱۰۹۵، ملتقطاً.

أَقْضِرْبُ عَنْكُمْ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا ہم تم سے ذکر کا پہلو پھیر دیں اس پر کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا ہم تم سے قرآن کا نزول اس لئے روک دیں کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو؟

﴿أَقْضِرْبُ عَنْكُمْ الذِّكْرَ صَفْحًا﴾ تو کیا ہم تم سے قرآن کا نزول روک دیں۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے کفار مکہ! تمہارے کفر میں حد سے بڑھنے کی وجہ سے کیا ہم تمہیں بیکار چھوڑ دیں اور تمہاری طرف سے وحی قرآن کا رخ پھیر دیں اور تمہیں حکم اور ممانعت کچھ نہ کریں، (یہ تمہاری بھول ہے) ہم ایسا نہیں کریں گے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر اس وقت یہ قرآن پاک اٹھالیا جاتا جب اس اُمت کے پہلے لوگوں نے اس سے اعراض کیا تھا، تو وہ سب ہلاک ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و کرم سے اس قرآن کا نزول جاری رکھا۔^(۱)

قرب قیامت میں قرآن مجید اٹھالیا جائے گا

یاد رہے کہ جب قیامت قریب ہوگی تو اس وقت قرآن پاک اٹھالیا جائے گا، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ حجرِ اسود اور قرآن پاک کو اٹھانے لیا جائے۔“^(۲)

وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيِّ فِي الْأَوَّلِينَ ۖ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيِّ إِلَّا
كَأَنَّهُمْ يُسْتَهْزَءُونَ ۚ فَاهْلُكُنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَ مَضَىٰ مَثَلُ

①.....خازن، الزخرف، تحت الآية: ۵، ۱۰۱/۴.

②.....الجامع الصغير، حرف لا، ص ۵۸۳، الحديث: ۹۸۵۲.

الْأَوَّلِينَ ۸

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے کتنے ہی غیب بتانے والے (نبی) اگلوں میں بھیجے۔ اور ان کے پاس جو غیب بتانے والا (نبی) آیا اس کی ہنسی ہی بنایا کئے۔ تو ہم نے وہ ہلاک کر دیئے جو ان سے بھی پکڑ میں سخت تھے اور اگلوں کا حال گزر چکا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے کتنے ہی نبی پہلے لوگوں میں بھیجے۔ اور ان کے پاس جو نبی آیا وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے تھے۔ تو ہم نے ان سے زیادہ قوت والوں کو ہلاک کر دیا اور پہلے لوگوں کا حال گزر چکا ہے۔

﴿وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيِّ فِي الْأَوَّلِينَ﴾ اور ہم نے کتنے ہی نبی پہلے لوگوں میں بھیجے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”ہم نے پہلے لوگوں میں کتنے ہی نبی بھیجے لیکن ان کا حال یہ تھا کہ ان کے پاس جو بھی نبی تشریف لایا وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے تھے جیسا کہ آپ کی قوم کے لوگ کرتے ہیں، تو ہم نے ان موجودہ کافروں سے زیادہ قوت والوں اور ہر طرح کی طاقت رکھنے والوں کو ہلاک کر دیا، اس لئے آپ کی امت کے لوگ جو سابقہ کفار کی چال چل رہے ہیں، انہیں ڈر جانا چاہیے کہ کہیں ان کا بھی وہی انجام نہ ہو جو سابقہ کافروں کا ہوا کہ یہ بھی انہی کی طرح ذلت و رسوائی کی سزاؤں سے ہلاک نہ کر دیئے جائیں۔ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کفار کی طرف سے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مذاق اڑانے کا عمل کوئی آج کا نہیں بلکہ شروع سے ہی ایسا ہوتا چلا آ رہا ہے، لہذا آپ اپنی قوم کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں پر صبر فرمائیں جیسا کہ آپ سے پہلے رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوموں کی اذیتوں پر صبر فرمایا۔^(۱)

وَلَيْنِ سَأَلْتَهُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّالْوَاتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ خَلَقْنَنَّا
الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۹

۱..... خازن، الزخرف، تحت الآیة: ۸-۶، ۱۰۲/۴، صاوی، الزخرف، تحت الآیة: ۸-۶، ۱۸۸/۵، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے: انھیں بنایا اس عزت والے علم والے نے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے؟ تو ضرور کہیں گے: انھیں عزت والے، علم والے نے بنایا۔

﴿وَلَكِنَّ سَأَلْتَهُمْ: اور اگر تم ان سے پوچھو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر آپ ان مشرکین سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے ہیں؟ تو وہ ضرور اقرار کریں گے کہ آسمان اور زمین کو اللہ تعالیٰ نے بنایا اور وہ یہ بھی اقرار کریں گے کہ اللہ تعالیٰ عزت و علم والا ہے، اس اقرار کے باوجود ان کا بتوں کی عبادت کرنا اور دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرنا کیسی انتہا درجہ کی جہالت ہے۔^(۱)

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لیے اس میں راستے کئے کہ تم راہ پاؤ۔

ترجمہ کنزالعرفان: جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لیے اس میں راستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ۔

﴿الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا: جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا۔﴾ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے اظہار کے لئے اپنی مصنوعات کا ذکر فرمایا اور اپنے اوصاف و شان کا اظہار کیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ عزت و علم والا اللہ عَزَّوَجَلَّ وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا (جو کہ پھیلاوے اور ٹھہرے ہوئے ہونے میں بستر کی طرح ہے) اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے متحرک بنا دیتا لیکن اس صورت میں کوئی چیز اس پر نہ ٹھہرتی اور زمین سے نفع اٹھانا

①.....حازن، الزخرف، تحت الآية: ۹، ۱۰۲/۴۔

ممکن نہ رہتا تو یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے زمین کو ہموار اور ساکن بنایا، اور اس نے تمہارے لیے اس زمین میں راستے بنائے تاکہ تم دینی اور دنیوی امور کے لئے سفر کے دوران اپنی منزل تک پہنچنے کی راہ پاؤ، اور اگر وہ چاہتا تو زمین کو اس طرح بند بنا دیتا کہ اس میں کوئی راستہ ہی نہ چھوڑتا، اگر ایسا ہو جاتا تو اس صورت میں تمہارے لئے سفر کرنا ہی ممکن نہ رہتا جیسا کہ بعض جگہ پہاڑ ہونے کی وجہ سے راستہ بند ہو جاتا ہے اور (زمینی) سفر ممکن نہیں رہتا۔^(۱)

وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنْشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا
كَذَلِكَ تَخْرُجُونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جس نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازے سے تو ہم نے اس سے ایک مردہ شہر زندہ فرما دیا یونہی تم نکالے جاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جس نے ایک اندازے سے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے ایک مردہ شہر کو زندہ فرما دیا۔ یونہی تم نکالے جاؤ گے۔

﴿وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ﴾ اور وہ جس نے ایک اندازے سے آسمان سے پانی اتارا۔ ﴿اِنْشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا﴾ ارشاد فرمایا کہ عزت و علم والا اللہ عزوجل وہی ہے جس نے تمہاری حاجتوں کی مقدار ایک اندازے سے آسمان سے پانی اتارا، وہ نہ اتنا کم ہے کہ اس سے تمہاری حاجتیں پوری نہ ہوں اور نہ اتنا زیادہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی طرح تمہیں ہلاک کر دے۔ ہم نے اس بارش سے نباتات سے خالی ایک شہر کو سرسبز فرما دیا اور جس طرح بارش سے مردہ شہر کو زندہ فرمایا یونہی تم اپنی قبروں سے زندہ کر کے نکالے جاؤ گے کیونکہ جو زمین کو بخر ہو جانے کے بعد پانی کے ذریعے دوبارہ سرسبز و شاداب کرنے پر قادر ہے تو وہ مخلوق کو اس کی موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔^(۲)

①.....خازن، الزخرف، تحت الآية: ۱۰، ۱۰۲/۴، صاوی، الزخرف، تحت الآية: ۱۰، ۱۸۸۷/۵، ملتقطاً.

②.....خازن، الزخرف، تحت الآية: ۱۱، ۱۰۲/۴، جلالین مع صاوی، الزخرف، تحت الآية: ۱۱، ۱۸۸۷/۵، ملتقطاً.

وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ﴿١٢﴾ لِّتَسْتَأْذِنُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ﴿١٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جس نے سب جوڑے بنائے اور تمہارے لیے کشتیوں اور چوپایوں سے سواریاں بنائیں۔ کہ تم ان کی پیٹھوں پر ٹھیک بیٹھو پھر اپنے رب کی نعمت یاد کرو جب اس پر ٹھیک بیٹھو اور یوں کہو پاکی ہے اُسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بُو تے کی نہ تھی۔ اور بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جس نے تمام جوڑوں کو پیدا کیا اور تمہارے لیے کشتیوں اور چوپایوں کی سواریاں بنائیں۔ تاکہ تم ان کی پیٹھوں پر سیدھے ہو کر بیٹھو پھر جب اس پر سیدھے ہو کر بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کا احسان یاد کرو اور یوں کہو: پاک ہے وہ جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں کر دیا اور ہم اسے قابو کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف ہی پلٹنے والے ہیں۔

﴿وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ﴾ اور جس نے تمام جوڑوں کو پیدا کیا۔ ﴿لِّعَنِي عِزَّتْ وَعِلْمُ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ﴾ وہی ہے جس نے مخلوق کی تمام اقسام کے جوڑے بنائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ فرماتے ہیں: ”اس سے مراد یہ ہے کہ تمام انواع کے جوڑے بنائے جیسے میٹھا اور نمکین، سفید اور سیاہ، مُدَّکَر اور مُؤنَّث وغیرہ۔“ (۱)

﴿وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ﴾ اور تمہارے لیے کشتیوں اور چوپایوں کی سواریاں بنائیں۔ آیت کے اس حصے اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اور تمہارے لیے کشتیوں اور چوپایوں کی سواریاں

بنائیں تاکہ تم خشکی اور تری کے سفر میں کشتیوں کی پشت اور چوپایوں کی پیٹھوں پر سیدھے ہو کر بیٹھو، پھر جب اس سواری پر سیدھے ہو کر بیٹھ جاؤ تو دل میں اپنے رب کا احسان یاد کرو اور اپنی زبان سے یوں کہو: وہ اللہ عزَّوَجَلَّ ہر عیب سے پاک ہے جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں کر دیا اور ہم اسے قابو کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے اور بیشک ہم آخر کار اپنے رب عزَّوَجَلَّ کی طرف ہی پلٹنے والے ہیں۔ (۱)

سواری پر سوار ہونے کا وقت کی دعا میں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنی اونٹنی پر سوار ہوتے وقت پہلے تین بار اللہ اکبر پڑھتے، پھر یہ آیت پڑھتے ”سُبْحَنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿۱﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ“۔ (اور اس کے بعد یہ دعائیں پڑھتے)۔ ”اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَىٰ وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعَثَائِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ“ اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو ان دعاؤں کے ساتھ مزید یہ پڑھتے ”آيُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ“۔ (۲)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میری امت میں سے جو شخص کشتی میں سوار ہوتے وقت یہ پڑھے تو وہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گا: ”بِسْمِ اللَّهِ الْمَلِكِ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ“ بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ“۔ (۳)

وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۖ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ﴿۱۵﴾

①.....حازن، الزحرف، تحت الآية: ۱۲-۱۰۲/۴، جلالین مع صاوی، الزحرف، تحت الآية: ۱۲-۱۴، ۱۸۸۸/۵، ملقطاً.

②.....مسلم، کتاب الحج، باب ما يقول اذا ركب الى سفر الحج وغيره، ص ۷۰۰، الحديث: ۴۲۵ (۱۳۴۲).

③.....معجم الاوسط، باب الميم، من اسمه: محمد، ۳۲۹/۴، الحديث: ۶۱۳۶.

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کے لیے اس کے بندوں میں سے ٹکڑا ٹھہرایا بے شک آدمی کھانا شکرا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کافروں نے اللہ کیلئے اس کے بندوں میں سے ٹکڑا (اولاد) قرار دیا۔ بیشک آدمی کھانا شکرا ہے۔

﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادٍ جُزْءًا﴾ اور کافروں نے اللہ کیلئے اس کے بندوں میں سے ٹکڑا (اولاد) قرار دیا۔ ﴿یعنی کفار نے اس اقرار کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کا خالق ہے، یہ ستم کیا کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتایا اور چونکہ اولاد صاحب اولاد کا جز ہوتی ہے، تو ظالموں نے اللہ تعالیٰ کے لئے جز قرار دے کر کیسا عظیم جرم کیا ہے، بیشک جو آدمی ایسی باتوں کا قائل ہے اس کا کفر ظاہر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا کفر ہے اور کفر سب سے بڑی ناشکری ہے۔^(۱)

أَمْ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَكُمْ بَالِبِينَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا اس نے اپنے لیے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں لیں اور تمہیں بیٹوں کے ساتھ خاص کیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا اس نے اپنے لیے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں لیں اور تمہیں بیٹوں کے ساتھ خاص کیا؟

﴿أَمْ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ﴾ کیا اس نے اپنے لیے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں لیں۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے سرے سے اولاد محال ہونے کے باوجود اگر بالفرض اس کے لئے اولاد مان لی جائے تو کیا اس نے اپنے لیے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں لیں اور تمہیں خاص طور پر بیٹوں سے نوازا؟ حالانکہ تم بیٹیوں کو بیٹوں سے کم تر سمجھتے ہو تو کیا اس نے کم تر چیز اپنے لئے رکھی اور اعلیٰ چیز تمہیں عطا کی؟ تم کیسے جاہل ہو!

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا
وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۱۷﴾

۱.....مدارک، الزخرف، تحت الآیۃ: ۱۵، ص ۹۷، ۱۰۹، جلالین، الزخرف، تحت الآیۃ: ۱۵، ص ۶، ۷، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان میں کسی کو خوشخبری دی جائے اُس چیز کی جس کا وصف رحمن کے لیے بتا چکا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہے اور غم کھایا کرے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان میں کسی کو اس چیز کی خوشخبری سنائی جائے جس کے ساتھ اس نے رحمن کو متصف کیا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غم و غصے میں بھرا رہتا ہے۔

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِمَا صَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا: اور جب ان میں کسی کو اس چیز کی خوشخبری سنائی جائے جس کے ساتھ اس نے رحمن کو متصف کیا ہے۔﴾ یعنی کفار جو کہ اولاد سے پاک رب تعالیٰ کے لئے بیٹیاں ثابت کر رہے ہیں، بیٹیوں سے نفرت میں ان کا اپنا حال یہ ہے کہ جب ان میں سے کسی کو خوشخبری سنائی جائے کہ تیرے گھر میں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غم و غصے میں بھرا رہتا ہے۔ جب یہ اپنے لئے بیٹیوں کو اس قدر ناگوار سمجھتے ہیں تو اس خدائے پاک کے لئے بیٹیاں بتاتے ہوئے انہیں شرم نہیں آتی۔^(۱)

بیٹیوں سے نفرت کن اور ان کی پیدائش سے گھبرانا کفار کا طریقہ ہے

کفار کا اپنی بیٹیوں سے نفرت کا حال بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَلَّىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۖ أَيُّسُّوهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۖ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ^(۲)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے۔ اس بشارت کی برائی کے سبب لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا؟ خبردار! یہ کتنا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ لڑکیوں کی پیدائش سے گھبرانا کافروں کا طریقہ ہے لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ بیٹی پیدا ہونے پر گھبرانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور جس عورت کے ہاں پہلی اولاد بیٹی ہو اسے منحوس نہ سمجھیں

①.....خازن، الزخرف، تحت الآية: ۱۷، ۱۰۳/۴، ملقطاً.

②.....سورة النحل: ۵۸، ۵۹.

کیونکہ ایسی عورت برکت والی ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت واہلہ بن اسقع رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”عورت کی برکت یہ ہے کہ اس سے پہلی بار بیٹی پیدا ہو۔“ (۱)

أَوْ مَنْ يُنَشَّؤُا فِي الْحَلِيَّةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ۝۱۸

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا وہ جو گھنے میں پروان چڑھے اور بحث میں صاف بات نہ کرے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کیا وہ جس کی زیور میں پرورش کی جاتی ہے اور وہ بحث میں صاف بات کرنے والی بھی نہیں ہوتی۔

﴿أَوْ مَنْ يُنَشَّؤُا فِي الْحَلِيَّةِ﴾: اور کیا وہ جس کی زیور میں پرورش کی جاتی ہے۔ ﴿اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ اولاد سے پاک ہے اور جب کفار نے اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں بتا کر اس کی اولاد ثابت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل اور فہم کے مطابق کلام فرماتے ہوئے ان کے اس نظریے کو رد فرمایا اور اس آیت میں عورت کے اندر پائے جانے والے دو نقص بیان فرما کر کفار کی کم عقلی اور جہالت کو واضح فرمایا کہ جس میں دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ ایسے نقص بھی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی اولاد کس طرح ہو سکتی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دینا کیسی جہالت ہے۔ اس آیت میں عورت کے جو دو نقص بیان کئے گئے وہ یہ ہیں۔

(۱)..... زیور میں پرورش پانا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ عورت چاہے کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو لیکن اس میں بچپن سے لے کر جوانی بلکہ بڑھاپے تک زیورات سے آراستہ ہونے کی خواہش اور طلب ضرور پائی جاتی ہے اور اس کے بغیر وہ اپنے حسن کے متعلق احساسِ کمتری محسوس کرتی رہتی ہے اور یہ بات نزاکت کی علامت ہے جو ایک اعتبار سے تو خوبی ہے لیکن ایک اعتبار سے نقص بھی ہے۔

(۲)..... بحث کے دوران اپنا موقف صاف بیان نہ کر سکرنا۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ جس طرح بہت سے مرد ذہین ہوتے ہیں اور بحث کے دوران اپنا موقف انتہائی اچھے انداز میں پیش کر سکتے ہیں جبکہ بعض مردوں میں ذہانت کی کمی اور اپنا موقف اچھے انداز میں پیش کرنے کی خوبی نہیں ہوتی اسی طرح بعض عورتیں بھی انتہائی ذہین ہوتی

①..... ابن عساکر، ذکر من اسمه: العلاء، ۵۴۷۳-العلاء بن کثیر ابو سعید، ۲۲۵/۴۷۔

ہیں اور بحث کے دوران اپنا موقف بڑے اچھے انداز میں بیان کر سکتی ہیں البتہ عورتوں کی کثیر تعداد ایسی ہے جو اس خوبی سے آراستہ نہیں، بلکہ عموماً جذبات سے جلد مغلوب ہو کر یا سختی کے مقامات پر اپنی بات صحیح طریقے سے نہیں کر پاتی لہذا مجموعی اعتبار سے دیکھا جائے تو بحث کے دوران اپنا موقف صاف اور واضح طور پر بیان نہ کر پانا بھی عورت کا ایک نقص ہے۔

وَجَعَلُوا الْبَلٰیْکَةَ اَلٰی یٰنِ هُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اِنَّا نَا۟ اَشْهَدُ وَاَخْلَقْنٰهُمْ ط
سَنُکْتُبُ شَہَادَتَهُمْ وَیُسْئَلُوْنَ ①۹

ترجمہ کنزالایمان: اور انہوں نے فرشتوں کو کہ رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا کیا ان کے بناتے وقت یہ حاضر تھے اب لکھ لی جائے گی اُن کی گواہی اور ان سے جواب طلب ہوگا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور انہوں نے فرشتوں کو عورتیں ٹھہرایا جو کہ رحمٰن کے بندے ہیں۔ کیا یہ کفار ان کے بناتے وقت موجود تھے؟ اب ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے جواب طلب ہوگا۔

﴿وَجَعَلُوا الْبَلٰیْکَةَ اَلٰی یٰنِ هُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اِنَّا نَا۟ اَشْهَدُ وَاَخْلَقْنٰهُمْ ط سَنُکْتُبُ شَہَادَتَهُمْ وَیُسْئَلُوْنَ﴾ اور انہوں نے فرشتوں کو عورتیں ٹھہرایا جو کہ رحمٰن کے بندے ہیں۔ آیت کے اس حصے اور اس سے اوپر والی آیات کا حاصل یہ ہے کہ بے دینوں نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتا کر اس طرح کفر کا ارتکاب کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کی اور اس چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جسے وہ خود بہت ہی حقیر سمجھتے ہیں اور اپنے لئے گوارا نہیں کرتے۔ اس کے بعد کفار کا رد فرمایا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہرگز نہیں بلکہ وہ اس کے بندے ہیں اور فرشتوں کا مذکر یا مؤنث ہونا ایسی چیز تو ہے نہیں جس پر کوئی عقلی دلیل قائم ہو سکے اور اس حوالے سے اُن کے پاس کوئی خبر بھی نہیں آئی جسے وہ نقلی دلیل قرار دے سکیں، تو جو کفار ان کو مؤنث قرار دیتے ہیں اُن کا ذریعہ علم کیا ہے؟ کیا وہ فرشتوں کی پیدائش کے وقت موجود تھے اور انہوں نے مشاہدہ کر لیا ہے؟ جب یہ بھی نہیں تو انہیں مؤنث کہنا محض جاہلانہ اور گمراہی کی بات ہے۔^(۱)

①.....مدارک، الزخرف، تحت الآیة: ۱۵-۱۹، ص ۱۰۹۷، ملخصاً.

﴿سَتَكْتُبُ شَهَادَتَهُمْ: اب ان کی گواہی لکھ لی جائے گی۔﴾ جب کفار نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا تو سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کفار سے دریافت فرمایا کہ تم فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کس طرح کہتے ہو اور تمہارا ذریعہ علم کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا سے سنا ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ سچے تھے۔ اس گواہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کفار کی یہ گواہی لکھ لی جائے گی اور آخرت میں ان سے اس کا جواب طلب ہوگا اور اس پر انہیں سزا دی جائے گی۔^(۱)

وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ مَّا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بولے اگر رحمن چاہتا ہم انہیں نہ پوجتے انہیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں یونہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور انہوں نے کہا: اگر رحمن چاہتا تو ہم ان (فرشتوں) کی عبادت نہ کرتے۔ انہیں درحقیقت اس کا کچھ علم ہی نہیں۔ وہ صرف جھوٹ بول رہے ہیں۔

﴿وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ: اور انہوں نے کہا: اگر رحمن چاہتا تو ہم ان (فرشتوں) کی عبادت نہ کرتے۔﴾ فرشتوں کی عبادت کرنے والے کفار نے کہا کہ اگر رحمن چاہتا تو ہم ان فرشتوں کی عبادت نہ کرتے۔ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اگر فرشتوں کی عبادت کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی نہ ہوتا تو ہم پر عذاب نازل کرتا اور جب عذاب نہیں آیا تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ یہی چاہتا ہے، یہ انہوں نے ایسی باطل بات کہی جس سے لازم آتا ہے کہ دنیا میں ہونے والے تمام جرموں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اس نظریے کی تکذیب کرتے ہوئے فرماتا ہے: ”انہیں درحقیقت اللہ تعالیٰ کی رضا کا کچھ علم ہی نہیں اور وہ صرف جھوٹ بول رہے ہیں۔“^(۲)

①.....حازن، الزخرف، تحت الآية: ۱۹، ۱۰۳/۴۔

②.....حازن، الزخرف، تحت الآية: ۲۰، ۱۰۳/۴-۱۰۴، روح البیان، الزخرف، تحت الآية: ۲۰، ۳۶۰/۸، ملتقطاً۔

اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت اور رضا میں بہت فرق ہے

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت اور رضا میں بہت فرق ہے، اس کائنات میں ہونے والی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت اور اس کے ارادے سے ہوتی ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے راضی ہو اور ہر چیز کے کرنے کا اللہ تعالیٰ حکم فرمائے، اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہرگز نہیں کہ وہ کفر اور گناہ سے راضی ہو، لہذا کفر اور گناہ کرنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ میرے ان اعمال سے راضی ہے یا میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے کفر اور گناہ میں مصروف ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے سامنے سعادت اور بد بختی دونوں کے راستے واضح فرمادیئے ہیں اور اسے محض مجبور اور بے بس نہیں بنایا بلکہ ان راستوں میں سے کسی ایک راستے پر چلنے کا اسے اختیار بھی دے دیا ہے، اب انسان کی اپنی مرضی ہے کہ وہ جس راستے کو چاہے اختیار کرے۔

أَمْ آتَيْنَهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَسْكُونَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: یا اس سے قبل ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے جسے وہ تھامے ہوئے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یا کیا اس سے پہلے ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے جسے وہ مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں؟

﴿أَمْ آتَيْنَهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ﴾: یا کیا اس سے پہلے ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے۔ یعنی کیا فرشتوں کی عبادت میں اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھنے والوں کو ہم نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والے قرآن سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جسے وہ مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں اور اس میں غیر خدا کی عبادت کرنے کی اجازت دی گئی ہے جسے وہ آپ کے سامنے دلیل کے طور پر پیش کر رہے ہیں؟ ایسا بھی نہیں کیونکہ عرب شریف میں قرآن کریم کے سوا کوئی اللہ تعالیٰ کی کتاب نہ آئی، اور کسی کتاب الہی میں کفر کی اجازت ہو سکتی بھی نہیں، یہ باطل ہے اور ان لوگوں کے پاس اس کے سوا بھی کوئی حجت نہیں ہے۔^(۱)

۱.....تفسیر طبری، الزحرف، تحت الآية: ۲۱، ۱۱/۱۶، خازن، الزحرف، تحت الآية: ۲۱، ۴/۱۰، ملقطاً.

بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ شِرْهِم مُّهْتَدُونَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: بلکہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی لکیر پر چل رہے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بلکہ انہوں نے کہا: ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کے نقش قدم پر ہی راہ پانے والے ہیں۔

﴿بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ﴾: بلکہ انہوں نے کہا: ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا۔ یعنی ان کے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں ہے بلکہ وہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ فرشتوں کی عبادت کرنے کی ان کے پاس صرف یہ دلیل ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم آنکھیں بند کر کے بے سوچے سمجھے ان کی پیروی کرتے ہیں۔ (۱)

شریعت کے مقابلے میں آدوں اور ان کے رسم و رواج کی پابندی کرنا بدترین جرم ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلے میں باپ داداؤں کے رسم و رواج کی پابندی کرنا بدترین جرم ہے جیسے آج کل بعض مسلمان شادی بیاہ یا مرگ کے موقع پر ناجائز رسومات صرف اپنے پرانے باپ داداؤں کی پیروی میں مضبوط پکڑے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے، آمین۔

وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ شِرْهِم مُّقْتَدُونَ ﴿۲۳﴾
قُلْ أَوْ لَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا

①..... ابو سعود، الزّخرف، تحت الآية: ۲۲، ۵/۴۰، ۵، خازن، الزّخرف، تحت الآية: ۲۲، ۴/۱۰، ملقطاً.

اُرْسِلْتُمْ بِهِ كُفْرًا ۚ فَانْتَقِبْنَا مِنْهُمْ فَأَنْظَرُ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے جب کسی شہر میں کوئی ڈرسانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں۔ نبی نے فرمایا اور کیا جب بھی کہ میں تمہارے پاس وہ لاؤں جو سیدھی راہ ہو اس سے جس پر تمہارے باپ دادا تھے بولے جو کچھ تم لے کر بھیجے گئے ہم اُسے نہیں مانتے۔ تو ہم نے اُن سے بدلہ لیا تو دیکھو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے جب کسی شہر میں کوئی ڈرسانے والا بھیجا تو وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کے نقش قدم کی ہی پیروی کرنے والے ہیں۔ نبی نے فرمایا: کیا اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بہتر دین لے آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ انہوں نے کہا: جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں۔ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو دیکھو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟

﴿وَكَذٰلِكَ﴾ اور ایسے ہی۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ”اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اپنے باپ دادا کی اندھی پیروی کے علاوہ شرک کی کوئی اور دلیل نہ دے سکتا صرف آپ کی قوم کے کفار کا ہی خاصہ نہیں بلکہ ہم نے آپ سے پہلے جب کسی شہر میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی ڈرسانے والا بھیجا تو وہاں کے خوشحال مالداروں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کے نقش قدم کی ہی پیروی کرنے والے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ باپ دادا کی اندھے بن کر پیروی کرنا کفار کا پرانا مرض ہے اور انہیں اتنی تمیز نہیں کہ کسی کی پیروی کرنے کے لئے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ وہ خود سیدھی راہ پر ہو، چنانچہ جب کسی نبی سے فرمایا گیا کہ اپنی قوم کے کفار سے کہیں: کیا تم اپنے

باپ دادا کے دین پر ہی چلو گے اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بہتر دین لے آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے؟ تو انہوں نے اس بات کے جواب میں کہا: جس دین کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں اگرچہ تمہارا دین حق و صواب ہو، مگر ہم اپنے باپ دادا کا دین چھوڑنے والے نہیں چاہے وہ کیسا ہی ہو، اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جب یہ اپنے شرک پر ہی ڈٹے رہے تو ہم نے رسولوں کے نہ ماننے والوں اور انہیں جھٹلانے والوں سے بدلہ لیا تو اے کافرو! تم دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟“ (۱)



خوش حال اور مالدار کفار کے طرزِ عمل سے معلوم ہوا کہ مال و دولت کی کثرت، دنیا کی رنگینیوں اور عیش و نشاط کی وجہ سے انسان اپنی آخرت کے معاملے میں غفلت کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی وقعت اور ان کی بات کی اہمیت بہت کم ہو جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ان لوگوں کا کیا حال ہے جو دولت مندوں کی عزت کرتے ہیں اور عبادت گزاروں کو حقیر سمجھتے ہیں، قرآن پاک کی ان آیات پر تو عمل کرتے ہیں جو ان کی خواہشات کے موافق ہوں لیکن خواہشات کے خلاف آیتوں کو چھوڑ دیتے ہیں تو اس صورت میں وہ قرآن کی بعض آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اس چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو انہیں محنت کے بغیر حاصل ہو جائے گی اور وہ ان کی تقدیر اور ان کے حصے کا رزق ہے جبکہ اس چیز کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے جس میں محنت کرنی پڑتی ہے۔“ (۲) اللہ تعالیٰ ہم سب کو مال کے وبال سے محفوظ فرمائے، آمین۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾

إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾

①.....حازن، الزّحرف، تحت الآیة: ۲۳-۲۵، ۱۰۴/۴، مدارك، الزّحرف، تحت الآیة: ۲۳-۲۵، ص ۱۰۹۸-۱۰۹۹، روح البیان، الزّحرف، تحت الآیة: ۲۳-۲۵، ۳۶۱/۸، ملتقطاً.

②.....معجم الكبير، ومن مسند عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، ۱۰۹۳/۱، الحديث: ۱۰۴۳۲.

ترجہ کنزالایمان: اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے۔ سوا اس کے جس نے مجھے پیدا کیا کہ ضرور وہ بہت جلد مجھے راہ دے گا۔

ترجہ کنزالعرفان: اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا: میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں۔ مگر وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو ضرور وہ جلد مجھے راستہ دکھائے گا۔

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: اور جب ابراہیم نے فرمایا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں کفار کے بارے میں بیان ہوا کہ ان کے پاس اپنے شرک کے جواز کی دلیل صرف اپنے آباء و اجداد کی پیروی ہے اور اس آیت سے اہل عرب کے جد اعلیٰ، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات بیان کئے گئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب جھوٹے معبودوں کی عبادت کرنے سے انکار کر دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور صرف اسی کی عبادت پر قائم رہے تاکہ اہل عرب اپنے جد اعلیٰ کے دین کی طرف لوٹ آئیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے آباء میں سب سے زیادہ معزز ہیں اور وہ سب ان سے محبت کرتے ہیں تو جس طرح انہوں نے بتوں کی عبادت کرنے میں اپنے آباء کی پیروی نہیں کی تو اسی طرح انہیں بھی چاہئے کہ وہ (بت پرستی کرنے میں) اپنے قریبی آباء و اجداد کی پیروی چھوڑ دینے میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کریں اور دین حق کی اتباع کرنے کی طرف لوٹ آئیں۔

اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جو کفار اپنے آباء و اجداد کی پیروی پر اڑے ہوئے ہیں، انہیں وہ وقت یاد دلانیں جب ان کے جد اعلیٰ، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگ سے نکلنے کے بعد بت پرستی سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے عرفی باپ یعنی چچا آزر اور اپنی قوم سے فرمایا: میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں اور میں صرف اس کی عبادت کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا تو ضرور وہ جلد مجھے میری ہجرت گاہ کی طرف راستہ دکھائے گا جہاں جا کر میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کر سکوں۔^(۱)

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۲۸﴾

①.....تفسیر کبیر، الزخرف، تحت الآیة: ۲۶-۲۷، ۶۲۸-۶۲۹، البحر المحیط، الزخرف، تحت الآیة: ۲۶-۲۷، ۱۳/۸، ابو سعود، الزخرف، تحت الآیة: ۲۶-۲۷، ۵/۵۴۰-۵۴۱، ملتقطاً.

ترجہ کنز الایمان: اور اُسے اپنی نسل میں باقی کلام رکھا کہ کہیں وہ باز آئیں۔

ترجہ کنز العرفان: اور ابراہیم نے اس کلمہ کو اپنی نسل میں باقی رہنے والا کلمہ بنا دیا تاکہ وہ رجوع کریں۔

﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ﴾: اور ابراہیم نے اس کو اپنی نسل میں باقی رہنے والا کلمہ بنا دیا۔ ﴿یعنی﴾ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توحید کا جو کلمہ فرمایا تھا کہ میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں سوائے اس کے جس نے مجھے پیدا کیا، آپ نے اسے اپنی نسل میں باقی رہنے والا کلمہ بنا دیا چنانچہ آپ کی اولاد میں توحید کا اقرار کرنے والے اور توحید کی دعوت دینے والے ہمیشہ رہیں گے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے باقی رہنے والا کلمہ اس لئے بنایا تاکہ ان کی نسل میں سے جو شرک کرے وہ توحید کی دعوت دینے والے کی بات سن کر شرک سے باز آجائے اور اس توحید کے کلمہ کی طرف لوٹ آئے اور دین حق قبول کر لے۔^(۱)

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”یہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمانے میں تنبیہ ہے کہ اے اہل مکہ! اگر تمہیں اپنے باپ دادا کا اتباع (یعنی پیروی) کرنا ہی ہے تو تمہارے آباء میں جو سب سے بہتر ہیں (یعنی) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، ان کا اتباع کرو اور شرک چھوڑ دو اور یہ بھی دیکھو کہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو راہِ راست پر نہیں پایا تو ان سے بیزاری کا اعلان فرما دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو باپ دادا راہِ راست پر ہوں دین حق رکھتے ہوں ان کا اتباع کیا جائے اور جو باطل پر ہوں، گمراہی میں ہوں ان کے طریقہ سے بیزاری کا اعلان کیا جائے۔“^(۲)

بَلْ مَتَّعْتُ هَؤُلَاءَ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿٢٩﴾
وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالُوا الْوَلَا

①.....مدارک، الزخرف، تحت الآية: ۲۸، ص ۱۰۹۹.

②.....خزائن العرفان، الزخرف، تحت الآية: ۲۸، ص ۹۰۳.

نَزَلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: بلکہ میں نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف بتانے والا رسول تشریف لایا۔ اور جب ان کے پاس حق آیا تو بولے یہ جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں۔ اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر۔

ترجمہ کنزالعرفان: بلکہ میں نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف بتانے والا رسول تشریف لایا۔ اور جب ان کے پاس حق آیا تو کہنے لگے: یہ جادو ہے اور بیشک ہم اس کے منکر ہیں۔ اور کہنے لگے: ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن کیوں نہ اتارا گیا؟

﴿بَلْ مَنَّتُ هَؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ﴾ بلکہ میں نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نسل کے لوگوں سے جو امید کی تھی وہ پوری نہ ہوئی بلکہ میں نے ابراہیم کی نسل میں سے ان کفار مکہ کو اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے کہ انہیں لمبی عمریں عطا فرمائیں اور ان کے کفر کے باعث ان پر عذاب نازل کرنے میں جلدی نہ کی، یہاں تک کہ ان کے پاس قرآن پاک اور صاف بتانے والے رسول، انبیاء کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روشن ترین آیات و معجزات کے ساتھ رونق افروز ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سامنے شرعی احکام واضح طور پر بیان فرمائے۔ ہمارے اس انعام کا حق یہ تھا کہ وہ لوگ اس رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ جب ان کے پاس قرآن آیا تو اس کے بارے کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہنے لگے کہ ان پر قرآن کیوں اترا؟ ان دو شہروں مکہ اور طائف میں رہنے والوں میں سے کسی بڑے آدمی جو مال و دولت اور غلاموں کی کثرت رکھتا ہو اس پر یہ قرآن کیوں نہ اتارا گیا؟ اس بڑے آدمی سے مراد مکہ مکرمہ میں ولید بن مغیرہ اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔^(۱)

۱..... روح البیان، الزخرف، تحت الآية: ۲۹-۳۱، ۸/۳۶-۳۷، خازن، الزخرف، تحت الآية: ۲۹-۳۱، ۴/۱۰۴، ملئقطاً.

أَهُمْ يَقْسُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۖ نَحْنُ قَسَنَابَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ
بَعْضًا سُلْخًا ۖ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْعُونَ ۝۳۲

ترجمہ کنزالایمان: کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں ہم نے اُن میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا اور اُن میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ ان میں ایک دوسرے کی ہنسی بنائے اور تمہارے رب کی رحمت ان کی جمع جتھا سے بہتر۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کے درمیان ان کی روزی (بھی) ہم نے ہی تقسیم کی ہے اور ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر کئی درجے بلند کیا ہے تاکہ ان میں ایک دوسرے کو اپنا خادم بنائے اور تمہارے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں۔

﴿أَهُمْ يَقْسُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ﴾ کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں؟ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ کفار کا رد کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾ کیا تمہارے رب عزوجل کی رحمت وہ کفار بانٹتے ہیں کہ ان کی خواہش کے مطابق رسول بنایا جائے اور کیا نبوت کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں ہیں کہ وہ جس کو چاہیں دے دیں؟ جب ایسا ہرگز نہیں ہے تو یہ کس قدر جاہلانہ بات کہتے ہیں، انہیں ذرا غور کرنا چاہئے کہ دنیا کی زندگی میں ان کے درمیان ان کی روزی بھی ہم نے ہی تقسیم کی ہے اور ان میں سے کسی کو مالدار اور کسی کو فقیر، کسی کو مالک اور کسی کو غلام، کسی کو طاقتور اور کسی کو کمزور ہم نے ہی بنایا ہے، مخلوق میں کوئی ہمارے حکم کو بدلنے اور ہماری تقدیر سے باہر نکلنے کی قدرت نہیں رکھتا، تو جب دنیا جیسی قلیل چیز میں کسی کو اعتراض کرنے کی مجال نہیں تو نبوت جیسے منصبِ عالی میں کیا کسی کو دم مارنے کا موقع ہے؟ ہم جسے چاہتے ہیں غنی کرتے ہیں، جسے چاہتے ہیں مخدوم بناتے ہیں، جسے چاہتے ہیں خادم بناتے ہیں، جسے

چاہتے ہیں نبی بناتے ہیں، جسے چاہتے ہیں امتی بناتے ہیں، کیا کوئی اپنی قابلیت سے امیر ہو جاتا ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ یہ ہماری عطا ہے اور جسے ہم چاہیں امیر کریں۔ ہم نے مال و دولت میں لوگوں کو ایک جیسا نہیں کیا تاکہ ایک دوسرے سے مال کے ذریعے خدمت لے اور دنیا کا نظام مضبوط ہو، غریب کو ذریعہ معاش ہاتھ آئے اور مالدار کو کام کرنے والے افراد مہینا ہوں، تو اس پر کون اعتراض کر سکتا ہے کہ فلاں کو مالدار اور فلاں کو فقیر کیوں کیا اور جب دُئیوی اُمور میں کوئی شخص دَم نہیں مار سکتا تو نبوت جیسے رتبہ عالی میں کسی کو کیا تابِ سخن اور اعتراض کا کیا حق ہے، اُس کی مرضی جس کو چاہے نبوت سے سرفراز فرمائے۔ اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، تمہارے رب غَوَّ وَجَلَّ کی رحمت یعنی جنت اس مال و دولت سے بہتر ہے جو کفار دنیا میں جمع کر کے رکھتے ہیں۔^(۱)

نبوت عطا فرمانے کا اختیار صرف خدا کے پاس ہے اور اس نے اپنے اختیار سے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آخری نبی بنا دیا ہے اور اس کا قرآن میں اعلان بھی فرمایا لہذا اب کوئی دوسرا شخص نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

وَلَوْلَا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِسَنَیْكَفَرٍ بِاللَّحْنِ
لِیُبْیُوْتِهِمْ سُقْفًا مِّنْ فِصَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَیْہَا یُظْہَرُوْنَ ۝۳۲ وَلِیُبْیُوْتِهِمْ
اَبْوَابًا وَّ سُرَّرًا عَلَیْہَا یَتَّكُوْنَ ۝۳۳ وَ زُخْرُفًا ۝۳۴ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا
مَتَاعُ الْحَیْوةِ الدُّنْیَا ۝۳۵ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝۳۶

توجہ کنزالایمان: اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں تو ہم ضرور رحمن کے منکروں کے لیے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے۔ اور ان کے گھروں کے لیے چاندی کے دروازے اور چاندی کے تخت جن پر تکیہ لگاتے۔ اور طرح طرح کی آرائش اور یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

①.....خازن، الزخرف، تحت الآية: ۳۲، ۴/۱۰۴-۱۰۵.

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ (کافروں کی) ایک جماعت ہو جائیں گے تو ہم ضرور رحمن کے منکروں کے لیے ان کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں چاندی کی بنادیتے جن پر وہ چڑھتے۔ اور ان کے گھروں کے لیے (چاندی کے) دروازے اور تخت بنادیتے جن پر وہ تکیہ لگاتے۔ اور (یہ چیزیں ان کیلئے) سونا (بھی بنادیتے) اور یہ جو کچھ ہے سب دنیاوی زندگی ہی کا سامان ہے اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

﴿وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ (کافروں کی) ایک جماعت ہو جائیں گے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اس بات کا لحاظ نہ ہوتا کہ کافروں کے مال و دولت کی کثرت اور عیش و عشرت کی بہتات دیکھ کر سب لوگ کافر ہو جائیں گے تو ہم ضرور کافروں کو اتنا سونا چاندی دیدیتے کہ وہ انہیں پہننے کے علاوہ ان سے اپنے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے جن پر وہ چڑھتے اور وہ اپنے گھروں کے لئے چاندی کے دروازے بناتے اور بیٹھنے کے لئے چاندی کے تخت بناتے جن پر ٹیک لگا کر بیٹھتے اور وہ طرح طرح کی آرائش کرتے، کیونکہ دنیا اور اس کے سامان کی ہمارے نزدیک کچھ قدر نہیں، یہ بہت جلد زائل ہونے والا ہے اور یہ جو کچھ ہے سب دُنیوی زندگی ہی کا سامان ہے جس سے انسان بہت تھوڑا عرصہ فائدہ اٹھا سکے گا اور آخرت تمہارے رب غَزَوَجَلَّ کے پاس ان پرہیزگاروں کے لیے ہے جنہیں دنیا کی چاہت نہیں۔^(۱)

کافروں کے مال و دولت اور عیش و عشرت دیکھ کر مسلمانوں کا حال

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کافروں کے مال و دولت اور عیش و عشرت کی بہتات دیکھ کر لوگ کافر ہو سکتے ہیں۔ اس کی صداقت آج کھلی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہے، گو کہ سبھی کافروں کا مال و دولت اور عیش و عشرت اس مقام تک نہیں پہنچا کہ وہ چاندی سے اپنے گھروں کی تعمیرات شروع کر دیں لیکن اس وقت جو کچھ ان کے پاس موجود ہے اس کی چمک دمک دیکھ کر کچھ مسلمان اپنا دین چھوڑ چکے ہیں، کچھ اس کی تیاری میں ہیں اور کچھ مسلمان کہلانے والوں کا حال یہ ہے کہ وہ کافروں کی دُنیوی ترقی دیکھ کر دین اسلام سے ناراض دکھائی دیتے اور خود پر کافروں کے طور طریقے مُسلَّط کئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے۔ یاد رہے کہ دنیا کا عیش

①.....حازن، الزہد، تحت الآية: ۳۳-۳۵، ۴/۱۰۵.

وعشرت اور اس کا ساز و سامان عارضی ہے جو کہ ایک دن ضرور ختم ہو جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُمْ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَشَلٍّ عِثٍّ أَعَجَبَ الْكَفَّارِ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَمًا ۚ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۚ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَمْتَاعٌ الْعُزْرِ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کو اور زینت اور آپس میں فخر و غرور کرنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا ہے۔ (دنیا کی زندگی ایسی ہے) جیسے وہ بارش جس کا اُگایا ہوا سبزہ کسانوں کو اچھا لگتا ہے پھر وہ سبزہ سوکھ جاتا ہے تو تم اسے زرد دیکھتے ہو پھر وہ پامال کیا ہوا (بے کار) ہو جاتا ہے اور آخرت میں سخت عذاب (بھی) ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا (بھی ہے) اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا لِنَبْلُوهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُماً (۲)

ترجمہ کنز العرفان: بیشک ہم نے زمین پر موجود چیزوں کو زمین کیلئے زینت بنایا تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے کون اچھا ہے۔ اور بیشک جو کچھ زمین پر ہے (قیامت کے دن) ہم اسے خشک میدان بنادیں گے (جس پر کوئی رونق نہیں ہوتی)۔

لہذا مسلمانوں کو دنیا کے عیش عشرت اور مال و دولت کی طرف راغب نہیں ہونا چاہئے بلکہ اسے اپنے حق میں ایک آزمائش یقین کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بخشش و مغفرت کا پروانہ پانے کے لئے ایک سے بڑھ کر ایک کوشش کرنی چاہئے، جیسا کہ دنیا کی فنایت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن سَرِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا أَعْدَتْ

ترجمہ کنز العرفان: اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاؤ جس کی چوڑائی

لِّلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (۱)

آسمان وزمین کی وسعت کی طرح ہے۔ اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لانے والوں کیلئے تیار کی گئی ہے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اور اس پر استقامت پانے کے لئے اس حقیقت کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے کہ دنیا کا جتنا ساز و سامان اور جتنی عیش و عشرت ہے، اس سب کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مچھر کے پر جتنی بھی حیثیت نہیں، جیسا کہ حضرت سہل بن سعد رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی قدر رکھتی تو کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔“ (۲)

اور حضرت مُسْتَوْرِد بن شداد رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے نیاز مندوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں ایک مردہ بکری دیکھی تو ارشاد فرمایا: ”تم دیکھ رہے ہو کہ اس کے مالکوں نے اسے بہت بے قدری سے بھینک دیا، دنیا کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی بھی قدر نہیں جتنی بکری والوں کے نزدیک اس مری ہوئی بکری کی ہو۔“ (۳)

اور جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دنیا کی یہ حیثیت ہے تو دنیا کا مال و دولت اور عیش و عشرت نہ ملنے پر کسی مسلمان کو غمزدہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ اسے شکر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس چیز سے بچالیا جس کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی حیثیت نہیں۔ حضرت قتادہ بن نعمان رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر کرم فرماتا ہے تو اُسے دنیا سے ایسا بچاتا ہے جیسا تم اپنے بیمار کو پانی سے بچاتے ہو۔“ (۴)

اور حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔“ (۵)

①.....حدید: ۲۱.

②.....ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی ہوان الدنیا علی اللہ، ۱/۴۳، الحدیث: ۲۳۲۷.

③.....ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی ہوان الدنیا علی اللہ، ۱/۴۴، الحدیث: ۲۳۲۸.

④.....ترمذی، کتاب الطب، باب ما جاء فی الحمیة، ۴/۴، الحدیث: ۲۰۴۴.

⑤.....مسلم، کتاب الزہد والرفاق، ص ۱۵۸۲، الحدیث: ۱ (۲۹۵۶).

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی حیثیت اور حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور کافروں کے مال و دولت کی چمک سے متاثر ہونے کی بجائے دین اسلام کے دیئے ہوئے احکام اور تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ہمیں اپنی دنیا و آخرت دونوں کو بہتر بنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِصْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿٣٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جسے رُٹو نہ آئے رُحْمٰن کے ذکر سے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو رُحْمٰن کے ذکر سے منہ پھیرے تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی رہتا ہے۔

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ﴾ اور جو رُحْمٰن کے ذکر سے منہ پھیرے۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جو قرآن پاک سے اس طرح اندھا بن جائے کہ نہ اس کی ہدایتوں کو دیکھے اور نہ ان سے فائدہ اٹھائے تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں اور وہ شیطان دنیا میں بھی اندھا بننے والے کا ساتھی رہتا ہے کہ اسے حلال کاموں سے روکتا اور حرام کاموں کی ترغیب دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منع کرتا اور اس کی نافرمانی کرنے کا حکم دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا ساتھی ہوگا۔ (۱)

دوسری تفسیر یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اس طرح اعراض کرے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف ہو جائے اور اس کے عذاب سے نہ ڈرے تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں جو اسے گمراہ کرتا رہتا ہے اور وہ اس شیطان کا ساتھی بن جاتا ہے۔ (۲)

تیسری تفسیر یہ ہے کہ جو دُنْیوی زندگی کی لذتوں اور آسائشوں میں زیادہ مشغولیت اور اس کی فانی نعمتوں اور نفسانی خواہشات میں اسہاک کی وجہ سے قرآن سے منہ پھیرے تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں اور وہ

①..... صاوی، الزخرف، تحت الآية: ۳۶، ۱۸۹۴/۵-۱۸۹۵، ملقطاً.

②..... تفسیر طبری، الزخرف، تحت الآية: ۳۶، ۱۸۸/۱۱.

شیطان اس کے ساتھ ہی رہتا ہے اور اس کے دل میں وسوسے ڈال کر اسے گمراہ کرتا رہتا ہے۔^(۱)

قرآن سے مدد لیں، اللہ کا رافعی شیطان سے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن سے منہ پھیرنے والے کافر کا شیطان ساتھی بنا دیا جاتا ہے اور شیطان کو کافروں کا ساتھی بنانے سے متعلق ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَّا بَيْنَ
أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ
فَإِمْمًا قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنَّةِ
وَالْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَسِرِينَ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے کافروں کیلئے کچھ ساتھی مقرر کر دیئے تو انہوں نے ان کیلئے ان کے آگے اور ان کے پیچھے کوئی خوبصورت بنا دیا۔ ان پر بات پوری ہو گئی جو ان سے پہلے گزرے ہوئے جنوں اور انسانوں کے گروہوں پر ثابت ہو چکی ہے۔ بیشک وہ نقصان اٹھانے والے تھے۔

اور حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی موت سے ایک سال پہلے اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتا ہے تو وہ جب بھی کسی نیک کام کو دیکھتا ہے وہ اسے برا معلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اس پر عمل نہیں کرتا اور جب بھی وہ کسی برے کام کو دیکھتا ہے تو وہ اسے اچھا معلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اس پر عمل کر لیتا ہے۔“^(۳)

البتہ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ زیر تفسیر آیت میں جہاں کفار کے لئے وعید ہے وہیں ہمارے معاشرے کے ان مسلمانوں کے لئے بھی بڑی عبرت ہے جو دنیا کی زیب و زینت، اس کی چمک دک اور مال و دولت کے حصول میں حد درجہ مصروفیت کی وجہ سے قرآن پاک کی تلاوت کرنے، اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے اور قرآن مجید سے تعلق قائم رکھا رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

یاد رہے کہ زیر تفسیر آیت میں جس شیطان کا ذکر ہے یہ اس شیطان کے علاوہ ہے جس کا ذکر درج ذیل

حدیث پاک میں ہے، چنانچہ

①.....ابو سعود، الزَّخْرَف، تحت الآية: ۳۶، ۵۴۳/۵.

②.....حم السجدة: ۲۵.

③.....مسند الفردوس، باب الالف، ۲۴۵/۱، الحديث: ۹۴۸.

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان اور ایک فرشتہ مُسَلَّط کر دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کے ساتھ بھی؟ ارشاد فرمایا: ”میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کے مقابلے میں میری مدد فرمائی اور وہ مسلمان ہو گیا، اب وہ مجھے اچھی بات کے علاوہ کوئی بات نہیں کہتا۔“ (1)

برائیاں بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ برائیاں بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے اور اچھا ساتھی نصیب ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اچھے اور برے ساتھی کے بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اچھے اور برے ہم نشین کی مثال ایسے ہے جیسے مشک اٹھانے والا اور بھٹی پھونکنے والا۔ ان میں سے جو مشک اٹھائے ہوئے ہے (اس کے ساتھ رہنے کا فائدہ یہ ہے کہ) وہ تجھے اس میں سے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا تجھے مشک کی خوشبو پہنچے گی اور جو بھٹی پھونکنے والا ہے (اس کے ساتھ رہنے کا نقصان یہ ہے کہ) وہ تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے بُری بو پہنچے گی۔“ (2)

اور حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: فاجر سے بھائی چارہ نہ کر کہ وہ اپنے فعل کو تیرے لیے مُزِیْن کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا، تیرے پاس اس کا آنا جانا عیب اور ننگ ہے اور (اسی طرح) احمق سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ وہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دے گا اور تجھے کچھ نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر ہوگا یہ کہ نقصان پہنچا دے گا، اس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے، اس کی دوری نزدیکی سے بہتر ہے اور موت زندگی سے بہتر اور جھوٹے سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ اس کے ساتھ میل جول تجھے نفع نہ دے گا، وہ تیری بات دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کی تیرے پاس لائے گا اور اگر تو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔“ (3)

اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں اچھے اور نیک ساتھی عطا فرمائے اور برے ساتھیوں سے محفوظ فرمائے، آمین۔

①.....مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب تحريش الشيطان... الخ، ص ۱۱۲، الحديث: ۶۹ (۲۸۱۴)۔

②.....بخاری، کتاب الذبائح والصيد... الخ، باب المسك، ۵۶۷/۳، الحديث: ۵۵۳۴۔

③.....ابن عساکر، حرف الطاء فی آباء من اسمه علی، علی بن ابی طالب... الخ، ۵۱۶/۴۲۔

وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک وہ شیاطین ان کو راہ سے روکتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک وہ شیاطین ان کو راستے سے روکتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے رہتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

﴿وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ﴾ اور بیشک وہ شیاطین ان کو راستے سے روکتے ہیں۔ ﴿لَعَلَّ ارشاد فرمایا کہ بیشک وہ شیاطین قرآن پاک سے منہ موڑنے والوں کو اس راستے سے روکتے ہیں جس کی طرف قرآن بتاتا ہے اور ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ گمراہ ہونے کے باوجود یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔^(۱) تو جس کی گمراہی کا یہ حال ہو اس کے راہِ راست پر آنے کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ نَاقَالَ يَلَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَيُخْسِ الْقَرِينُ ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہاں تک کہ جب کافر ہمارے پاس آئے گا اپنے شیطان سے کہے گا بوائے کسی طرح مجھ میں تجھ میں پورب کچھم کا فاصلہ ہوتا تو کیا ہی براسا تھی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہاں تک کہ جب وہ کافر ہمارے پاس آئے گا تو (اپنے ساتھی شیطان سے) کہے گا: اے کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کے برابر دوری ہو جائے تو (تو) کتنا ہی براسا تھی ہے۔

﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ نَا﴾ یہاں تک کہ جب وہ کافر ہمارے پاس آئے گا۔ ﴿لَعَلَّ﴾ یعنی قرآن سے منہ پھرنے والے کفار، شیطان کے ساتھی ہوں گے یہاں تک کہ جب قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی شیطان کے ساتھ ہمارے پاس

①.....ابو سعود، التّخريف، تحت الآية: ۳۷، ۵/۴۳، ملخصاً.

آئے گا تو وہ شیطان کو مخاطب کر کے کہے گا: اے میرے ساتھی! اے کاش! میرے اور تیرے درمیان اتنی دوری ہو جائے جتنی مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے کہ جس طرح وہ اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ایک دوسرے کے قریب ہو سکتے ہیں اسی طرح ہم بھی اکٹھے نہ ہوں اور نہ ہی ایک دوسرے کے قریب ہوں اور تو میرا کتنا ہی برا ساتھی ہے۔^(۱)

حضرت سعید جریری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ قیامت کے دن جب کافر کو اس کی قبر سے اٹھایا جائے گا تو شیطان اس کا ہاتھ تھام لے گا، وہ شیطان اس کے ساتھ ہی رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو جہنم میں جانے کا حکم فرما دے گا، اس وقت کافر کہے گا: اے کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کے برابر دوری ہو جائے تو تو کتنا ہی برا ساتھی ہے۔^(۲)

وَلَنْ يَنْفَعَكُمْ الْيَوْمَ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنْكُمُ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٩﴾

توجہ کنزالایمان: اور ہرگز تمہارا اس سے بھلا نہ ہوگا آج جبکہ تم نے ظلم کیا کہ تم سب عذاب میں شریک ہو۔

توجہ کنزالعرفان: اور آج ہرگز تمہیں یہ چیز نفع نہیں دے گی کہ تم سب عذاب میں شریک ہو جبکہ تم نے ظلم کیا۔

﴿وَلَنْ يَنْفَعَكُمْ الْيَوْمَ﴾ اور آج ہرگز تمہیں یہ چیز نفع نہیں دے گی۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کرنے والو! تمہارا یہ حسرت و افسوس کرنا آج ہرگز تمہیں نفع نہیں دے گا کیونکہ آج ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ دنیا میں شرک کر کے تم نے اپنے اوپر ظلم کیا، اب تم اور تمہارے ساتھی شیاطین سب اسی طرح عذاب میں شریک ہیں جیسے دنیا میں اکٹھے تھے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے کافر و! تمہارا اور تمہارے ساتھی شیطانوں کا عذاب میں اکٹھے ہونا آج تمہیں ہرگز نفع نہیں دے گا اور نہ ہی تم سے کچھ عذاب ہلکا کیا جائے گا کیونکہ کفار اور ان کے شیطانوں میں سے ہر ایک کے لئے اپنا اپنا عذاب کا وافر حصہ ہے۔^(۳)

①..... جلالین مع صاوی، الزخرف، تحت الآية: ۳۸، ۱۸۹۵/۵-۱۸۹۶۔

②..... تفسیر طبری، الزخرف، تحت الآية: ۳۸، ۱۸۹/۱۱۔

③..... خازن، الزخرف، تحت الآية: ۳۹، ۱۰۶/۴، جلالین، الزخرف، تحت الآية: ۳۹، ص ۴۰۸، ملقطاً۔

أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصَّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْى وَمَنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٢٠﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے یا اندھوں کو راہ دکھاؤ گے اور انہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے یا اندھوں کو راہ دکھاؤ گے اور انہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں؟

﴿أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصَّمَّ: تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے؟﴾ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی قوم کو دین کی دعوت دینے میں بہت کوشش فرماتے لیکن کفار مکہ اسلام قبول کرنے کی بجائے اپنے کفر اور سرکشی میں مزید ہٹ دھرم ہو رہے تھے، ان کی ہٹ دھرمی دیکھ کر نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم افسردہ ہو جاتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ کفار آپ سے اور آپ کے دین سے نفرت کرنے میں اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ جب وہ قرآن سنتے ہیں تو بہروں کی طرح ہو جاتے ہیں اور جب آپ کے معجزات دیکھتے ہیں تو وہ اندھوں کی طرح ہو جاتے ہیں، ان کے اندھا اور بہرہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ کھلی گمراہی میں ہیں، لہذا آپ ان دل کے بہروں کو نہیں سنا سکتے کیونکہ وہ قرآن سن کر اسے قبول کرنے والے کان ہی نہیں رکھتے اور آپ ان دل کے اندھوں کو ہدایت کی راہ نہیں دکھا سکتے کیونکہ یہ حق بات دیکھنے والی آنکھ ہی سے محروم ہیں اور آپ ان لوگوں کو سنا اور دکھا نہیں سکتے جو کھلی گمراہی میں ہیں کیونکہ ان کے نصیب میں ایمان نہیں۔^(۱)

فَمَا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِبُونَ ﴿٢١﴾ أَوْ نُرِيَّكَ الَّذِي
وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُونَ ﴿٢٢﴾

①.....تفسیر کبیر، الزخرف، تحت الآیۃ: ۴۰، ۶۳۴/۹، مدارک، الزخرف، تحت الآیۃ: ۴۰، ص ۱۱۰۱، خازن، الزخرف، تحت الآیۃ: ۴۰، ۱۰۶/۴، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: تو اگر ہم تمہیں لے جائیں تو ان سے ہم ضرور بدلہ لیں گے۔ یا تمہیں دکھادیں جس کا انہیں ہم نے وعدہ دیا ہے تو ہم ان پر بڑی قدرت والے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اگر ہم تمہیں لے جائیں تو ان سے ہم ضرور بدلہ لیں گے۔ یا ہم تمہیں دکھادیں جس کا انہیں ہم نے وعدہ دیا ہے تو ہم ان پر بڑی قدرت والے ہیں۔

﴿فَمَا نَذَرُكَ هَبْنِي بِكَ﴾: تو اگر ہم تمہیں لے جائیں۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں بیان فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت دل کے بہروں اور اندھوں پر اثر نہیں کرتی جبکہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں کفار کے لئے دنیا اور آخرت کے عذاب کی وعید بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اگر ہم کفار مکہ کو عذاب دینے سے پہلے آپ کو وفات دے دیں تو آپ کے بعد ہم ان سے ضرور بدلہ لیں گے یا آپ کی زندگی میں ہی ان پر ہونے والا وہ عذاب آپ کو دکھادیں گے جس کا انہیں ہم نے وعدہ دیا ہے کیونکہ ہم جب چاہیں انہیں عذاب دینے پر بڑی قدرت رکھنے والے ہیں۔^(۱)

فَاسْتَسِمْ بِالْزِمَىٰ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو مضبوط تھامے رہو اسے جو تمہاری طرف وحی کی گئی بیشک تم سیدھی راہ پر ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اسے مضبوطی سے تھامے رکھو جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے بیشک تم سیدھی راہ پر ہو۔

﴿فَاسْتَسِمْ بِالْزِمَىٰ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ﴾: تو اسے مضبوطی سے تھامے رکھو جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔ ﴿رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا 'اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ (کفار کی سرکشی پر رنجیدہ نہ ہوں بلکہ) ہماری کتاب قرآن پاک کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور اس کے احکامات پر عمل

①..... تفسیر کبیر، الزحرف، تحت الآیة: ۴۱-۴۲، ۶۳/۹، خازن، الزحرف، تحت الآیة: ۴۱-۴۲، ۱۰۶/۴، مدارک، الزحرف، تحت الآیة: ۴۱-۴۲، ص ۱۱۰۱، ملقطاً.

کرتے رہیں بے شک آپ اس دین پر ہیں جس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں۔^(۱)

قرآن مجید میں اور مقامات پر بھی نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قرآن پاک کے احکامات کی پیروی کرتے رہنے کا حکم دیا گیا اور آپ کے سیدھی راہ پر ہونے کے بارے میں بیان فرمایا گیا ہے، چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَتَّبِعْ مَا اَوْحٰی اِلَیْكَ مِنْ رَبِّكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: تم اس وحی کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔

اور حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سیدھی راہ پر ہونے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اِنَّكَ لَعَلٰی هُدٰی مُسْتَقِیْمٍ^(۳)

ترجمہ کنز العرفان: بیشک تم سیدھی راہ پر ہو۔

اور حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہ صرف خود سیدھے راستے پر ہیں بلکہ سیدھے راستے کے راہنما بھی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ^(۴)

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک تم ضرور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتے ہو۔

وَ اِنَّہٗ لَذِکْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمٍ ۚ وَ سَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ۝۲۳

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک وہ شرف ہے تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور (اے حبیب!) بیشک یہ قرآن تمہارے اور تمہاری قوم کیلئے شرف و بزرگی ہے اور (اے لوگو!)

①.....تفسیر کبیر، الزخرف، تحت الآیۃ: ۴۳، ۶۳۴/۹، مدارک، الزخرف، تحت الآیۃ: ۴۳، ص ۱۱۰۱، ملقطاً.

②.....انعام: ۱۰۶.

③.....حج: ۶۷.

④.....شوری: ۵۲.

عنقریب تم سے پوچھا جائے گا۔

﴿وَإِنَّكَ لَنذِكْرُكَ وَلِقَوْمِكَ﴾ اور بیشک یہ قرآن تمہارے اور تمہاری قوم کیلئے شرف و بزرگی ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، یہ قرآن آپ کے لئے بطور خاص عظیم شرف کا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت اور حکمت عطا فرمائی اور عمومی طور پر آپ کی امت کے لئے بھی عظمت کا سبب ہے کہ انہیں اس سے ہدایت فرمائی اور اے لوگو! عنقریب قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے قرآن کا کیا حق ادا کیا، اس کی کیا تعظیم کی اور اس نعمت کا کیا شکر بجالائے۔^(۱)

مسلمانوں کی عظمت، ناموری کا دوریہ اور مسلمانوں کا حال

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید وہ عظیم الشان کتاب ہے جو اس امت کی عظمت، ناموری اور چرچے کا ذریعہ ہے، اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ^(۲)
توجہ! کُنْزُ الْعَرْفَانِ: بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل فرمائی جس میں تمہارا چرچا ہے۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں؟

اس کے ذریعے عظمت اور ناموری اسی صورت حاصل ہو سکتی ہے جب کہ اس کے احکام اور اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے، اگر تاریخ پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت روشن دن سے بھی زیادہ واضح نظر آئے گی کہ دین اسلام کے ابتدائی سالوں میں مسلمانوں کو دنیا میں جو عظمت ملی، دنیا جہاں میں ان کا سکھ چلا اور بدبہ بیٹھا اور ہر طرف ان کی نیک نامی کا جو چرچا ہوا، اس کا بنیادی سبب قرآن مجید سے والہانہ وابستگی، اس کے احکامات اور تعلیمات کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھنا اور مشکل ترین حالات میں بھی ان پر عمل پیرا رہنا تھا اور فی زمانہ مسلمان دنیا بھر میں جس ذلت و رسوائی کا شکار نظر آ رہے ہیں اس کی بہت بڑی وجہ قرآن مجید سے ان کی وابستگی ختم ہو جانا، اس کے احکامات کی پرواہ نہ کرنا اور ان پر عمل چھوڑ دینا ہے، بلکہ قرآن کریم سے ان کی دوری کا یہ حال ہے کہ مسلمانوں کی ایک تعداد کو قرآن مجید کے دیئے

①..... مدارك، التعرف، تحت الآية: ۴۴، ص ۱۱۰، ۱، ملقطاً.

②..... انبیاء: ۱۰.

ہوئے احکامات اور اس کی روشن تعلیمات کی خبر تک نہیں ہے حتیٰ کہ صرف قرآن مجید کا عربی متن پڑھنے کا کہا جائے تو وہ تک انہیں صحیح پڑھنا نہیں آتا، گھروں میں ہفتوں اور مہینوں قرآن مجید سنہری کپڑوں میں ملبوس پڑا رہتا ہے اور موقع ملنے پر اس سے گرد وغیرہ کی تہ صاف کر کے دوبارہ اسی مقام پر رکھ دیا جاتا ہے۔ اے کاش!

درس قرآن ہم نے نہ بھلایا ہوتا یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت سے گلہ فریاد ہے اے کشتی اُمت کے نگہاں بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے اس آیت مبارکہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی حالت پر غور کر لے کہ اس نے قرآن مجید کا کتنا حق ادا کیا، قرآن کی کیا تعظیم کی، اس نعمت کا کتنا شکر بجالایا اور اس کے احکامات اور تعلیمات پر کس قدر عمل کیا۔

وَسَلِّ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ
الْهَةَ يُعْبَدُونَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور اُن سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن کو پوجا ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جو ہم نے تم سے پہلے اپنے رسول بھیجے ان سے پوچھو کہ کیا ہم نے رحمن کے سوا کچھ اور معبود مقرر کئے ہیں جن کی عبادت کی جائے۔

﴿وَسَلِّ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا﴾ اور جو ہم نے تم سے پہلے اپنے رسول بھیجے ان سے پوچھو۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے سوال کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اُن کے ادیان اور ان کی ملتوں کو تلاش کرو کہ کیا کہیں بھی اور کسی بھی نبی کی اُمت میں بت پرستی روا رکھی گئی ہے؟ اور اکثر مفسرین نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ ایمان لائے ان سے دریافت کرو کہ کیا کبھی کسی نبی نے غَيْرُ اللَّهِ کی عبادت کی اجازت

دی تاکہ مشرکین پر ثابت ہو جائے کہ مخلوق پرستی نہ کسی رسول نے بتائی اور نہ کسی کتاب میں آئی۔ اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ تمام انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ توحید کی دعوت دیتے آئے اور سب نے مخلوق پرستی کی ممانعت فرمائی، اور تمام انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے توحید کی دعوت دیتے رہنے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہر امت میں ہم نے ایک رسول بھیجا کہ (اے لوگو!) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۳۶) فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَصْحَكُونَ (۳۷)

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو اس نے فرمایا بیشک میں اس کا رسول ہوں جو سارے جہاں کا مالک ہے۔ پھر جب وہ اُن کے پاس ہماری نشانیاں لایا جیسی وہ ان پر ہنسنے لگے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو موسیٰ نے فرمایا: بیشک میں اس کا رسول ہوں جو سارے جہاں کا مالک ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا تو جیسی وہ ان پر ہنسنے لگے۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا۔﴾ اس مقام پر حضرت موسیٰ عَلَیْہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا واقعہ دوبارہ بیان کرنے سے مقصود کفار قریش کی گفتگو کی وجہ سے پہنچنے والی تکلیف پر تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دینا ہے کہ آپ کے ساتھ آپ کی قوم نے جیسا سلوک کیا کہ مال کی کمی اور معاشرے میں ان

کی نظر میں مقام نہ ہونے پر عار دلایا، ویسا سلوک حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ عَلَیْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی قوم نے بھی ان کے ساتھ کیا تھا، انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے ساتھ کفار کی یہ روش کوئی آج کی نہیں بلکہ بہت پرانی ہے۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تا کہ آپ انہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے اور صرف اسی کی عبادت کرنے کی دعوت دیں۔ جب حضرت موسیٰ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام ان کے پاس پہنچے تو فرمایا: بیشک میں اس کا رسول ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے۔ آپ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی بات سن کر انہوں نے مطالبہ کیا کہ ہمیں کوئی ایسی نشانی دکھائیں جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جب حضرت موسیٰ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے عصا اور ید بیضا، ایسی وہ نشانیاں دکھائیں جو آپ کی رسالت پر دلالت کرتی تھیں تو وہ ان نشانیوں میں غور و فکر کرنے کی بجائے الٹا ہنسنے اور مذاق اڑانے لگ گئے اور انہیں جادو بتانے لگے۔^(۱)

وَمَا نَرِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا ۖ وَآخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم انہیں جو نشانی دکھاتے وہ پہلے سے بڑی ہوتی اور ہم نے انہیں مصیبت میں گرفتار کیا کہ وہ باز آئیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم انہیں جو نشانی دکھاتے وہ اپنی مثل (پہلی نشانی) سے بڑی ہی ہوتی اور ہم نے انہیں مصیبت میں گرفتار کیا تا کہ وہ باز آجائیں۔

﴿وَمَا نَرِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا﴾: اور ہم انہیں جو نشانی دکھاتے وہ اپنی مثل (پہلی نشانی) سے بڑی ہی

①..... صاوی، الزخرف، تحت الآية: ۴۶-۴۷، ۱۸۹۷/۵-۱۸۹۸، ابن كثير، الزخرف، تحت الآية: ۴۶-۴۷، ۲۱۱/۷، مدارك، الزخرف، تحت الآية: ۴۶-۴۷، ص ۱۱۰۲، ملقطاً.

ہوتی۔ یعنی ہر ایک نشانی اپنی خصوصیت میں دوسری سے بڑھ چڑھ کر تھی، مراد یہ ہے کہ ایک سے ایک اعلیٰ تھی۔

﴿وَأَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ﴾ اور ہم نے انہیں مصیبت میں گرفتار کیا۔ یعنی جب فرعون اور اس کی قوم نے سرکشی کی تو ہم نے انہیں مصیبت میں گرفتار کیا تاکہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں اور کفر چھوڑ کر ایمان کو اختیار کر لیں۔ یہ عذاب قحط سالی، طوفان اور مٹی وغیرہ سے کئے گئے، یہ سب حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی نشانیاں تھیں جو اُن کی نبوت پر دلالت کرتی تھیں اور ان میں ایک سے ایک بلند و بالا تھی۔^(۱)

نوٹ: اس عذاب کی تفصیل جاننے کے لئے سورہ اعراف کی آیت نمبر 133 کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

وَقَالُوا يَا أَيُّهَ السَّحَرَاءُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ إِنَّا لَبُهِتُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿٤٠﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بولے کہ اے جادوگر ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر اس عہد کے سبب جو اس کا تیرے پاس ہے بیشک ہم ہدایت پر آئیں گے۔ پھر جب ہم نے اُن سے وہ مصیبت ٹال دی جہی وہ عہد توڑ گئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور انہوں نے کہا: اے جادو کے علم والے! ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر، اُس عہد کے سبب جو اس نے تم سے کیا ہے۔ بیشک ہم ہدایت پر آجائیں گے۔ پھر جب ہم نے ان سے وہ مصیبت ٹال دی تو اسی وقت انہوں نے عہد توڑ دیا۔

﴿وَقَالُوا﴾ اور انہوں نے کہا۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب فرعون اور اس کی قوم نے عذاب دیکھا تو انہوں نے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے کہا ”اے جادو کے علم والے!“ یہ کہہ اُن کے عرف اور مخاورہ میں بہت تعظیم و تکریم کا تھا، وہ لوگ عالم، ماہر، حاذق، اور کامل کو جادوگر کہا کرتے تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ اُن کی نظر میں جادو کی بہت عظمت تھی اور وہ اسے قابلِ تعریف و صف سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے التجا کے وقت حضرت موسیٰ عَلَيْهِ

الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کو اس کلمہ سے ندا کی اور کہا: تم سے جو تمہارے رب غَزَّوَجَلَّ نے عہد کیا ہے کہ تمہاری دعا مقبول ہے اور ایمان لانے والوں اور ہدایت قبول کرنے والوں پر سے اللہ تعالیٰ عذاب اٹھا لے گا، اس عہد کے سبب ہمارے لیے اپنے رب غَزَّوَجَلَّ سے دعا کرو کہ ہم سے یہ عذاب دور کر دے، بیشک ہم ہدایت پر آجائیں گے اور ایمان قبول کر لیں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ نے دعا کی تو اُن پر سے عذاب اٹھا لیا گیا، جب اللہ تعالیٰ نے ان سے وہ مصیبت ٹال دی تو اسی وقت انہوں نے اپنا عہد توڑ دیا اور ایمان قبول کرنے کی بجائے اپنے کفر پر ہی اڑے رہے۔^(۱)

نوٹ: یہ واقعہ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۳۴ اور ۱۳۵ میں گزر چکا ہے۔

وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يُقَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ
وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝۵۱

ترجمہ کنز الایمان: اور فرعون اپنی قوم میں پکارا کہ اے میری قوم کیا میرے لیے مصر کی سلطنت نہیں اور یہ نہریں کہ میرے نیچے بہتی ہیں تو کیا تم دیکھتے نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور فرعون نے اپنی قوم میں اعلان کر کے کہا: اے میری قوم! کیا مصر کی بادشاہت میری نہیں ہے اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہتی ہیں؟ تو کیا تم دیکھتے نہیں؟

﴿وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ﴾ اور فرعون نے اپنی قوم میں اعلان کر کے کہا۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں فرعون اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کے مابین ہونے والا معاملہ بیان کیا گیا اور اس آیت سے فرعون اور اس کی قوم کے مابین ہونے والا معاملہ ذکر کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون نے اپنی قوم میں بڑے فخر کے ساتھ اعلان کر کے کہا: اے میری قوم! کیا مصر کی بادشاہت اور میرے محل کے نیچے بہنے والی دریائے نیل سے نکلی ہوئی بڑی بڑی نہریں میری نہیں ہیں؟ تو کیا تم میری عظمت و قوت اور شان و سطوت دیکھتے نہیں؟

①.....حازن، الرِّخْف، تحت الآية: ۴۹، ۱۰۷/۴، مدارك، الرِّخْف، تحت الآية: ۴۹، ص ۱۱۰۲، ملنقطاً.

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے جب یہ آیت پڑھی اور مصر کی حکومت پر فرعون کا غرور دیکھا تو کہا ”میں وہ مصر اپنے ایک ادنیٰ غلام کو دے دوں گا، چنانچہ انہوں نے ملک مصر خصیب کو دے دیا جو ان کا غلام تھا اور وضو کرانے کی خدمت پر مامور تھا۔^(۱)

أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ۖ وَلَا يَكَادُيبِينَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: یا میں بہتر ہوں اس سے کہ ذلیل ہے اور بات صاف کرتا معلوم نہیں ہوتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: یا میں اس سے بہتر ہوں جو معمولی سا آدمی ہے اور صاف طریقے سے باتیں کرتا معلوم نہیں ہوتا۔

﴿أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَذَا﴾ یا میں اس سے بہتر ہوں۔ ﴿فرعون نے کہا کہ کیا تمہارے نزدیک ثابت ہو گیا اور تم نے سمجھ لیا کہ میں اس سے بہتر ہوں جو کمزور اور حقیر سا آدمی ہے اور جو اپنی بات بھی صاف طریقے سے بیان کرتا معلوم نہیں ہوتا۔ یہ اس ملعون نے جھوٹ کہا کیونکہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے زبانِ اقدس کی وہ گرہ زائل کر دی تھی لیکن فرعون نے اپنے پہلے ہی خیال میں تھے۔^(۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو نبی سے اعلیٰ کہنا یا نبی کو ذلت کے الفاظ سے یاد کرنا فرعون کا کفر ہے۔

فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اس پر کیوں نہ ڈالے گئے سونے کے کنگن یا اس کے ساتھ فرشتے آتے کہ اس کے پاس رہتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: (اگر یہ رسول ہے) تو اس پر سونے کے کنگن کیوں نہ ڈالے گئے؟ یا اس کے ساتھ قطار بنا کر فرشتے آتے؟

①.....تفسیر کبیر، الزخرف، تحت الآية: ۵۱، ۶۳۷/۹، حازن، الزخرف، تحت الآية: ۵۱، مدارك، الزخرف،

تحت الآية: ۵۱، ص ۱۱۰۲-۱۱۰۳، ملقطاً.

②.....روح البيان، الزخرف، تحت الآية: ۵۲، ۳۷۸/۸.

﴿فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ: تو اس پر سونے کے ننگن کیوں نہ ڈالے گئے؟﴾ فرعون نے کہا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا سردار بنایا ہے جس کی اطاعت واجب ہے تو انہیں سونے کا ننگن کیوں نہیں پہنایا گیا۔ فرعون نے یہ بات اپنے زمانے کے دستور کے مطابق کہی کہ اس زمانے میں جس کسی کو سردار بنایا جاتا تھا تو اسے سونے کے ننگن اور سونے کا طوق پہنایا جاتا تھا۔ فرعون نے مزید یہ کہا کہ رسالت کے دعویٰ میں سچے ہونے کی گواہی دینے کیلئے اس کے ساتھ قطار بنا کر فرشتے کیوں نہیں آتے؟^(۱)

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر اس نے اپنی قوم کو کم عقل کر لیا تو وہ اس کے کہنے پر چلے بیشک وہ بے حکم لوگ تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو فرعون نے اپنی قوم کو بیوقوف بنالیا تو وہ اس کے کہنے پر چل پڑے بیشک وہ نافرمان لوگ تھے۔

﴿فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ: تو فرعون نے اپنی قوم کو بیوقوف بنالیا۔﴾ یعنی فرعون نے اس طرح کی چکنی چڑی باتیں کر کے ان جاہلوں کی عقل ماردی اور انہیں بہلا پھسلا لیا تو وہ اس کے کہنے پر چل پڑے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرنے لگے۔ بے شک وہ نافرمان لوگ تھے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرنے کی بجائے فرعون جیسے جاہل اور سرکش کی پیروی کی۔^(۲)

فَلَمَّا أَسَفُونَا انتقمنا منهم فَأُغْرِقْتُهُمْ أَجْعِيلِينَ ۖ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا
وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ ﴿٥٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے وہ کیا جس پر ہمارا غضب ان پر آیا ہم نے ان سے بدلہ لیا تو ہم نے ان سب

①.....حازن، الزحرف، تحت الآية: ٥٣، ١٠٨/٤.

②.....حازن، الزحرف، تحت الآية: ٥٤، ١٠٨/٤، تفسير كبير، الزحرف، تحت الآية: ٥٤، ٦٣٨/٩، ملقطاً.

کوڈ بودیا۔ انہیں ہم نے کر دیا اگلی داستان اور کہاوت پچھلوں کے لیے۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب انہوں نے ہمیں ناراض کیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔ تو ہم نے انہیں اگلی داستان کر دیا اور بعد والوں کیلئے مثال بنا دیا۔

﴿فَلَمَّا آسَفُونَا﴾ پھر جب انہوں نے ہمیں ناراض کیا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب فرعون اور اس کی قوم نے اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جرموں کی سزا میں سب کو غرق کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ماضی کی عبرت تک داستان بنا دیا اور بعد والوں کے لئے مثال بنا دیا تاکہ بعد والے اُن کے حال اور انجام سے نصیحت و عبرت حاصل کریں۔^(۱)

سرگرمی، مال و دولت اور منصب والوں کے لئے عبرت کا مقام

ان آیات میں بیان کئے گئے واقعے میں ان لوگوں کے لئے بڑی عبرت اور نصیحت ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا، معاشرے میں مقام و مرتبہ عطا کیا اور حکومت و سلطنت سے سرفراز کیا لیکن وہ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرنے کی بجائے اس کی ناشکری کرنے میں اور گناہوں میں مشغول رہ کر مسلسل اس کی نافرمانیوں میں مصروف ہیں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب انہوں نے ان نصیحتوں کو بھلا دیا جو انہیں کی گئی تھیں تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اس پر خوش ہو گئے جو انہیں دی گئی تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا پس اب وہ مایوس ہیں۔ پس ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی اور تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ
أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ طَحَنِي إِذَا فَرِحُوا بِآؤْتُوا
أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ﴿۳۶﴾ فَقَطَّعَ
دَاوُدُ النُّقُومَ الَّذِينَ ظَلَمُوا ط وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۷﴾

①.....حازن، التعرف، تحت الآية: ۵۵، ۱۰۸/۴.

②.....انعام: ۴۵، ۴۴.

اور حضرت عقبہ بن عامر رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جب تم یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اس کی پسند کی تمام چیزیں عطا کر رہا ہے لیکن اس بندے کا حال یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر قائم ہے تو یہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے۔“ (۱)

اور حضرت عمر بن ذر رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”اے گناہگارو! اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کے باوجود جو مسلسل حلم فرما رہا ہے تم اس کی وجہ سے گناہوں پر اور جری نہ ہو جاؤ اور اس کی ناراضی سے ڈرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَمَّا اسَفُوْنَا اِنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ
ترجمہ کنز العرفان: پھر جب انہوں نے ہمیں ناراض کیا
تو ہم نے ان سے بدلہ لیا۔“ (۲)

اللہ تعالیٰ مال و دولت اور منصب و مرتبے کی وجہ سے پیدا ہونے والی سرکشی اور اس کی آفات سے ہمیں محفوظ فرمائے، آمین۔

وَلَمَّا ضَرَبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور جب ابنِ مریم کی مثال بیان کی جائے جہی تمہاری قوم اُس سے ہنسنے لگتے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جب ابنِ مریم کی مثال بیان کی جاتی ہے تو جہی تمہاری قوم اس سے ہنسنے لگتی ہے۔

﴿وَلَمَّا ضَرَبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا﴾: اور جب ابنِ مریم کی مثال بیان کی جاتی ہے۔ ﴿اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے قریش کے سامنے یہ آیت ”وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ“ پڑھی، جس کے معنی یہ ہیں کہ اے مشرکین! تم اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن چیزوں کو تم پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہے۔ یہ سن کر مشرکین کو بہت غصہ آیا اور ابنِ زبیری کہنے لگا: اے محمد! صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ! کیا یہ خاص ہمارے

①.....معجم الاوسط، باب الواو، من اسمه ولید، ۴۲۲/۶، الحدیث: ۹۲۷۲.

②.....شعب الایمان، السابع والاربعون من شعب الایمان.. الخ، فصل فی الطبع علی القلب.. الخ، ۴۷/۵، الحدیث: ۷۲۲۷.

اور ہمارے معبودوں ہی کے لئے ہے یا ہر اُمت اور گروہ کے لئے ہے؟ سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یہ تمہارے اور تمہارے معبودوں کے لئے بھی ہے اور سب اُمتوں کے لئے بھی ہے۔ اس پر ابنِ زبیری نے کہا کہ آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نبی ہیں اور آپ اُن کی اور اُن کی والدہ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے عیسائی ان دونوں کو پوجتے ہیں اور حضرت عزیر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور فرشتے بھی پوجے جاتے ہیں یعنی یہودی وغیرہ ان کو پوجتے ہیں تو اگر یہ حضرات (مَعَاذَ اللہ) جہنم میں ہوں تو ہم اس بات پر راضی ہیں کہ ہم اور ہمارے معبود بھی ان کے ساتھ ہوں اور یہ کہہ کر کفار خوب ہنسے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ تَرْجِبُهُ كُنُزُ الْعَرْفَانِ: بَيْشَک جن کے لیے ہمارا بھلائی کا وعدہ عِنَّمَا مُبْعَدُونَ^(۱) پہلے سے ہو چکا ہے وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔

اور یہ آیت نازل ہوئی ”وَلَسَاْصِرِبِ ابْنِ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ“ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب ابنِ زبیری نے اپنے معبودوں کے لئے حضرت عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مثال بیان کی اور حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جھگڑا کیا کہ عیسائی انہیں پوجتے ہیں تو کفار قریش اُس کی اس بات پر ہنسنے لگے۔^(۲)

وَقَالُوا إِلَهْتُمْ خَيْرٌ أَمْهُوَ ط مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصَصُونَ ۝۵۸

ترجمہ کنزالایمان: اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ ہیں ہی جھگڑا والوگ۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کہتے ہیں: کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ (عیسیٰ؟) انہوں نے یہ مثال تم سے صرف جھگڑا کرنے

①..... انبیاء: ۱۰۱۔

②..... مدارك، الزخرف، تحت الآية: ۵۷، ص ۱۱۰۳-۱۱۰۴۔

کیلئے بیان کی ہے، بلکہ وہ جھگڑنے والے لوگ ہیں۔

﴿وَقَالُوا: اور کہتے ہیں۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کی قوم کے مشرکین کہتے ہیں کہ کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بہتر ہیں تو اگر (مَعَاذَ اللہ) وہ جہنم میں ہوئے تو ہمارے معبود یعنی بت بھی جہنم میں چلے جائیں ہمیں کچھ پروا نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، انہوں نے یہ مثال حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے بیان نہیں کی بلکہ صرف آپ سے جھگڑا کرنے کیلئے بیان کی ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ باطل ہے اور اس آیت کریمہ ”اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ“ سے صرف بت مراد ہیں حضرت عیسیٰ، حضرت عزیر اور فرشتے عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مراد نہیں لئے جاسکتے۔

ابن زبیری عرب کا رہنے والا تھا اور عربی زبان جاننے والا تھا، یہ بات اسے بہت اچھی طرح معلوم تھی کہ ”مَا تَعْبُدُوْنَ“ میں جو ”مَا“ ہے اس کے معنی چیز کے ہیں اور اس سے وہ چیزیں مراد ہوتی ہیں جن میں عقل نہ ہو، لیکن اس کے باوجود اس کا عربی زبان کے اصول سے جاہل بن کر حضرت عیسیٰ، حضرت عزیر اور فرشتوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اس میں داخل کرنا کٹ جتنی اور جہل پروری ہے۔ آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا بلکہ وہ جھگڑنے والے اور باطل کے درپے ہونے والے لوگ ہیں۔^(۱)

صرف جھگڑا کرنے کے لئے بحث نہایت شروع کر دینا کفار کا طریقہ ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حق و باطل میں فرق بیان کرنے کی بجائے صرف جھگڑا کرنے کے لئے بحث مباحثہ شروع کر دینا کفار کا طریقہ ہے۔ حضرت ابوامامہ ذہبی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو قوم بھی ہدایت پانے کے بعد گمراہ ہوئی وہ باطل جھگڑوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہوئی، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”مَا صَدَّ بُوْدُکَ اِلَّا جَدًّا لَا بَلَّ لَهُمْ قَوْمٌ حَصْبُوْنَ“۔^(۲)

کفار کے طریقے اور اس حدیث پاک کو سامنے رکھتے ہوئے ان حضرات کو اپنے طرزِ عمل پر غور کرنے کی شدید



①.....مدارک، الزخرف، تحت الآية: ۵۸، ص ۱۱۰۴، ملخصاً.

②.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الزخرف، ۱۷۰/۵، الحدیث: ۳۲۶۴.

حاجت ہے جو شرعی مسائل سے جاہل اور ان کی حکمتوں سے ناواقف ہونے، یا ان کا علم رکھنے کے باوجود جان بوجھ کر سوشل، پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر ان کے بارے شرعی تقاضوں کے برخلاف بحث مباحثہ کرنا اور شریعت کے مسائل کو اپنی ناقص عقل کے ترازو پر تول کر ان کے حق اور ناحق ہونے کا فیصلہ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور عقائد و عبادات و معاملات وغیرہ پر احمقانہ بحثوں کی وجہ سے یہ چیزیں ایک مذاق بن کر رہ گئی ہیں اور یہ ان کی انہی جاہلانہ بحثوں کا نتیجہ ہے کہ آج عام مسلمانوں میں شریعت کے احکام کی وقعت ختم ہوتی، ان پر عمل سے دوری اور گمراہی سے قربت بڑھتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے، آمین۔

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ ۝۵۹

ترجمہ کنزالایمان: وہ تو نہیں مگر ایک بندہ جس پر ہم نے احسان فرمایا اور اسے ہم نے بنی اسرائیل کے لیے عجیب نمونہ بنایا۔

ترجمہ کنز العرفان: عیسیٰ تو نہیں ہے مگر ایک بندہ جس پر ہم نے احسان فرمایا ہے اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیے ایک عجیب نمونہ بنایا۔

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ﴾: عیسیٰ تو نہیں ہے مگر ایک بندہ۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمایا کہ وہ (نہ خدا ہے اور نہ خدا کے بیٹے، بلکہ خالص) اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جن پر ہم نے نبوت عطا فرما کر احسان فرمایا ہے اور ہم نے اسے بغیر باپ کے پیدا کر کے بنی اسرائیل کے لیے اپنی قدرت کا ایک عجیب نمونہ بنایا ہے۔^(۱)

آیت "إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ" سے معلوم ہونے والا حکم

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱)..... اس آیت میں ان عیسائیوں کا بھی رد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور ان یہودیوں کا بھی رد ہے جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے منکر ہیں۔

(2).....مقبول بندوں کی طرف داری اور تعریف کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

(3).....اگر کسی محبوب بندے کو لوگ خدا بھی مان لیں تو ان لوگوں کی تردید میں اس مقبول بندے کی توہین نہ کی جائے بلکہ اس کی عظمت کو باقی رکھا جائے۔

وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمہارے بدلے فرشتے بساتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمہارے بدلے فرشتے بسادیتے۔

﴿وَلَوْ نَشَاءُ﴾ اور اگر ہم چاہتے۔ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ اے کفارِ قریش! ہم تم سے اور تمہاری عبادت سے بے نیاز ہیں، اگر ہم چاہتے تو تمہیں ہلاک کر کے زمین میں تمہارے بدلے فرشتے بسادیتے جو تمہارے بعد آباد رہتے اور ہماری عبادت و اطاعت کرتے اور فرشتوں کے آسمانوں پر رہنے میں کوئی ایسی فضیلت نہیں ہے کہ ان کی عبادت کی جائے یا یہ کہا جائے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں (تو پھر تم کیوں ان کی عبادت کرتے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے ہو)۔ (1)

وَإِنَّهُ لَعَلَّمَ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمُوتُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُون ۖ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے پیرو ہونا یہ سیدھی راہ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک عیسیٰ ضرور قیامت کی ایک خبر ہے تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میری پیروی کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔

1.....جلالین مع صاوی، الزحرف، تحت الآية: ٦٠، ١٩٠١/٥، قرطبی، الزحرف، تحت الآية: ٦٠، ٧٦/٨، الجزء السادس عشر، ملقطاً.

﴿وَأَنَّهُ لَعَلَّمُ السَّاعَةَ﴾ اور بیشک عیسیٰ ضرور قیامت کی ایک خبر ہے۔ ﴿اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ آپ فرمادیں: ”حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے دوبارہ زمین پر تشریف لانا قیامت کی علامات میں سے ہے، تو اے لوگو! ہرگز قیامت کے آنے میں شک نہ کرنا اور میری ہدایت اور شریعت کی پیروی کرنا، یہ سیدھا راستہ ہے جس کی میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں۔“ (۱)

قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لانا ہر حق ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قیامت کے قریب آسمان سے زمین پر تشریف لانا ہر حق ہے کیونکہ ان کا آنا قیامت کی علامت ہے، لیکن یہ یاد رہے آپ کا وہ آنا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا نبی بن کر نہیں بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہوگا۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمان سے نازل ہونے کے بارے میں 3 احادیث بھی ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، قریب ہے کہ تم میں حضرت ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے جو انصاف پسند ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جو یہ موقوف کر دیں گے اور مال اتنا بڑھ جائے گا کہ لینے والا کوئی نہ ہوگا۔“ (۲)

(۲)..... حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”(دجال ظاہر ہونے کے بعد) اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا تو وہ جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی مینارے پر اس حال میں اتریں گے کہ انہوں نے ہلکے زرد رنگ کے دو محلے پہنے ہوں گے اور انہوں نے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوں گے، جب آپ سر نیچا کریں گے تو پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے اور جب آپ سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح سفید چاندی کے دانے جھڑ رہے ہوں گے۔“ (۳)



①..... مدارك، الزخرف، تحت الآية: ۶۱، ص ۱۱۰، ملخصاً.

②..... بخاری، کتاب البیوع، باب قتل الخنزیر، ۵۰/۲، الحدیث: ۲۲۲۲.

③..... مسلم، کتاب الفتن و اشراف الساعة، باب ذکر الدجال و صفته و ما معه، ص ۱۵۶، الحدیث: ۱۱۰ (۲۱۳۷)، ابو داؤد، اول کتاب الملاحم، باب ذکر خروج الدجال، ۱۵۷/۴، الحدیث: ۴۳۲۱.

(3)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سید المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میرے اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ (قیامت کے قریب آسمان سے) نازل ہوں گے، جب تم انہیں دیکھو گے تو پہچان لو گے، ان کا رنگ سرخی آمیز سفید ہوگا، قد درمیانہ ہوگا، وہ ہلکے زرد رنگ کے حُلّے پہنے ہوئے ہوں گے، ان پر تری نہیں ہوگی لیکن گویا ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے، وہ اسلام پر لوگوں سے قتال کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر قتل کریں گے، جو یہ موقوف کر دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب کو مٹا دے گا، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مسیح دجال کو ہلاک کریں گے، چالیس سال زمین میں قیام کرنے کے بعد وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔“ (1)

قیامت کی ۱۰ علامات

قیامت کی ایک علامت اس آیت میں بیان ہوئی اور چند علامات اس حدیثِ پاک میں بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس اس دوران تشریف لائے جب ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”تم کیا باتیں کر رہے تھے۔ ہم نے عرض کی: ہم قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ ارشاد فرمایا ”اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک تم اس کے بارے میں دس نشانیاں نہ دیکھ لو (1) دھواں (2) دجال (3) دابة الارض، (ایک عجیب و غریب شکل و صورت کا جانور) (4) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (5) حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول (6) یاجوج ماجوج (7) مشرق میں زمین دھنسا (8) مغرب میں زمین دھنسا (9) جزیرہ عرب میں زمین دھنسا (10) یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہنکا کر میدانِ محشر کی طرف لے آئے گی۔“ (2)

وَلَا يَصْدَقُكُمُ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٦﴾

①..... ابو داؤد، اول کتاب الملاحم، باب ذکر خروج الدجال، ۱۵۸/۴، الحدیث: ۴۳۲۴۔

②..... مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب فی الآيات التي تكون قبل الساعة، ص ۱۵۵۱، الحدیث: ۲۹۰۱) ۳۹۔

ترجہ کنز الایمان: اور ہرگز شیطان تمہیں نہ روک دے بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ترجہ کنز العرفان: اور ہرگز شیطان تمہیں نہ روک دے بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

﴿وَلَا يَصْدَلُكُمْ الشَّيْطَانُ﴾ اور ہرگز شیطان تمہیں نہ روکے۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ہرگز شیطان تمہیں شریعت کی پیروی کرنے سے یا قیامت کا یقین رکھنے سے یا اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہنے سے نہ روک دے، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور اس کی عداوت اس سے ظاہر ہے کہ اس کی وجہ سے تمہارے والد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے (زمین پر) تشریف لے جانا پڑا اور ان کے جسم سے نور کا لباس اتار لیا گیا پھر وہ تمہارا دوست کیسے ہو سکتا ہے؟ (۱)

شیطان کی اقسام اور دشمنی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر شیطان کی عداوت اور دشمنی کی پہچان کروائی ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ لوگ شیطان کے دشمن ہونے پر ایمان لائیں اور اس کے شر سے بچنے کی کوشش کریں، چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجہ کنز العرفان: بیشک شیطان لوگوں کے درمیان فساد ڈال دیتا ہے۔ بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ مِثْقَلَهُ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا (۲)

اور ارشاد فرماتا ہے:

ترجہ کنز العرفان: اور شیطان کے راستوں پر نہ چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا حکم دے گا اور یہ (حکم دے گا) کہ تم اللہ کے بارے میں وہ کچھ کہو جو خود تمہیں معلوم نہیں۔

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۶۸﴾ إِنَّمَا يُمِرُّكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (۳)

①.....مدارك، الزخرف، تحت الآية: ۶۲، ص ۱۱۰-۱۱۵، حازن، الزخرف، تحت الآية: ۶۲، ۱۰۹/۴، ملقطاً.

②.....بنی اسرائیل: ۵۳.

③.....سورہ بقرہ: ۱۶۸، ۱۶۹.

اور ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا
إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ
السَّعِيرِ (۱)

اور ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السَّلَامِ
كَافَّةً ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ
لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۖ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا
جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَاغْبُتُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ (۲)

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی
اسے دشمن سمجھو، وہ تو اپنے گروہ کو اسی لیے بلاتا ہے تاکہ وہ
بھی دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اسلام میں پورے
پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ
تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور اگر تم اپنے پاس روشن دلائل آ جانے
کے بعد بھی لغزش کھاؤ تو جان لو کہ اللہ زبردست حکمت
والا ہے۔

لہذا ہر انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے اس خبیث ترین اور انتہائی خطرناک دشمن کو پہچانے اور اس کے واروں سے
بچنے اور اس دشمن کو خود سے دور کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔

سرورِ دیں لیے اپنے ناتوانوں کی خبر
تم ہو حفیظ و مُغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
نفس و شیطان سید اکب تک دباتے جائیں گے
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروڑوں درود

وَلَمَّا جَاءَ عِيسَى بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ
بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۖ (۲۱) إِنَّ اللَّهَ هُوَ
رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ (۲۲)

۱..... فاطر: ۶.

۲..... سورہ بقرہ: ۲۰۸، ۲۰۹.

ترجمہ کنزالایمان: اور جب عیسیٰ روشن نشانیاں لایا اس نے فرمایا میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا اور اس لیے میں تم سے بیان کردوں بعض وہ باتیں جن میں تم اختلاف رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ بیشک اللہ میرا رب اور تمہارا رب تو اسے پوجو یہ سیدھی راہ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب عیسیٰ روشن نشانیاں لایا تو اس نے فرمایا: میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں اور میں اس لئے (آیا ہوں) تاکہ میں تم سے بعض وہ باتیں بیان کردوں جن میں تم اختلاف رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے تو اس کی عبادت کرو، یہ سیدھا راستہ ہے۔

﴿وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ﴾ اور جب عیسیٰ روشن نشانیاں لایا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام معجزات لے کر آئے تو انہوں نے فرمایا: ”میں تمہارے پاس نبوت اور انجیل کے احکام لے کر آیا ہوں تاکہ تم ان احکام پر عمل کرو اور میں اس لئے آیا ہوں تاکہ میں تم سے تو ریت کے احکام میں سے وہ تمام باتیں بیان کردوں جن میں تم اختلاف رکھتے ہو، لہذا تم میری مخالفت کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام تمہیں پہنچا رہا ہوں ان میں میرا حکم مانو کیونکہ میری اطاعت حق کی اطاعت ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے تو تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرو، یہ سیدھا راستہ ہے کہ اس پر چلنے والا گمراہ نہیں ہو سکتا۔“ (۱)

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ

الْيَمِّ ﴿٦٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر وہ گروہ آپس میں مختلف ہو گئے تو ظالموں کی خرابی ہے ایک دردناک دن کے عذاب سے۔

①..... جلالین، الزخرف، تحت الآية: ۶۳ - ۶۴، ص ۴۰۹، روح البیان، الزخرف، تحت الآية: ۶۳ - ۶۴، ۳۸۵/۸ - ۳۸۶، ملتقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: پھر وہ گروہ آپس میں مختلف ہو گئے تو ظالموں کیلئے ایک دردناک دن کے عذاب کی خرابی ہے۔

﴿فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ﴾ پھر وہ گروہ آپس میں مختلف ہو گئے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے شرک بیان فرمائے ہیں، چنانچہ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد عیسائیوں کے مختلف گروہ بن گئے، ان میں سے کسی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تھے، کسی نے کہا کہ خدا کے بیٹے تھے اور کسی نے کہا کہ تین خداؤں میں سے تیسرے تھے۔ الغرض عیسائیوں کے یعقوبی، نسطوری، ملاکی اور شمعونی فرقے بن گئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کفر کی باتیں کہیں، ان ظالموں کیلئے قیامت کے دردناک دن کے عذاب کی ہلاکت ہے۔^(۱)

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۶۶﴾

ترجمہ کنز الایمان: کا ہے کے انتظار میں ہیں مگر قیامت کے کہ اُن پر اچانک آ جائے اور انہیں خبر نہ ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: وہ قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان پر اچانک آ جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

﴿هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ﴾ وہ قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں مختلف فرقے بن گئے اور ان کے متعلق باطل باتیں کہہ رہے ہیں (ان کے حال سے بھی نظر آ رہا ہے کہ) وہ اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جس میں قیامت اچانک قائم ہو جائے گی اور انہیں اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوگی۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ کفار مکہ (کے طرز عمل سے یہی نظر آتا ہے کہ) قیامت کے آنے کا ہی انتظار کر رہے ہیں کہ ان پر اچانک آ جائے اور انہیں دُنیوی کام کاج میں مشغولیت کی وجہ سے اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو۔^(۲)

موت چھوٹی قیامت ہے یہ بھی اچانک آئے گی

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت اچانک آئے گی اور یاد رہے کہ بڑی قیامت سے پہلے ایک چھوٹی قیامت

①..... جلالین، الزّخرف، تحت الآية: ۶۵، ص ۴۰۹، مدارك، الزّخرف، تحت الآية: ۶۵، ص ۱۱۰۵، ملقطاً.

②..... تفسیر طبری، الزّخرف، تحت الآية: ۶۶، ۲۰۸/۱۱، جلالین، الزّخرف، تحت الآية: ۶۶، ص ۴۰۹، مدارك، الزّخرف، تحت الآية: ۶۶، ص ۱۱۰۵، ملقطاً.

ہے، یہ بھی اچانک ہی آئے گی اور یہ قیامت ”موت“ ہے، لہذا ہر عقلمند انسان کو چاہئے کہ وہ چھوٹی قیامت قائم ہونے سے پہلے پہلے بھی گناہوں کو چھوڑ دے اور اپنے سابقہ تمام گناہوں اور جرموں سے سچی توبہ کر کے نیک اعمال کرنے میں مصروف ہو جائے، احادیث میں بھی اس کی بہت ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو موت آگئی تو بے شک اس کی قیامت قائم ہوگئی تو تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور ہر گھڑی اس سے مغفرت طلب کرتے رہو۔“^(۱)

اور حضرت اُبی بن کعب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب رات کے دو تہائی حصے گزر جاتے تو نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اٹھتے اور فرماتے: ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔“ پھر تھرا دینے والی چیز آپہنچی، اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی۔ موت اپنے اندر موجود تکالیف کے ساتھ آپہنچی ہے، موت اپنے اندر موجود تکالیف کے ساتھ آپہنچی ہے۔“^(۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے سچی توبہ کرنے اور نیک اعمال میں مصروف رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اَلَا خَلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا السَّاقِطِيْنَ ۝۶۷

ترجمہ کنزالایمان: گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس دن گہرے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔

﴿اَلَا خَلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ﴾: اس دن گہرے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں قیامت کا ذکر ہوا، اب اس آیت سے قیامت کے بعض احوال بیان کئے جا رہے ہیں۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں جو دوستی کفر اور معصیت کی بنا پر تھی وہ قیامت کے دن دشمنی میں بدل جائے گی جبکہ دینی دوستی اور وہ محبت

①.....مسند الفردوس، باب الالف، ۲۸۵/۱، الحدیث: ۱۱۱۷۔

②.....ترمذی، کتاب صفة القيامة... الخ، ۲۳-باب، ۲۰۷/۴، الحدیث: ۲۴۶۵۔

جو اللہ تعالیٰ کے لئے تھی دشمنی میں تبدیل نہ ہوگی بلکہ باقی رہے گی۔^(۱)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے، آپ نے فرمایا: دو دوست مومن ہیں اور دو دوست کافر۔ مومن دوستوں میں ایک مرجاتا ہے تو بارگاہ الہی میں عرض کرتا ہے: یارب! عَزَّوَجَلَّ، فلاں مجھے تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری کرنے کا اور نیکی کرنے کا حکم کرتا تھا اور مجھے برائی سے روکتا تھا اور یہ خبر دیتا تھا کہ مجھے تیرے حضور حاضر ہونا ہے، یارب! عَزَّوَجَلَّ، اسے میرے بعد گمراہ نہ کرنا اور اسے ایسی ہدایت دے جیسی ہدایت مجھے عطا فرمائی اور اس کا ایسا اکرام کر جیسا میرا اکرام فرمایا۔ جب اس کا مومن دوست مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم میں ہر ایک دوسرے کی تعریف کرے، تو ہر ایک کہتا ہے کہ یہ اچھا بھائی ہے، اچھا دوست ہے، اچھا رفیق ہے۔ اور دو کافر دوستوں میں سے جب ایک مرجاتا ہے تو دعا کرتا ہے: یارب! عَزَّوَجَلَّ، فلاں مجھے تیری اور تیرے رسول کی فرماں برداری سے منع کرتا تھا اور بدی کا حکم دیتا تھا، نیکی سے روکتا تھا اور یہ خبر دیتا تھا کہ مجھے تیرے حضور حاضر نہیں ہونا، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کی تعریف کرے تو ان میں سے ایک دوسرے کو بُرا بھائی، بُرا دوست اور بُرا رفیق کہتا ہے۔^(۲)

اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں سے محبت قیامت کے دن کام آئے گی

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایمان والوں کی آپس میں محبت اور دوستی قیامت کے دن کام آئے گی، لہذا اہل حق کا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے محبت اور عقیدت رکھنا انہیں ضرور نفع دے گا۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، قیامت کب ہوگی؟ ارشاد فرمایا: تُو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی، اس کے لیے میں نے کوئی تیاری نہیں کی، صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: ”تو ان کے ساتھ ہے جن سے تجھے محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسلام کے بعد مسلمانوں کو جتنی اس کلمہ سے خوشی ہوئی، ایسی خوشی میں نے کبھی

①.....تفسیر کبیر، الزّخرف، تحت الآیۃ: ۶۷، ۶۴۱/۹، جلالین، الزّخرف، تحت الآیۃ: ۶۷، ص ۴۰۹، ملقطاً.

②.....حازن، الزّخرف، تحت الآیۃ: ۶۷، ۱۰۹/۴، ۱۱۰.

نہیں دیکھی۔ (۱)

لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ نیک اور پرہیزگار بندوں کو اپنا دوست بنائے اور ان سے محبت رکھے تاکہ آخرت میں ان کی دوستی اور محبت کام آئے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھنے کے فضائل

جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں، ان کے احادیث میں بہت فضائل بیان ہوئے ہیں، ترغیب کے لئے یہاں چار احادیث ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”جو لوگ میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور آپس میں ملتے جلتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں، ان سے میری محبت واجب ہوگئی۔“ (۲)

(۲)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: ”وہ لوگ کہاں ہیں جو میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے، آج میں ان کو اپنے (عرش کے) سایہ میں رکھوں گا، آج میرے (عرش کے) سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔“ (۳)

(۳)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اگر دو شخصوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے باہم محبت کی اور ایک مشرق میں ہے، دوسرا مغرب میں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کر دے گا اور فرمائے گا: ”یہی وہ ہے جس سے تو نے میرے لیے محبت کی تھی۔“ (۴)

(۴)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جنت میں یاقوت کے ستون ہیں ان پر زبرجد کے بالاخانے ہیں، وہ ایسے روشن ہیں جیسے چمکدار ستارے۔ لوگوں

①..... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عمر بن الخطاب ... الخ، ۵۲۷/۲، الحدیث: ۳۶۸۸، مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، الفصل الاول، ۲/۲۱۸، الحدیث: ۵۰۰۹.

②..... مؤطا امام مالک، کتاب الشعر، باب ما جاء فی المتحابین فی اللہ، ۴۳۹/۲، الحدیث: ۱۸۲۸.

③..... مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب فی فضل الحب فی اللہ، ص ۱۳۸۸، الحدیث: ۲۵۶۶۳۷.

④..... شعب الایمان، الحادی والستون من شعب الایمان... الخ، قصة ابراهيم فی المعانقة... الخ، ۴۹۲/۶، الحدیث: ۹۰۲۲.

نے عرض کی، یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ان میں کون رہے گا؟ فرمایا: ”وہ لوگ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں، ایک جگہ بیٹھتے ہیں، آپس میں ملتے ہیں۔“^(۱)

لِیَعْبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿۶۸﴾ الَّذِیْنَ آمَنُوا
بِآیَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِیْنَ ﴿۶۹﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَآزْوَاجُکُمْ
تُحْبَرُونَ ﴿۷۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو! آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو۔ وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے۔ داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں تمہاری خاطر میں ہوتیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: (ان سے فرمایا جائے گا) اے میرے بندو! آج نہ تم پر خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ فرمانبردار تھے۔ تم اور تمہاری بیبیاں جنت میں داخل ہو جائیں اور تمہیں خوش کیا جائے گا۔

﴿لِیَعْبَادِ﴾ اے میرے بندو! ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ دینی دوستی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت رکھنے والوں کی تعظیم اور ان کے دل خوش کرنے کے لئے ان سے فرمایا جائے گا ”اے میرے بندو! آج نہ تم پر خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے اور میرے بندے وہ ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ فرمانبردار تھے، ان سے کہا جائے گا کہ تم اور تمہاری مومنہ بیبیاں جنت میں داخل ہو جائیں اور جنت میں تمہارا اکرام ہوگا، نعمتیں دی جائیں گی اور ایسے خوش کئے جاؤ گے کہ تمہارے چہروں پر خوشی کے آثار نمودار ہوں گے۔“^(۲)

مقاتل نے کہا کہ ”حشر کے میدان میں ایک مُنادی یہ اعلان فرمائے گا ”لِیَعْبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ“ یعنی اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف نہیں ہے۔ تو تمام اہل محشر اپنے سروں کو اٹھالیں گے۔ پھر وہ مُنادی فرمائے گا

①..... شعب الایمان، الحادی والستون من شعب الایمان... الخ، قصۃ ابراہیم فی المعانقۃ... الخ، ۶/۴۸۷، الحدیث: ۹۰۰۲.

②..... ابو سعود، الزخرف، تحت الآیۃ: ۶۸-۷۰، ۵/۵۵۰، ملخصاً.

”الَّذِينَ آمَنُوا بِالْإِيمَانِ وَكَانُوا مُسْلِمِينَ“ یعنی میرے بندے وہ ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ فرمانبردار تھے۔ یہ سن کر مسلمانوں کے علاوہ تمام مذاہب والے اپنے سروں کو جھکا لیں گے۔

اور حضرت حارث مجاہدی رَحِمَهُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: ”حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن مُنادی اعلان فرمائے گا ”لِعِبَادٍ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ“ تو تمام لوگ اپنے سروں کو اٹھالیں گے اور کہیں گے: ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ پھر دوسری بار مُنادی فرمائے گا ”الَّذِينَ آمَنُوا بِالْإِيمَانِ وَكَانُوا مُسْلِمِينَ“ تو تمام کفار اپنے سروں کو جھکا لیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے اپنے سر اٹھائے رکھیں گے۔ پھر تیسری بار مُنادی فرمائے گا ”الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ“ تو کبیرہ گناہ کرنے والے اپنے سروں کو جھکا لیں گے جبکہ مُتَّقِی لوگ اسی طرح اپنے سر اٹھائے رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ان سے خوف اور غم دور کر دے گا کیونکہ وہ اکرمُ الکریمین ہے، وہ اپنے اولیاء کو شرمندہ نہیں ہونے دے گا۔^(۱)

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصُحُفٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۚ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ
الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۚ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٤١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ
الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان پر دورہ ہوگا سونے کے پیالوں اور جاموں کا اور اس میں جو جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے اپنے اعمال سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان پر سونے کی تھالیوں اور جاموں کے دور ہوں گے اور جنت میں وہ تمام چیزیں ہوں گی جن کی ان کے دل خواہش کریں گے اور جن سے آنکھوں کو لذت ملے گی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ اور یہی وہ جنت ہے

①.....تفسیر قرطبی، الزخرف، تحت الآیة: ۶۸، ۸/۸-۸۱، الجزء السادس عشر.

جس کا تمہارے اعمال کے صدقے تمہیں وارث بنایا گیا ہے۔

﴿يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصَحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ﴾: ان پر سونے کی تھالیوں اور جاموں کے دور ہوں گے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد مومن بندوں پر کھانے سے بھری سونے کی تھالیوں اور شراب سے لبریز جاموں کے دور ہوں گے اور جنت میں ان کے لئے مختلف اقسام کی وہ تمام چیزیں ہوں گی جن کی ان کے دل خواہش کریں گے اور جن سے آنکھوں کو لذت ملے گی اور تم جنت میں ہمیشہ رہو گے اور یہی وہ جنت ہے جس کا تمہارے دُنیوی نیک اعمال کے صدقے تمہیں وارث بنایا گیا ہے۔ (۱)



جنت کی ان عظیم نعمتوں کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: اور ان پر چاندی کے برتنوں اور گلاسوں کے دور ہوں گے جو شیشے کی طرح ہوں گے۔ چاندی کے شفاف شیشے جنہیں پلانے والوں نے پورے اندازہ سے (بھر کر) رکھا ہوگا۔ اور جنت میں انہیں ایسے جام پلائے جائیں گے جس میں زنجبیل ملا ہوا ہوگا۔ زنجبیل جنت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل رکھا جاتا ہے۔ اور ان کے آس پاس ہمیشہ رہنے والے لڑکے (خدمت کیلئے) پھریں گے جب تو انہیں دیکھے گا تو تو انہیں بکھرے ہوئے موتی سمجھے گا۔ اور جب تو وہاں دیکھے گا تو نعمتیں اور بہت بڑی سلطنت دیکھے گا۔ ان پر باریک اور موٹے ریشم کے سبز کپڑے ہوں

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِأَنِيَّةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ
كَأَنَّ قَوَارِيرًا ۖ قَوَارِيرًا مِّنْ فِضَّةٍ
قَدَّرُوا هَاتِقِدِيرًا ۖ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا
كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ۚ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّى
سَلْسَبِيلًا ۚ وَيَبْطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ
مُّغَلَّدُونَ ۚ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا
مَّنْثُورًا ۚ وَإِذَا رَأَيْتَ ثُمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَ
مُلْكًا كَبِيرًا ۚ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُدُوسٌ
خُمْرٌ وَأَسْتَرَقٌ ۚ وَحُلُوعٌ ۚ وَأَسَاوِرٌ مِّنْ
فِضَّةٍ وَسَقَمُ رَأْبُهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۚ إِنَّ

۱.....روح البیان، الزخرف، تحت الآية: ۷۱-۷۲، ۳۸۹/۸-۳۹۲.

هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ
مَشْكُورًا (۱)

گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا
رب انہیں پاکیزہ شراب پلائے گا۔ (ان سے فرمایا جائے گا)
بیشک یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری محنت کی قدر کی گئی ہے۔

اور حضرت بریدہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے
پوچھا: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں داخل کیا تو تم اس میں سرخ یا قوت کے جس گھوڑے پر سوار ہونا
چاہو گے (ہو جاؤ گے) اور جنت میں (تم جہاں چاہو گے) وہ تمہیں اڑا کر لے جائے گا۔ ایک اور آدمی نے پوچھا: یا رسول
اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کیا جنت میں اونٹ ہوں گے؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے وہ جواب نہ
دیا جو پہلے شخص کو دیا تھا بلکہ ارشاد فرمایا: ”اگر اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں لے جائے تو جو کچھ تمہارا جی چاہے گا اور جس چیز
سے تمہاری آنکھوں کو لذت ملے گی تمہیں وہی کچھ ملے گا۔“ (۲)

جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوگا

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوگا اور اس کے درجات کی تقسیم نیک اعمال
کے مطابق ہوگی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
نے ارشاد فرمایا: ”تم اللہ تعالیٰ کے معاف فرمانے سے پل صراط پار کرو گے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل
ہو گے اور تمہارے اعمال کے مطابق (جنت کے) درجات تم میں تقسیم کئے جائیں گے۔“ (۳)

﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا: اور یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث بنایا گیا ہے۔﴾ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص کا ایک گھر جنت
میں اور ایک گھر جہنم میں ہے، کافر جہنم میں مومن کے گھر کا وارث بن جاتا ہے اور مومن جنت میں کافر کے گھر کا وارث

① دھر: ۱۵-۲۲.

② ترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة خيل الجنة، ۴/۲۴۳، الحديث: ۲۵۵۲.

③ در مشور، الزخرف، تحت الآية: ۷۲، ۷/۳۹۴.

بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے۔^(۱)

لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: تمہارے لیے اس میں بہت میوے ہیں کہ ان میں سے کھاؤ۔

ترجمہ کنزالعرفان: تمہارے لیے اس میں کثرت سے پھل ہیں جن میں سے تم کھاتے رہو گے۔

﴿لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ﴾: تمہارے لیے اس میں کثرت سے پھل ہیں۔ یعنی تمہارے لئے جنت میں کھانے اور شراب کے علاوہ طرح طرح کے بے شمار پھل ہوں گے جن میں سے تم کھاتے رہو گے۔^(۲)



جنت کے پھلوں کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَفَاكِهَةً مَّيِّاتٍ تَحْيَوْنَ ﴿۳﴾ ترجمہ کنزالعرفان: اور پھل میوے جو جنتی پسند کریں گے۔

اور ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ ۚ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظُلُّهَا نَارٌ ۚ عَقِبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا ﴿۴﴾

ترجمہ کنزالعرفان: جس جنت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں جاری ہیں، اس کے پھل اور اس کا سایہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ یہ پرہیزگاروں کا انجام ہے۔

اور حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اگر اہل جنت میں سے کوئی شخص جنتی درخت سے ایک پھل لے گا تو درخت میں اس کی جگہ دو پھل نمودار ہو جائیں گے۔“^(۵)

①..... ابن ابی حاتم، الزَّخْرَف، تحت الآية: ۷۲، ۳۲۸۶/۱۰.

②..... روح البیان، الزَّخْرَف، تحت الآية: ۷۳، ۳۹۲/۸.

③..... واقعه: ۲۰.

④..... رعد: ۳۵.

⑤..... مسند البزار، مسند ابی الدرداء رضی اللہ عنہ، ۱۰/۱۲۳، الحديث: ۴۱۸۷.

معلوم ہوا کہ جنت کے درخت سدا بہار پھل دار ہیں، ان کی زیب و زینت میں فرق نہیں آتا۔

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٤٣﴾ لَا يُفْتَرُّ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٤٤﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ﴿٤٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ وہ کبھی ان پر سے ہلکا نہ پڑے گا اور وہ اس میں بے آس رہیں گے۔ اور ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی ظالم تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ وہ کبھی ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں مایوس پڑے رہیں گے۔ اور ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا، ہاں وہ خود ہی ظالم تھے۔

﴿إِنَّ الْمُجْرِمِينَ﴾: بیشک مجرم۔ ایمان والے متقی لوگوں کے لئے جنت کے انعامات ذکر فرمانے کے بعد یہاں سے کفار کے لئے جہنم کی سزایمان کی جا رہی ہے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک کافر جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں کہ جیسے گناہ گار مسلمانوں کا عذاب ختم ہو جائے گا ویسے ان کا عذاب کبھی ختم نہ ہو گا۔ وہ عذاب ان سے کبھی ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی اس میں کمی کی جائے گی، وہ اس میں نجات، راحت اور سزا میں کمی سے مایوس پڑے رہیں گے اور یہ عذاب دے کر ہم نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا، ہاں وہ خود ہی ظالم تھے کہ سرکشی و نافرمانی کر کے اس حال کو پہنچے ہیں۔^(۱)

کفار کے لئے بیان کی گئی سزاؤں میں مسلمانوں کے لئے بھی سزا

یاد رہے کہ کفار کے لئے بیان کی گئی سزاؤں میں جہاں ان کے لئے وعید ہے وہیں ان میں مسلمانوں کے لئے بھی عبرت اور نصیحت ہے کیونکہ اس بات میں اگرچہ کوئی شک نہیں کہ ہم فی الوقت مسلمان ہیں، لیکن ہم میں سے کسی کے پاس اس بات کی بھی کوئی ضمانت نہیں کہ وہ مرتے دم تک مسلمان ہی رہے گا کیونکہ جس طرح بے شمار کفار خوش قسمتی

۱.....روح البیان، الرَّخَرَف، تحت الآية: ۷۴-۷۶، ۸/۳۹۳.

سے مسلمان ہو جاتے ہیں اُسی طرح بہت سے بدنصیب مسلمانوں کا بھی ایمان سے پھر جانا ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اولاد آدم مختلف طبقات پر پیدا کی گئی ان میں سے بعض مومن پیدا ہوئے حالت ایمان پر زندہ رہے اور مومن ہی مریں گے، بعض کافر پیدا ہوئے حالت کفر پر زندہ رہے اور کافر ہی مریں گے، جبکہ بعض مومن پیدا ہوئے مومنانہ زندگی گزاری اور حالت کفر پر رخصت ہوئے، بعض کافر پیدا ہوئے، کافر زندہ رہے اور مومن ہو کر مریں گے۔“^(۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”ان فتنوں سے پہلے نیک اعمال کے سلسلے میں جلدی کرو! جو تاریک رات کے حصوں کی طرح ہوں گے۔ ایک آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کافر ہوگا۔ نیز اپنے دین کو دنیاوی ساز و سامان کے بدلے فروخت کر دے گا۔“^(۲)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”علمائے کرام فرماتے ہیں: ”جس کو سلبِ ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت اس کا ایمان سلب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔“^(۳)

اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

نوٹ: ایمان کی حفاظت کے بارے میں اور جن کلمات سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے ان کی تفصیل جاننے کے لئے ”کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب“ کتاب کا مطالعہ کرنا بہت فائدہ مند ہے۔

وَنَادُوا إِلَيْكَ لِيَقْضَ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط قَالَ إِنَّكُمْ مُّكْثُونَ ﴿۷۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ پکاریں گے اے مالک تیرا رب ہمیں تمام کر چکے وہ فرمائے گا تمہیں تو ٹھہرنا ہے۔

①.....ترمذی، کتاب الفتن، باب ما أخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ... الخ، ۸۱/۴، الحدیث: ۲۱۹۸.

②.....مسلم، کتاب الایمان، باب الحثّ علی المبادرة بالاعمال... الخ، ص ۷۳، الحدیث: ۱۸۶ (۱۱۸).

③.....ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، ص ۴۹۵۔

ترجہ کنز العرفان: اور وہ پکاریں گے: اے مالک! تیرا رب ہمارا کام تمام کر دے۔ وہ داروغہ فرمائے گا: تمہیں تو ٹھہرنا ہے۔

﴿وَنَادُوا: اور وہ پکاریں گے۔﴾ کفار جہنم کے داروغہ کو پکار کر کہیں گے: اے مالک! اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں موت دے کر ہمارا کام پورا کر دے تاکہ ہمیں اس عذاب سے راحت نصیب ہو۔ (ایک قول کے مطابق) حضرت مالک علیہ السلام ایک ہزار سال بعد جواب دیں گے اور فرمائیں گے تم عذاب میں ہمیشہ ٹھہرنے والے ہو اور تم موت سے اور نہ کسی اور طرح کبھی بھی اس سے رہائی نہ پاؤ گے۔^(۱)

حضرت مالک علیہ السلام کا جواب سن کر کفار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے:

قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا
صَّالِينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا
فَأَنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ احْسُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ^(۲)

ترجہ کنز العرفان: وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم
پر ہماری بد بختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے
رب! ہمیں دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں
تو بیشک ہم ظالم ہوں گے۔ اللہ فرمائے گا: دھتکارے ہوئے
جہنم میں پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اس کے بعد وہ گدھے کی طرح چیختے چلاتے رہیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا
زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ^(۳)

ترجہ کنز العرفان: تو جو بد بخت ہوں گے وہ تو دوزخ میں
ہوں گے، وہ اس میں گدھے کی طرح چلائیں گے۔

لَقَدْ جِئْتُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِدَحِّ كُرْهُونَ ۝^(۴)

ترجہ کنز الایمان: بیشک ہم تمہارے پاس حق لائے مگر تم میں اکثر کو حق ناگوار ہے۔

①.....روح البیان، الزخرف، تحت الآية: ۷۷، ۸/۳۹۳

②.....مومنون: ۱۰۶-۱۰۸.

③.....ہود: ۱۰۶.

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ہم تمہارے پاس حق لائے مگر تم میں اکثر حق کو ناپسند کرنے والے تھے۔

﴿لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ﴾: بیشک ہم تمہارے پاس حق لائے۔ ﴿﴾ اس آیت میں ایک احتمال یہ ہے کہ یہ جہنمی کفار کے ساتھ حضرت مالک علیہ السلام کے کلام کا حصہ ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے ”تم ہمیشہ جہنم میں اس لئے رہو گے کہ بیشک ہم تمہارے پاس انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے دین حق لائے تھے مگر تم سب اپنی نفسانی خواہشات کے مخالف ہونے کی وجہ سے دین حق کو ناپسند کرنے والے تھے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مکہ میں رہنے والے کفار سے خطاب فرمایا ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے ”اے کفار مکہ! بے شک ہم تمہارے پاس اپنے رسول کی معرفت سچا دین لائے مگر تم میں سے تھوڑے افراد اس پر ایمان لائے جبکہ اکثر لوگ بغض اور نفرت کی وجہ سے اس سچے دین کو ناپسند کرنے والے ہیں۔“^(۱)

دینی چیزوں سے ناگواری کا اظہار کرنا کفار کا کام ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دینی چیزوں سے کراہت اور ناگواری کا اظہار کرنا کفار کا کام ہے۔ اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو مسلمان کہلانے کے باوجود اسلام کے شعائر کو ناپسند کرتے ہیں اور اسلام کے احکامات پر عمل کرنے والے کو بُری نظر سے دیکھتے، اس کا مذاق اڑاتے اور اسلامی احکام پر عمل کرنے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے، امین۔

أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿۴۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا انہوں نے اپنے خیال میں کوئی کام پکا کر لیا ہے تو ہم اپنا کام پکا کرنے والے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا انہوں نے کام پکا کر لیا ہے؟ تو ہم بھی (اپنا کام) پکا کرنے والے ہیں۔

﴿أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا﴾: کیا انہوں نے کام پکا کر لیا ہے؟ ﴿﴾ یعنی کیا کفار مکہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف

۱.....جلالین مع صاوی، الزخرف، تحت الآية: ۷۸، ۴/۵، ۱۹۰، ملخصاً.

سازش کرنے اور دھوکے سے انہیں ایذا پہنچانے کا کام پکا کر لیا ہے اور درحقیقت ایسا ہی تھا کہ قریش دارُ النَّدْوہ میں جمع ہو کر حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایذا پہنچانے کے لئے حیلے سوچتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”تو ہم بھی اپنے نبی کی حفاظت اور ان کے منکروں کی بربادی کا کام پکا کرنے والے ہیں۔“ (۱)

کفارِ قریش نے دارُ النَّدْوہ میں جمع ہو کر تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف جو سازش تیار کی اس کی تفصیل اس آیت میں ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْيَثْرَتُ ۖ أَوْ يُفْتَلُونَ ۖ وَيَمْكُرُونَ
وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَبِيرُ الْمَكْرِينَ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور اے حبیب! یاد کرو جب کافروں نے تمہارے خلاف سازش کی کہ تمہیں باندھ دیں یا تمہیں شہید کر دیں یا تمہیں نکال دیں اور وہ اپنی سازشیں کر رہے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرما رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر فرمانے والا ہے۔

أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۖ بَلَىٰ ۖ وَرُسُلْنَا لَدَيْهِمْ
يَكْتُبُونَ (۸)

ترجمہ کنز الایمان: کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی مشوَرَت نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی خفیہ مشاورت نہیں سنتے؟ ہاں، کیوں نہیں؟ اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں۔

①.....مدارک، الزخرف، تحت الآية: ۷۹، ص ۱۱۰۶، ملخصاً.

②.....انفال: ۳۰.

﴿أَمْرٍ حَسْبُونَا لَا نَسْخُحُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ﴾: کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی خفیہ مشاورت نہیں سنتے؟ ﴿یعنی کیا کفار یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی خفیہ مشاورت نہیں سنتے؟ ہاں، کیوں نہیں؟ ہم ضرور سنتے ہیں اور پوشیدہ ظاہر ہر بات جانتے ہیں، ہم سے کچھ نہیں چھپ سکتا اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ان کے تمام اقوال اور افعال کو لکھ رہے ہیں، اس میں ان کی آہستہ باتیں اور خفیہ مشاورتیں سب شامل ہیں اور جب کوئی خفیہ بات فرشتوں سے پوشیدہ نہیں تو ظاہری و باطنی تمام چیزوں کو جاننے والے رب تعالیٰ سے کیسے چھپ سکتی ہے۔ (۱)

تجلی میں گناہ کرنے والے اللہ تعالیٰ سے دور

اس آیت میں ان لوگوں کے لئے بھی نصیحت ہے جو لوگوں کے سامنے گناہ کرتے ہوئے تو خوف محسوس کرتے ہیں لیکن تنہائی میں گناہ کرتے ہوئے اس رب تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جو ان کے ظاہر کو بھی جانتا ہے اور ان کے باطن سے بھی خبردار ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رَحِمَهُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”جس نے لوگوں سے تو اپنے گناہوں کو چھپایا اور اس ذات کے سامنے ظاہر کیا جس سے کوئی خفیہ چیز پوشیدہ نہیں تو اس نے اپنے نزدیک اس ذات کو دیکھنے والوں میں سب سے ہلکا سمجھا اور یہ منافقت کی نشانی ہے۔ (۲)

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ ۖ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَبْدِينَ ﴿٨١﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ بفرضِ محال رحمن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: (ایک ناممکن بات کو فرض کر کے کہتا ہوں کہ) اگر رحمن کے کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں (اس کی) عبادت کرنے والا ہوتا۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ فرمائیں کہ میں ایک ناممکن بات کو فرض کر کے کہتا ہوں کہ اگر رحمن کا کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرنے والا ہوتا لیکن اس کا کوئی بیٹا نہیں

①.....روح البیان، الزخرف، تحت الآية: ۸۰، ۳۹۵/۸.

②.....مدارک، الزخرف، تحت الآية: ۸۰، ص ۱۱۰۶.

کیونکہ اس کے لئے اولاد ہی محال ہے۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ نصر بن حارث نے کہا تھا: فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نصر کہنے لگا: تم دیکھ لو قرآن میں میری تصدیق آگئی ہے۔ ولید نے اس سے کہا: تیری تصدیق نہیں ہوئی بلکہ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ رحمن کی اولاد نہیں ہے۔^(۱)

سُبْحَنَ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَاصِيْفُونَ ﴿٨٦﴾
فَذَرُهُمْ يَخْضِبُونَ وَيُلْعَبُونَ حَتَّى يُلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ ﴿٨٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: پاکی ہے آسمانوں اور زمین کے رب کو عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ تو تم انہیں چھوڑ دو کہ بیہودہ باتیں کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ اپنے اُس دن کو پائیں جس کا اُن سے وعدہ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: آسمانوں اور زمین کا رب، عرش کا مالک ان باتوں سے پاک ہے جو کافر بیان کرتے ہیں۔ تو تم انہیں چھوڑ دو کہ بیہودہ باتیں کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ اپنے اس دن کو پائیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

﴿فَذَرُهُمْ﴾: تو تم انہیں چھوڑ دو۔ یعنی اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، میں نے کفار کا نظریہ باطل ہونے پر قطعی دلیل بیان کر دی لیکن وہ اس کی طرف توجہ نہیں دیتے کیونکہ وہ مال، منصب اور حکومت کی طلب میں ڈوبے ہوئے ہیں، اس لئے آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں کہ جس لُغُو اور باطل کام میں لگے ہوئے ہیں اسی میں پڑے رہیں، یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن کو پالیں جس میں انہیں عذاب دینے کا وعدہ کیا گیا ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔^(۲)

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌُ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌُ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی آسمان والوں کا خدا اور زمین والوں کا خدا اور وہی حکمت و علم والا ہے۔

①.....مدارک، الزخرف، تحت الآية: ٨١، ص ١١٠٧.

②.....تفسير كبير، الزخرف، تحت الآية: ٨٣، ٦٤٧/٩.

ترجہ کنز العرفان: اور وہی آسمان والوں کا معبود ہے اور زمین والوں کا معبود ہے اور وہی حکمت والا، علم والا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ﴾ اور وہی آسمان والوں کا معبود ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ وہی ہے جو آسمان والوں کا معبود ہے اور زمین والوں کا معبود ہے، اس کے علاوہ اور کوئی چیز معبود ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی، لہذا جو آسمان اور زمین والوں کا معبود ہے تم صرف اسی کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، وہ اپنی مخلوق کے معاملات کا انتظام فرمانے میں حکمت والا ہے اور ان کی ضروریات سے باخبر ہے۔^(۱)

وَتَبَرَّكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ
عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۱۵﴾

ترجہ کنز الایمان: اور بڑی برکت والا ہے وہ کہ اسی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا۔

ترجہ کنز العرفان: اور وہ (اللہ) بڑی برکت والا ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کی بادشاہی ہے اور قیامت کا علم اسی کے پاس ہے اور تمہیں اس کی طرف پھرنا ہے۔

﴿وَتَبَرَّكَ﴾ اور وہ بڑی برکت والا ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ بڑی برکت والا ہے جس کے لئے ساتوں آسمانوں، زمینوں اور ان کے درمیان تمام چیزوں کی بادشاہی ہے، ان سب پر اس کا حکم جاری ہے اور ان سب میں اس کی قضا نافذ ہے تو جسے ان کی بادشاہی حاصل ہے اور جس کا حکم ان میں نافذ ہے اس کا کوئی شریک کس طرح ہو سکتا ہے اور اس وقت کا علم بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جس میں قیامت قائم ہوگی اور مخلوق اپنی قبروں سے حساب کے مقام پر جمع کی جائے گی اور اے لوگو! تم مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ نیک لوگوں کو ان کے نیک اعمال کی جزاء اور

①.....تفسیر طبری، الزخرف، تحت الآية: ۸۴، ۲۱۷/۱۱-۲۱۸.

برے لوگوں کو ان کے برے اعمال کی سزا دے گا۔^(۱)

وَلَا يَسْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ
بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہاں شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کفار جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں (شفاعت کا اختیار انہیں ہے) جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔

﴿وَلَا يَسْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ﴾: اور کفار جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ کفار اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن فرشتوں اور حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر علیہما الصلوٰۃ والسلام کی عبادت کرتے ہیں وہ صرف انہی کی شفاعت کریں گے جو زبان سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیں اور دل سے اس گواہی کا علم رکھیں۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ کفار یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کے معبودان کی شفاعت کریں گے حالانکہ وہ تمام چیزیں جن کی کفار اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی شفاعت کا اختیار نہیں رکھتی البتہ شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیں اور دل سے اس بات کا علم رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا رب ہے، ایسے مقبول بندے ایمان داروں کی شفاعت کریں گے۔^(۲)

وَلَيْنِ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴿٨٧﴾

①.....تفسیر طبری، الزّخرف، تحت الآية: ۸۵، ۲۱۸/۱۱.

②.....تفسیر کبیر، الزّخرف، تحت الآية: ۸۶، ۶۴۸/۹، مدارك، الزّخرف، تحت الآية: ۸۶، ص ۱۱۰۷، جلالین، الزّخرف، تحت الآية: ۸۶، ص ۴۱۰، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر تم ان سے پوچھو: انہیں کس نے پیدا کیا؟ تو ضرور کہیں گے: ”اللہ نے“ تو کہاں اوندھے جاتے ہیں؟

﴿وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ﴾ اور اگر تم ان سے پوچھو۔ ﴿يَعْنِي﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر آپ ان مشرکین سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور یہ اقرار کریں گے کہ جہان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، تو اس اقرار کے باوجود یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کیسے کرتے ہیں اور اس کی توحید اور عبادت سے کس طرح پھرتے ہیں؟ (۱)

وَقِيلَ يٰرَبِّ اِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ تو اُن سے درگزر کرو اور فرماؤ: بس سلام ہے کہ آگے جان جائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: رسول کے اس کہنے کی قسم کہ اے میرے رب! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ تو ان سے درگزر کرو اور فرماؤ: بس سلام ہے تو عنقریب جان جائیں گے۔

﴿وَقِيلَ﴾ رسول کے اس کہنے کی قسم! ﴿يَعْنِي﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”مجھے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس بات کی قسم کہ اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، تو نے مجھے ان مشرکین کو عذاب سے ڈرانے کا حکم دیا اور ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا تا کہ میں انہیں تیری طرف بلاؤں لیکن میرے

1..... حازن، الزخرف، تحت الآية: ۸۷، ۱۱۱/۴.

ڈرانے اور دعوت دینے کے باوجود یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ان کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں سے درگزر کرو اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اور ان سے فرماؤ کہ تمہیں دور ہی سے سلام ہے، ہم تمہیں چھوڑتے ہیں اور تم سے امن میں رہنا چاہتے ہیں۔ عنقریب یہ لوگ اپنا انجام جان جائیں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قول مبارک کی قسم یاد فرمائی، اس میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اکرام اور حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا و التجا کی تعظیم کا اظہار ہے۔ یاد رہے کہ یہ حکم جہاد کا حکم نازل ہونے سے پہلے دیا گیا تھا۔^(۱)

①.....تفسیر طبری، الزخرف، تحت الآیة: ۸۸-۸۹، ۱۱/۲۱۹-۲۲۰، مدارک، الزخرف، تحت الآیة: ۸۸-۸۹، ص ۱۱۰۸، خازن، الزخرف، تحت الآیة: ۸۸-۸۹، ۴/۱۱۱-۱۱۲، ملتقطاً.

سُورَةُ الدُّخَانِ

سورہ دُخان کا تحارف

مقام نزول

سورہ دُخان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔^(۱)

آیات کلمات اور حروف کی تعداد

اس میں 3 رکوع، 59 آیتیں، 346 کلمے اور 1431 حروف ہیں۔^(۲)

سورہ دُخان نام رکبے کا موسم

عربی میں دھوئیں کو ”دُخان“ کہتے ہیں، اور اس سورت کی آیت نمبر 10 میں دھوئیں کا ذکر ہے، اس مناسبت سے اس سورت کو سورہ دُخان“ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

سورہ دُخان کے فضائل

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جس نے رات کے وقت سورہ دُخانِ حم کی تلاوت کی تو وہ اس حال میں صبح کرے گا کہ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کر رہے ہوں گے۔“^(۳)

(2)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جس نے جمعہ کی رات میں سورہ دُخانِ حم پڑھی اسے بخش دیا جائے گا۔“^(۴)

(3)..... حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جس

①..... خازن، تفسیر سورة الدخان، ۱۱۲/۴۔

②..... خازن، تفسیر سورة الدخان، ۱۱۲/۴۔

③..... ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل حم الدخان، ۴/۴۰۶، الحدیث: ۲۸۹۷۔

④..... ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل حم الدخان، ۴/۴۰۷، الحدیث: ۲۸۹۸۔

نے جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن میں سورہ حَمَّ دُخَان پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔“ (۱)

سورہ دُخَان کے مناسبت

اس سورت کا مرکزی مضمون تو حید و رسالت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء ملنے کا بیان ہے اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں

(۱)..... اس سورت کی ابتداء میں یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور اس رات میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام اہم کام فرشتوں کے درمیان تقسیم کر دیئے جاتے ہیں اور یہ بتایا گیا کہ کفار مکہ قرآن مجید کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں اور جس دن انہیں عذاب دیا جائے گا تو اس دن وہ عذاب دور کئے جانے کی فریاد کریں گے اور ایمان قبول کرنے کا اقرار کریں گے اور ان کا حال یہ ہے کہ اگر ان سے عذاب دور کر دیا جائے تو بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ یہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے واضح معجزات دیکھ کر ایمان نہیں لائے تو اب کہاں لائیں گے اور یہی حال ان سے پہلے کفار کا تھا کہ وہ بھی روشن نشانیاں دیکھنے کے باوجود اپنے کفر پر قائم رہے، اور اس کی مثال کے طور پر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور فرعون کا واقعہ بیان کیا گیا، فرعون اور اس کی قوم کا دردناک انجام بتایا گیا تاکہ کفار مکہ اس سے عبرت حاصل کریں۔

(۲)..... کفار مکہ نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کیا تو تتبع نامی بادشاہ کی قوم اور ان سے پہلی قوموں جیسے عاد اور ثمود کا انجام بیان کر کے ان کا رد کیا گیا۔

(۳)..... کفار مکہ کے سامنے قیامت کے دن کی ہولناکیاں بیان کی گئیں اور اس دن ہونے والے حساب اور ملنے والے عذاب اور جہنمی کھانے زقوم کے بارے میں بتایا گیا اور سورت کے آخر میں نیک لوگوں کا ٹھکانہ اور برے لوگوں کا ٹھکانہ بتایا گیا تاکہ نیک لوگ خوش ہو جائیں اور برے لوگ دردناک عذاب سے ڈر جائیں اور اپنے برے افعال سے باز آجائیں۔

سورہ دُخَان کے ساتھ مناسبت

سورہ دُخَان کی اپنے سے ما قبل سورت ”زُخُرُف“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں کے شروع

①..... معجم الکبیر، صدی بن العجلان ابو امامۃ الباہلی... الخ، فضال بن جبیر عن ابی امامۃ، ۲۶۴/۸، الحدیث: ۸۰۲۶۔

میں قرآن مجید کی عظمت و شان بیان ہوئی ہے اور دوسری مناسبت یہ ہے کہ سورہ زُخُوف کے آخر میں اس دن کا ذکر کیا گیا جس میں کفار مکہ کو عذاب دیئے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے اور سورہ دُخان میں اس دن کا وصف بیان ہوا ہے کہ اس دن آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

حَمْدٌ ۱ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۲ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ ۳

ترجمہ کنزالایمان: قسم اس روشن کتاب کی۔ بیشک ہم نے اُسے برکت والی رات میں اتارا بیشک ہم ڈرسانے والے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: حَمْدٌ۔ اس روشن کتاب کی قسم۔ بیشک ہم نے اُسے برکت والی رات میں اتارا، بیشک ہم ڈرسانے والے ہیں۔

﴿حَمْدٌ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ﴾ اس روشن کتاب کی قسم۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قرآن پاک کی قسم! جو حلال اور حرام وغیرہ ان احکام کو بیان فرمانے والا ہے جن کی لوگوں کو حاجت اور ضرورت ہے، بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا کیونکہ ہماری شان یہ ہے کہ ہم اپنے عذاب کا ڈرسانے والے ہیں۔

برکت والی رات

اکثر مفسرین کے نزدیک برکت والی رات سے شبِ قدر مراد ہے اور بعض مفسرین اس سے شبِ براءت مراد لیتے ہیں۔ اس رات میں مکمل قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف اتارا گیا، پھر وہاں سے حضرت جبریل علیہ السلام 23 سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا لے کر نازل ہوئے اور اسے برکت والی رات اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں قرآن پاک نازل ہوا اور ہمیشہ اس رات میں خیر و برکت نازل ہوتی ہے اور دعائیں (خصوصیت کے ساتھ) قبول کی جاتی ہیں۔ جن کثیر علماء کے نزدیک یہاں آیت میں برکت والی رات سے شبِ قدر مراد ہے، ان کی دلیل یہ آیاتِ مبارکہ ہیں،

(1)..... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (1)
ترجمہ کنز العرفان: بیشک ہم نے اس قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا۔

اس آیت میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے شبِ قدر میں قرآن مجید کو نازل فرمایا اور یہاں ارشاد فرمایا گیا کہ ”إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَّكَةٍ“، یعنی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ اسی لئے ضروری ہے کہ شبِ قدر اور مبارک رات سے ایک ہی رات مراد ہوتا کہ قرآن مجید کی آیات میں تضاد لازم نہ آئے۔

(2)..... اور ارشاد فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (2)
ترجمہ کنز العرفان: رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

اس آیت میں فرمایا گیا کہ قرآن مجید کو رمضان کے مہینے میں نازل کیا گیا اور یہاں یوں ارشاد فرمایا کہ ”إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَّكَةٍ“، یعنی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ تو ضروری ہوا کہ یہ رات بھی رمضان کے مہینے میں واقع ہو اور جس شخص نے بھی یہ کہا ہے کہ مبارک رات رمضان کے مہینے میں واقع ہے اس نے یہی کہا کہ مبارک رات شبِ قدر ہے۔ (3)

①..... قدر: ۱۔

②..... بقرہ: ۱۸۵۔

③..... تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآیۃ: ۳، ۶۵۲/۹، خازن، الدخان، تحت الآیۃ: ۳، ۱۱۲/۴، مدارک، الدخان، تحت الآیۃ:

۳، ص ۱۱۰۹، ابوسعود، الدخان، تحت الآیۃ: ۴، ۵۵۴/۵، ملقطاً.

شبِ براءت کے فضائل

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ برکت والی رات کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد شبِ براءت ہے، اس مناسبت سے یہاں شبِ براءت کے دو فضائل ملاحظہ ہوں

(1)..... اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ چار راتوں میں بھلائيوں کے دروازے کھول دیتا ہے: (1) بقرعید کی رات (2) عید الفطر کی رات (3) شعبان کی پندرہویں رات کہ اس رات میں مرنے والوں کے نام اور لوگوں کا رزق اور (اس سال) حج کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں (4) عرفہ کی رات اذان (فجر) تک۔“ (1)

(2)..... حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”میرے پاس جبریل آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور (تکبر کی وجہ سے) کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔“ (2)

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اس میں ہر حکمت والا کام۔ ہمارے پاس کے حکم سے بیشک ہم بھیجے والے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اس رات میں ہر حکمت والا کام بانٹ دیا جاتا ہے۔ ہمارے پاس کے حکم سے، بیشک ہم ہی بھیجے والے ہیں۔

﴿فِيهَا يُفْرَقُ﴾: اس رات میں بانٹ دیا جاتا ہے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس برکت والی رات میں سال بھر میں ہونے والا ہر حکمت والا کام جیسے رزق، زندگی، موت اور دیگر احکام ان فرشتوں کے درمیان

①..... در منشور، الدخان، تحت الآية: ۴۰، ۲/۷۔

②..... شعب الایمان، الباب الثالث والعشرون من شعب الایمان... الخ، ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ۳۸۳/۳، الحديث: ۳۸۳۷۔

بانٹ دیئے جاتے ہیں جو انہیں سرانجام دیتے ہیں اور یہ تقسیم ہمارے حکم سے ہوتی ہے۔ بیشک ہم ہی سید المرسلین، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان سے پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے والے ہیں۔ (۱)

یاد رہے کہ کئی احادیث میں بیان ہوا ہے کہ ۱۵ شعبان کی رات لوگوں کے اُمور کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ”کیا تم جانتی ہو اس رات یعنی پندرہویں شعبان میں کیا ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اس میں کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ”اس رات میں اس سال پیدا ہونے والے تمام بچے لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس سال مرنے والے سارے انسان لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور ان کے رزق اتارے جاتے ہیں۔“ (۲)

ان احادیث اور اس آیت میں مطابقت یہ ہے کہ فیصلہ ۱۵ شعبان کی رات ہوتا ہے اور شب قدر میں وہ فیصلہ ان فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جنہوں نے اس فیصلے کے مطابق عمل کرنا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ”لوگوں کے اُمور کا فیصلہ نصف شعبان کی رات کر دیا جاتا ہے اور شب قدر میں یہ فیصلہ ان فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو ان اُمور کو سرانجام دیں گے۔“ (۳)

رَاحِمَةً مِّن رَّبِّكَ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۖ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ إِنَّ كُنْتُمْ مُّوقِنِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: تمہارے رب کی طرف سے رحمت بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔ وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو۔

①.....جلالین، الدخان، تحت الآیة: ۴-۵، ص ۴۱۰، روح البیان، الدخان، تحت الآیة: ۴-۵، ۴۰/۸، ملتقطاً.

②.....مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلاة، باب قیام شهر رمضان، الفصل الثالث، ۲۵۴/۱، الحدیث: ۱۳۰۵.

③.....بغوی، الدخان، تحت الآیة: ۴، ۱۳۳/۴.

تَوْجِبُهُ كُنْزُ الْعُرْفَانِ: تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے، بیشک وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔ وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا، اگر تم یقین رکھنے والے ہو۔

﴿رَاحَةُ مَنْ رَبِّكَ﴾: تمہارے رب کی طرف سے رحمت۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کا اتنا اور رسولوں کی تشریف آوری تمہارے اس رب غُذُو جَلِّ کی طرف سے بندوں پر رحمت ہے جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے، بیشک وہی ان کی باتوں کو سننے والا اور ان کے کاموں اور احوال کو جاننے والا ہے۔ اے کفار مکہ! اگر تمہیں اس بات کا یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی آسمان و زمین کا رب ہے تو اس بات پر بھی یقین کر لو کہ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔^(۱)

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝
بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝

تَوْجِبُهُ كُنْزُ الْإِيمَانِ: اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں وہ چلائے اور مارے تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب۔ بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں۔

تَوْجِبُهُ كُنْزُ الْعُرْفَانِ: اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے، وہ تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ہے۔ بلکہ وہ کافر شک میں پڑے کھیل رہے ہیں۔

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾: اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یعنی اے لوگو! زمین و آسمان اور ان کے درمیان موجود تمام چیزوں کے رب کے علاوہ تمہارا اور کوئی معبود نہیں، لہذا تم اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے زندگی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے موت دیتا ہے، وہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے گزرے ہوئے باپ دادا کا بھی رب ہے، جس کی ایسی شان ہے صرف وہی رب

۱.....مدارک، الدخان، تحت الآية: ۶-۷، ص ۱۱۰، جلالین، الدخان، تحت الآية: ۶-۷، ص ۴۱۱، ملنقطہ.

ہونے اور عبادت کئے جانے کے لائق ہے۔^(۱)

﴿بَلْ هُمْ: بلکہ وہ کافر﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے جو دلائل ذکر کئے گئے ان کا تقاضا تو یہ تھا کہ کفار اس کی وحدانیت کو مان لیتے لیکن یہ پھر بھی نہیں مانتے بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں پڑے اور دنیا کے کھیل کود میں مصروف ہیں اور انہیں اپنی آخرت کی کوئی فکر ہی نہیں۔

فَأَرْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝۱۰ يَغْشَى النَّاسَ ۚ هَذَا
عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۱۱

ترجمہ کنزالایمان: تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا۔ کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ ہے دردناک عذاب۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا۔ جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ ایک دردناک عذاب ہے۔

﴿فَأَرْتَقِبْ: تو تم منتظر رہو﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اسلام کی دعوت ملنے پر کفار قریش آپ کو جھٹلاتے، آپ کی نافرمانی کرتے اور آپ کا مذاق اڑاتے، اس بنا پر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے خلاف دعا کی کہ ”یارب! انہیں ایسے سات سالہ قحط کی مصیبت میں مبتلا کر جیسے سات سال کا قحط حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھیجا تھا۔“ یہ دعا قبول ہوئی اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا ”اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ ان کافروں کیلئے اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔“ چنانچہ قریش پر قحط سالی آئی اور یہاں تک اس کی شدت ہوئی کہ وہ لوگ مردار کھا گئے اور بھوک سے اس حال کو پہنچ گئے کہ جب اوپر کو

①.....تفسیر طبری، الدخان، تحت الآية: ۸، ۲۲۴/۱۱۔

نظر اٹھاتے اور آسمان کی طرف دیکھتے تو ان کو دھواں ہی دھواں معلوم ہوتا، یعنی ایک تو کمزوری کی وجہ سے انہیں نگاہوں کے سامنے اندھیرا محسوس ہوتا اور دوسرا قحط سے زمین خشک ہوگئی، اس سے خاک اڑنے لگی اور غبار نے ہوا کو ایسا گدلا کر دیا کہ انہیں آسمان دھوئیں کی طرح محسوس ہوتا۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں دھوئیں سے مراد وہ دھواں ہے جو قیامت کی علامات میں سے ہے اور قیامت کے قریب ظاہر ہوگا، اس سے مشرق و مغرب بھر جائیں گے، چالیس دن اور رات رہے گا، اس سے مومن کی حالت تو ایسے ہو جائے گی جیسے زکام ہو جائے جبکہ کافر مدہوش ہو جائیں گے، ان کے نکتھوں، کانوں اور بدن کے سوراخوں سے دھواں نکلے گا۔^(۱)

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اس دن کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: (اس دن کہیں گے) اے ہمارے رب! ہم سے عذاب دور کر دے، ہم ایمان لاتے ہیں۔

﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ﴾: اے ہمارے رب! ہم سے عذاب دور کر دے۔ یعنی جس دن وہ دھواں لوگوں کو ڈھانپ لے گا اس دن وہ کہیں گے: یہ ایک دردناک عذاب ہے، اے ہمارے رب! غُزَّوْجَلْ، ہم سے عذاب دور کر دے، ہم ایمان لاتے ہیں اور تیرے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اور قرآن پاک کی تصدیق کرتے ہیں، چنانچہ اس قحط سالی سے تنگ آ کر ابوسفیان حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ دعا فرمائیں اگر قحط دور ہو گیا تو ہم آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لے آئیں گے۔^(۲)

اَنۡیَ لَہُمُ الذِّکۡرٰی وَقَدْ جَاۡءَہُمۡ رَّسُوْلٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوۡاۡ عَنۡہٗ وَاَقَالُوۡا مَعۡلَمَۃً مَّجۡنُوۡنَ ﴿۱۴﴾

①.....خازن، الدخان، تحت الآية: ۱۰-۱۱، ۱۱۳/۴، جمل، الدخان، تحت الآية: ۱۰-۱۱، ۱۱۸/۷-۱۱۹، ملتقطاً.

②.....تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآية: ۱۲، ۶۵۷/۹، روح المعانی، الدخان، تحت الآية: ۱۲، ۱۶۴/۱۳، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: کہاں سے ہوا نہیں نصیحت ماننا حالانکہ ان کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لا چکا۔ پھر اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان کیلئے نصیحت ماننا کہاں ہوگا؟ حالانکہ ان کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لا چکا۔ پھر وہ اس سے منہ پھیر گئے اور کہنے لگے: یہ تو سکھایا ہوا ایک دیوانہ ہے۔

﴿أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ﴾: ان کیلئے نصیحت ماننا کہاں ہوگا؟ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان سے عذاب دور کر دیا جائے تو بھی یہ کہاں ایمان لائیں گے حالانکہ یہ اس سے بڑی بڑی وہ علامات دیکھ چکے ہیں جن سے نصیحت حاصل کر کے ایمان قبول کر سکتے تھے اور وہ علامات یہ ہیں کہ ان کے پاس ایک عظیم الشان رسول تشریف لایا اور اس نے ان کے سامنے روشن آیات اور ایسے مضبوط معجزات کے ذریعے حق کے راستوں کو واضح کیا کہ انہیں دیکھ کر پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائیں لیکن میرے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے پیش کی گئی روشن آیات اور مضبوط معجزات دیکھ کر بھی یہ لوگ ان سے منہ پھیر گئے اور صرف منہ پھیرنے کو ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ ان کے متعلق یہ افتراء بھی کرنے لگے کہ یہ تو کسی آدمی کی طرف سے سکھایا ہوا ہے اور دیوانہ ہے جسے وحی کی غشی طاری ہونے کے وقت جنات یہ کلمات تلقین کر جاتے ہیں۔^(۱)

قرآن پاک کی حقیقت دیکھ کر کھانا سال

قرآن مجید کی حقانیت دیکھ کر کفار بہت زیادہ بوکھلا گئے تھے، اسی وجہ سے وہ قرآن کریم سے لوگوں کو بہکانے کیلئے کبھی کبھی کہتے اور کبھی کچھ جیسے کبھی وہ یہ دعویٰ کرتے کہ تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کسی آدمی نے سکھایا ہے، جیسا کہ سورہ نحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ عَلَّمَهُ الْيَهُودُ وَقَالُوا إِنَّمَا يَعْزِزُهُ بَشَرٌ
ترجمہ کنزالعرفان: اور یہ کہتے ہیں کہ وہ کافر کہتے ہیں: اس نبی کو ایک آدمی سکھاتا ہے۔

①..... ابو سعود، الدخان، تحت الآیة: ۱۳-۱۴، ۵۵۶/۵، تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآیة: ۱۳-۱۴، ۶۵۸-۶۵۷/۹، ملتقطاً.

پھر ان کفار کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجِبٌ وَهَذَا
لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: جس آدمی کی طرف یہ منسوب کرتے
ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن روشن عربی زبان میں
ہے۔

کبھی یہ کہتے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی طرف سے بنالیا ہے، جیسا کہ سورہ فرقان
میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا آفُ
أَفْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ

ترجمہ کنز العرفان: اور کافروں نے کہا: یہ قرآن تو صرف
ایک بڑا جھوٹ ہے جو انہوں نے خود بنالیا ہے اور اس پر
دوسرے لوگوں نے (بھی) ان کی مدد کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

فَقَدْ جَاءَ وَظُلْمًا وَزُورًا (۲)

ترجمہ کنز العرفان: تو بیشک وہ (کافر) ظلم اور جھوٹ پر
آگئے ہیں۔

اور کبھی یہ دعویٰ کرتے کہ قرآن پہلے لوگوں کی کہانیوں پر مشتمل ایک کتاب ہے۔ جیسا کہ سورہ فرقان ہی میں
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ
تُنْتَلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (۳)

ترجمہ کنز العرفان: اور کافروں نے کہا: (یہ قرآن) پہلے
لوگوں کی کہانیاں ہیں جو اس (نبی) نے کسی سے لکھوائی ہیں تو
یہی ان پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں۔

إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۝

①..... نحل: ۱۰۳.

②..... فرقان: ۴.

③..... فرقان: ۵.

ترجمہ کنزالایمان: ہم کچھ دنوں کو عذاب کھولے دیتے ہیں تم پھر وہی کرو گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ہم کچھ دنوں کیلئے عذاب دور کرنے والے ہیں۔ بیشک تم پھر لوٹے والے ہو۔

﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا﴾ ہم کچھ دنوں کیلئے عذاب دور کرنے والے ہیں۔ ﴿اس آیت میں کفار مکہ سے فرمایا جا رہا ہے کہ جیسے ہی ہم تم سے کچھ دنوں کے لئے عذاب دور کر دیں گے تم پھر اسی شرک کی طرف لوٹ جاؤ گے جس پر اس سے پہلے قائم تھے۔ اس سے مقصود یہ تنبیہ کرنا ہے کہ وہ لوگ اپنے عہد کو پورا نہیں کریں گے کیونکہ ان کا حال یہ ہے کہ جب کسی مصیبت کی وجہ عاجز ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہیں اور جب ان کا خوف اور مصیبت دور ہو جاتی ہے تو اپنے کفر اور آباء و اجداد کی اندھی پیروی کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔^(۱)

چنانچہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ان کی مصیبت دور ہو جانے کے بعد ایسا ہی ہوا کہ وہ لوگ ایمان نہ لائے اور اپنے شرک و کفر پر ہی قائم رہے۔

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ ۚ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس دن کو یاد کرو جب ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے۔ بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ﴾ اس دن کو یاد کرو جب ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے۔ ﴿یعنی اے مشرک! اگر میں تم پر نازل ہونے والا وہ عذاب دور کر دوں جس نے تمہیں بے حال کر دیا ہے، اس کے بعد پھر تم کفر کی طرف لوٹ جاؤ اور اپنے رب سے کیا ہوا عہد توڑ دو تو میں تم سے اس دن بدلہ لوں گا جب تمہیں بڑی پکڑ کے ساتھ پکڑوں گا۔ اس دن سے مراد قیامت کا دن ہے یا غزوہ بدر کا دن مراد ہے۔^(۲)

①.....تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآیۃ: ۱۵، ۶۵۸/۹، ملخصاً.

②.....تفسیر طبری، الدخان، تحت الآیۃ: ۱۶، ۲۳۰/۱۱، مدارک، الدخان، تحت الآیۃ: ۱۶، ص ۱۱۱، ملتقطاً.

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ۝۱۷

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا اور ان کے پاس ایک معزز رسول تشریف لایا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا اور ان کے پاس ایک معزز رسول تشریف لایا۔

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ﴾ اور بیشک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ کفار مکہ اپنے کفر پر ہی قائم ہیں اور اس آیت سے بیان فرمایا کہ ان سے پہلے جو کفار گزرے ہیں ان کا طریقہ بھی یہی رہا تھا۔ چنانچہ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم نے مشرکین مکہ سے پہلے فرعون کی قوم کو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کیا تاکہ وہ ایمان لے آئیں اور ان کا چھپا ہوا حال ظاہر ہو جائے لیکن انہوں نے ایمان کے مقابلے میں کفر کو ہی اختیار کیا۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم نے مشرکین مکہ سے پہلے فرعون کی قوم کو مہلت دے کر اور ان پر رزق وسیع کر کے انہیں آزمائش میں مبتلا کیا تاکہ ان کا چھپا ہوا حال ظاہر ہو جائے اور ان کے پاس ایک معزز رسول حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تشریف لائے۔^(۱)

أَن أَدُّوْا إِلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝۱۸

ترجمہ کنزالایمان: کہ اللہ کے بندوں کو مجھے سپرد کر دو بیشک میں تمہارے لیے امانت والا رسول ہوں۔

ترجمہ کنز العرفان: (اور کہا) کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو۔ بیشک میں تمہارے لیے امانت والا رسول ہوں۔

﴿أَن أَدُّوْا إِلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ﴾ کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو۔ ﴿جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرعون کے

①.....تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآیۃ: ۱۷، ۶۵۹/۹، روح البیان، الدخان، تحت الآیۃ: ۱۷، ۴۰۹/۸، مدارک، الدخان، تحت الآیۃ: ۱۷، ص ۱۱۱، ملقطاً.

پاس آئے تو اس سے فرمایا: بنی اسرائیل کو میرے حوالے کرو اور تم جو شدتیں اور سختیاں ان پر کرتے ہو اس سے انہیں رہائی دو، بیشک میں تمہارے لیے وحی پر امانت والا، رسول ہوں۔

نوٹ: حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ واقعہ سورہ طہ کی آیت نمبر 47 میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۚ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿١٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس ایک روشن سند لاتا ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یہ کہ اللہ کے مقابلے میں سرکشی نہ کرو۔ بیشک میں تمہارے پاس روشن دلیل لاتا ہوں۔

﴿وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ﴾ اور یہ کہ اللہ کے مقابلے میں سرکشی نہ کرو۔ ﴿حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی وحی، اس کے رسول اور اس کے بندوں کی توہین کر کے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی نہ کرو، بیشک میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات کی صورت میں اپنی نبوت اور رسالت کی سچائی کی روشن دلیل لاتا ہوں جس کا انکار کرنے کی کوئی صورت نہیں۔^(۱)

وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾ وَإِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوا بِي
فَاعْتَرِلُونِ ﴿٢١﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور میں اپنا پناہ لیتا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس سے کہ تم مجھے سنگسار کرو۔ اور اگر تم میرا یقین نہ لاؤ تو مجھ سے کنارے ہو جاؤ۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور میں نے اس بات سے اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ لی کہ تم مجھے سنگسار کرو۔ اور اگر تم

۱.....روح البیان، الدخان، تحت الآیۃ: ۱۹، ۸/۴۱۰، مدارك، الدخان، تحت الآیۃ: ۱۹، ص ۱۱۱، ملقطاً.

مجھ پر یقین نہ کرو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔

﴿وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ﴾: اور میں نے اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ لی۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا تو فرعونیوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کی دھمکی دی اور کہا کہ ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ اس پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”میرا توکل اور اعتماد اس پر ہے جو میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، مجھے تمہاری دھمکی کی کچھ پروا نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے بچانے والا ہے اور اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ اور مجھے ایذا پہنچانے کی کوشش نہ کرو۔“ (۱)

فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّهُ لَوْلَا قَوْمُ مُجْرِمُونَ ﴿۲۲﴾ فَاسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُّتَّبِعُونَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اُس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ تو (ہم نے فرمایا کہ) میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ، ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

﴿فَدَعَا رَبَّهُ﴾: تو اس نے اپنے رب سے دعا کی۔ ﴿﴾ فرعون اور اس کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو بھی نہ مانا اور انہیں جھٹلایا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہ قبطی مشرک لوگ ہیں اور اپنے کفر پر قائم ہیں اور تو ان کا حال بہتر جانتا ہے، اس لئے جس چیز کے وہ مستحق ہیں تو ان کے ساتھ وہ فرما۔ (۲)

﴿فَاسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا﴾: تو میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ۔ ﴿﴾ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہیں حکم فرمایا کہ جب دشمن غافل ہو تو بنی اسرائیل کو راتوں رات لے کر مصر سے نکل جاؤ، جب فرعون کو تمہارے نکل جانے کی خبر ملے گی تو وہ اپنے لشکروں کے ساتھ تمہارا پیچھا کرے گا تاکہ

①.....مدارک، الدخان، تحت الآية: ۲۰-۲۱، ص ۱۱۱، جلالین، الدخان، تحت الآية: ۲۰-۲۱، ص ۱۱، ملتقطاً.

②.....جلالین، الدخان، تحت الآية: ۲۲، ص ۱۱، روح البیان، الدخان، تحت الآية: ۲۲، ۸/۴۱۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

سے مُطَّلَع فرما دیا تھا اور یہ سب چیزیں ان پانچ علوم میں سے ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو علومِ خمسہ سے بھی نوازتا ہے۔

كَذٰلِكَ ۚ وَاَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿٢٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہم نے یونہی کیا اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: ہم نے یونہی کیا اور ان چیزوں کا دوسری قوم کو وارث بنا دیا۔

﴿كَذٰلِكَ﴾: ہم نے یونہی کیا۔ یعنی ہم نے فرعون اور اس کی قوم کے ساتھ اسی طرح کیا کہ ان کا تمام مال و متاع سلب کر لیا اور ان چیزوں کا دوسری قوم یعنی بنی اسرائیل کو وارث بنا دیا جو ان کے ہم مذہب تھے نہ رشتہ دار اور نہ دوست تھے۔^(۱)

آیت ”كَذٰلِكَ“ کو ”وَاَوْرَثْنَاهَا“ سے ماسل ہونے والی مطبوعات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہونگی،

- (۱)..... کفار کی بستیوں اور ان کے مکانات میں رہنا منع نہیں، ہاں جہاں عذابِ الہی آیا ہو وہاں رہنا منع ہے اور چونکہ فرعون کی قوم پر مصر میں عذاب نہ آیا بلکہ انہیں وہاں سے نکال کر دریا میں غرق کیا گیا لہذا مصر میں رہنا درست ہوا۔
- (۲)..... فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے بعد مصر میں خود بنی اسرائیل آباد ہوئے تھے۔ اس کی تائید قرآن پاک کی ان آیات سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَاٰلِہٖ السَّلَام نے اپنی قوم سے فرمایا:

عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوُّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ
فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ^(۲)

ترجمہ کنزالعرفان: غمغریب تمہارا رب تمہارے دشمنوں

کو ہلاک کر دے گا اور تمہیں زمین میں جانشین بنا دے گا پھر

وہ دیکھے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

①..... روح البیان، الدخان، تحت الآية: ۲۸، ۴۱۲/۸، ملخصاً.

②..... اعراف: ۱۲۹.

وَأَوْرَشَنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ
مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَعَارِبِهَا الَّتِي بَرَكْنَا
فِيهَا وَتَشَتَّ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي
إِسْرَءِيلَ ۖ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَدَمَرْنَا مَا كَانِ
يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا لِيُعْرِشُونَ (۱)

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے اس قوم کو جسے دبایا گیا تھا
اُس زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا مالک بنا دیا جس میں ہم
نے برکت رکھی تھی اور بنی اسرائیل پر ان کے صبر کے بدلے
میں تیرے رب کا اچھا وعدہ پورا ہو گیا اور ہم نے وہ سب
تعمیرات برباد کر دیں جو فرعون اور اس کی قوم بناتی تھی اور وہ
عمارتیں جنہیں وہ بلند کرتے تھے۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ ۙ

ترجمہ کنزالایمان: تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔

﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ﴾: تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے۔ ﴿اٰرْشَادٌ﴾ فرمایا کہ فرعون اور اس کی قوم
پر آسمان اور زمین نہ روئے کیونکہ وہ ایماندار نہ تھے اور انہیں عذاب میں گرفتار کرنے کے بعد توبہ وغیرہ کے لئے مہلت
نہ دی گئی۔ (۲)

مومن کی موت پر آسمان و زمین روتے ہیں

یاد رہے کہ جب کسی مومن کا انتقال ہوتا ہے تو اس پر آسمان و زمین روتے ہیں جیسا کہ حضرت انس بن مالک
رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”ہر مومن کے لئے دو دروازے
ہیں، ایک سے اعمال اوپر کی طرف چڑھتے ہیں اور دوسرے سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب وہ مرتا ہے تو دونوں اس پر
روتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ“ میں یہی

①..... اعراف: ۱۳۷۔

②..... مدارك، الدخان، تحت الآية: ۲۹، ص ۱۱۲، حازن، الدخان، تحت الآية: ۲۹، ۱۱۴/۴، ملقطاً۔

مذکور ہے۔“ (۱)

اور امام مجاہد رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے کہا گیا کہ کیا مومن کی موت پر آسمان وزمین روتے ہیں؟ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: زمین اس بندے پر کیوں نہ روئے جو زمین کو اپنے رکوع و تجود سے آباد رکھتا تھا اور آسمان اس بندے پر کیوں نہ روئے جس کی تسبیح و تکبیر آسمان میں پہنچتی تھی۔ (۲)

بعض مفسرین کے نزدیک زمین و آسمان خود نہیں روتے بلکہ یہاں ان کے رونے سے مراد آسمان اور زمین والوں کا رونا ہے جیسا کہ حضرت حسن رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا قول ہے کہ (زمین و آسمان کے رونے سے مراد یہ ہے کہ) آسمان والے اور زمین والے روتے ہیں۔ (۳)

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ مِنَ الْعَذَابِ السَّهِينِ ﴿٣٠﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ط
إِنَّهُ كَانَ عَلِيًّا مِنَ السُّرِفِينَ ﴿٣١﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات بخشی۔ فرعون سے بیشک وہ متکبر حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو رسوا کن عذاب سے نجات بخشی۔ فرعون سے، بیشک وہ متکبر، حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا۔

﴿وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ﴾ اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو نجات بخشی۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں فرعون کی ہلاکت کی کیفیت بیان کی گئی اور ان آیات میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور ان کی قوم پر کئے گئے احسانات کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ بے شک ہم نے بنی اسرائیل

①.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الدخان، ۱۷۱/۵، الحدیث: ۳۲۶۶۔

②.....خازن، الدخان، تحت الآية: ۲۹، ۱۱۴/۴۔

③.....مدارک، الدخان، تحت الآية: ۲۹، ص ۱۱۱۲۔

کو اس رُسوا کُن عذاب سے نجات بخشی جو انہیں فرعون کی طرف سے غلامی، مشقت سے بھرپور خدمتوں، محنتوں اور اولاد کے قتل کئے جانے کی صورت میں پہنچتا تھا۔ بیشک فرعون متکبر اور حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا۔^(۱)

وَلَقَدْ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٣١﴾ وَآتَيْنَاهُمْ مِّنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ
بَلَاءٌ مُّبِينٌ ﴿٣٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے انہیں دانستہ چن لیا اس زمانہ والوں سے۔ اور ہم نے انہیں وہ نشانیاں عطا فرمائیں جن میں صریح انعام تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے انہیں جانتے ہوئے اس زمانے والوں پر چن لیا۔ اور ہم نے انہیں وہ نشانیاں عطا فرمائیں جن میں واضح انعام تھا۔

﴿وَلَقَدْ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ﴾ اور بیشک ہم نے انہیں جانتے ہوئے چن لیا۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ (بنی اسرائیل پر ہم نے ایک احسان یہ کیا کہ) ہم نے اپنے علم کی بنا پر بنی اسرائیل کو اس زمانے میں تمام جہان والوں پر چن لیا۔^(۲)
یاد رہے کہ اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ بنی اسرائیل حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت سے بھی افضل ہیں کیونکہ بنی اسرائیل کا افضل ہونا اپنے زمانے کے اعتبار سے ہے۔

﴿وَآتَيْنَاهُمْ مِّنَ الْآيَاتِ﴾ اور ہم نے انہیں نشانیاں عطا فرمائیں۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ (بنی اسرائیل پر ہم نے ایک احسان یہ کیا کہ) ہم نے انہیں وہ نشانیاں عطا فرمائیں جن میں واضح انعام تھا جیسے ان کے لئے دریا میں خشک راستے بنائے، بادل کو سائبان کیا، مَنّ و سَلوٰی اتارا اور اس کے علاوہ اور نعمتیں دیں۔^(۳)

①.....تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآیۃ: ۳۰-۳۱، ۶۶۱/۹، روح البیان، الدخان، تحت الآیۃ: ۳۰-۳۱، ۴۱۴/۸، ملقطاً.

②.....مدارک، الدخان، تحت الآیۃ: ۳۲، ص ۱۱۱۲.

③.....خازن، الدخان، تحت الآیۃ: ۳۳، ۱۱۵/۴.

إِنَّ هَؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ۚ (۳۷) إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ
بِمُنشَرِينَ ۚ (۳۵) فَأْتُوا بِآيَاتِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ (۳۶)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک یہ کہتے ہیں۔ وہ تو نہیں مگر ہمارا ایک دفعہ کا مرنا اور ہم اٹھائے نہ جائیں گے۔ تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک یہ (کفار مکہ) ضرور کہتے ہیں۔ بیشک موت تو صرف ہماری پہلی موت ہی ہے اور ہم اٹھائے نہ جائیں گے۔ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ۔

﴿إِنَّ هَؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ﴾: بیشک یہ ضرور کہتے ہیں۔ ﴿﴾ یہاں سے دوبارہ کفار مکہ کے بارے میں کلام شروع ہو رہا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار مکہ ضرور کہتے ہیں کہ اس زندگانی کے بعد ایک موت کے علاوہ ہمارے لئے اور کوئی حال اور زندگی باقی نہیں۔ اس سے ان کا مقصود موت کے بعد زندہ کئے جانے کا انکار کرنا تھا جس کو اگلے جملے میں واضح کر دیا کہ ہم موت کے بعد دوبارہ کبھی زندہ کر کے اٹھائے نہیں جائیں گے، اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ ہم مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے تو ہمارے باپ دادا کو دوبارہ زندہ کر کے لے آؤ۔

کفار مکہ نے یہ سوال کیا تھا کہ اگر موت کے بعد کسی کا زندہ ہونا ممکن ہو تو قصی بن کلاب کو زندہ کر دو اور یہ ان کی جاہلانہ بات تھی کیونکہ جس کام کے لئے وقت مُعین ہو اس کا اس وقت سے پہلے وجود میں نہ آنا اس کے ناممکن ہونے کی دلیل نہیں ہوتا اور نہ اس کا انکار صحیح ہوتا ہے، جیسے اگر کوئی شخص کسی نئے اُگے ہوئے درخت یا پودے کو کہے کہ اس میں سے اب پھل نکالو ورنہ ہم نہیں مانیں گے کہ اس درخت سے پھل نکل سکتا ہے تو اس کو جاہل قرار دیا جائے گا اور اس کا انکار محض حماقت یا جھگڑا ہوگا۔ (۱)

①.....تفسیر کبیر، الدخان، تحت الآية: ۳۴-۳۶، ۶۶۲/۹، روح البیان، الدخان، تحت الآية: ۳۴-۳۶، ۴۱۶/۸-۴۱۷، ملتقطاً.

أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۚ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾

توجہ کنز الایمان: کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جوان سے پہلے تھے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا بیشک وہ مجرم لوگ تھے۔

ترجہ کفن العرفان: کیا وہ بہتر ہیں یا تبع (نامی بادشاہ) کی قوم اور ان سے پہلے والے لوگ؟ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا بیشک وہ مجرم لوگ تھے۔

﴿اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ﴾: کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم۔ ﴿﴾ اس آیت میں کفار قریش کا رد کیا گیا ہے کہ کیا طاقت و قوت اور شان و شوکت میں کفار مکہ بہتر ہیں یا تبع نامی بادشاہ کی قوم اور ان سے پہلے والے لوگ جیسے عاد اور ثمود وغیرہ جو کہ کافر امتوں میں سے تھے؟ ان لوگوں کا انجام یہ ہوا کہ ہم نے انہیں ان کے کفر کے باعث ہلاک کر دیا، بیشک وہ کافر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے منکر لوگ تھے جس کی وجہ سے عذاب کے حقدار ٹھہرے۔ جب یہ کفار مکہ سے زیادہ طاقت و قوت رکھنے کے باوجود کفر کی وجہ سے ہلاک ہو گئے تو کفار مکہ جو کہ کفر میں ان کے شریک ہیں، انہیں ہلاک کرنا کونسا دشوار کام ہے، حالانکہ یہ تو ان کے مقابلے میں انتہائی کمزور ہیں۔

یاد رہے کہ اس آیت میں جس تہج کا ذکر ہے یہ تہج حمیری تھے، یہ خود مومن اور یمن کے بادشاہ تھے لیکن ان کی قوم کا فہمی جو کہ انتہائی طاقت و قوت اور شان و شوکت کی مالک تھی اور ان کی تعداد بھی بہت کثیر تھی۔^(۱)

حضرت سہیل بن سعد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”مَنْ جَاءَ بِمُحَمَّدٍ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ“ (2)

اسی شُبَّح نے مدینہ منورہ بسایا، اس شُبَّح نے حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو غاسانہ خط لکھ کر لوگوں کو سپرد

①.....روح البيان، الدخان، تحت الآية: ٣٧، ٨/ ٤١٨، خازن، الدخان، تحت الآية: ٣٧، ٤/ ١١٥، مدارك، الدخان، تحت الآية: ٣٧، ص ١١١٣، ملتقطاً.

2.....معجم الكبير، سهل بن سعد الساعدي، أبو زرعة عمرو بن جابر الحضرمي عن سهل بن سعد، ٢٠٣/٦، الحديث: ٦٠٣١.

کیا تھا، کہ جب حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلوہ گر ہوں تو میرا یہ خط پیش کر دیا جائے، چنانچہ حضرت ابوالیوب انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مکان میں جب حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما ہوئے تو حضرت ابویعلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے وہ خط پیش کیا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّهْبَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَبِثَ ۝۳۸

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو کھیل کے طور پر نہیں بنایا۔

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّهْبَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَبِثَ﴾: اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو کھیل کے طور پر نہیں بنایا۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو ایسے ہی کھیل کے طور پر بے مقصد نہیں بنایا کیونکہ اگر مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب و ثواب نہ ہو تو مخلوق کی پیدائش محض فنا کے لئے ہوگی اور یہ عبث و لعب ہے، تو اس دلیل سے ثابت ہوا کہ اس دنیوی زندگی کے بعد اخروی زندگی ضرور ہے جس میں اعمال کا حساب ہوگا اور ان کی جزا ملے گی۔^(۱)

مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۳۹

ترجمہ کنزالایمان: ہم نے انہیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں اکثر جاننے نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: ہم نے انہیں حق کے ساتھ ہی بنایا لیکن ان میں سے اکثر لوگ جاننے نہیں۔

﴿مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ﴾: ہم نے انہیں حق کے ساتھ ہی بنایا۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ

①.....مدارک، الدخان، تحت الآية: ۳۸، ص ۱۱۳، بیضاوی، الدخان، تحت الآية: ۳۸، ۶۳/۵، ملقطاً.

ان کے درمیان ہے سب کو حق کے ساتھ ہی بنایا تا کہ لوگوں کو فرما نہ داری کرنے پر ثواب دیں اور نافرمانی کرنے پر عذاب کریں لیکن کفار مکہ میں سے اکثر لوگ غفلت اور غور و فکر نہ کرنے کے باعث جانتے نہیں کہ آسمان و زمین پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے اور حکیم کا کوئی فعل بیکار نہیں ہوتا۔^(۱)

إِنَّ يَوْمَ الْفُصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْعَبِينَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلَىٰ عَنْ مَوْلَىٰ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

ترجمہ کنز الایمان: بیشک فیصلہ کا دن ان سب کی میعاد ہے۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی۔ مگر جس پر اللہ رحم کرے بیشک وہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک فیصلے کا دن ان سب کا مقرر کیا ہوا وقت ہے۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ مگر جس پر اللہ مہربانی فرمائے، بیشک وہی عزت والا، مہربان ہے۔

﴿إِنَّ يَوْمَ الْفُصْلِ﴾ بیشک فیصلے کا دن۔ ﴿لَا يُغْنِي مَوْلَىٰ عَنْ مَوْلَىٰ شَيْئًا﴾ یعنی قیامت کا دن جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا، وہ ان سب کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے مقرر کیا ہوا وقت ہے اور اس دن اللہ تعالیٰ اگلوں پچھلوں سب کو ان کے اعمال کی جزا دے گا۔^(۲)

﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلَىٰ عَنْ مَوْلَىٰ شَيْئًا﴾: جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کا دن ایسا ہے کہ اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور رشتے داری اور محبت نفع نہ دے گی اور نہ ان کافروں کی مدد کی جائے گی البتہ مومنین اللہ تعالیٰ کے اذن سے ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے۔ بے شک وہی اللہ عز و جل عزت والا اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں غلبہ والا ہے

①.....خازن، الدخان، تحت الآية: ۳۹، ۱۱۶/۴، روح البیان، الدخان، تحت الآية: ۳۹، ۴۲۳/۸، ملتقطاً.

②.....خازن، الدخان، تحت الآية: ۴۰، ۱۱۶/۴، مدارک، الدخان، تحت الآية: ۴۰، ص ۱۱۳، ملتقطاً.

اور اپنے دوستوں یعنی ایمان والوں پر مہربان ہے۔^(۱)

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَاللَّهُهِ يُغْلَىٰ فِي الْبُطُونِ ۝
كَغَلَى الْحَمِيمِ ۝

ترجمہ کنزالایمان: بیشک تھوہڑ کا پیڑ۔ گناہگاروں کی خوراک ہے۔ گلے ہوئے تانبے کی طرح پیڑوں میں جوش مارے۔
جیسا کھولتا پانی جوش مارے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک زقوم کا درخت۔ گناہگار کی خوراک ہے۔ گلے ہوئے تانبے کی طرح پیڑوں میں جوش مارتا ہوگا۔ جیسا کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے۔

﴿إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ﴾: بیشک زقوم کا درخت۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک جہنم کا کائنات دار اور انتہائی کڑوا زقوم نام کا درخت بڑے گناہگار یعنی کافر کی خوراک ہے اور جہنمی زقوم کی کیفیت یہ ہے کہ گلے ہوئے تانبے کی طرح کفار کے پیڑوں میں ایسے جوش مارتا ہوگا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے۔^(۲)

جہنمی درخت زقوم کا وصف

زقوم نامی درخت کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝
طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ فَإِنَّهُمْ
لَا كَافُونَ مِنْهَا فَمَا لَوْ وَنَ مِنْهَا الْبُطُونُ ۝^(۳)
ترجمہ کنزالعرفان: بیشک وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی
جڑ میں سے نکلتا ہے۔ اس کا شگونہ ایسے ہے جیسے شیطانوں
کے سر ہوں۔ پھر بیشک وہ اس میں سے کھائیں گے پھر اس
سے پیٹ بھریں گے۔

①.....خازن، الدخان، تحت الآية: ۴۱-۴۲، ۱۱۶/۴، جمل، الدخان، تحت الآية: ۴۱-۴۲، ۱۳۰/۷، ملتقطاً.

②.....ابو سعود، الدخان، تحت الآية: ۴۳-۴۶، ۵۶۰/۵، جلالین، الدخان، تحت الآية: ۴۳-۴۶، ص ۱۲، ملتقطاً.

③.....صافات: ۶۴-۶۶.

اور ارشاد فرمایا:

ثُمَّ إِنَّكُمْ أَیُّهَا الصَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ۝
لَا تَكُونُونَ مِنْ شَجَرٍ مِنْ زُقُومٍ ۝ فَمَا تَكُونُونَ
مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ فَشَرِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ
الْحَمِيمِ ۝ فَشَرِبُونَ شُرْبَ الْهَيْمِ ۝ هَذَا
نُزْلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: پھر اے گمراہو، جھٹلانے والو! بیشک
تم۔ ضرور زقوم (نام) کے درخت میں سے کھاؤ گے۔ پھر تم
اس سے پیٹ بھرو گے۔ پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔ تو
ایسے پیو گے جیسے سخت پیا سے اونٹ پیتے ہیں۔ انصاف کے
دن یہ ان کی مہمانی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
نے ارشاد فرمایا ”اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں پڑکا دیا جائے تو دنیا والوں کی زندگی خراب ہو جائے تو اس شخص کا کیا
حال ہوگا جس کا کھانا ہی یہ ہوگا۔“ (۲)

اللہ تعالیٰ ہمارا ایمان سلامت رکھے اور ہمیں جہنم کے اس بدترین عذاب سے محفوظ فرمائے، آمین۔

خُذُوا فَاَعْتَلُوا إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ
عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اسے پکڑو ٹھیک بھڑکتی آگ کی طرف بزدگھیٹے لے جاؤ۔ پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا
عذاب ڈالو۔

ترجمہ کنز العرفان: اسے پکڑو پھرتی کے ساتھ اسے بھڑکتی آگ کے درمیان کی طرف گھیٹے لے جاؤ۔ پھر اس کے
سر کے اوپر کھولتے پانی کا عذاب ڈالو۔

﴿خُذُوا: اسے پکڑو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ (حساب و کتاب کے بعد) جہنم کے فرشتوں

①.....واقعه: ۵۱-۵۶.

②.....ترمذی، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء فی صفة شراب اهل النار، ۲۶۳/۴، الحدیث: ۲۵۹۴.

کو حکم دیا جائے گا کہ اس گناہگار کو کپڑو، پھر سختی کے ساتھ اسے بھڑکتی آگ کے درمیان کی طرف گھیٹے ہوئے لے جاؤ، پھر اس کے سر کے اوپر کھولتا ہوا پانی ڈالتا کہ اس کی شدت سے اسے عذاب پہنچے۔^(۱)

نوٹ: جہنم کے کھولتے ہوئے پانی کی کیفیت کے بارے میں جاننے کے لئے سورہ حج کی آیت نمبر 19 اور 20 کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿۴۹﴾ إِنَّ هَذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ﴿۵۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: چکھ ہاں ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے۔ بیشک یہ ہے وہ جس میں تم شبہ کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: چکھ۔ تو تو بڑا عزت والا، کرم والا ہے۔ بیشک یہ وہ ہے جس میں تم شک کرتے تھے۔

﴿ذُقْ﴾ چکھ۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اس جہنمی کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا تو اس وقت اس کی تذلیل اور توہین کرتے ہوئے اس سے کہا جائے گا: اس ذلت اور اہانت والے عذاب کو چکھ، تو اپنے گمان میں اپنی قوم کے نزدیک بڑا عزت والا کرم والا ہے، تو یہ تیری تعظیم ہو رہی ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں: ابو جہل نے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا: مکہ کے ان دو پہاڑوں کے درمیان مجھ سے زیادہ عزت والا اور کرم والا کوئی نہیں تو خدا کی قسم! آپ اور آپ کا رب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس کے لئے وعید کے طور پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسے عذاب کے وقت یہ طعنہ دیا جائے گا۔

اگلی آیت میں فرمایا گیا کہ کفار سے یہ بھی کہا جائے گا: بیشک جو عذاب تم دیکھ رہے ہو یہ وہ عذاب ہے جس میں تم شک کرتے تھے اور اس پر ایمان نہیں لاتے تھے۔^(۲)

إِنَّ السَّاقِیْنَ فِي مَقَامٍ أَمِیْنٍ ﴿۵۱﴾ فِي جَنَّتٍ وَعُیُونٍ ﴿۵۲﴾ یَلْبَسُونَ مِنْ سُدُسٍ وَاسْتَبْرَقٍ مُّتَقَبِلِیْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ قَفَّ وَرَوْجُهُمْ بِحُورٍ عِیْنٍ ﴿۵۴﴾

①.....جلالین، الدخان، تحت الآیة: ۴۷-۴۸، ص ۴۱۲، مدارک، الدخان، تحت الآیة: ۴۷-۴۸، ص ۱۱۴، ملقطاً.

②.....روح البیان، الدخان، تحت الآیة: ۴۹-۵۰، ۴۲۸/۸، خازن، الدخان، تحت الآیة: ۴۹-۵۰، ۱۱۶/۴، ملقطاً.

يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ أَمِينٍ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ
إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۚ وَوَقَهُم عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضَلًّا مِّن سِرِّكَ ط
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ڈروالے امان کی جگہ میں ہیں۔ باغوں اور چشموں میں۔ پہنیں گے کریب اور قتادیز آمنے سامنے۔ یونہی ہے اور ہم نے انہیں بیاہ دیا نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے۔ اس میں ہر قسم کا میوہ مانگیں گے امن و امان سے۔ اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے اور اللہ نے انہیں آگ کے عذاب سے بچالیا۔ تمہارے رب کے فضل سے یہی بڑی کامیابی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ڈروالے امن والی جگہ میں ہوں گے۔ باغوں اور چشموں میں۔ باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے، ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے۔ یونہی ہوگا اور نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والی عورتوں سے ہم نے ان کا نکاح کر دیا۔ وہ جنت میں بے خوف ہو کر ہر قسم کا پھل میوہ مانگیں گے۔ اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت کا ذائقہ نہ چکھیں گے اور اللہ نے انہیں آگ کے عذاب سے بچالیا۔ تمہارے رب کے فضل سے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

﴿إِنَّ السَّاقِیْنَ﴾ بیشک ڈرنے والے۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں کفار کے لئے وعید کا بیان ہوا اور یہاں سے پرہیز گاروں کے ساتھ کئے گئے وعدہ کا بیان ہو رہا ہے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی چھ آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک کفر اور گناہ کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ایسی جگہ میں ہوں گے جہاں انہیں آفات سے امن نصیب ہوگا اور انہیں اس امن والی جگہ کے چھوٹ جانے کا کوئی خوف نہ ہوگا بلکہ یقین ہوگا کہ وہ وہیں رہیں گے، وہ اس جگہ ہوں گے جہاں باغ اور بہنے والے چشمے ہوں گے، وہاں وہ باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے اور وہ اپنی مجلسوں میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے اس طرح ہوں گے کہ کسی کی پشت کسی کی طرف نہ ہوگی۔ جنتی اسی طرح ہمیشہ دل پسند نعمتوں میں رہیں گے اور نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والی خوبصورت عورتوں سے ہم ان کی شادی کریں گے۔ وہ جنت

میں اس طرح بے خوف ہو کر اپنے جنتی خادموں کو میوے حاضر کرنے کا حکم دیں گے کہ انہیں کسی قسم کا اندیشہ ہی نہ ہوگا، نہ میوے کم ہونے کا، نہ ختم ہو جانے کا، نہ نقصان پہنچانے کا، نہ اور کوئی اندیشہ ہوگا۔ وہ دنیا میں واقع ہونے والی پہلی موت کے سوا جنت میں پھر موت کا ذائقہ نہ چکھیں گے اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اللہ تعالیٰ نے آپ کے رب کے فضل سے انہیں آگ کے عذاب سے بچا لیا اور اس سے نجات عطا فرمائی، یہی بڑی کامیابی ہے۔^(۱)

فَإِنَّمَا يَسَّرُنْهُ لِبَلْسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۸﴾ فَأَرْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُونَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کیا کہ وہ سمجھیں۔ تو تم انتظار کرو وہ بھی کسی انتظار میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کر دیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ تو تم انتظار کرو، بیشک وہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

﴿فَإِنَّمَا يَسَّرُنْهُ لِبَلْسَانِكَ﴾: تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کر دیا۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان عربی میں نازل فرما کر اس لئے آسان کر دیا تاکہ آپ کی قوم کے لوگ اسے سمجھیں اور اس سے نصیحت حاصل کریں اور اس کے احکامات پر عمل کریں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو آپ ان کی ہلاکت اور ان پر آنے والے عذاب کا انتظار کریں، بے شک وہ بھی آپ کی وفات کا انتظار کر رہے ہیں۔^(۲)

①.....روح البیان، الدخان، تحت الآیة: ۵۱-۵۷، ۴۲۸/۸-۴۳۱، جلالین، الدخان، تحت الآیة: ۵۱-۵۷، ص ۱۲، مدارك، الدخان، تحت الآیة: ۵۱-۵۷، ص ۱۱۴-۱۱۵، ملقطاً.

②.....روح البیان، الدخان، تحت الآیة: ۵۸-۵۹، ۴۳۳/۸، خازن، الدخان، تحت الآیة: ۵۸-۵۹، ۱۱۷/۴، ملقطاً.

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ

سورة جاثية کا تعارف

مقام نزول

سورة جاثية اس آیت ”قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا“ کے علاوہ مکہ ہے۔^(۱)

آیات کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 4 رکوع، 37 آیتیں، 488 کلمے، اور 2191 حروف ہیں۔^(۲)

جاثیہ نام رکھنے کی وجہ

جاثیہ کا معنی ہے زانو کے بل گرا ہوا، اور اس سورت کی آیت نمبر 28 میں بیان کیا گیا کہ قیامت کی ہولناکیوں کی شدت سے ہر امت زانو کے بل گری ہوگی، اس مناسبت سے اس کا نام سورہ جاثیہ رکھا گیا۔

سورة جاثیہ کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنے، قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام تسلیم کرنے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء و سزا ملنے کا اعتراف کرنے کی دعوت دی گئی ہے، اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان ہوئی ہیں۔

(1)..... اس سورت کی ابتداء میں بتایا گیا کہ آسمانوں اور زمینوں میں، انسانوں کی تخلیق اور جانوروں میں، رات اور دن کی تبدیلیوں میں، آسمان سے بارش نازل کر کے نجر زمین کو سرسبز و شاداب کرنے میں اور ہواؤں کی گردش میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت کی نشانیاں موجود ہیں تو ان نشانیوں کو جھٹلا کر مشرکین کو کئی بات پر ایمان لائیں گے۔

(2)..... قرآن مجید کی آیتیں سن کر ایمان لانے سے تکبر کرنے والے، اپنے کفر پر قائم رہنے والے اور قرآن مجید کی

①..... جلالین، سورة الجاثية، ص ۴۱۳.

②..... خازن، تفسیر سورة الجاثية، ۱۱۷/۴.

آیتوں کا مذاق اڑانے والے اور اس کی ہدایت کو نہ ماننے والے کو جہنم کے دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی۔

(3)..... اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی، مسلمانوں کی اخلاقی تربیت فرمائی گئی اور یہ بتایا گیا کہ جو نیک کام کرتا ہے تو اس کا فائدہ اسی کی ذات کو ہوگا اور جو برے کام کرتا ہے تو ان کاموں کا وبال بھی اسی پر ہے۔

(4)..... بنی اسرائیل کو عطا کی جانے والی نعمتیں بیان کی گئیں اور یہ بتایا گیا کہ تورات میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دین، حلال و حرام کے بیان اور تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری کے معاملے کی روشن دلیلیں دیں لیکن انہوں نے سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جلوہ افروزی کے بعد اپنے منصب اور ریاست ختم ہو جانے کے اندیشے کی وجہ سے آپ کے ساتھ حسد کیا اور دشمنی مول لی اور علم کے باوجود آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کے بارے میں اختلاف کیا۔

(5)..... برے کام کرنے والوں کو بتایا گیا کہ وہ اچھے کام کرنے والوں جیسے نہیں اور ان کی زندگی اور موت برابر نہیں ہے، نیز کفار کے احوال اور ان کے گروہوں کے برے افعال بیان فرمائے گئے اور مُردوں کو دوبارہ زندہ کئے جانے پر دلائل دیئے گئے۔

(6)..... اس سورت کے آخر میں قیامت کے دن کی ہولناکیاں بیان کی گئیں نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں اور کفار کے انجام کے بارے میں بتایا گیا اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی بیان کی گئی۔

سورہ دخان کے ساتھ مناسبت

سورہ جاثیہ کی اپنے سے ماقبل سورت ”دخان“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ سورہ دخان کے آخر میں قرآن پاک کا تعارف بیان کیا گیا اور سورہ جاثیہ کی ابتداء میں بھی قرآن مجید کا تعارف بیان ہوا۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں کائنات کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر استدلال کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالایمان:

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

حَمَّ ۱ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۲

ترجمہ کنزالایمان: کتاب کا اتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: حَمَّ۔ کتاب کا اتارنا اس اللہ کی طرف سے ہے جو عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿حَمَّ﴾ یہ حروف مقطعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔
﴿تَنْزِيلُ الْكِتَابِ﴾: کتاب کا اتارنا۔ ﴿یعنی بندوں میں سب سے عظیم ہستی پر سب سے اعلیٰ کتاب قرآن پاک کو نازل کرنا اس اللہ عز و جل کی طرف سے ہے جو عزت و حکمت والا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن حق اور سچ ہے، یہ اپنی مثل لانے سے عاجز کر دینے والا اور غالب ہے، کامل حکمتوں پر مشتمل ہے، شعر، کہانت اور رستم و اسفندیار کے قصوں کی طرح نہیں ہے، کیونکہ اسے نازل فرمانے والا تمام ممکنات پر قادر ہے، تمام معلومات کا علم رکھنے والا ہے، تمام حاجتوں سے بے پرواہ اور بے نیاز ہے اور جس کی یہ شان ہو اس سے کسی بے کار اور باطل فعل کا صادر ہونا ناممکن اور محال ہے۔ (۱)

إِنَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ ۳

ترجمہ کنزالایمان: بے شک آسمانوں اور زمین میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ایمان والوں کے لیے آسمانوں اور زمین میں نشانیاں ہیں۔

①..... صاوی، الجاثية، تحت الآية: ۲، ۱۹۲۰/۵، روح البیان، الجاثية، تحت الآية: ۲، ۴۳۴/۸، تفسیر کبیر، الجاثية، تحت الآية: ۲، ۶۶۸/۹، ملقطاً.

﴿إِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍۭ يُّشٰكُّۭ اَسْمٰنُوں اور زمين ميں نشانیاں ہیں۔﴾ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے کائنات میں موجود اپنی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرنے والی مختلف نشانیاں بیان فرمائی ہیں اور ان لوگوں کے بارے میں بتایا ہے جو ان نشانوں سے حقیقی طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں اور جنہیں یہ نشانیاں مفید ہو سکتی ہیں، چنانچہ یہاں ارشاد فرمایا کہ بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور ان میں جو قدرت کے آثار پیدا کئے گئے ہیں جیسے ستارے، پہاڑ اور دریا وغیرہ، ان میں ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی نشانیاں موجود ہیں۔ یاد رہے کہ آسمان، زمین اور ان میں موجود چیزیں اگرچہ تمام لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت کی نشانیاں ہیں لیکن چونکہ ان نشانوں سے نفع صرف مومن اٹھاتے ہیں کہ وہ مخلوق سے اس کے خالق اور بنی ہوئی چیزوں سے اس کے بنانے والے پر استدلال کرتے اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاتے ہیں، اس لئے یہاں خصوصیت کے ساتھ صرف انہیں کا ذکر فرمایا گیا۔^(۱)

وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَابَّةٍ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہاری پیدائش میں اور جو جانور وہ پھیلاتا ہے ان میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہاری پیدائش میں اور جو جانور وہ (زمین میں) پھیلاتا ہے ان میں یقین کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

﴿وَفِي خَلْقِكُمْ﴾ اور تمہاری پیدائش میں۔ ﴿یَعْنِي اے لوگو! جس طرح تمہیں پیدا کیا گیا کہ پہلے تم نطفہ کی صورت میں تھے، پھر اسے خون بنایا گیا، پھر اس خون کو جما دیا گیا، پھر جمے ہوئے خون کو گوشت کا ٹکڑا بنا دیا گیا یہاں تک کہ اسی ٹکڑے سے ذات اور بشری صفات میں کامل انسان بنا دیا گیا، یونہی زمین کے مختلف حصوں میں پھیلائے گئے جانور جو کہ جدا جدا شکل و صورت والے، الگ الگ اوصاف اور مزاج رکھنے والے ہیں اور ان کی جنسیں بھی مختلف ہیں، ان سب میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر دلالت کرنے والی نشانیاں ہیں کیونکہ انسانوں اور جانوروں میں مُعَيَّن

۱.....روح البیان، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۳، ۴۳۵/۸، جلالین، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۳، ص ۱۳، ملقطاً.

شکل، مُعَيَّن وصف اور مُعَيَّن اعضاء کا ہونا، یونہی ان کا عمر کے ایک حصے سے دوسرے حصے میں اور ایک حال سے دوسرے حال میں داخل ہونا کسی قادر، مختار اور واحد ہستی کے وجود اور تصرف کے بغیر ممکن نہیں اور یہ نشانیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو یقین کرنے والے ہیں۔^(۱)

وَ اٰخْتِلَافِ الْاَيِّلِ وَالنَّهَارِ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيحِ اٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ
يَعْقِلُوْنَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں اور اس میں کہ اللہ نے آسمان سے روزی کا سبب میں اتارا تو اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا اور ہواؤں کی گردش میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں اور اس میں جو اللہ نے آسمان سے رزق کا سبب بارش اتاری تو اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا اور ہواؤں کی گردش میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَ اٰخْتِلَافِ الْاَيِّلِ وَالنَّهَارِ﴾ اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں۔ ﴿اٰيَاتٍ﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ رات اور دن کی تبدیلیوں میں کہ ان میں سے ایک جاتا ہے تو دوسرا آجاتا ہے، کبھی رات چھوٹی ہوتی ہے اور دن بڑا اور کبھی دن چھوٹا ہوتا ہے تو رات بڑی، کبھی یہ گرم ہوتے ہیں اور کبھی سرد، رات اندھیری ہوتی ہے اور دن روشن، اسی طرح آسمان کی جانب سے اللہ تعالیٰ جو بندوں کی روزی کا سبب یعنی بارش کا پانی نازل فرماتا ہے اور اس سے خشک اور بنجر زمین کو سیراب کر کے اسے سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے، یونہی ہواؤں کی جو گردش ہے کہ کبھی جنوب کی طرف چلتی ہیں اور کبھی شمال کی طرف، کبھی مشرق اور کبھی مغرب کی طرف چلتی ہیں، کبھی گرم چلتی ہیں کبھی سرد، کبھی نفع پہنچاتی ہیں تو کبھی نقصان، ان سب چیزوں اور ان کے

۱.....تفسیر کبیر، الحاثیۃ، تحت الآیۃ: ۴، ۶۷۰/۹، روح البیان، الحاثیۃ، تحت الآیۃ: ۴، ۴۳۵/۸، ملقطاً.

احوال میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر دلالت کرنے والی نشانیاں ہیں کیونکہ یہ سب کسی قادر، مختار، واحد، حکمت والی اور مہربان ہستی کے وجود اور تصرف کے بغیر ممکن نہیں اور یہ نشانیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو عقل مند ہیں۔^(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل جاننے کی نیت سے سائنس اور ریاضی کا علم حاصل کرنا عبادت ہے۔



قدرت کی نشانیاں سے ماخذ اخلاقیات والے لوگ

یہاں کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر دلالت کرنے والی مختلف نشانیاں بیان فرمانے کے بعد ایک جگہ فرمایا ”ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں“ دوسری جگہ ارشاد فرمایا ”یقین کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں“ اور تیسری جگہ ارشاد فرمایا ”عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں“ اس کے بارے میں امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میرے گمان کے مطابق اس ترتیب کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ اگر تم ایمان والے ہو تو ان دلائل کو سمجھ جاؤ گے اور اگر تم فی الحال مومن نہیں بلکہ حق اور یقین کے طلبگار ہو تو ان دلائل کو سمجھو اور اگر تم نہ ایمان والے ہو اور نہ یقین کرنے والے، لیکن کم از کم عقل سلیم رکھنے والوں میں سے ہو تو ان دلائل کی معرفت حاصل کرنے کی خوب کوشش کرو۔^(۲)

تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوَهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَ
آيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ⑥

ترجمہ کنزالایمان: یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم تم پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کوئی بات پر ایمان لائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تم پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں پھر لوگ اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کون سی بات پر ایمان لائیں گے؟

①.....تفسیر کبیر، الحاقیہ، تحت الآیۃ: ۵، ۶۷۰/۹، روح البیان، الحاقیہ، تحت الآیۃ: ۵، ۴۳۶/۸، ملقطاً.

②.....تفسیر کبیر، الحاقیہ، تحت الآیۃ: ۵، ۶۷۱/۹.

﴿تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ: يَهْدِي اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے سامنے اپنی قدرت کے یہ دلائل بیان فرمائے ہیں اور یہ دلائل جھوٹ اور باطل پر مشتمل نہیں بلکہ ہم آپ کو حق کے ساتھ ان کی خبر دیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے بیان کئے ہوئے دلائل کو جھٹلا کر مشرکین کو کسی بات پر ایمان لائیں گے۔ یاد رہے کہ یہ آیت مبارکہ حدیث پاک کا انکار کرنے والوں کی دلیل ہرگز نہیں بن سکتی کیونکہ یہاں ”حدیث“ سے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان مراد نہیں بلکہ کفار کی اپنی باتیں مراد ہیں، اگر یہاں ”حدیث“ سے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان مراد لیا جائے تو یہ آیت اُن تمام آیات کے خلاف ہوگی جن میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، نیز یہ ویسے بھی جہالت ہوگی کہ حدیث کا لفظ یہاں اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے بیان ہوا تو اسے فن حدیث کی اصطلاح پر کیسے منطبق کیا جاسکتا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٥﴾ يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يَصِرُّ مُسْتَكْبِرًا ۖ أَكَانَ لَمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: خرابی ہے ہر بڑے بہتان ہائے گنہگار کے لیے۔ اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ہٹ پر جنتا ہے غرور کرتا گویا انھیں سنا ہی نہیں تو اُسے خوش خبری سناؤ ورنہ عذاب کی۔

ترجمہ کنزالعرفان: ہر بڑے بہتان باندھنے والے، گنہگار کے لئے خرابی ہے۔ (جو) اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے کہ اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں پھر تکبر کرتے ہوئے ضد پر ڈٹ جاتا ہے گویا اس نے ان آیتوں کو سنا ہی نہیں تو ایسے کو درد ناک عذاب کی خوشخبری سناؤ۔

﴿وَيْلٌ: خرابی ہے۔﴾ اس سے پہلی آیت میں بیان فرمایا گیا کہ کافر اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کون سی بات پر ایمان لائیں گے، اور جب وہ ایمان نہ لائے تو اس آیت سے ان کے لئے بہت بڑی وعید بیان کی جا رہی ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر بڑے بہتان باندھنے والے، گنہگار کے لئے خرابی ہے اور یہ وہ

شخص ہے جس کے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ انہیں سن کر ایمان لانے سے تکبر کرتے ہوئے اپنے کفر پر اصرار کرتا ہے اور وہ ایسا بن جاتا ہے گویا اس نے ان آیتوں کو سنا ہی نہیں، تو اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ایسے شخص کو قیامت کے دن جہنم کے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

مفسرین نے اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ بھی بیان کیا ہے کہ نضر بن حارث عجمی لوگوں (جیسے رستم اور اسفندیار) کے قصہ کہانیاں سنا کر لوگوں کو قرآن پاک سننے سے روکتا تھا، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

یاد رہے کہ اس آیت کا نزول اگرچہ نضر بن حارث کے لئے ہے لیکن اس وعید میں ہر وہ شخص داخل ہے جو دین کو نقصان پہنچائے اور ایمان لانے اور قرآن سننے سے تکبر کرے۔^(۱)

وَإِذَا عَلِمَ مِنْ أَيْتِنَاشٍ أُتِّخَذَ هَازُؤًا ^ط أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ^٩ مَنْ وَرَأَاهُمْ جَهَنَّمَ ^ج وَلَا يُغْنِي عَنْهُمْ مَا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ ^ج وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ^{١٠} هَذَا هُدًى ^ج وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رَّجْزٍ أَلِيمٌ ^{١١}

توبۃ کنزالایمان: اور جب ہماری آیتوں میں سے کسی پر اطلاع پائے اس کی ہنسی بناتا ہے اُن کے لیے خواری کا عذاب۔ اُن کے پیچھے جہنم ہے اور انھیں کچھ کام نہ دے گا ان کا کمایا ہوا اور نہ وہ جو اللہ کے سوا حمایتی ٹھہرا رکھے تھے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ یہ راہ دکھانا ہے اور جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانا اُن کے لیے دردناک عذاب میں سے سخت تر عذاب ہے۔

ترجہ: کنز العرفان: اور جب اسے ہماری آیتوں میں سے کسی کا علم ہوتا ہے تو اسے ہنسی بنا لیتا ہے، ان کیلئے ذلیل کر دینے

والاعذاب ہے۔ ان کے پیچھے جہنم ہے اور ان کا کمایا ہوا مال انہیں کچھ کام نہ دے گا اور نہ وہ جنہیں اللہ کے سوا انہوں نے مددگار بنا رکھا ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ یہ عظیم ہدایت ہے اور جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانا ان کے لیے سخت تر عذاب میں سے دردناک عذاب ہے۔

﴿وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا: اور جب اسے ہماری آیتوں میں سے کسی کا علم ہوتا ہے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس بڑے بہتان باندھنے والے، گنہگار کا حال یہ ہے کہ جب اس تک ہماری کوئی آیت پہنچے اور اسے پتا چل جائے کہ یہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل ہونے والی آیت ہے تو وہ اس کا مذاق اڑانے لگتا ہے اور صرف اس آیت کا مذاق اڑانے تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ پورے قرآن کا مذاق اڑانے لگتا ہے۔ ایسے لوگوں کیلئے ذلیل و رسوا کر دینے والا عذاب ہے اور اس کا انجام موت کے بعد بالآخر جہنم ہے اور ان کا کمایا ہوا وہ مال انہیں کچھ کام نہ دے گا جس پر وہ بہت نازاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ بھی انہیں کچھ کام نہ دیں گے اور ان کے لیے ایسا بڑا عذاب ہے جس کی حقیقت انہیں معلوم نہیں۔^(۱)

﴿هَٰذَا هُدًى: یہ عظیم ہدایت ہے۔﴾ یعنی یہ قرآن ہدایت میں کمال کو پہنچا ہوا ہے تو گویا کہ یہ عظیم ہدایت ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانا تو ان کے لیے سخت تر عذاب میں سے دردناک عذاب ہے۔^(۲)

اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلُكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا
مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہے جس نے تمہارے بس میں دریا کر دیا کہ اس میں اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور اس لیے کہ اس کا فضل تلاش کرو اور اس لیے کہ حق مانو۔

①.....حمل، الجاثیة، تحت الآية: ۹-۱۰، ۱۳۹/۷، روح البیان، الجاثیة، تحت الآية: ۹-۱۰، ۴۳۸/۸-۴۳۹، ملتقطاً.

②.....روح البیان، الجاثیة، تحت الآية: ۱۱، ۴۳۹/۸.

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ وہی ہے جس نے دریا کو تمہارے تابع کر دیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

﴿اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ: اللہ وہی ہے جس نے دریا کو تمہارے تابع کر دیا۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دریاؤں کی تسخیر کے ذریعے اپنی وحدانیت اور قدرت پر استدلال فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! معبود ہونا اسی کے لائق اور شایان شان ہے جس نے دریا کو تمہارے تابع کر دیا اور اس تابع کرنے میں حکمتیں یہ ہیں کہ اس کے حکم سے دریا میں کشتیاں چلیں اور تم دریائی سفر کے ذریعے تجارت کر کے اور دریاؤں میں غوطہ زنی کے ذریعے موتی وغیرہ نکال کر اس کا فضل تلاش کرو اور تم اللہ تعالیٰ کی نعمت و کرم اور فضل و احسان کا شکر ادا کر کے اس کا حق مانو، لہذا تم صرف اسی کی عبادت کرو اور جس کام کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے وہ کرو اور جس سے منع کیا ہے اس سے باز آ جاؤ۔^(۱)

وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں اپنے حکم سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا دیا، بے شک اس میں سوچنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَسَخَّرَ لَكُم: اور تمہارے کام میں لگا دیا۔﴾ یعنی اے لوگو! جو کچھ آسمان میں ہے جیسے سورج چاند اور ستارے اور جو کچھ زمین میں ہے جیسے جانور، درخت، پہاڑ اور کشتیاں وغیرہ سب کا سب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحمت سے تمہارے

۱..... تفسیر طبری، الجاثیہ، تحت الآیۃ: ۱۲، ۲۵۵/۱۱، روح البیان، الجاثیہ، تحت الآیۃ: ۱۲، ۴۳۹/۸-۴۴۰، ملتقطاً.

فائدے اور مصلحت کے لئے کام میں لگا دیا ہے، لہذا تم اسی کی حمد کرو، اسی کی عبادت کرو اور صرف اسے ہی معبود مانو کیونکہ تمہیں یہ نعمتیں دینے میں اس کا کوئی شریک نہیں بلکہ تم پر اتنے سارے انعامات کرنے میں وہ یکتا ہے۔ بے شک اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر ان لوگوں کے لئے عظیم الشان نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صنعتوں میں غور و فکر کرتے ہیں اور ان دلائل میں غور کر کے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہمیں فکر کرنا چاہیے

یہاں ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ غور و فکر اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں میں کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور و فکر کرنا بعض اوقات کفر تک پہنچا دیتا ہے کیونکہ وہ انسانی عقل سے ماوراء ہے جبکہ اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں غور و فکر کرنا ایمان کی سعادتوں سے سرفراز کر دیتا ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور و فکر کرو اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور و فکر نہ کرو۔“^(۲)

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس آ کر کہتا ہے: آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ زمین کو کس نے پیدا کیا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ پھر شیطان سوال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ جب تم میں سے کوئی ایک ایسا سوال سنے تو کہہ دے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔“^(۳)

قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: ایمان والوں سے فرماؤ درگزر میں اُن سے جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے تاکہ اللہ ایک

①.....تفسیر طبری، الجاثیہ، تحت الآیہ: ۱۳، ۱۱/۲۵۵-۲۵۶، روح البیان، الجاثیہ، تحت الآیہ: ۱۳، ۸/۴۴۰، ملقطاً.

②.....معجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ: محمد، ۴/۳۸۳، الحدیث: ۶۳۱۹.

③.....معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ: احمد، ۱/۵۱۴، الحدیث: ۱۸۹۶.

قوم کو اس کی کمائی کا بدلہ دے۔

ترجمہ کنز العرفان: تم ایمان والوں سے فرماؤ کہ ان لوگوں سے درگزر کریں جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے تاکہ اللہ ایک قوم کو ان کی کمائی کا بدلہ دے۔

﴿قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا﴾ تم ایمان والوں سے فرماؤ۔ ﴿اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت، قدرت اور حکمت کے دلائل بیان فرمانے کے بعد اس آیت سے مسلمانوں کی اخلاقی تربیت فرمائی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے دنوں سے مراد وہ دن ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی مدد کے لئے مقرر فرمائے ہیں یا ان دنوں سے وہ واقعات مراد ہیں جن میں وہ اپنے دشمنوں کی پکڑ فرماتا ہے اور ان دنوں کی امید نہ رکھنے والوں سے مراد کفار ہیں۔

آیت کا معنی یہ ہے کہ کفار سے جو ایذا پہنچے اور ان کے کلمات جو تکلیف پہنچائیں مسلمان ان سے درگزر کریں اور ان سے جھگڑا نہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ان کے احسانات کا بدلہ دے جنہوں نے دشمنوں کی طرف سے ملنے والی اذیتوں پر صبر کیا۔

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں کئی قول ہیں، ان میں سے 3 درج ذیل ہیں۔

(1)..... غزوہ بنی مضر میں مسلمان بیرونیوں پر اترے، یہ ایک کنواں تھا، عبد اللہ بن ابی منافق نے اپنے غلام کو پانی کے لئے بھیجا اور وہ دیر سے واپس آیا تو اس نے غلام سے سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنوئیں کے کنارے پر بیٹھے تھے، جب تک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشکیں نہ بھر گئیں اس وقت تک انہوں نے کسی کو پانی بھرنے نہ دیا۔ یہ سن کر اس بد بخت نے ان حضرات کی شان میں گستاخانہ کلمے کہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ تلوار لے کر تیار ہوئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس شان نزول کے مطابق یہ آیت مدنی ہوگی۔

(2)..... مقاتل کا قول ہے کہ قبیلہ بنی غفار کے ایک شخص نے مکہ مکرمہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی تو آپ نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(3)..... جب آیت ”مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا“ نازل ہوئی تو فحاص یہودی نے کہا کہ محمد (صلی

اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کا رب محتاج ہو گیا۔ (مَعَاذَ اللَّهِ تَعَالَى) اس کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کھینچی اور اس کی تلاش میں نکلے، لیکن حضور پر نور صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آدمی بھیج کر انہیں واپس بلوایا۔^(۱)

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: جو بھلا کام کرے تو اپنے لیے اور بُرا کرے تو اپنے بُرے کو پھر اپنے رب کی طرف پھرے جاؤ گے۔

ترجمہ کنزُالعرفان: جو نیک کام کرے تو اپنی ذات کیلئے (ہی کرتا ہے) اور جو برائی کرے تو وہ اسی پر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ﴾: جو نیک کام کرے تو اپنی ذات کیلئے۔ ﴿بِعَنِي﴾ جو شخص ایسے نیک کام کرے جن سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا مقصود ہو تو وہ اپنی ذات کیلئے ہی کرتا ہے کہ ان نیک اعمال کا فائدہ اور ثواب اسے ہی ملے گا اور جو بُرے کام کرے تو اس کا وبال بھی اسی پر ہے کہ وہی اپنے بُرے کاموں کا نقصان اور عذاب برداشت کرے گا، پھر تم مرنے کے بعد اپنے اس رب عَزَّ وَجَلَّ کی طرف ہی لوٹائے جاؤ گے جو تمہارے تمام اُمور کا مالک ہے، وہ نیکیوں اور بدوں کو اُن کے اعمال کی جزا دے گا لہذا تم اس ملاقات کی تیاری کرو۔^(۲)

برائیاں اپنے اعمال اور انجام پر غور کرے

اس آیت میں نیک اعمال کرنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے اور بُرے اعمال کرنے سے ڈرایا بھی گیا ہے لہذا ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے اعمال اور ان کے انجام پر غور کرے، اگر کوئی نفس و شیطان کے بہکاوے میں آ کر بُرے اعمال میں مصروف تو اسے چاہئے کہ بُرے اعمال سے سچی توبہ کر کے نیک اعمال شروع کر دے تاکہ ان کی سزا سے بچ سکے اور جو بُرے اعمال سے بچتے ہوئے نیک اعمال میں مشغول ہو تو اسے چاہئے کہ مزید نیک اعمال کرے تاکہ آخرت

①.....تفسیر کبیر، الحاشیہ، تحت الآیۃ: ۱۴، ۶۷۳/۹-۶۷۴، مدارك، الحاشیہ، تحت الآیۃ: ۱۴، ص ۱۱۸، جلالین، الحاشیہ،

تحت الآیۃ: ۱۴، ص ۱۳، ملقطاً.

②.....روح البیان، الحاشیہ، تحت الآیۃ: ۱۵، ۴۴۲/۸.

کا تو شہ زیادہ سے زیادہ جمع ہو جائے۔ نیکی کا فائدہ اور گناہ کا نقصان نیکی اور گناہ کرنے والے کو ہونے کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا (۱)
ترجمہ کنز العرفان: اگر تم بھلائی کرو گے تو تم اپنے لئے
ہی بہتر کرو گے اور اگر تم برا کرو گے تو تمہاری جانوں کیلئے
ہی ہوگا۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا
فَلَا تُفْسِدْهُمْ بِهِ دُونَ (۲)
ترجمہ کنز العرفان: جس نے کفر کیا تو اس کے کفر کا وبال
اسی پر ہے اور جو اچھا کام کریں وہ اپنے ہی کے لئے تیاری
کر رہے ہیں۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُمْ
مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ (۱۶)

ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائی اور ہم نے انہیں ستھری
روزیاں دیں اور انہیں ان کے زمانہ والوں پر فضیلت بخشی۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائی اور ہم نے انہیں ستھری
روزیاں دیں اور انہیں ان کے زمانے والوں پر فضیلت بخشی۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ الْكِتَابَ﴾ اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب عطا فرمائی۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ

①..... بنی اسرائیل: ۷.

②..... روم: ۴۴.

نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اپنی قوم کے کفر پر غمزدہ نہ ہوں اور (اپنی تسلی کے لئے) بنی اسرائیل کے حالات میں غور فرمائیں کہ) ہم نے بنی اسرائیل کو تورات عطا فرمائی، انہیں حکومت دی اور ان میں بکثرت انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پیدا کر کے نبوت کی عظیم نعمت سے سرفراز کیا، ہم نے انہیں فرعون اور اس کی قوم کے مال و دولت اور شہروں کا مالک کر کے اور ان پر من و سلویٰ نازل فرما کر وسعت کے ساتھ حلال رزق عطا فرمایا اور انہیں ان کے زمانے میں جہان والوں پر فضیلت بخشی لیکن انہوں نے ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا۔^(۱)

وَ اتَّيْنَهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۚ فَآخْتَلَفُوا الْأَمْرَ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ
الْعِلْمُ ۚ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۖ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُبَاكَتُونَ
فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝۱۶

توحید کنزالایمان: اور ہم نے انھیں اس کام کی روشن دلیلیں دیں تو انھوں نے اختلاف نہ کیا مگر بعد اس کے کہ علم اُن کے پاس آچکا آپس کے حسد سے بے شک تمہارا رب قیامت کے دن اُن میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں اختلاف کرتے ہیں۔

توحید کنز العرفان: اور ہم نے انہیں اس کام کی روشن دلیلیں دیں تو انہوں نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد ہی آپس کے حسد کی وجہ سے اختلاف کیا تھا۔ بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان کے درمیان اس بات کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

﴿وَ اتَّيْنَهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ﴾ اور ہم نے انہیں اس معاملے کی روشن دلیلیں دیں۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تورات میں دین اور حلال و حرام کے بیان نیز تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

①..... صاوی، الحاقیۃ، تحت الآیۃ: ۱۶، ۱۹۲۳/۵-۱۹۲۴، خازن، الحاقیۃ، تحت الآیۃ: ۱۶، ۱۱۹/۴، ملنقطاً.

تشریف آوری کے معاملے کی روشن دلیلیں دیں لیکن انہوں نے سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جلوہ افروزی کے بعد اپنے منصب اور ریاست ختم ہو جانے کے اندیشے کی وجہ سے آپ کے ساتھ حسد کیا اور دشمنی مول لی اور اپنے پاس علم آ جانے کے بعد رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت پر پہلے سے متفق ہونے کے باوجود آپ کی بعثت کے بارے میں اختلاف کیا حالانکہ علم اختلاف زائل کرنے کا سبب ہوتا ہے اور یہاں ان لوگوں کے لئے اختلاف کا سبب ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا مقصود علم نہ تھا بلکہ اُن کا مقصود منصب و ریاست کی طلب تھی اسی لئے انہوں نے اختلاف کیا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کا رب قیامت کے دن بنی اسرائیل کے درمیان اس بات کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔^(۱)

اسلام میں حسد پیدا ہونے کا نقصان

اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم اختلافات کو زائل کرنے والا اور جھگڑے مٹانے والا ہے لیکن جب عالم میں حسد پیدا ہو جائے تو علم اختلافات کو زائل کرنے اور جھگڑے مٹانے کی بجائے بڑھا دیتا ہے۔ افسوس! ہمارے زمانے میں بھی علماء کی ایک تعداد ایسی ہے جو باطنی گناہوں کا یا تو علم ہی نہیں رکھتے اور یا پھر علم رکھنے کے باوجود ایک دوسرے سے اختلافات اور آپس میں انتشار کا شکار ہیں اور اس کا بنیادی سبب ایک دوسرے سے حسد کرنا ہے۔ علماء کے باہمی حسد کی وجہ بیان کرتے ہوئے امام محمد غزالی دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”ایک عالم دوسرے عالم سے تو حسد کرتا ہے لیکن کسی عبادت گزار سے حسد نہیں کرتا اسی طرح ایک عبادت گزار دوسرے عبادت گزار سے تو حسد کرتا ہے لیکن عالم سے حسد نہیں کرتا۔ مزید فرماتے ہیں ”وعظ کرنے والا جتنا کسی دوسرے وعظ کرنے والے سے حسد کرتا ہے اتنا کسی فقیہ یا حکیم سے حسد نہیں کرتا کیونکہ ان دونوں کے درمیان ایک مقصد پر جھگڑا ہوتا ہے تو ان حسدوں کی اصل وجہ اور دشمنی کی بنیاد کسی ایک غرض پر اکٹھا ہوتا ہے اور ایک غرض پر وہ دو آدمی جمع نہیں ہوتے جو ایک دوسرے سے دور ہوں بلکہ ان کے درمیان کسی قسم کی مناسبت ضروری ہے اسی لئے ان دو آدمیوں کے درمیان حسد ہوتا ہے۔“^(۲)

اور حسد کی وجہ سے فی زمانہ علماء کا باہمی حال یہ نظر آتا ہے جس کی نشاندہی اس حدیث پاک میں کی گئی ہے۔

①.....حازن، الحاثیة، تحت الآیة: ۱۷، ۱۱۹/۴، جلالین مع صاوی، الحاثیة، تحت الآیة: ۱۷، ۱۹۲۴/۵، ملقطاً.

②.....احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، القول فی ذم الحسد... الخ، بیان السبب فی کثرة الحسد... الخ، ۲۴۰/۳.

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ فقہاء ایک دوسرے سے حسد کریں گے اور ایک دوسرے سے اس طرح لڑائی کیا کریں گے جیسے جنگلی بکرے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔“^(۱)

اللہ تعالیٰ اہل علم حضرات کو اپنا اصلی مقصد سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ
الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝۱۸ إِنَّهُمْ لَنُيْغُوْا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَإِنَّ
الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ۝۱۹

توجہ کنز الایمان: پھر ہم نے اس کام کے عمدہ راستہ پر تمہیں کیا تو اسی راہ چلو اور نادانوں کی خواہشوں کا ساتھ نہ دو۔ بے شک وہ اللہ کے مقابل تمہیں کچھ کام نہ دیں گے اور بے شک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور ڈروالوں کا دوست اللہ۔

توجہ کنز العرفان: پھر ہم نے آپ کو اس معاملہ (یعنی دین) کے عمدہ راستے پر رکھا تو تم اسی راستے پر چلو اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا۔ بیشک وہ اللہ کے مقابلے میں تمہیں کچھ کام نہ دیں گے اور بیشک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ پر ہیزگاروں کا دوست ہے۔

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ﴾: پھر ہم نے آپ کو (دین کے) معاملے میں عمدہ راستے پر رکھا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم نے بنی اسرائیل کے بعد آپ کو دین کے معاملے میں عمدہ راستے (یعنی اسلام) پر رکھا لہذا آپ اسی راستے پر چلیں اور اس کے احکامات نافذ کریں اور قریش کے نادان سردار جو آپ کو اپنے دین کی دعوت دیتے ہیں ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا کیونکہ وہ آپ کو اللہ تعالیٰ

①.....تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ عبد الرحمن، ۵۴۷-۵۴۸ عبد الرحمن بن ابراہیم بن محمد بن یحیٰ... الخ، ۳۰۱/۱۰.

کے مقابلے میں کچھ کام نہ دیں گے اور بے شک کا فرصت دنیا میں ایک دوسرے کے دوست ہیں جبکہ آخرت میں ان کا کوئی دوست نہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے مومنین کا دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ دوست ہے اور آخرت میں بھی وہی دوست ہے۔^(۱)

هَذَا ابْصَارُ النَّاسِ وَهَدَىٰ وَرَاحَةُ الْقَوْمِ يُؤْتُونَ ۲۰

ترجمہ کنزالایمان: یہ لوگوں کی آنکھیں کھولنا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت و رحمت۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ قرآن لوگوں کیلئے آنکھیں کھول دینے والی نشانیاں اور یقین رکھنے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

﴿هَذَا ابْصَارُ النَّاسِ﴾: یہ لوگوں کیلئے آنکھیں کھول دینے والی نشانیاں ہیں۔ ﴿وَهَدَىٰ﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم نے آپ کی طرف جو کتاب نازل فرمائی یہ اللہ تعالیٰ کے ان احکامات پر مشتمل ہے جو قیامت تک رہیں گے اور اس میں تمام لوگوں کے لئے وہ دلائل اور نشانیاں موجود ہیں جن کی انہیں دین کے احکام میں ضرورت ہے، جو شخص اس کے احکامات پر عمل کرتا ہے تو یہ اسے جنت کی طرف ہدایت دیتا ہے اور جو اس پر صحیح طریقے سے ایمان لاتا ہے یہ اس کے لئے رحمت ہے اور دنیا و آخرت میں اسے عذاب سے بچاتا ہے۔^(۲)

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَاءَ مَقِيلَهُمْ وَمَتَّعْنَاهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۲۱

ترجمہ کنزالایمان: کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کی اُن کی زندگی اور موت برابر ہو جائے کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں۔

①..... روح البیان، الجاثیة، تحت الآية: ۱۸-۱۹، ۴۴/۸، خازن، الجاثیة، تحت الآية: ۱۸-۱۹، ۱۱۹/۴، ملنقطاً.

②..... تفسیر منیر، الجاثیة، تحت الآية: ۲۰، ۲۷۱/۱۳، الجزء الخامس والعشرون.

ترجمہ کنزالعرفان: کیا جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے (کیا) ان کی زندگی اور موت برابر ہوگی؟ وہ کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں۔

﴿الَّذِينَ اجْتَنَبُوا السَّيِّئَاتِ﴾ کیا جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا۔ ﴿مَكَمَ﴾ مکہ کے مشرکین کی ایک جماعت نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ اگر تمہاری بات حق ہو اور مرنے کے بعد اٹھنا ہو تو بھی ہم ہی افضل رہیں گے جیسا کہ دنیا میں ہم تم سے بہتر رہے۔ ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جو لوگ کفر اور گناہوں میں مصروف ہیں کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے، کیا ایمانداروں اور کافروں کی موت اور زندگی برابر ہو جائے گی؟ ایسا ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ ایماندار زندگی میں نیکیوں پر قائم رہے اور کافر بدیوں میں ڈوبے رہے تو ان دونوں کی زندگی برابر نہ ہوئی اور ایسے ہی ان کی موت بھی یکساں نہیں کیونکہ مومن کی موت بشارت اور رحمت و کرامت پر ہوتی ہے جبکہ کافر کی موت رحمت سے مایوسی اور ندامت پر ہوتی ہے اور کافر اپنے آپ کو مومنین کے برابر سمجھ کر کتنا برا حکم لگا رہے ہیں حالانکہ مومنین تو قیامت کے دن اعلیٰ جنتوں میں عزت و کرامت اور عیش و راحت پائیں گے اور کفار جہنم کے سب سے نچلے طبقوں میں ذلت و اہانت کے ساتھ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔^(۱)

مومن اور کافر کی زندگی ایک جیسی نہیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومن اور کافر کی زندگی ایک جیسی نہیں اسی طرح دونوں کی موت میں بھی فرق ہے، اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو نہ صرف خود اپنی صورت، سیرت اور زندگی کافروں کی طرح بنائے ہوئے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی صورت و سیرت میں کفار کی طرح ہونے کی دعوت دینے میں مصروف ہیں، حالانکہ کسی مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ صورت اور سیرت میں کفار کی طرح بنے بلکہ مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ صورت اور سیرت میں کفار سے ممتاز رہے۔ اسی مناسبت سے یہاں ہم چند وہ اعمال بیان کرتے ہیں جن سے مسلمانوں اور کفار میں فرق کیا جاتا ہے۔

(۱)..... نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا مسلمانوں کا کام ہے جبکہ برائی کی دعوت دینا اور نیکی سے منع کرنا کافروں اور منافقوں کا کام ہے، جیسا کہ منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

①..... خازن، الجاثیہ، تحت الآیۃ: ۲۱، ۴/۱۱۹-۱۲۰، مدارک، الجاثیہ، تحت الآیۃ: ۲۱، ص ۱۱۹-۱۲۰، ملتقطاً.

ترجبتہ کنز العرفان: منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک ہی ہیں، برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں۔

ترجبتہ کنز العرفان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔

(۲)..... نماز ادا کرنا مسلمانوں کا کام ہے اور نماز ترک کرنا مشرکوں کا سا کام ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (۳) ترجبتہ کنز العرفان: اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ ہونا۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”انسان اور اس کے کفر و شرک کے درمیان فرق نماز نہ پڑھنا ہے۔“ (۴)

(۳)..... مسلمان داڑھیاں بڑھاتے اور مونچھیں پست رکھتے ہیں جبکہ مشرکین اس کے برعکس کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کم کر دو۔“ (۵)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مونچھیں کم کراؤ اور داڑھیاں چھوڑ دو اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔“ (۶)

اللہ تعالیٰ ہمیں صورت اور سیرت میں کفار سے ممتاز رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

①..... توبہ: ۶۷۔

②..... توبہ: ۷۱۔

③..... روم: ۳۱۔

④..... مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاة، ص ۵۷، الحدیث: ۱۳۴ (۸۲)۔

⑤..... بخاری، کتاب اللباس، باب تقليم الاظفار، ۷۵/۴، الحدیث: ۵۸۹۲۔

⑥..... مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، ص ۱۵۴، الحدیث: ۵۵ (۲۶۰)۔

وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزِيَ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا
كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا اور اس لیے کہ ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا اور تاکہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔

﴿وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ﴾ اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو حق کے ساتھ بامقصد بنایا تاکہ یہ تخلیق اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرے اور تاکہ ہر جان کو اس کی نیکی اور بدی کا بدلہ دیا جائے اور ان پر ثواب کی کمی یا عذاب کی زیادتی کے ساتھ ظلم نہیں ہوگا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس عالم کی پیدائش سے عدل اور رحمت کا اظہار کرنا مقصود ہے اور یہ پوری طرح قیامت ہی میں ہو سکتا ہے کہ اہل حق اور اہل باطل میں امتیاز کامل ہو، مخلص مومن جنت کے درجات میں ہوں اور نافرمان کافر جہنم کے درجات میں ہوں۔^(۱)

یاد رہے کہ قیامت کے دن بعض مجرموں کو معافی دے دینا اور اطاعت گزاروں کو ان کے عمل سے زیادہ ثواب عطا فرمادینا اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم ہے، جبکہ بعض لوگوں کے اعمال ضبط ہو جانا ان کے اپنے تصور کی وجہ سے ہوگا نہ کہ یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا ظلم ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے سے پاک ہے۔

①..... جلالین، الجاثیہ، تحت الآیۃ: ۲۲، ص ۴۱۴، روح البیان، الجاثیہ، تحت الآیۃ: ۲۲، ۴۴۷/۸، خازن، الجاثیہ، تحت الآیۃ: ۲۲، ۱۲۰/۴، ملقطاً.

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَى
 سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَى بَصَرِهِ غِشَاةً ۖ فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ ۖ
 أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرا لیا اور اللہ نے اُسے باوصف علم کے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا تو اللہ کے بعد اُسے کون راہ دکھائے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

ترجمہ کنز العرفان: بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کر دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے گا؟ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

﴿أَفَرَأَيْتَ﴾: بھلا دیکھو تو۔ ﴿اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے کفار کے احوال اور ان کے گروہوں کے برے افعال بیان فرمائے ہیں۔ مشرکین کا یہ حال تھا کہ وہ پتھر، سونے اور چاندی وغیرہ کو پوجتے تھے، جب کوئی چیز انہیں پہلی چیز سے اچھی معلوم ہوتی تھی تو پہلی کو توڑ کر پھینک دیتے اور دوسری چیز کو پوجنے لگتے۔ چنانچہ کفار کی اسی حرکت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ذرا اس شخص کا حال تو دیکھو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا کہ جسے نفس نے چاہا اسے پوجنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کر دیا کہ اس گمراہ نے حق کو جان پہچان کر بے راہ روی اختیار کی۔

مفسرین نے علم کے باوجود گمراہ کرنے کے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے انجام کار اور اس کے شقی ہونے کو جانتے ہوئے اُسے گمراہ کیا، یعنی اللہ تعالیٰ پہلے سے جانتا تھا کہ یہ اپنے اختیار سے حق کے راستے سے

ہٹے ہوگا اور گمراہی اختیار کرے گا اس لئے اسے گمراہ کر دیا۔

اور ارشاد فرمایا کہ نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو اس کی وجہ سے اس نے ہدایت و نصیحت کو نہ سنا، نہ سمجھا اور نہ ہی راہ حق کو دیکھا، تو اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کے بعد اب اسے کوئی راہ نہیں دکھا سکتا، تو اے لوگو! کیا تم اس سے نصیحت حاصل نہیں کرتے؟^(۱)

نفسانی خواہشات کی پیروی دنیا اور آخرت کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نفسانی خواہشات کی پیروی دنیا اور آخرت دونوں کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔
نفسانی خواہشات کی پیروی کی مذمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى
مِّنَ اللَّهِ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کی طرف سے ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ^ط
إِنَّ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا سَوَّاءُوا يَوْمَ الْحِسَابِ^(۳)

ترجمہ کنز العرفان: اور نفس کی خواہش کے پیچھے نہ چلنا
ورنہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی بیشک وہ جو اللہ کی
راہ سے ہٹکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس بنا پر کہ
انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ
هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ قَرْطًا^(۴)

ترجمہ کنز العرفان: اور اس کی بات نہ مان جس کا دل ہم
نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا
اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

①.....خازن، الجاثية، تحت الآية: ۲۳، ۱۲۰/۴، مدارك، الجاثية، تحت الآية: ۲۳، ص ۱۱۲۰، ملقطاً.

②.....قصص: ۵۰.

③.....ص: ۲۶.

④.....كهف: ۲۸.

کثیر احادیث میں بھی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے کی بہت مذمت بیان کی گئی ہے، ان میں سے یہاں ۱۵ احادیث ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔ (۱) وہ بخل جس کی اطاعت کی جائے۔ (۲) وہ نفسانی خواہشات جن کی پیروی کی جائے۔ (۳) آدمی کا اپنے آپ کو اچھا سمجھنا۔“^(۱)

(۲)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش میرے لئے ہوئے (دین) کے تابع نہ ہو جائے۔“^(۲)

(۳)..... حضرت شداد بن اوس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مقلند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے جبکہ عاجز وہ ہے جو اپنی خواہشات کے پیچھے لگا رہے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھے۔“^(۳)

(۴)..... حضرت ابو ثعلبہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”تم پر اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا بھی ضروری ہے یہاں تک کہ جب تم بخل کرنے والے کی اطاعت، نفسانی خواہشات کی پیروی، دنیا سے پیارا اور ہر صاحبِ رائے کو اپنی رائے اچھی سمجھنے والا دیکھو تو تم پر اپنی فکر کرنا لازم ہے۔“^(۴)

(۵)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے جنت پیدا کی تو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا ”جاؤ اسے دیکھو۔ وہ گئے، اسے اور جو نعمتیں اس میں جنتیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے تیار کی ہیں انہیں دیکھا، پھر آئے اور عرض کی: یا رب! تیری عزت کی قسم، جو (اس کے بارے میں) سنے گا وہ اس میں داخل ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مشتتوں سے گھیر دیا اور فرمایا ”اے جبریل! جاؤ اسے

①..... شعب الایمان، الحادی عشر من شعب الایمان... الخ، ۴۷۱/۱، الحدیث: ۷۴۵.

②..... شرح السنہ، کتاب الایمان، باب رد البدع والاهواء، ۱۸۵/۱، الحدیث: ۱۰۴.

③..... ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، ۲۵-باب، ۲۰۷/۴، الحدیث: ۲۴۶۷.

④..... ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی، ۱۶۴/۴، الحدیث: ۴۳۴۱.

دیکھ کر آؤ۔ وہ گئے اور اسے دیکھا، پھر آئے اور عرض کی: یارب! تیری عزت کی قسم، مجھے خطرہ ہے کہ جنت میں کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آگ پیدا کی تو فرمایا ”اے جبریل! جاؤ اور اسے دیکھو۔ وہ گئے اور اسے دیکھا، پھر آئے اور عرض کی: یارب! تیری عزت کی قسم، جو اس کے بارے میں سنے گا وہ اس میں داخل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے لذتوں سے گھیر دیا، پھر فرمایا ”اے جبریل! اسے دیکھو۔ وہ گئے اور اسے دیکھ کر عرض کی: یارب! تیری عزت کی قسم مجھے خطرہ ہے کہ اس میں داخل ہوئے بغیر کوئی نہ بچے گا۔“^(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں نفسانی خواہشات کی پیروی سے بچنے اور قرآن و حدیث کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ
وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿۲۴﴾

توجہ کنزالایمان: اور بولے وہ تو نہیں مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ اور انھیں اس کا علم نہیں وہ تو نرے گمان دوڑاتے ہیں۔

توجہ کنزالعرفان: اور انہوں نے کہا: زندگی تو صرف ہماری دنیاوی زندگی ہی ہے، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے اور انہیں اس کا کچھ علم نہیں، وہ صرف گمان دوڑاتے ہیں۔

﴿وَقَالُوا: اور انہوں نے کہا۔﴾ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرنے والوں کو جب دوسری مرتبہ زندہ کئے جانے کا وعدہ سنایا گیا تو انہوں نے اپنی انتہائی سرکشی اور گمراہی کی بنا پر کہا کہ دنیا کی جو زندگی ہم گزار رہے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی زندگی نہیں، ہم میں سے بعض مرتے ہیں اور بعض پیدا ہوتے ہیں اور ہمیں صرف دن اور رات کا آنا جانا ہی ہلاک کرتا ہے۔ مشرکین مرنے کے معاملے میں زمانے کو ہی موثر مانتے تھے جبکہ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کا اور اللہ تعالیٰ کے

①..... ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب فی خلق الجنۃ والنار، ۴/۳۱۲، الحدیث: ۴۷۴۴.

حکم سے رو حیں قبض کئے جانے کا انکار کرتے تھے اور ہر مصیبت کو دہر اور زمانے کی طرف منسوب کرتے تھے، اس لئے انہوں نے یہ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ یہ بات علم اور یقین کی بنا پر نہیں کہتے بلکہ واقع کے برخلاف گمان دوڑاتے ہیں۔^(۱)

زمانے کو برا کہنا ممنوع ہے

یہاں ایک مسئلہ یاد رکھیں کہ مصیبتوں اور تکلیفوں کو زمانے کی طرف منسوب کرنا اور ناگوار مصیبتیں آنے پر زمانے کو برا کہنا ممنوع ہے کیونکہ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”آدم کی اولاد زمانے کو گالیاں دیتی ہے جبکہ زمانہ (کا خالق) میں ہوں، رات اور دن میرے قبضے میں ہیں۔“^(۲)

یہی آج کل کے دہریوں کی حالت ہے جو دہر یعنی زمانے کی طرف ہی سب کچھ منسوب کرتے ہیں اور خدا کا انکار کرتے ہیں، اگرچہ انہیں آج تک اس بات کی کوئی دلیل نہیں ملی کہ اگر کوئی خالق نہیں ہے تو مخلوق کیسے وجود میں آگئی؟ دہریے ابھی تک بے معنی و فضول تھیوریاں پیش کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت تک دنیا کے وجود میں آنے کی کوئی توجیہ نہیں کر سکتے جب تک کہ خالق حقیقی کے وجود کو تسلیم نہیں کریں گے۔

وَ إِذَا تُلِيْ عَلَيْهِمُ الْيَتَا يُنَبِّئُ مَا كَانَ حُجَّتُهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوا اَنْتُمْ

بَاٰبَاۤىنَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب اُن پر ہماری روشن آیتیں پڑھیں جائیں تو بس اُن کی حجت یہی ہوتی ہے کہ کہتے ہیں ہمارے باپ دادا کو لے آؤ تم اگر سچے ہو۔

①.....روح البیان، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۲۴، ۴۹/۸، مدارک، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۲۴، ص ۱۱۲، ملقطاً.

②.....بخاری، کتاب الادب، باب لا تسبوا الدھر، ۴/۱۵۰، الحدیث: ۶۱۸۱.

ترجمہ کنز العرفان: اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کی (جوابی) دلیل صرف یہ ہوتی ہے کہ کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ۔

﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ﴾ اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ یعنی جب ان مشرکین کے سامنے قرآن پاک کی وہ آیتیں پڑھی جاتی ہیں جن میں اس بات کی دلیلیں مذکور ہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو ان کی موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے اور وہ کفار اُن دلیلوں کا جواب دینے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو ان کی جوابی دلیل صرف یہ ہوتی ہے کہ اگر تم مُردوں کو دوبارہ زندہ کئے جانے کی بات میں سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ تا کہ ہم دوبارہ زندہ ہونے پر یقین کر لیں۔ (۱)

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْعَلُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لِآرِبٍ
فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ٢٦

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اللہ تمہیں جلاتا ہے پھر تم کو مارے گا پھر تم سب کو اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں لیکن بہت آدمی نہیں جانتے۔

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: اللہ تمہیں زندگی دیتا ہے پھر وہ تمہیں مارے گا پھر تم سب کو قیامت کے دن اکٹھا کرے گا جس میں کوئی شک نہیں، لیکن بہت آدمی نہیں جانتے۔

﴿قُلْ﴾ تم فرماؤ۔ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان لوگوں سے فرمادیں کہ تم پہلے بے جان نطفہ تھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی دی، پھر وہ تمہاری عمریں پوری ہونے کے وقت تمہیں مارے گا، پھر تم سب کو زندہ کر کے قیامت کے دن اکٹھا کرے گا جس میں کوئی شک نہیں، تو جو پروردگار غَزَّوَجَلَّ ایسی قدرت والا ہے وہ تمہارے

①.....مدارک، الحاجیۃ، تحت الآیۃ: ۲۵، ص ۱۱۲۰، حازن، الحاجیۃ، تحت الآیۃ: ۲۵، ۴/۱۲۰-۱۲۱، ملقطاً.

باپ دادا کو زندہ کرنے پر بھی یقیناً قادر ہے، وہ سب کو زندہ کرے گا، لیکن بہت سے آدمی اس بات کو نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ مَرْدُوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے اور ان کا نہ جاننا اس وجہ سے ہے کہ وہ زندہ کئے جانے کے دلائل کی طرف مائل نہیں ہوتے اور نہ ہی ان میں غور کرتے ہیں۔^(۱)

وَاللَّهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُومِئِدِ
يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور جس دن قیامت قائم ہوگی باطل والوں کی اس دن ہار ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن باطل والے خسارہ پائیں گے۔

﴿وَاللَّهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾: اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ وہ پہلی بار زندہ کرنے پر قادر ہے اور دوسری بار بھی زندہ کرنے پر قادر ہے، اور اس آیت میں زندہ کرنے کی قدرت ہونے پر اللہ تعالیٰ نے ایک عام فہم دلیل بیان فرمائی کہ آسمانوں اور زمین کی تمام ممکن چیزوں پر اللہ تعالیٰ قادر ہے اور جب تمام ممکن چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت ثابت ہے اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ مرنے کے بعد زندگی مل جانا ممکن ہے کیونکہ اگر زندگی ملنا ممکن نہ ہو تو پہلی بار بھی زندگی نہ ملتی تو اس سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔^(۲)

﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ﴾: اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ ﴿حشر و نشر کے ممکن ہونے کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ

①.....مدارک، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۲۶، ص ۱۱۲۱، جلالین، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۲۶، ص ۴۱۵، ملنقطاً.

②.....تفسیر کبیر، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۲۷، ۶۸۰/۹.

نے آیت کے اس حصے سے قیامت کے احوال کی تفصیل بیان فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن جہنمی ہونے کی صورت میں کافروں کا نقصان میں ہونا ظاہر ہو جائے گا۔^(۱)

وَتَرَى كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَى إِلَى كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾ هَذَا كِتَابُنَا يُطِيقُ عَلَيْكُم بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا
نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے ہر گروہ اپنے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا
آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔ ہمارا یہ نوشتہ تم پر حق بولتا ہے ہم لکھتے رہے تھے جو تم نے کیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم ہر گروہ کو زانو کے بل گرے ہوئے دیکھو گے، ہر گروہ اپنے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا
(اور کہا جائے گا کہ) آج تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ یہ ہمارا لکھا ہوا ہے جو تم پر حق بولتا ہے، بیشک ہم لکھتے
رہے تھے جو تم کیا کرتے تھے۔

﴿وَتَرَى كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً﴾ اور تم ہر گروہ کو زانو کے بل گرے ہوئے دیکھو گے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت
کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾ تم قیامت کے دن یہ منظر بھی دیکھو گے کہ ہر دین والے زانو
کے بل گرے ہوئے ہوں گے کیونکہ وہ خوفزدہ ہوں گے اور اپنے اعمال کے بارے میں سوالات کئے جانے اور حساب
لئے جانے کی وجہ سے بے چین ہوں گے، ہر دین والا اپنے اعمال نامے کی طرف بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا
کہ آج تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، یہ وہ (اعمال نامہ) ہے جسے لکھنے کا ہم نے فرشتوں کو حکم دیا تھا، یہ کسی کی
زیادتی کے بغیر تمہارے خلاف تمہارے عملوں کی گواہی دے گا، بیشک ہم نے فرشتوں کو تمہارے عمل لکھنے کا حکم دیا تھا تو

①.....تفسیر کبیر، الحاقیہ، تحت الآیۃ: ۲۷، ۶۸۰/۹، جلالین، الحاقیہ، تحت الآیۃ: ۲۷، ص ۴۱۵، ملقطاً.

گویا کہ تمہارے اعمال ہم ہی لکھ رہے تھے۔^(۱)

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ
ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۝

ترجمہ کنز الایمان: تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب انہیں اپنی رحمت میں لے گا یہی کھلی کامیابی ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: تو وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ان کا رب انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔
یہی کھلی کامیابی ہے۔

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾: تو وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن اطاعت گزاروں کا انجام بیان فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو دنیا میں ایمان لائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہرایا اور جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا وہ کام کئے اور جن کاموں سے منع کیا ان سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کے صدقے جنت میں داخل فرمائے گا اور قیامت کے دن یہی بڑی کامیابی ہے۔^(۲)

آخر دینی کامیابی حاصل کرنے کی کوشش زیادہ کی جائے

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن جہنم سے نجات مل جانا اور جنت میں داخلہ نصیب ہو جانا ہی حقیقی طور پر بڑی کامیابی ہے، لہذا ہر شخص کو چاہئے کہ وہ دنیا کی ناپائیدار کامیابی حاصل کرنے کے مقابلے میں آخرت کی ہمیشہ رہنے والی کامیابی حاصل کرنے کی زیادہ کوشش کرے، جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

إِنَّ هَذَا هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ لِيُسْئِلَ هَذَا

ترجمہ کنز العرفان: بیشک یہی بڑی کامیابی ہے۔ ایسی ہی

①..... جلالین، الحاثیہ، تحت الآیة: ۲۸-۲۹، ص ۴۱۵، روح البیان، الحاثیہ، تحت الآیة: ۲۸-۲۹، ۴۵۳/۸-۴۵۴، تفسیر کبیر، الحاثیہ، تحت الآیة: ۲۸-۲۹، ۶۸۱/۹، ملنقطاً.

②..... تفسیر کبیر، الحاثیہ، تحت الآیة: ۳۰، ۶۸۱/۹، تفسیر طبری، الحاثیہ، تحت الآیة: ۳۰، ۲۶۷/۱۱، ملنقطاً.

کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

فَلْيَعْمَلِ الْعِبَادُونَ (۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

آیت ”فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ“ سے ماسل ہونے والی مسلمات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوں،

(۱)..... جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت کسی شخص کی دستگیری نہ کرے اس وقت تک کوئی شخص محض اپنی نیکیوں کی وجہ سے جنتی نہیں ہو سکتا۔

(۲)..... ایمان کے ساتھ تقویٰ بھی ضروری ہے اور کوئی شخص نیک اعمال سے بے پروا نہیں ہو سکتا۔

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَلَمْ تَكُنْ آيَتِي تَتْلَىٰ عَلَيْهِمْ فَاَسْتَكْبَرُوا
كُنْتُمْ قَوْمًا مَّجْرُمِينَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کافر ہوئے ان سے فرمایا جائے گا کیا نہ تھا کہ میری آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو تم تکبر کرتے تھے اور تم مجرم لوگ تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو کافر ہوئے (ان سے فرمایا جائے گا) کیا تمہارے سامنے میری آیتیں نہ پڑھی جاتی تھیں تو تم تکبر کرتے تھے اور تم مجرم لوگ تھے۔

﴿وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ اور جو کافر ہوئے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کیا اور اسے یکتا معبود نہ مانا ان سے قیامت کے دن فرمایا جائے گا ”کیا دنیا میں تمہارے سامنے میری آیتیں نہ پڑھی جاتی تھیں؟ (ضرور پڑھی جاتی تھیں) لیکن تم انہیں سننے، ان پر ایمان لانے اور حق بات قبول کرنے سے تکبر کرتے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والے، گناہوں میں مشغول رہنے والے، قیامت کی تصدیق نہ کرنے والے، ثواب اور سزا

پر ایمان نہ لانے والے لوگ تھے۔^(۱)

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”اس آیت میں ان کفار کا ذکر ہے جن تک نبی کی تعلیم پہنچی اور انہوں نے قبول نہ کی لیکن وہ لوگ جو فترت کے زمانہ میں گزر گئے اگر مَوْجِد (یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے والے) تھے تو نجات پائیں گے، اگر مشرک تھے تو پکڑے جائیں گے مگر ان سے یہ سوال نہ ہوگا کیونکہ ان تک آیاتِ الہیہ پہنچی ہی نہیں۔^(۲)

وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُمْ
مَّا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ ۖ إِنْ نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُتَّبِعِينَ ۖ^(۳۱)
وَبَدَّالَهُمْ سَيِّئَاتٍ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۖ^(۳۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور جب کہا جاتا ہے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں شک نہیں تم کہتے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ہمیں تو یونہی کچھ گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں یقین نہیں۔ اور اُن پر کھل گئیں ان کے کاموں کی بُرائیاں اور انھیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کی ہنسی بناتے تھے۔

ترجمہ کنزُالعرفان: اور جب کہا جاتا ہے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے: ہم نہیں جانتے، قیامت کیا چیز ہے؟ ہمیں تو یونہی کچھ گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں یقین نہیں ہے۔ اور ان کیلئے ان کے اعمال کی بُرائیاں کھل جائیں گی اور انہیں وہی عذاب گھیر لے گا جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے۔

﴿وَإِذَا قِيلَ: اور جب کہا جاتا ہے﴾ یعنی اس وقت ان کفار سے یہ بھی کہا جائے گا ”جب تم سے کہا جاتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ سچا ہے جو اس نے اپنے بندوں سے کیا کہ وہ مرنے کے بعد زندہ کئے جائیں اور اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں

①.....تفسیر طبری، الجاثیة، تحت الآیة: ۳۱، ۲۶۸/۱۱، تفسیر کبیر، الجاثیة، تحت الآیة: ۳۱، ۶۸۱/۹، ملقطاً۔

②.....نور العرفان، الجاثیة، تحت الآیة: ۳۱، ص ۸۰۰۔

گے اور قیامت، جس کے بارے میں انہیں خبر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ اسے بندوں کے حشر کے لئے قائم فرمائے گا اور اس دن انہیں حساب کے لئے جمع کرے گا، اس کے آنے میں کوئی شک نہیں تو تم اللہ تعالیٰ کے وعدے کو جھٹلاتے ہوئے اور اس کی قدرت کا انکار کرتے ہوئے کہتے تھے: ہم نہیں جانتے، قیامت کیا چیز ہے؟ اور کہتے تھے کہ ہمیں تو یونہی قیامت آنے کا کچھ گمان سا ہوتا ہے لیکن ہمیں اس کے آنے کا یقین نہیں ہے۔^(۱) اس سے معلوم ہوا کہ عقائد کے معاملے میں بے یقینی کی کیفیت تباہ کن ہوتی ہے۔

﴿وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا﴾ اور ان کیلئے ان کے اعمال کی برائیاں کھل گئیں۔ ﴿اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ آخرت میں کفار کے سامنے ان کے دنیا میں کئے ہوئے برے اعمال انتہائی بری شکلوں میں ظاہر ہوں گے اور ان پر وہی عذاب اتر پڑے گا اور انہیں گھیر لے گا جس کی دنیا میں ہنسی اڑاتے تھے۔^(۲)

وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنْسُكُم مِّمَّا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَا أَوْلَاكُمْ أَن تَارَ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّصِيرٍ ۝۳۳

ترجمہ کنزالایمان: اور فرمایا جائے گا آج ہم تمہیں چھوڑ دیں گے جیسے تم اپنے اس دن کے ملنے کو بھولے ہوئے تھے اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور فرمایا جائے گا: آج ہم تمہیں چھوڑ دیں گے جیسے تم نے اپنے اس دن کے ملنے کو بھلایا ہوا تھا اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

﴿وَقِيلَ﴾ اور فرمایا جائے گا۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ ان کافروں سے قیامت کے دن فرمایا جائے گا: آج ہم تمہیں جہنم کے عذاب میں اسی طرح چھوڑ دیں گے جس طرح تم نے دنیا میں ایمان قبول کرنے اور اس دن کی ملاقات کے لئے عمل

①.....تفسیر طبری، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۳۲، ۱۱/۲۶۸.

②.....روح البیان، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۳۳، ۸/۴۵۸، جلالین، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۳۳، ص ۴۱۵، ملتقطاً.

کرنے کو چھوڑا ہوا تھا، تمہارا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں جو تمہیں اس عذاب سے بچا سکے۔^(۱)

ذَلِكُمْ بِأَنَّكُمْ اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَغَرَّتْكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا
فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہ اس لیے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا ٹھٹھا بنایا اور دنیا کی زندگی نے تمہیں فریب دیا تو آج نہ وہ آگ سے نکالے جائیں اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ اس لیے ہے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا ٹھٹھا مذاق بنایا اور دنیا کی زندگی نے تمہیں فریب دیا تو آج نہ وہ آگ سے نکالے جائیں اور نہ ان سے اللہ کو راضی کرنے کا مطالبہ ہوگا۔

﴿ذَلِكُمْ بِأَنَّكُمْ اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا﴾: یہ اس لیے ہے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا ٹھٹھا مذاق بنایا۔ یعنی تمہیں یہ سزا اس لیے دی گئی ہے کہ تم نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا ٹھٹھا مذاق بنایا اور دنیا کی زندگی نے تمہیں فریب دیا کہ تم اس کے عاشق ہو گئے اور تم نے مرنے کے بعد اٹھنے اور حساب ہونے کا انکار کر دیا تو آج نہ وہ آگ سے نکالے جائیں گے اور نہ ہی اب ان سے یہ مطلوب ہے کہ وہ توبہ کر کے اور ایمان و طاعت اختیار کر کے اپنے رب عزوجل کو راضی کریں کیونکہ اس دن کوئی عذر اور توبہ قبول نہیں۔^(۲)

فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ
الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اللہ ہی کے لیے سب خوبیاں ہیں آسمانوں کا رب اور زمین کا رب اور سارے جہاں کا رب۔

①.....خازن، الحاثیۃ، تحت الآیۃ: ۳۴، ۱۲۱/۴، جلالین، الحاثیۃ، تحت الآیۃ: ۳۴، ص ۴۱۵، ملقطاً.

②.....خازن، الحاثیۃ، تحت الآیۃ: ۳۵، ۱۲۱/۴، مدارک، الحاثیۃ، تحت الآیۃ: ۳۵، ص ۱۱۲۲، ملقطاً.

اور اسی کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: تو اللہ ہی کے لئے سب خوبیاں ہیں جو آسمانوں کا رب اور زمین کا رب، سارے جہان کا رب ہے۔ اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے بڑائی ہے اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿فَلِلَّهِ الْحُكْمُ﴾: تو اللہ ہی کے لئے سب خوبیاں ہیں۔ ﴿اس کا معنی یہ ہے کہ تم اس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد بیان کرو جو تمہارا رب ہے، آسمانوں اور زمینوں میں موجود تمام چیزوں کا اور سارے جہاں کا رب ہے کیونکہ جس کی ربوبیت ایسی عام ہو تو اس کی حمد و ثنا کرنا ہر اس چیز پر لازم ہے جس کا وہ رب ہے۔^(۱)

﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ﴾: اسی کے لئے بڑائی ہے۔ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کیونکہ آسمانوں اور زمین میں اس کی عظمت، قدرت، سلطنت اور بڑائی کے آثار ظاہر ہیں اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔^(۲)

①.....مدارک، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۳۶، ص ۱۱۲۲۔

②.....مدارک، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۳۷، ص ۱۱۲۲، روح البیان، الحاجۃ، تحت الآیۃ: ۳۷، ۴۵۹/۸، ملقطاً۔

چھبیسواں پارہ

(حَمّہ)

پارہ نمبر 26

سُورَةُ الْاِحْقَافِ

سورہ اَحْقَاف کی تعارف

مقام نزول

سورہ اَحْقَاف مکہ ہے، البتہ بعض مفسرین کے نزدیک اس کی چند آیتیں مدنی ہیں اور وہ ”قُلْ اَسْرَأْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ“ اور ”فَاَصْبِرْ كَمَا صَبَرَ“ اور ”وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ“ سے لے کر ”اِلَّا اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِيْنَ“ تک تین آیتیں ہیں۔^(۱)

آیات کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 4 رکوع، 35 آیتیں، 644 کلمے اور 2595 حروف ہیں۔^(۲)

سورہ اَحْقَاف کا نام رکھنے کی وجہ

اَحْقَاف یمن کی اس سرزمین کا نام ہے جہاں قوم عاد آباد تھی، اور اس سورت کی آیت نمبر 21 سے سرزمین اَحْقَاف میں رہنے والی اس قوم کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورہ اَحْقَاف“ رکھا گیا۔

سورہ اَحْقَاف کے مستامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں توحید، رسالت، وحی، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور اعمال کی جزاء ملنے کے بارے میں کلام کیا گیا ہے اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں،

(1)..... ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قیامت سے متعلق دلائل دیئے گئے، بتوں کی پوجا کرنے والے مشرکین کی مذمت بیان کی گئی، قرآن مجید اور رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کے بارے میں

①..... جلالین مع جمل، سورۃ الاحقاف، ۱۵۳/۷۔

②..... خازن، تفسیر سورۃ الاحقاف، ۱۲۲/۴۔

کفار کے شبہات کا جواب دیا گیا۔

(2)..... اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے والے، اس کے دین پر ثابت قدم رہنے والے، والدین کی اطاعت کرنے والے اور ان کے ساتھ بھلائی کرنے والے کی جزاء بیان کی گئی کہ یہ جنتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرنے والے کی سزا بیان کی گئی کہ یہ جہنمی ہے۔

(3)..... حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم عاد کا واقعہ بیان کیا گیا کہ اس قوم کے لوگ اپنی طاقت و قوت کی وجہ سے سرکش ہو گئے اور بتوں کی پوجا کرنے پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ نے آندھی کے عذاب کے ذریعے انہیں نیست نابود کر دیا اور اس واقعے کو بیان کرنے سے مقصود کفار مکہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرنے سے ڈرانا ہے کہ اگر وہ اپنی اسی ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو ان کا انجام بھی قوم عاد جیسا ہو سکتا ہے۔

(4)..... قرآن پاک کی آیات سن کر ایمان قبول کرنے والی جنوں کی ایک جماعت کا ذکر کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ انہوں نے اپنی قوم کو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت دی اور انہیں بتایا کہ جو ان پر ایمان نہیں لائے گا وہ کھلی گمراہی میں ہے۔

(5)..... اس سورت کے آخر میں مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل دی گئی اور یہ بتایا گیا کہ کفار بہر صورت جہنم کا عذاب پائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تلقین کی کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، صبر کرو جیسے ہمت والے رسولوں نے صبر کیا اور ان کافروں کے لیے عذاب طلب کرنے میں جلدی نہ کرو۔

سورۃ جاثیہ کے ساتھ مناسبت

سورۃ اَحْقَاف کی اپنے سے ماقبل سورت ”جاثیہ“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں کی ابتداء میں قرآن مجید کا تعارف بیان کیا گیا۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ سورۃ جاثیہ کے آخر میں شرک کرنے پر مشرکین کی سرزنش کی گئی اور سورۃ اَحْقَاف کی ابتداء میں بھی شرک کرنے پر ان کی سرزنش کی گئی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

حَمَّ ۱ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۲

ترجمہ کنزالایمان: یہ کتاب اُتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: حَمَّ۔ کتاب کا نازل فرمانا اللہ کی طرف سے ہے جو عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿حَمَّ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ﴾: کتاب کا نازل فرمانا اللہ کی طرف سے ہے۔ ﴿یعنی قرآن مجید کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے نہیں بنایا اور نہ ہی کسی انسان اور جن سے اسے نقل کیا ہے بلکہ یہ قرآن اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو اپنی سُلْطَنَت میں عزت اور غلبے والا اور اپنی صُنْعَت میں حکمت والا ہے۔﴾^(۱)

قرآن مجید کی چار خوبیاں

اس آیت سے قرآن کریم کی چار خوبیاں معلوم ہوئیں،

(۱)..... قرآن عظیم کسی انسان یا جن کا کلام نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

(۲)..... قرآن مجید حق اور سچ ہے کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا^(۲) ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے؟

(۳)..... قرآن کریم اپنی عبارت اور معنی دونوں کے اعتبار سے تمام کتابوں پر غالب ہے کیونکہ اس کتاب کو نازل

۱..... جلالین مع صاوی، الاحقاف، تحت الآية: ۲، ۱۹۳۱/۵.

۲..... النساء: ۱۲۲.

فرمانے والے کی شان یہ ہے کہ وہ عزت والا اور غلبے والا ہے اور قرآن کلامِ الہی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔
(4).....قرآن حکیم انتہاء کو پہنچی ہوئی حکمت پر مشتمل ہے کیونکہ یہ حکمت والے رب تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى^ط
وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنذِرُوا مُّعْرِضُونَ^۲

ترجمہ کنزالایمان: ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور ایک مقررہ ميعاد پر اور کافراں چیز سے کہ ڈرائے گئے منہ پھیرے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب حق کے ساتھ ہی اور ایک مقررہ مدت تک (کیلئے) بنایا اور کافراں چیز سے منہ پھیرے ہیں جس سے انہیں ڈرایا گیا ہے۔

﴿مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب حق کے ساتھ بنایا۔ ﴿اٰرْشَادٌ فَرَمَا﴾ کہ ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب حق کے ساتھ ہی بنایا تاکہ وہ ہماری قدرت، وحدانیت، کمال کی باقی صفات، اور ہر نقص و عیب سے پاک ہونے پر دلالت کریں کیونکہ تخلیق کے ذریعے حق کی پہچان ہوتی ہے اور ہر صنعت اپنے بنانے والے کے وجود اور اس کے کمال کی صفت کے ساتھ مُصَنَّف ہونے پر دلالت کرتی ہے، نیز انہیں ہمیشہ باقی رہنے کے لئے نہیں بنایا بلکہ ایک مقررہ مدت تک کیلئے بنایا ہے اور وہ مقررہ مدت قیامت کا دن ہے جس کے آجانے پر آسمان اور زمین فنا ہو جائیں گے اور جس چیز سے کفار کو ڈرایا گیا ہے وہ اس پر ایمان لانے سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ اس چیز سے مراد عذاب ہے، یا اس سے قیامت کے دن کی وحشت مراد ہے، یا اس سے قرآن پاک مراد ہے جو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کا حساب لئے جانے کا خوف دلاتا ہے۔^(۱)

①.....جلالین مع صاوی، الاحقاف، تحت الآية: ۳، ۱۹۳۱/۵، خازن، الاحقاف، تحت الآية: ۳، ۱۲۲/۴، مدارك، الاحقاف، تحت الآية: ۳، ص ۱۱۲۳، ملقطاً.

آیت: وَمَا يَنْتَظِرُكَ إِلَّا الْعَذَابُ "سے مائل ہوئے والی مسمومات

اس آیت سے 5 باتیں معلوم ہوئیں،

(1)..... اس آیت سے ثابت ہوا کہ اس جہان کا ایک خدا ہے اور یہ وہ ہے جس کی قدرت کے آثار آسمانوں اور زمین میں کئی طرح سے ظاہر ہیں۔

(2)..... اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو عِبَث، بے کار اور بے فائدہ نہیں بنایا بلکہ ہر چیز کو کسی نہ کسی حکمت سے بنایا ہے۔

(3)..... تمام مخلوقات کو پیدا فرمائے جانے کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ ان کے ذریعے لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کریں اور اس کی قدرت و وحدانیت پر ایمان لائیں۔

(4)..... مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا اور قیامت کا واقع ہونا حق ہے کیونکہ اگر قیامت قائم نہ ہو تو ظالموں سے مظلوموں کا حق لینا رہ جائے گا اور اطاعت گزار مومنین ثواب کے بغیر اور کافر عذاب کے بغیر رہ جائیں گے اور یہ اس حقیقت کے خلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب حق کے ساتھ ہی بنایا ہے۔

(5)..... اس جہان کو اس لئے پیدا نہیں کیا گیا کہ یہ ہمیشہ کے لئے باقی رہے بلکہ اسے ایک مخصوص مدت تک مُکَلَّف لوگوں کے لئے عمل کرنے کا مقام بنایا ہے تاکہ وہ یہاں نیک عمل کر کے آخرت میں اس کی اچھی جزا پائیں، لہذا ہر شخص کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ اس سے کیا مطلوب ہے اور اسے کس لئے پیدا کیا گیا ہے۔^(۱)

قُلْ أَسْرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ

الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۖ اِيتُونِي بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا

أَوْ اٰثَرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین کا کون سا ذرہ بنایا یا

1..... تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۳، ۱۰/۵-۶، روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۳، ۸/۴۶۱-۴۶۲، ملتقطاً.

آسمان میں اُن کا کوئی حصہ ہے میرے پاس لاؤ اس سے پہلی کوئی کتاب یا کچھ بچا کچھ علم اگر تم سچے ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: بھلا بتاؤ تو کہ اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو، مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ذرہ بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا کچھ بچا کچھ علم ہی لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

﴿قُلْ أَسْأَلُكُمْ: تم فرماؤ: بھلا بتاؤ۔﴾ اس آیت میں بتوں وغیرہ کی پوجا کرنے والوں کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کافروں سے فرمادیں: اللہ تعالیٰ کی بجائے جن بتوں وغیرہ کی تم عبادت کرتے ہو، اگر وہ حقیقی معبود ہیں تو اس کی دلیل کے طور پر مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ذرہ بنایا ہے یا آسمانوں کو پیدا کرنے میں ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شرکت ہے جس کی وجہ سے تمہیں یہ وہم ہوا کہ یہ معبود ہونے کا کوئی حق رکھتے ہیں؟ اور اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ خدا کا کوئی شریک ہے جس کی عبادت کرنے کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے تو اس کی دلیل کے طور پر میرے پاس اس قرآن سے پہلے کی نازل شدہ کوئی کتاب لے آؤ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے کو بیان فرماتا ہے اور اس سے پہلے جو کتاب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی اس میں بھی یہی بیان ہے، تو تم اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں سے کوئی ایک کتاب تو ایسی لے آؤ جس میں تمہارے دین یعنی بت پرستی کی شہادت ہو، یا اگر تم کتاب نہیں لاسکتے تو کوئی ایسا مستند مضمون ہی لے آؤ جو پہلے لوگوں سے منقول ہوتا چلا آ رہا ہو اور اس میں اس بات کی گواہی موجود ہو کہ تمہارے معبود عبادت کے مستحق ہیں اور جب تمہارے پاس نہ کوئی عقلی دلیل موجود ہے نہ نقلی تو تم کس بنیاد پر بتوں کی عبادت کرتے ہو۔^(۱)

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ
الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفُلُونَ ﴿۵﴾

۱.....روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۴، ۸/۶۳-۴۶۴، مدارک، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۴، ص ۱۱۲۳، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے جو قیامت تک اس کی نہ سُنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کی بجائے ان بتوں کی عبادت کرے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں گے اور وہ ان کی پوجا سے بے خبر ہیں۔

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ: اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کی بجائے ان بتوں کی عبادت کرے۔﴾ اس سے پہلی آیت میں بتوں کی عبادت کا باطل ہونا بیان کیا گیا اور اس کی ایک دلیل یہ بیان کی گئی کہ بتوں کو کسی طرح کی کوئی قدرت حاصل نہیں اور اس آیت میں بتوں کی عبادت باطل ہونے کی ایک اور دلیل بیان کی جا رہی ہے کہ یہ پکارنے والوں کی پکار نہیں سن سکتے اور محتاجوں کی حاجات سمجھ نہیں سکتے، چنانچہ فرمایا گیا کہ مشرکین اپنے ہاتھوں سے بتوں کو بناتے ہیں اور پھر انہیں خدامان کران کی عبادت شروع کر دیتے ہیں حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر یہ مشرکین قیامت تک بتوں کو پکارتے رہیں تو وہ ان کی پکار سن نہیں سکتے اور نہ ہی ان کو اپنے پُجاریوں کی پوجا کی خبر ہے کیونکہ یہ جُما دا اور بے جان ہیں جس کی وجہ سے نہ سن سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں اور اس آدمی سے زیادہ گمراہ اور کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عاجز اور بے بس بتوں کی پوجا کرتا ہے اور ان سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جو وہ قیامت تک نہیں دے سکتے، نیز جو وہ کہہ رہا ہے اس سے بت غافل ہیں، نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں، نہ پکڑتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں جو بالکل بہرے اور فہم کی صلاحیت سے عاری ہیں۔^(۱)

وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۝۶

ترجمہ کنزالایمان: اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان سے منکر ہو جائیں گے۔

1.....تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآیة: ۵، ۱۰/۷-۸، خازن، الاحقاف، تحت الآیة: ۵، ۴/۲۲، ابن کثیر، الاحقاف، تحت الآیة: ۵، ۷/۲۵۳، ملقطاً.

ترجہ کنزالعرفان: اور جب لوگوں کا حشر ہوگا تو وہ بت ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے منکر ہو جائیں گے۔

﴿وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ﴾ اور جب لوگوں کا حشر ہوگا۔ یعنی دنیا میں تو بتوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے پکارنے والوں کی پکار سننے اور سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے اور قیامت کے دن ان کا حال یہ ہوگا کہ اس دن جب قبروں سے نکالنے کے بعد لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو وہ بت اپنے پیجاریوں کے دشمن ہوں گے اور انہیں نفع کی بجائے نقصان پہنچائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے اور کہیں گے: ہم نے انہیں اپنی عبادت کی دعوت نہیں دی، درحقیقت یہ اپنی خواہشوں کے پرستار تھے۔ (یعنی اپنی مرضی سے جس کو چاہا خدا قرار دیدیا اور اس کی پوجا شروع کر دی تو یہ حقیقت میں اپنی خواہش کی پوجا ہوئی۔) (۱)

وَإِذَا تَلَّيْ عَلَيْهِمُ الْيَتْنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَبَّا جَاءَهُمْ
هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ ط

ترجہ کنزالایمان: اور جب اُن پر پڑھی جائیں ہماری روشن آیتیں تو کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق کو کہتے ہیں یہ کھلا جادو ہے۔

ترجہ کنزالعرفان: اور جب ان کے سامنے ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق کے بارے میں کہتے ہیں: یہ کھلا جادو ہے۔

﴿وَإِذَا تَلَّيْ عَلَيْهِمُ الْيَتْنَا بَيِّنَاتٍ﴾ اور جب ان کے سامنے ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس سے پہلی آیات میں توحید کے حق ہونے اور بتوں کی عبادت باطل ہونے کے بارے میں بیان کیا گیا اور اب یہاں سے قرآن مجید کے بارے کفار کی گفتگو ذکر کی جا رہی ہے، چنانچہ اس آیت میں فرمایا گیا کہ جب اہل مکہ کے سامنے قرآن مجید کی روشن آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان میں سے کافر لوگ غور و فکر کئے اور اچھی طرح سنے بغیر قرآن شریف کے بارے میں

۱..... مدارك، الاحقاف، تحت الآية: ۶، ص ۱۱۲۳-۱۱۲۴، صاوی، الاحقاف، تحت الآية: ۶، ۱۹۳۲/۵، ملتقطاً.

کہتے ہیں: یہ ایسا کھلا جادو ہے جس کے جادو ہونے میں کوئی شبہ نہیں (ان کی یہ بات باطل ہونے کی صریح دلیل یہ ہے کہ جادو وہ چیز ہے جس کی نظیر ممکن ہے اور قرآن مجید کی نظیر ممکن ہی نہیں، لہذا قرآن جادو ہرگز نہیں ہے)۔^(۱)

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ط قُلْ إِنْ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ط
هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ط كَفِيَ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ط وَهُوَ
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ⑧

توجہ کنوا لایمان: کیا کہتے ہیں انہوں نے اسے جی سے بنایا تم فرماؤ اگر میں نے اسے جی سے بنالیا ہوگا تو تم اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم مشغول ہو اور وہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

توجہ کنوا لعرفان: بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس (نبی) نے خود ہی قرآن بنالیا ہے۔ تم فرماؤ: اگر میں نے اسے خود ہی بنایا ہوگا تو تم اللہ کے سامنے میرے لئے کسی چیز کے مالک نہیں ہو۔ وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم مشغول ہو اور میرے اور تمہارے درمیان وہ کافی گواہ ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ﴾: بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس (نبی) نے خود ہی قرآن بنالیا ہے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ کفار مکہ کا قرآن مجید کو جادو کہنا ایک طرف، وہ تو اس سے بھی بدتر بات یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خود ہی قرآن بنالیا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اے پیارے حبیب! ﷺ، آپ ان سے فرما دیں کہ اگر بالفرض میں اپنی طرف سے قرآن بنا کر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتا تو یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ وہ ایسے افتراء کرنے والے کو جلد سزا میں گرفتار کرتا ہے اور تمہیں تو یہ قدرت حاصل ہی نہیں کہ تم کسی کو اس کی سزا سے بچا سکو یا کسی سے اس کے عذاب کو دور کر سکو، تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ پر افتراء

①..... جلالین، الاحقاف، تحت الآية: ۷، ص ۴۱۶، مدارك، الاحقاف، تحت الآية: ۷، ص ۱۱۲۴، ملقطاً.

کر کے خود کو اس کے عذاب کے لئے پیش کر دیتا، (نیز تم جانتے ہو کہ مجھے کسی طرح کی کوئی سزا نہیں دی گئی، تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے میں اپنی رسالت کے دعوے میں جھوٹا نہیں ہوں اور نہ ہی میں نے اپنی طرف سے قرآن بنایا ہے اور جب میں سچا ہوں اور قرآن اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے تو یاد رکھو!) اللہ تعالیٰ ان باتوں کو خوب جانتا ہے جن میں تم مشغول ہو اور تم جو کچھ قرآن پاک کے بارے کہتے ہو وہ بھی اسے اچھی طرح معلوم ہے تو وہ تمہیں اس کی سزا دے گا اور یاد رکھو! میرے اور تمہارے درمیان سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کرنے کے لئے گواہ کے طور پر اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے، (لہذا اگر بالفرض میں جھوٹا ہوا تو وہ مجھے فوری عذاب دے گا اور اگر تم جھوٹے ہوئے تو وہ تمہیں فوری یا کچھ عرصے بعد عذاب دے گا۔) پھر انہیں توبہ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ ان سب باتوں کے باوجود اگر تم اپنے کفر سے رجوع کر کے توبہ کرو تو وہ تمہاری توبہ قبول فرما کر تمہیں معاف فرما دے گا، تمہیں بخش دے گا اور تم پر رحم فرمائے گا کیونکہ اس کی شان یہ ہے کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔^(۱)

قُلْ مَا كُنْتُ بِدُعَاءِ مَنِ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِهِيَ مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ
إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ①

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا۔

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں تو صرف صاف ڈر سنانے والا ہوں۔

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدُعَاءِ مَنِ الرُّسُلِ﴾: تم فرماؤ: میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نئے اعتراضات کرنا کفار مکہ کا معمول تھا، چنانچہ کبھی وہ کہتے کہ کوئی بشر کیسے رسول

①..... تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۸، ۱۰، ۸/، خازن، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۸، ۴/ ۱۲۳، مدارک، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۸، ص ۱۱۲، ابن کثیر، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۸، ۷/ ۲۵۳-۲۵۴، ملقطاً.

ہوسکتا ہے؟ رسول تو کسی فرشتے کو ہونا چاہیے، کبھی کہتے کہ آپ تو ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں، ہماری طرح بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں، آپ کیسے رسول ہو سکتے ہیں؟ کبھی کہتے: آپ کے پاس نہ مال و دولت ہے اور نہ ہی کوئی اثر و رسوخ ہے۔ ان سب باتوں کا جواب اس آیت مبارکہ میں دیا گیا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان سے فرمادیں: میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں بلکہ مجھ سے پہلے بھی رسول آچکے ہیں، وہ بھی انسان ہی تھے اور وہ بھی کھاتے پیتے تھے اور یہ چیزیں جس طرح ان کی نبوت پر اعتراض کا باعث نہ تھیں اسی طرح میری نبوت پر بھی اعتراض کا باعث نہیں ہیں تو تم ایسے فضول شبہات کی وجہ سے کیوں نبوت کا انکار کرتے ہو؟

دوسری تفسیر یہ ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کفار مکہ عجیب معجزات دکھانے اور عناد کی وجہ سے غیب کی خبریں دینے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ اس پر حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حکم دیا گیا کہ آپ کفار مکہ سے فرمادیں کہ میں انسانوں کی طرف پہلا رسول نہیں ہوں بلکہ مجھ سے پہلے بھی بہت سے رسول تشریف لائے ہیں اور وہ سب اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس کی وحدانیت اور عبادت کی طرف بلاتے تھے اور میں اس کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف بلانے والا نہیں ہوں بلکہ میں بھی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے اور سچے دل کے ساتھ اس کی عبادت کرنے کی طرف بلاتا ہوں اور مجھے اخلاقی اچھائیوں کو پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اور میں بھی اس چیز پر (ذاتی) قدرت نہیں رکھتا جس پر مجھ سے پہلے رسول (ذاتی) قدرت نہیں رکھتے تھے، تو پھر میں تمہیں تمہارا مطلوبہ ہر معجزہ کس طرح دکھا سکتا ہوں اور تمہاری پوچھی گئی ہر غیب کی خبر کس طرح دے سکتا ہوں کیونکہ مجھ سے پہلے رسول وہی معجزات دکھایا کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے تھے اور اپنی قوم کو وہی خبریں دیا کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی تھیں اور جب میں نے پچھلے رسولوں سے کوئی انوکھا طریقہ اختیار نہیں کیا تو پھر تم میری نبوت کا انکار کیوں کرتے ہو؟^(۱)

﴿وَمَا آدُرٰی مَا یَفْعَلُ بٰی وَلَا یُکْمُ: اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟﴾
آیت کے اس حصے کے بارے میں مفسرین نے جو کلام فرمایا ہے اس میں سے چار چیزیں یہاں درج کی جاتی ہیں،

①.....تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۹، ۱۰/۹، حازن، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۹، ۴/۱۲۳، روح البیان، الاحقاف،

تحت الآیۃ: ۹، ۸/۶۷، ملقطاً.

(۱)..... یہ آیت منسوخ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہاں دو صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ کہ اگر اس آیت کے یہ معنی ہوں ”قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا وہ مجھے معلوم نہیں۔“ تو یہ آیت سورہ فتح کی آیت نمبر 2 اور 5 سے منسوخ ہے، جیسا کہ حضرت عکرمہ اور حضرت حسن بصری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں: اسے سورہ فتح کی اس آیت ”إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ... الْآيَةَ“ نے منسوخ کر دیا ہے۔ (۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: آیت کریمہ ”وَمَا أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِى وَلَا بِكُمْ“ کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیات ”لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ“ اور ”لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ... الْآيَةَ“ نازل فرمائیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بتادیا کہ وہ آپ کے ساتھ اور ایمان والوں کے ساتھ (آخرت میں) کیا معاملہ فرمائے گا۔ (۲)

اس کی تفصیل اس حدیث پاک میں ہے، چنانچہ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: خَدِیْجِیہ سے واپسی کے وقت نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر یہ آیت نازل ہوئی:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: تاکہ اللہ تمہارے صدقے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے گناہ بخش دے۔

تو حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے زمین پر موجود تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے سامنے اسی آیت کی تلاوت فرمائی تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے تو یہ بیان فرما دیا کہ وہ آپ کے ساتھ کیا کرے گا، اب (یہ معلوم نہیں کہ) ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا، تو تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر یہ آیت نازل ہوئی:

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَ

ترجمہ کنز العرفان: تاکہ وہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ان باغوں میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہریں

①..... تفسیر طبری، الاحقاف، تحت الآیة: ۹، ۲۷۶/۱۱۔

②..... در منثور، الاحقاف، تحت الآیة: ۹، ۴۳۵/۷۔

③..... فتح: ۲۔

يُكَفِّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۖ وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ
فَوْزًا عَظِيمًا (۱)

بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور تاکہ اللہ ان کی برائیاں
ان سے مٹا دے، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔ (۲)

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لَکَہُتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے
لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا اور محمد (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا یکساں حال ہے، انہیں ہم
پر کچھ بھی فضیلت نہیں، اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کو بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دیتا کہ وہ ان کے ساتھ کیا
کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا
تَأَخَّرَ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: تاکہ اللہ تمہارے صدقے تمہارے
اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے گناہ بخش دے۔

صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضور کو مبارک ہو،
آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا، اب یہ انتظار ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ اس پر
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (۴)

ترجمہ کنز العرفان: تاکہ وہ ایمان والے مردوں اور ایمان
والی عورتوں کو ان باغوں میں داخل فرما دے جن کے نیچے

نہریں بہتی ہیں۔

اور یہ آیت نازل ہوئی:

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا
كَبِيرًا (۵)

ترجمہ کنز العرفان: اور ایمان والوں کو خوشخبری دیدو کہ ان
کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔



①.....فتح: ۵.

②.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الفتح، ۱۷۶/۵، الحدیث: ۳۲۷۴.

③.....فتح: ۲.

④.....فتح: ۵.

⑤.....احزاب: ۴۷.

تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اور مومنین کے ساتھ کیا کرے گا۔ (۱)

دوسری صورت یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنا بھی معلوم ہے، مومنین کا بھی اور جھٹلانے والوں کا بھی، اور اس آیت کے معنی یہ ہیں ”دنیا میں کیا کیا جائے گا، یہ معلوم نہیں“ اگر آیت کے یہ معنی لئے جائیں تو بھی یہ آیت منسوخ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ بھی بتا دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (۲) ترجمہ کنز العرفان: تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔

اور ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (۳) ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ انہیں عذاب

دے جب تک اے حبیب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔ (۴)

یہاں اس آیت کے منسوخ ہونے کے بارے میں جو تفصیل بیان کی اسے دوسرے انداز میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانا ”وَمَا أَدْرِ مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ“ قرآن مجید کا نزول مکمل ہونے سے پہلے کی بات ہے، اس لئے یہاں فی الحال جاننے کی نفی ہے۔ آئندہ اس کا علم حاصل نہ ہونے کی نفی نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہ آیت اسلام کے ابتدائی دور میں، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، مومنین اور کفار کا انجام بیان کئے جانے سے پہلے نازل ہوئی، ورنہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس وقت تک دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن مجید میں اجمالی اور تفصیلی طور پر وہ سب کچھ بتا دیا جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، مومنین اور کفار کے ساتھ کیا جائے گا۔ (۵)



①.....خازن، الاحقاف، تحت الآية: ۹، ۱۲۳/۴۔

②.....توبہ: ۳۳۔

③.....انفال: ۳۳۔

④.....خازن، الاحقاف، تحت الآية: ۹، ۱۲۳/۴، خزائن العرفان، الاحقاف، تحت الآية: ۹، ص ۹۲۴۔

⑤.....صاوی، الاحقاف، تحت الآية: ۹، ۱۹۳۳/۵-۱۹۳۴۔

(۲)..... یہاں ذاتی طور پر جاننے کی نفی کی گئی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہی دائمی اور ابدی ہے، لیکن اس سے اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہر چیز کے جاننے کی نفی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: آیت کے اس حصے میں اپنی ذات سے جاننے کی نفی ہے وحی کے ذریعے جاننے کی نفی نہیں ہے۔^(۱)

صدرُ الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حضور کے ساتھ اور حضور کی امت کے ساتھ پیش آنے والے اُمور پر مُطَّلَع فرما دیا خواہ وہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے اور اگر درایت بمعنی ادراک یا لقیاس یعنی عقل سے جاننے کے معنی میں لیا جائے تو مضمون اور بھی زیادہ صاف ہے اور آیت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا مؤید ہے۔^(۲)

(۳)..... یہاں تفصیلی درایت کی نفی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مومنین پر فضل و ثواب کی خلعتوں کی نوازش کرتا رہے گا اور حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دشمنوں پر ذلت و عذاب کے تازیانے اور کوڑے برساتا رہے گا اور یہ سب کے سب غیر مُتَنَہٰی ہیں یعنی ان کی کوئی انتہاء نہیں، اور غیر مُتَنَہٰی کی تفصیلات کا احاطہ اللہ تعالیٰ کا علم ہی کر سکتا ہے۔

علامہ نیشاپوری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اسی آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں: تفصیلی درایت حاصل نہیں ہے۔^(۳) اور علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: ممکن ہے کہ یہاں جس چیز کی نفی کی گئی ہے وہ تفصیلی درایت ہو، یعنی مجھے اجمالی طور پر تو معلوم ہے لیکن میں تمام تفصیلات کے ساتھ یہ نہیں جانتا کہ دنیا اور آخرت میں میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا کیونکہ مجھے (ذاتی طور پر) غیب کا علم حاصل نہیں۔

آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مزید فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مُبَشِّر (یعنی بندوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینے والا) بنا کر بھیجا گیا ہے اور کسی کو ہدایت دے دینا نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذمہ داری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غیبوں کا ذاتی علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جبکہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاء عظام رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کا غیبی خبریں دینا وحی، الہام

①..... غرائب القرآن و رغائب الفرقان، الاحقاف، تحت الآية: ۹، ۱۱۸/۶۔

②..... خزائن العرفان، الاحقاف، تحت الآية: ۹، ص ۹۲۳۔

③..... غرائب القرآن و رغائب الفرقان، الاحقاف، تحت الآية: ۹، ۱۱۸/۶۔

اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے واسطے سے ہے۔^(۱)

(4)..... یہاں درایت کی نفی ہے، علم کی نہیں۔ درایت کا معنی قیاس کے ذریعے جاننا ہے یعنی خبر کی بجائے آدمی اپنی عقل سے جاننا ہوا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اخروی احوال کو اپنے عقلی قیاس سے نہیں جاننا بلکہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے جاننا۔ یہ معنی اوپر دوسری تاویل میں خزان العرفان کے حوالے سے ضمنی طور پر بھی موجود ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ پیش آنے والے امور پر مطلع فرمادیا ہے خواہ وہ دنیا کے امور ہوں یا آخرت کے اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غیب کا ذاتی علم نہیں رکھتے اور جو کچھ جانتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے جانتے ہیں۔

نوٹ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ”انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شیء“ (قرآن مجید ہر چیز کا روشن بیان ہے) میں اسی آیت کو ذکر کر کے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی نفی پر بطور دلیل یہ آیت پیش کرنے والوں کا رد فرمایا اور اس آیت میں مذکور نفی ”مما ادرہم فی“ میں نہیں جانتا“ کے 10 جوابات ارشاد فرمائے ہیں، ان کی معلومات حاصل کرنے کے لئے مذکورہ بالا کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

قُلْ أَسْرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ
بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَأَمَّا إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ١٠

تجسہ کنز الایمان: تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی دے چکا تو وہ ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا بیشک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو۔

1..... روح البیان، الاحقاف، تحت الآیة: ۹، ۴۶۷/۸-۴۶۸.

تَوْجِبُهُ كُنْزُ الْعِرْفَانِ: تم فرماؤ: بھلا دیکھو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم اس کا انکار کرو اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی دے چکا ہے تو وہ ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا۔ بیشک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

﴿قُلْ اَسْمَاءُ يَنْتُمُ: تم فرماؤ: بھلا دیکھو﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ فرمادیں کہ اے کافرو! میری طرف جس قرآن کی وحی کی جاتی ہے اگر وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور تمہارا حال یہ ہو کہ تم اس کا انکار کر رہے ہو جبکہ بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی دے چکا ہو کہ وہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، پھر وہ گواہ تو ایمان لے آیا اور تم نے ایمان لانے سے تکبر کیا تو مجھے بتاؤ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ کیا ایسی صورت میں تم ظالم نہیں ہو؟ (یقیناً اس صورت میں تم نے ایمان نہ لا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا اور) بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔^(۱)

بنی اسرائیل کے گواہ سے مراد کون ہے؟

جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں بنی اسرائیل کے گواہ سے مراد حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں، اسی لئے کہا گیا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے کیونکہ حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مدینہ منورہ میں ایمان لائے۔^(۲)

آپ کے ایمان لانے سے متعلق حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سنا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے ہیں تو وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میں آپ سے تین ایسی چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (۱) قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟ (۲) اہل جنت کا پہلا کھانا کون سا ہوگا؟ (۳) بچہ اپنے باپ یا ماں کے کیسے مشابہ ہوتا ہے؟ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک جمع کرے گی اور اہل جنت کا پہلا کھانا مچھلی کی کلیجی کا ٹکڑا ہوگا اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجائے تو وہ بچہ کی شبیہ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آجائے تو وہ

①.....حازن، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۱۰، ۱۲۴/۴، روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۱۰، ۴۶۹/۸، ملقطاً.

②.....مدارک، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۱۰، ص ۱۱۲۵.

بچہ کی شبیہ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے (یہ سن کر) کہا: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ“ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بے شک یہودی بہت بہتان تراش قوم ہے، اگر ان کو میرے اسلام کا آپ کے اُن سے پوچھنے سے پہلے علم ہو گیا تو وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے۔ پھر یہودی آئے تو نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے سوال کیا ”تم میں عبداللہ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ ہم میں سب سے بہتر ہیں، ان کے والد بھی ہم میں سب سے بہتر تھے، وہ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ”اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہو جائیں تو تم کیا کہو گے؟ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ان کو اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔“ پھر حضرت عبداللہ بن سلام باہر نکلے اور کہا: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ تو یہودیوں نے کہا: وہ ہم میں سب سے بُرے ہیں، سب سے بُرے شخص کے بیٹے ہیں اور ان کی برائیاں بیان کیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، مجھے اسی چیز کا خدشہ تھا۔^(۱)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ ط
وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَيَقُولُونَ هَذَا آفَكٌ قَدِيمٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور کافروں نے مسلمانوں کو کہا اگر اس میں کچھ بھلائی ہوتی تو یہ ہم سے آگے اس تک نہ پہنچ جاتے اور جب انہیں اس کی ہدایت نہ ہوئی تو اب کہیں گے کہ یہ پرانا بہتان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کافروں نے مسلمانوں کے متعلق کہا: اگر اس (اسلام) میں کچھ بھلائی ہو تو یہ مسلمان اس کی طرف ہم سے سبقت نہ لے جاتے اور جب ان کہنے والوں کو اس قرآن سے ہدایت نہ ملی تو اب کہیں گے کہ یہ ایک پرانا گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔

①.....بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: من كان عدوا الجبريل، ۱/۶۶/۳، الحدیث: ۴۴۸۰.

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا: اور کافروں نے کہا۔﴾ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لانے والوں میں غریب لوگ سرفہرست تھے جیسے حضرت عمار، حضرت صہیب اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ وغیرہ، کفار مکہ نے ان کے بارے میں کہا کہ اگر اُس قرآن اور دین میں کچھ بھلائی ہوتی جو محمد (مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) لے کر آئے ہیں تو یہ غریب مسلمان ہم سے پہلے اسلام قبول نہ کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب یہ بات کہنے والوں کو اس قرآن سے اُس طرح ہدایت نہ ملی جس طرح ایمان والوں کو ملی ہے تو یہ صرف اسی بات پر اکتفا نہیں کریں گے بلکہ عناد کی وجہ سے قرآن مجید کے بارے میں اب کہیں گے کہ یہ قرآن ایک پرانا گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔^(۱)

وَمِنْ قَبْلِهِ كَتَبَ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۖ وَهَذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا
عَرَبِيًّا لِّنَذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ ۝۱۲ ج

ترجمہ کنزالایمان: اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہے پیشوا اور مہربانی اور یہ کتاب ہے تصدیق فرماتی عربی زبان میں کہ ظالموں کو ڈر سنائے اور نیکوں کو بشارت۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت تھی اور یہ (قرآن) عربی زبان میں ہوتے ہوئے تصدیق کرنے والی ایک کتاب ہے تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیکوں کیلئے بشارت ہو۔

﴿وَمِنْ قَبْلِهِ كَتَبَ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً﴾ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت تھی۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں کفار کا ایک اعتراض ذکر ہوا کہ اگر اس قرآن میں کوئی بھلائی ہوتی تو ہم غریب لوگوں سے پہلے ایمان لے آتے، یہاں اس اعتراض کا رد کیا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار کی یہ بات کس طرح درست ہو سکتی ہے حالانکہ قرآن مجید سے پہلے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر تو رات کا نازل ہونا اور اس کتاب کا اللہ تعالیٰ کے دین کی پیروی کرنے والوں کا پیشوا ہونا اور اس پر ایمان لانے والوں اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنے والوں کے

۱.....مدارک، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۱۱، ص ۱۱۲۵، روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۱۱، ۴۷۰/۸، ملتقطاً.

لئے رحمت ہونا انہیں خود تسلیم ہے اور یہ قرآن جس کے بارے میں کفار مکہ ایسی بیہودہ گفتگو کرتے ہیں، اس کی شان تو یہ ہے کہ یہ عربی زبان میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوٰۃُ وَالسَّلَام کی کتاب اور تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ایک کتاب ہے جو اس لئے نازل ہوئی ہے تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیکوں کیلئے بشارت کا ذریعہ ہو۔^(۱)

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف نہ ان کو غم۔ وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ان کے اعمال کا انعام۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے تو نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جنت والے ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ بیشک جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں تو حید اور نبوت کے دلائل بیان ہوئے، منکروں کے شبہات ذکر کر کے ان کا جواب دیا گیا اور اب یہاں سے تو حید و رسالت پر ایمان لانے اور اس پر ثابت قدم رہنے والوں کی جزایاں کی جارہی ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اللہ تعالیٰ کی تو حید اور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت پر آخری دم تک ثابت قدم رہے، تو قیامت میں نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ موت کے وقت غمگین ہوں گے اور ان اوصاف کے حامل افراد جنت والے ہیں اور یہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے

①.....روح البیان، الاحقاف، تحت الآية: ۱۲، ۴۷۱/۸.

اور انہیں ان کے نیک اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔^(۱)

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ
 كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفُضُلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا بَدَغَ أَسَدُّهُ وَبَدَغَ
 أَرْبَعِينَ سَنَةً ۖ قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي
 أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي
 ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا
 تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے اور اُسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے یہاں تک کہ جب
 اپنے زور کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو
 نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح رکھ
 میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں مشقت
 سے رکھا اور مشقت سے اس کو جنا اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے یہاں تک کہ جب
 وہ اپنی کامل قوت کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری
 نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمائی ہے اور میں وہ نیک کام کروں جس سے تو راضی ہو جائے

①.....تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآية: ۱۳-۱۴، ۱۰/۱۳-۱۴، مدارك، الاحقاف، تحت الآية: ۱۳-۱۴، ص ۱۱۲۶،
 روح البیان، الاحقاف، تحت الآية: ۱۳-۱۴، ۸/۴۷۲، ملقطاً.

اور میرے لیے میری اولاد میں نیکی رکھ، میں نے تیری طرف رجوع کیا اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا﴾ اور ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے۔ ﴿آیت کے اس حصے میں بندوں کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک اور بھلائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حصہ کی تفسیر اور اس سے متعلق تفصیل، سورہ عنکبوت آیت نمبر 8 اور سورہ لقمان آیت نمبر 14 کے تحت گزر چکی ہے، اسے وہاں سے ملاحظہ فرمائیں۔ ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے۔ ﴿اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے کیونکہ جب دودھ چھڑانے کی مدت دو سال یعنی چوبیس مہینے ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَالْوَالِدَتُ يُرْضَعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ^(۱)
ترجمہ کنز العرفان: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال
دودھ پلائیں۔

تو حمل کے لئے چھ ماہ باقی رہے۔ یہی قول امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا ہے اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس آیت سے رضاعت کی مدت ڈھائی سال ثابت ہوتی ہے۔

نوٹ: اس مسئلے کی تفصیل دلائل کے ساتھ اصول کی کتابوں میں مذکور ہے، ان کی معلومات حاصل کرنے کے لئے علماء کرام ان کی طرف رجوع فرمائیں اور عوام الناس صحیح العقیدہ مفتیان کرام کی طرف رجوع فرمائیں۔

﴿حَتَّىٰ إِذَا بَدَغْ أَسَدُكَ وَبَدَغْ أَرْبَعِينَ سَنَةً﴾ یہاں تک کہ جب وہ اپنی کامل قوت کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا۔ یعنی جب وہ آدمی اپنی کامل قوت کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب اعزّوْ وَّجَلّٰ، مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے دین اسلام عطا کر کے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمائی ہے اور مجھے وہ کام کرنے کی توفیق دے جس سے تو راضی ہو جائے اور میرے لیے میری اولاد کو نیک بنادے اور نیکی ان میں راسخ فرمادے، میں نے تمام امور میں تیری طرف رجوع کیا اور میں اخلاص کے ساتھ ایمان لانے والے مسلمانوں میں سے ہوں۔^(۲)

①..... بقرہ: ۲۳۳.

②..... روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۵/۸۰۱/۴۷۴-۴۷۵، بیضاوی، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۵/۱۸۰-۱۸۱، ملقطاً.

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ
عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعَدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا
يُوعِدُونَ ﴿١٦﴾

ترجمہ کنز الایمان: یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں ہم قبول فرمائیں گے اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے جنت والوں
میں سچا وعدہ جو انہیں دیا جاتا تھا۔

ترجمہ کنز العرفان: یہی وہ لوگ ہیں جن کے اچھے اعمال ہم قبول فرمائیں گے اور ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں
گے، یہ لوگ جنت والوں میں سے ہوں گے۔ یہ سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا جاتا تھا۔

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا﴾: یہی وہ لوگ ہیں جن کے اچھے اعمال ہم قبول فرمائیں گے۔
آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سے پہلی آیت میں بیان کئے گئے وصف کے حامل وہ لوگ ہیں جن کے دنیا میں کئے ہوئے
اچھے اعمال قبول فرما کر ہم ان پر ثواب دیں گے اور ان کی خطاؤں سے درگزر فرما کر ان سے کوئی مواخذہ نہیں فرمائیں
گے، یہ لوگ جنت والوں میں سے ہیں، یہ سچا وعدہ ہے جو دنیا میں ان سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان
مبارک سے کیا جاتا تھا۔^(۱)

وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ
النُّجُومُ مِنْ قَبْلِي ۖ وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ ۖ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ

①..... جلالین مع صاوی، الاحقاف، تحت الآية: ۱۶، ۵/۱۹۳۷، تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآية: ۱۶، ۱۰/۲۰-۲۱،
حازن، الاحقاف، تحت الآية: ۱۶، ۴/۱۲۶، ملقطاً.

حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف تم سے دل پک گیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں گزر چکیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں تیری خرابی ہو ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو کہتا ہے یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا: تمہارے لئے اُف (تم سے دل بیزار ہو گیا ہے) کیا مجھے ڈراتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے کئی زمانے گزر چکے ہیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں، (اور بیٹے سے کہتے ہیں) تیری خرابی ہو، ایمان لے آ، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو وہ کہتا ہے یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

﴿وَالَّذِي قَالَ لِيَا أَبِئِيلَ: اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے بیٹے کا وصف بیان ہوا اور اس آیت میں اپنے والدین کے نافرمان بیٹے کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شخص جسے اس کے والدین نے ایمان کی دعوت دی تو اس نے اپنے ماں باپ سے کہا: اُف تم سے دل بیزار ہو گیا ہے، کیا تم مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں مرنے کے بعد قبر سے زندہ کر کے نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے کئی زمانوں کے لوگ گزر چکے ہیں، ان میں سے تو کوئی مرکز زندہ نہ ہوا۔ اس کے مقابلے میں ماں باپ کا حال یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں کہ وہ ان کے بیٹے کی مدد فرمائے اور اسے ایمان کی توفیق دے اور بیٹے سے کہتے ہیں: اے بیٹے! تیری خرابی ہو، تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر ایمان لے آ، بیشک اللہ تعالیٰ نے مُردے زندہ کرنے کا جو وعدہ فرمایا وہ سچا ہے، لیکن بیٹا انہیں جھٹلاتے ہوئے کہتا ہے کہ جسے تم اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہہ رہے ہو اس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جنہیں کتابوں میں لکھ دیا گیا ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمِّ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ

مِّنَ الْجِنَّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَسِرِينَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزرے جن اور آدمی بیشک وہ زیاں کار تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ وہ لوگ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی ہے (یہ) جنوں اور انسانوں کے ان گروہوں میں (شامل) ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں، بیشک وہ نقصان اٹھانے والے تھے۔

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ﴾: یہ وہ لوگ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی ہے۔ یعنی یہ باطل باتیں کہنے والے وہ لوگ ہیں جن پر جہنم میں داخل کئے جانے کی بات ثابت ہو چکی ہے اور یہ اپنے رب کے احکام سے سرکشی کرنے اور رسولوں کو جھٹلانے والے جنوں اور انسانوں کے ان گروہوں میں شامل ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں، بیشک وہ ہدایت کے بدلے گمراہی اور نعمتوں کے بدلے عذاب کو اختیار کر کے نقصان اٹھانے والے تھے۔^(۱)

ترجمہ کنزالعرفان: ان کا فراموشی اور اپنے مومن والدین کے ساتھ نہ ہوگی

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن کافر اولاد اپنے مومن ماں باپ کے ساتھ نہ ہوگی بلکہ کفار کے ساتھ ہوگی، کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ یہ اولاد پچھلے جن و انس کفار میں شامل ہوگی۔ قیامت میں ایمانی رشتہ معتبر ہوگا نہ کہ محض خونی رشتہ، جیسے کنعان اگرچہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نسبی بیٹا تھا مگر با کفار کے ساتھ، انہیں کے ساتھ ہلاک ہوا اور انہیں کے ساتھ جہنم میں جائے گا کیونکہ اس نے ایمان قبول نہیں کیا تھا۔ یاد رہے کہ مومن اولاد اور مومن والدین کو ایک دوسرے سے فائدہ پہنچے گا۔ والدین کے نیک اعمال سے ان کی اولاد کو فائدہ پہنچنے کے بارے میں یہ آیت ملاحظہ ہو، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی (جس) اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان

۱.....روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۱۸، ۴۷/۸، تفسیر طبری، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۱۸، ۲۸۸/۱۱، ملقطاً.

(۱) مِّنْ شَيْءٍ

کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور اُن (والدین) کے عمل میں کچھ کمی نہ کریں گے۔

اولاد کے نیک اعمال سے ان کے والدین کو فائدہ پہنچنے کے بارے میں یہ حدیث ملاحظہ ہو۔ حضرت معاذ جہنی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو قرآن پڑھے اور اس کے احکام پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے اچھی ہوگی جو دنیا میں تمہارے گھروں میں چمکتا ہے، تو خود اس شخص کے بارے تمہارا کیا خیال ہے جس نے اس پر عمل کیا۔“ (۲)

وَلِكُلِّ دَرَجَتٍ مِّنْ عَمَلُوۡا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾

توجہ کنز الایمان: اور ہر ایک کے لیے اپنے عمل کے درجے ہیں اور تاکہ اللہ ان کے کام انہیں پورے بھر دے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور سب کے لیے ان کے اعمال کے سبب درجات ہیں اور تاکہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔

﴿وَلِكُلِّ دَرَجَتٍ مِّنْ عَمَلُوۡا ۚ﴾ اور سب کے لیے ان کے اعمال کے سبب درجات ہیں۔ ﴿یعنی مومن اور کافر میں سے ہر ایک کے لئے قیامت کے دن منازل اور مراتب ہیں اور یہ ان کے دنیا میں کئے ہوئے اچھے اور برے اعمال کے سبب ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کی فرمانبرداری اور کافروں کو ان کی نافرمانی کی پوری جزا دے کیونکہ قیامت کے دن کسی پر زیادتی نہیں ہوگی۔﴾ (۳)

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ۗ اَذُہِبَتْۢمُ طَيِّبَتُكُمۡ فِی حَیَاتِكُمۡ

①..... طور: ۲۱.

②..... ابو داؤد، کتاب الوتر، باب فی ثواب قراءۃ القرآن، ۱۰۰/۲، الحدیث: ۱۴۵۳.

③..... جلالین، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۱۹، ص ۴۱۷، البحر المحیط، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۱۹، ۶۲/۸، ملتقطاً.

الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا
كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ وَمَا كُنْتُمْ تَقْسُقُونَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن کافر آگ پر پیش کیے جائیں گے اُن سے فرمایا جائے گا تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا سزا اس کی کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور سزا اس کی کہ حکم عدولی کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جس دن کافر آگ پر پیش کیے جائیں گے (تو کہا جائے گا) تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے تو آج تمہیں ذلت کے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور اس لیے کہ تم نافرمانی کرتے تھے۔

﴿وَالْيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ﴾ اور جس دن کافر آگ پر پیش کیے جائیں گے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ جس دن کافر جہنم کی آگ پر پیش کیے جائیں گے تو اس وقت ان سے فرمایا جائے گا: تم لذتوں میں مشغول ہو کر اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے، اس لئے یہاں آخرت میں تمہارا کوئی حصہ باقی نہ رہا جسے تم لے سکو، تو تم جو دنیا میں ایمان قبول کرنے سے ناحق تکبر کرتے تھے اور احکامات کو ترک کر کے اور ممنوعات کا ارتکاب کر کے نافرمانی کیا کرتے تھے اس کے بدلے میں آج تمہیں ذلیل اور رسوا کر دینے والا عذاب دیا جائے گا۔^(۱)

انگریزی قرآن میں انسان کی خاطر نبی ﷺ کی زندگی کو رک کر دینا

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دُنیوی لذتوں اور عیش و عشرت کو اختیار کرنے پر کفار کی مذمت اور انہیں ملامت فرمائی ہے، اسی لئے رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور امت کے دیگر

۱..... صاوی، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۲۰، ۱۹۳۹/۵-۱۹۴۰، روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۲۰، ۴۷۹/۸، ملقطاً.

نیک لوگ دنیا کے عیش و عشرت اور اس کی لذتوں سے کنارہ کش رہتے تھے اور زہد و قناعت والی زندگی گزارنے کو ترجیح دیتے تھے تاکہ آخرت میں ان کا ثواب زیادہ ہو۔^(۱) یہاں اسی سے متعلق دو روایات ملاحظہ ہوں:

(۱)..... حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میں نے کاشائہ اقدس میں دیکھا تو خدا کی قسم! مجھے تین کھالوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا، میں نے رسول کریم صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں عرض کی: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے آپ کی امت پر وسعت فرمائے کیونکہ اس نے ایران اور روم کے لئے وسعت کر کے انہیں دنیا عطا فرمائی ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے۔ حضور اقدس صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اے ابن خطاب! کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے حصے کی پاک چیزیں دنیا میں ہی جلد دے دی گئی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، میرے لئے مغفرت کی دعا فرما دیجئے۔“^(۲)

(۲)..... حضرت سالم بن عبد اللہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی قسم! ہمیں بھی زندگی کی لذتیں حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے اور ہم بھی یہ حکم دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے لئے چھوٹی بکری بھونی جائے، میدے کی روٹی اور مشکیزے میں نبیذ بنائی جائے، یہاں تک کہ جب گوشت چکور (یعنی تیر کی مثل پہاڑی پرندے کے گوشت) کی طرح (نرم) ہو جائے تو اسے کھائیں اور نبیذ پیئیں، لیکن (ہم) ایسا نہیں کرتے بلکہ) ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ پاکیزہ چیزوں کو آخرت کے لئے بچالیں کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سن رکھا ہے:

أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا

ترجمہ کنز العرفان: تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا

ہی کی زندگی میں فنا کر چکے۔^(۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اخروی ثواب میں اضافے کی خاطر دنیا کی لذتوں اور اس کے عیش و عشرت کو ترک کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

①..... الوسيط، الاحقاف، تحت الآية: ۲۰، ۴/۱۱۰.

②..... بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب الغرفة والعلية... الخ، ۱۳۳/۲، الحديث: ۲۴۶۸.

③..... حلية الاولياء، عمر بن الخطاب، ۸۵/۱، الحديث: ۱۱۸.

”محمد اور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دنیا سے کنارہ کشی

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہر چیز کے مالک ہیں اور آپ جیسی چاہتے ویسی شاہانہ زندگی بسر فرما سکتے تھے لیکن آپ نے اس زندگی پر قدرت و اختیار کے باوجود ہدو قناعت سے بھرپور اور دنیا کے عیش و عشرت سے دور رہتے ہوئے زندگی بسر فرمائی اور آپ کی صحبت سے فیض یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اسی طرح زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی، یہاں ان کی زاہدانہ زندگی کے مزید 6 واقعات ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ معاملہ پیش فرمایا کہ میرے لیے مکہ کی وادی سونے کی بنادے، میں نے عرض کی: اے میرے رب! (عزوجل) نہیں، میں ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا، پھر جب میں بھوکا رہوں گا تو تجھ سے فریاد کروں گا اور تجھے یاد کروں گا اور جب میں سیر ہو کر کھاؤں گا تو میں تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری حمد کروں گا۔“ (1)

(2)..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پورا پورا مہینہ گزر جاتا تھا مگر گھر میں آگ نہ جلتی تھی، محض چند کھجوروں اور پانی پر گزارہ کیا جاتا تھا۔ (2)

(3)..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (جو کی) روٹی کا ایک ٹکڑا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یہ پہلا کھانا ہے جو تین دن کے بعد تمہارے والد کے منہ میں داخل ہوا ہے۔“ (3)

(4)..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت نے کبھی جو کی روٹی بھی دو دن متواتر نہ کھائی۔ (4)

(5)..... حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر آپ کو پیٹ پر بندھے ہوئے پتھر دکھائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

①.....ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی الکفاف والصبر علیہ، ۱۵۵/۴، الحدیث: ۲۳۵۴.

②.....بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ۲۳۶/۴، الحدیث: ۶۴۵۸.

③.....معجم الکبیر، ومما اسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ۲۵۸/۱، الحدیث: ۷۵۰.

④.....مسلم، کتاب الزہد والرقائق، ص ۱۵۸۸، الحدیث: ۲۲ (۲۹۷۰).

وَسَلَّمَ نے اپنے پیٹ پر بندھے ہوئے دو پتھر دکھائے۔^(۱)

(6)..... جب حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مَلِكِ شام میں گئے تو ان کے لیے ایسا لذیذ کھانا تیار کیا گیا کہ اس سے پہلے اتنا لذیذ کھانا دیکھا نہیں گیا تھا، حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: یہ کھانا ہمارے لئے ہے تو ان محتاج مسلمانوں کے لیے کیا تھا جو اس حال میں فوت ہو گئے کہ انہوں نے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی؟ حضرت خالد بن ولید رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی: ان کے لیے جنت ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور آپ نے فرمایا: کاش! ہمارے لیے دنیا کا حصہ چند کڑیاں ہوتیں، وہ محتاج مسلمان اپنے حصے میں جنت لے گئے، ہم میں اور ان میں بہت فرق ہے۔^(۲)

کائنات کی ان مقدّس ہستیوں کے زُہد و قناعت کا صدقہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی زہد و قناعت کی عظیم دولت عطا فرمائے، آمین۔

نفس کو دیکھ کر کھلی پھٹنی ہوئی چاہے نہ ہر حال میں اس کی پیروی کی جائے

امام محمد غزالی رَحِمَهُ اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ بَرَکَاتُ دین کے زُہد و قناعت اور دُنیوی لذتوں سے کنارہ کشی کے واقعات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ نفس کو جائز خواہشات کے لئے بھی کھلی چھٹی نہیں دینی چاہئے اور نہ ہی یہ ہونا چاہئے کہ اس کی ہر حال میں پیروی کی جائے، بندہ جس قدر خواہشات کو پورا کرتا ہے اسی قدر اسے اس بات کا ڈر بھی ہونا چاہئے کہ کہیں قیامت کے دن اس سے یہ نہ کہہ دیا جائے:

أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَتَكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ
تَرْجَبُهُ كُنُزُ الْعَرْفَانِ: تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا
ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے۔
اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا

اور جس قدر بندہ اپنے نفس کو مجاہدات میں ڈالے گا اور خواہش کو چھوڑے گا اسی قدر آخرت میں من پسند چیزوں سے نفع اٹھائے گا۔^(۳)



①.....ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی معیشتہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۶۴/۴، الحدیث: ۲۳۷۸.

②.....قرطبی، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۲۰، ۱۴۶/۸، الجزء السادس عشر.

③.....احیاء علوم الدین، کتاب کسر الشهوات، بیان طریق الریاضۃ فی کسر الشهوات البطن، ۱۱۸/۳.

اللہ تعالیٰ کی رضا کرنا، لذیذ چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی مذموم اور غیر مذموم چیزیں

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی لذیذ اور پسندیدہ حلال چیزوں کو حاصل کرنا اور ان سے نفع اٹھانا گناہ نہیں کیونکہ شریعت میں حلال اور طیب چیز کے حصول اور اس سے نفع اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے اور نہ ہی ان چیزوں کا استعمال جائز اور حلال سمجھتے ہوئے انہیں ترک کرنا قابلِ مذمت ہے بلکہ مذموم یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائے اور ان کا شکر ادا نہ کرے، یا حرام ذریعے سے حاصل کر کے انہیں استعمال کرے، یا حلال چیزوں کی بجائے حرام چیزوں سے فائدہ اٹھائے، لہذا بعض بزرگانِ دین کا حلال و طیب، لذیذ اور عمدہ چیزوں کو استعمال کرنا مذموم نہیں کیونکہ وہ شریعت کی دی ہوئی اجازت پر عمل کر رہے ہوتے ہیں، اسی طرح بعض بزرگانِ دین کا ان چیزوں کے استعمال سے گریز کرنا بھی مذموم نہیں کیونکہ وہ ان کے ساتھ حرام جیسا سلوک نہیں کرتے بلکہ ان کا استعمال جائز و حلال سمجھتے ہوئے اپنے نفس کی اصلاح کے لئے ایسا کرتے ہیں، البتہ ان لوگوں کا طرزِ عمل ضرور مذموم ہے جو اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں سے فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام قرار دیتے ہوئے ان سے بچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تَرْجُمَةُ كُنُزِ الْعِرْفَانِ: اے لوگو! جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے راستوں پر نہ چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا حکم دے گا اور یہ (حکم دے گا) کہ تم اللہ کے بارے میں وہ کچھ کہو جو خود تمہیں معلوم نہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۚ إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (۱)

اور ارشاد فرمایا:

تَرْجُمَةُ كُنُزِ الْعِرْفَانِ: اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی ستمری چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (۲)

①..... بقرہ: ۱۶۸، ۱۶۹۔

②..... بقرہ: ۱۷۲۔

اور ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحَرَّمُوا طَيِّبَاتِ مَا
أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِينَ ﴿٥٤﴾ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ حَلَالًا
طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ (1)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں کو
حرام نہ قرار دو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال فرمایا ہے
اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو ناپسند
فرماتا ہے۔ اور جو کچھ تمہیں اللہ نے حلال پاکیزہ رزق دیا ہے
اس میں سے کھاؤ اور اس اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھنے
والے ہو۔

اور ارشاد فرمایا:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَ
الطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ
كَذَلِكَ نَفْصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (2)

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: اللہ کی اس زینت کو کس نے
حرام کیا جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمائی ہے؟ اور
پاکیزہ رزق کو (کس نے حرام کیا؟) تم فرماؤ: یہ دنیا میں ایمان
والوں کے لئے ہے، قیامت میں تو خاص انہی کے لئے ہوگا۔
ہم اسی طرح علم والوں کے لئے تفصیل سے آیات بیان
کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کے احکام اور مقاصد کو سمجھنے اور اعتدال کی راہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے امین۔

وَاذْكُرْ أَهْلَ عَادٍ ۖ إِذْ أَنْذَرْنَاهُمْ بِأَلْحَقَافٍ وَقَدْ خَلَّتِ النُّذُرُ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ ۖ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنِّي أَخَافُ

1..... مائدہ: ۸۷، ۸۸.

2..... اعراف: ۳۲.

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۲۱) قَالُوا أَجِئْنَا لِنَتَّفِكَنَا عَنْ الْهِتَانِ
فَاتَّبَعْنَا بَعْدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۲۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور یاد کرو عذاب کے ہم قوم کو جب اس نے ان کو سرزمینِ اَحْقَاف میں ڈرایا اور بیشک اس سے پہلے
ڈرسانے والے گزر چکے اور اس کے بعد آئے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بیشک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب
کا اندیشہ ہے۔ بولے کیا تم اس لیے آئے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو تو ہم پر لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دیتے ہو
اگر تم سچے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور عذاب کے ہم قوم کو یاد کرو جب اس نے اپنی قوم کو سرزمینِ اَحْقَاف میں ڈرایا اور بیشک اس سے
پہلے اور اس کے بعد کئی ڈرسانے والے گزر چکے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، بیشک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے
عذاب کا ڈر ہے۔ انہوں نے کہا: کیا تم اس لیے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو، اگر تم سچے ہو تو ہم پر لے
آؤ جس کی تم ہمیں وعیدیں سناتے ہو۔

﴿وَإِذْ كُنَّا أَحْقَافًا﴾: اور عذاب کے ہم قوم کو یاد کرو۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیات میں توحید اور نبوت کو ثابت کرنے کے لئے
مختلف دلائل بیان کئے گئے اور کفارِ مکہ کا حال یہ تھا کہ وہ دُنیوی لذتوں میں ڈوبے ہوئے اور انہیں حاصل کرنے میں
مشغول ہونے کی بنا پر ان دلائل سے منہ پھیرتے اور ان کی طرف کوئی توجہ نہ کیا کرتے تھے، اس لئے یہاں سے قومِ عاد
کے بارے میں بیان کیا گیا کہ وہ مال، قوت اور وجاہت میں کفارِ مکہ سے بڑھ کر تھے اور جب وہ اپنے کفر و سرکشی پر قائم
رہے تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان پر عذابِ مُسَلِّط کر دیا۔ اس واقعے کو ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ کفارِ مکہ اس
سے عبرت پکڑیں اور اپنے غرور و تکبر کو چھوڑ کر دینِ اسلام کو قبول کر لیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہ
تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کفارِ مکہ کے سامنے حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا وہ واقعہ بیان کریں جب انہوں نے اَحْقَاف
کی سرزمین میں بسنے والی اپنی قوم کو ایمان نہ لانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور یہ ایسی لازمی اور

صحیح بات ہے کہ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے اور ان کے بعد بہت سے عذاب الہی کا ڈر سنانے والے پیغمبر گزر چکے ہیں۔ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، بیشک مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہارے شرک اور توحید سے اعراض کرنے کی وجہ سے تم پر ایک بڑے دن کا عذاب نہ آجائے۔ (اگر تم اس سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آؤ اور صرف اسی کی عبادت کرو۔) (۱)

﴿قَالُوا: انہوں نے کہا۔﴾ قوم نے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب دیا: کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم سے ہمارے بتوں کی پوجا چھڑا کر ہمیں اپنے دین کی طرف پھیر دو، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اور تم نے ہمیں جو عذاب کی وعید سنائی ہے، اس میں اگر تم سچے ہو تو ہم پر وہ عذاب لے آؤ۔ (۲)

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُمْ مَا أُمِّرْتُ بِهِ وَلَكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اس نے فرمایا اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے میں تو تمہیں اپنے رب کے پیام پہنچاتا ہوں ہاں ہاں میری دانست میں تم نے جاہل لوگ ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: فرمایا: علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور میں تمہیں اسی چیز کی تبلیغ کرتا ہوں جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے لیکن میں تمہیں ایک جاہل قوم سمجھتا ہوں۔

﴿قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ﴾ فرمایا: علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔ ﴿حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کے جواب میں ارشاد فرمایا: عذاب نازل ہونے کا وقت مجھے معلوم نہیں کیونکہ اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور جب عذاب کا مقررہ وقت آئے گا تو وہی اسے نازل فرمائے گا اور میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اس معاملے میں کوئی دخل دوں بلکہ میری

①.....تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۲۱، ۲۴/۱۰، روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۲۱، ۴۸۰/۸-۴۸۱، ملقطاً.

②.....روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۲۲، ۴۸۱/۸.

ذمہ داری یہ ہے کہ مجھے جو احکام دے کر بھیجا گیا ہے وہ تم تک پہنچا دوں، اس لئے تمہیں تبلیغ کر کے میں تو اپنی ذمہ داری پوری کر رہا ہوں لیکن تم میرے حساب سے جاہل لوگ ہو کیونکہ تم اس چیز کا مطالبہ کر رہے ہو جو میرے دائرہ اختیار میں ہے ہی نہیں (اور یہ بھی تمہاری جہالت ہے کہ ایک طرف توحید کا انکار کر رہے ہو اور دوسری طرف اپنے ہی منہ سے مصیبت و بلا مانگ رہے ہو)۔ (۱)

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ^۱ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مِّمَّنْ رَنَا^ط
بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ^ط رَیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ أَلِیْمٌ^{۲۳}

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے عذاب کو دیکھا بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا ان کی وادیوں کی طرف آتا ہوا لے یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب انہوں نے اسے (یعنی عذاب کو) بادل کی صورت میں پھیلا ہوا اپنی وادیوں کی طرف آتا ہوا دیکھا تو کہنے لگے: یہ ہمیں بارش دینے والا بادل ہے۔ (کہا گیا کہ نہیں) بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم نے جلدی مچائی تھی، یہ ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔

﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ﴾ جب قوم عاد نے کسی طرح حق کو قبول نہ کیا تو ان سے جس عذاب کا وعدہ کیا گیا تھا وہ آگیا، اس کی صورت یہ ہوئی کہ کچھ عرصہ ان کے علاقوں میں بارش نہ ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک سیاہ بادل چلایا جس میں ان پر آنے والا عذاب تھا اور جب انہوں نے عذاب کو بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو وہ لوگ خوش ہو گئے اور کہنے لگے: یہ ہمیں بارش دینے والا بادل ہے۔ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: یہ برسنے والا بادل نہیں ہے بلکہ یہ تو وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی

۱.....روح البیان، الاحقاف، تحت الآية: ۲۳، ۴۸۱/۸.

مچار ہے تھے، اس بادل میں ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔^(۱)

تُدْمِرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَى إِلَّا مَسْكِنُهُمْ^ط كَذَلِكَ
نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿۲۵﴾

توحید کنزالایمان: ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے اپنے رب کے حکم سے تو صبح رہ گئے کہ نظر نہ آتے تھے مگر ان کے سونے مکان ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں مجرموں کو۔

توحید کنز العرفان: یہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر دیتی ہے تو صبح کو ان کی ایسی حالت تھی کہ ان کے خالی مکان ہی نظر آ رہے تھے۔ ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

﴿تُدْمِرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا﴾: اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر دیتی ہے۔ یعنی اس آندھی کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے رب عزوجل کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر دیتی ہے، چنانچہ اس آندھی کے عذاب نے قوم عاد کے مردوں، عورتوں، چھوٹوں، بڑوں سب کو ہلاک کر دیا، ان کے اموال آسمان وزمین کے درمیان اڑتے پھرتے تھے اور ان کی چیزیں پارہ پارہ ہو گئیں اور صبح کے وقت ایسی حالت تھی کہ وہاں ان کے خالی مکان ہی نظر آ رہے تھے۔ آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں جیسی ہم نے قوم عاد کو دی، اس لئے کفار مکہ کو بھی اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ اپنے کفر و عناد پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ ان پر بھی قوم عاد جیسی آندھی بھیج سکتا ہے۔^(۲)

وَلَقَدْ مَكَّنَّهُمْ فِيبَا إِنْ مَكَّنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَبْعًا وَابْصَارًا وَ
أَفِدَةً^ط فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَبْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفِدَتُهُمْ مِنْ

①.....تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآیة: ۲۴، ۲۵/۱۰، روح البیان، الاحقاف، تحت الآیة: ۲۴، ۴۸۲/۸، مدارك، الاحقاف، تحت الآیة: ۲۴، ص ۱۱۲۸-۱۱۲۹، ملئقطاً.

②.....جالین، الاحقاف، تحت الآیة: ۲۵، ص ۴۱۸، روح البیان، الاحقاف، تحت الآیة: ۲۵، ۴۸۳-۴۸۲/۸، ملئقطاً.

شَيْءٍ اِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے انہیں وہ مقدور دیئے تھے جو تم کو نہ دیئے اور ان کے لیے کان اور آنکھ اور دل بنائے تو ان کے کان اور آنکھیں اور دل کچھ کام نہ آئے جبکہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور انہیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کی ہنسی بناتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے ان کو ان چیزوں میں قدرت دی تھی جن میں (اے اہل مکہ) تمہیں قدرت نہیں دی اور ان کے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے دل ان کے کچھ کام نہ آئے جبکہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور انہیں اس عذاب نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

﴿وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا اِنْ مَكَّنَّاكُمْ فِيهِ﴾ اور بیشک ہم نے ان کو ان چیزوں میں قدرت دی تھی جن میں تمہیں قدرت نہیں دی۔ ﴿كُفَّارًا مَّكَوْذًا﴾ بعد یہاں سے قوم عاد کی ان پر برتری بیان کر کے انہیں نصیحت کی جا رہی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا گیا: اے اہل مکہ! بیشک ہم نے قوم عاد کو ان چیزوں میں قدرت دی تھی جن میں تمہیں قدرت نہیں دی، جیسے وہ جسمانی قوت، مال کی کثرت اور عمر لمبی ہونے میں تم سے زیادہ تھے، لیکن اس قوت کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات نہ پاسکے تو پھر غور کرو کہ تمہارا کیا حال ہوگا؟ مزید یہ کہ ہم نے قوم عاد پر نعمتوں کے دروازے کھولے، انہیں کان، آنکھیں اور دل عطا کئے تاکہ وہ ان اعضاء کو دین کے کام میں لائیں مگر انہوں نے ان خداداد نعمتوں سے دین کا کام ہی نہیں لیا بلکہ ان کے ذریعے صرف دنیا اور اس کی لذتیں طلب کرنے میں لگے رہے، تو ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے میں ان کے کچھ کام نہ آئے اور وہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اس لئے انہیں اس عذاب نے گھیر لیا جس کے جلد نازل ہونے کا مطالبہ کر کے وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے، تو اے اہل مکہ! جب قوم عاد نے اپنی دنیا پر غور کیا اور حجت و دلیل کو قبول کرنے سے اعراض کیا تو ان پر

اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو گیا اور ان کی قوت و کثرت ان کے کچھ کام نہ آئی اور تم تو ان کے مقابلے میں کمزور اور عاجز ہو اس لئے تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔^(۱)

وَلَقَدْ أَهَلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرَىٰ وَصَرَفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُونَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصْرُهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا
إِلَٰهَةً ۖ بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ ۚ وَذَٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے ہلاک کر دیں تمہارے آس پاس کی بستیاں اور طرح طرح کی نشانیاں لائے کہ وہ باز آئیں۔ تو کیوں نہ مدد کی ان کی جن کو انہوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کو خدا ٹھہرا رکھا تھا بلکہ وہ ان سے گم گئے اور یہ ان کا بہتان و افترا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (اے اہل مکہ!) بیشک ہم نے تمہارے آس پاس کی بستیوں کو ہلاک کر دیا اور بار بار نشانیاں لائے تاکہ وہ باز آجائیں۔ تو جن بتوں کو قرب حاصل کرنے کیلئے اللہ کے سوا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کافروں کی مدد کیوں نہیں کی بلکہ وہ ان سے گم گئے اور یہ ان کا بہتان تھا اور جو وہ گھڑتے رہتے تھے۔

﴿وَلَقَدْ أَهَلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرَىٰ﴾ اور بیشک ہم نے تمہارے آس پاس کی بستیوں کو ہلاک کر دیا۔ ﴿یہاں سے قوم عاد اور ثمود وغیرہ کی اجڑی ہوئی بستیوں، ان کی تباہی اور ان میں رہنے والوں کی ہلاکت کے سبب کی طرف اشارہ کر کے کفار مکہ کو تنبیہ کی جا رہی ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے اہل مکہ! تمہارے آس پاس عاد اور ثمود وغیرہ کی اجڑی ہوئی بستیاں موجود ہیں اور جب تم یمن اور شام کا سفر کرتے ہو تو راستے میں ان تباہ شدہ بستیوں کو دیکھتے ہو، کبھی تم نے ان کی تباہی و بربادی کا سبب تلاش کیا ہے کہ آخر کس وجہ سے وہ بستیاں تباہ ہو گئیں

①.....حازن، الاحقاف، تحت الآية: ۲۶، ۴/ ۱۲۸-۱۲۹، روح البیان، الاحقاف، تحت الآية: ۲۶، ۸/ ۴۸۳-۴۸۴، تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآية: ۲۶، ۱۰/ ۲۶، ملقطاً.

اور ان میں بسنے والے لوگ تم سے زیادہ طاقتور اور مالدار ہونے کے باوجود ہلاک ہو کر عبرت کا نشان بن گئے؟ تو سنو! ان کی تباہی و بربادی اور ہلاکت کی وجہ یہ تھی کہ جب وہاں کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے، صرف اسی کی عبادت کرنے اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی تو ان لوگوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور ان کی ہٹ دھرمی کا حال یہ تھا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیت اور اپنی صداقت پر دلالت کرنے والی نشانیاں بار بار پیش کیں، سابقہ امتوں کی بربادی کے عبرت ناک واقعات ان کے سامنے بیان کئے تاکہ وہ اپنے کفر اور معصیت سے باز آجائیں، لیکن وہ کسی صورت اس سے باز نہ آئے اور کفر و معصیت ہی کو اختیار کیا تو اس کی وجہ سے ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے عذاب سے ہلاک کر دیا، تو اب تم بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن بتوں کو ان کافروں نے اپنا معبود بنا رکھا تھا اور ان کے بارے میں یہ کہتے تھے کہ ان بتوں کو پوجنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، اُن بتوں نے ان کافروں کی مدد کیوں نہیں کی اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کیوں نہیں بچایا؟ بلکہ اس وقت تو یوں ہوا کہ ان بتوں کا عاجز اور بے بس ہونا پوری طرح ظاہر ہو گیا اور عذاب نازل ہوتے وقت وہ ان کے کچھ کام نہ آئے اور یاد رکھو کہ وہ جو بتوں کو اپنا معبود کہتے اور بت پرستی کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ٹھہراتے تھے، یہ ان کا بہتان اور افتراء تھا، حقیقت میں ایسا ہرگز نہیں ہے، لہذا اب تم بھی اپنے حال پر غور کر لو اور اپنے طرزِ عمل کو درست کر لو ورنہ تمہارا انجام بھی ان کی طرح ہوگا۔

جہالت کی انجمن

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو اپنا شفیع، مددگار اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونے کا ذریعہ سمجھنا کفر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے مددگار اور شفیع ماننا اور انہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونے کا ذریعہ سمجھنا عین ایمان ہے، جیسے بت کی طرف سجدہ کرنا کفر ہے اور کعبہ کی طرف سجدہ کرنا ایمان ہے، لہذا اس عظیم فرق کو پس پشت ڈال کر یہ آیت اللہ تعالیٰ کے کسی نبی علیہ السلام اور ولی پر چسپاں کرنا اور اسے ان کے اللہ تعالیٰ کی عطا سے مددگار اور شفیع نہ ہونے کی دلیل بنانا جہالت کی انتہاء ہے۔

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا

حَضَرُوا قَالُوا اَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ ۝۲۹
 قَالُوا يَاقَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا لِّمَا
 بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي اِلَى الْحَقِّ وَ اِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۳۰ يَاقَوْمَنَا
 اَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَ اِمْنُوا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيَجْرِمْ مِّنْ
 عَذَابِ اَلِيمٍ ۝۳۱ وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِعُجْزٍ فِى الْاَرْضِ
 وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهٖ اَوْلِيَاءُ ۝۳۲ اُولَٰئِكَ فِى ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۲

ترجمہ کنزالایمان: اور جبکہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو پھر جب پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف ڈرنا تے پلٹے۔ بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی کہ موسیٰ کے بعد اتاری گئی اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی حق اور سیدھی راہ دکھاتی۔ اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔ اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (اے حبیب! یاد کرو) جب ہم نے تمہاری طرف جنوں کی ایک جماعت پھیری جو کان لگا کر قرآن سنتی تھی پھر جب وہ نبی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو کہنے لگے: خاموش رہو (اور سنو) پھر جب تلاوت ختم ہو گئی تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈراتے ہوئے پلٹ گئے۔ کہنے لگے: اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے وہ پہلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہے، حق اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے

ہماری قوم! اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ وہ تمہارے گناہوں میں سے بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے گا۔ اور جو اللہ کے بلانے والے کی بات نہ مانے تو وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں ہے اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ:﴾ اور جب ہم نے تمہاری طرف جنوں کی ایک جماعت پھیری۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیات میں کفار مکہ کے سامنے سابقہ امتوں کے حالات اور ان کا انجام بیان ہوا اور اب یہاں سے ان کے سامنے جنوں کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کر کے انہیں شرم و عار دلائی جا رہی ہے چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کفار مکہ کے سامنے اس وقت کا واقعہ بیان کیجئے جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف بھیج دیا جس کا حال یہ تھا کہ وہ غور سے قرآن سنتی تھی، پھر جب وہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپس میں کہنے لگے: خاموش رہو تاکہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قراءت اچھی طرح سن لیں، پھر جب تلاوت ختم ہو گئی تو وہ جنات رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لا کر آپ کے حکم سے اپنی قوم کی طرف ایمان کی دعوت دینے گئے اور انہیں ایمان نہ لانے اور رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخالفت سے ڈرایا، چنانچہ انہوں نے کہا: اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب قرآن شریف سنی ہے جو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد نازل کی گئی ہے اور اس کی شان یہ ہے کہ وہ پہلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہے، حق اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ تعالیٰ کے منادی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بات مانو اور ان پر ایمان لاؤ، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تمہارے اسلام قبول کرنے سے پہلے کے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے گا اور یاد رکھو! جو اللہ تعالیٰ کے بلانے والے کی بات نہ مانے گا تو وہ زمین میں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتا اور اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں ہے جو اسے عذاب سے بچاسکے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منادی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بات نہ مانیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں کیونکہ جب ان کی صداقت پر مضبوط دلائل قائم ہیں تو ان کی بات نہ ماننا ایسی گمراہی ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس واقعے کو سن کر

کفار مکہ کو غور کرنا چاہئے کہ ان کی زبان وہی ہے جس میں قرآن نازل ہوا اور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تعلق بھی انسانوں سے ہے جبکہ جنّت نہ تو رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہم زبان ہیں اور نہ آپ کی جنس سے انسان اور بشر ہیں، جب وہ قرآن مجید کی آیات سن کر سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لے آئے ہیں تو کفار مکہ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ وہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے قرآن کریم سن کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت اور قرآن مجید کے اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے پر ایمان لائیں۔^(۱)

سورہ الاحقاف کی آیت نمبر ۲۹-۳۲ سے تعلق ۱۵۵

مفسرین نے ان آیات کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کے لئے کثیر کلام فرمایا ہے، یہاں اس میں سے 5 باتیں ملاحظہ ہوں،

- (۱)..... آیت نمبر ۲۹ میں لفظ ”نَقَرُ“ مذکور ہے، مشہور قول کے مطابق اس کا اطلاق تین سے لے کر دس تک افراد پر ہوتا ہے اور جنوں کی جو جماعت حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں بھیجی گئی اس کی تعداد کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ وہ سات جنّت پر اور ایک قول یہ ہے کہ وہ نو جنّت پر مشتمل تھی۔^(۲)
- (۲)..... ان جنّت کا تعلق کس علاقے سے تھا اس کے بارے میں بھی ایک قول یہ ہے کہ ان کا تعلق یمن کے علاقے نَصِیبِین سے تھا اور ایک قول یہ ہے کہ ان کا تعلق نَبِیْوٰی سے تھا اور ایک قول یہ ہے کہ وہ جنّت ثَعِیْبَان سے تھے۔^(۳)
- (۳)..... محقق علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن سب کے سب مُکَلَّف ہیں۔^(۴)

(۴)..... آیت نمبر ۳۰ میں ہے کہ جنّت نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ذکر کیا، اس کے بارے میں حضرت عطاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا: چونکہ وہ جنّت دینِ یہودیت پر تھے اس لئے انہوں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ذکر کیا اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی کتاب کا نام نہ لیا، اور بعض مفسرین نے کہا: حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

①..... روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۲۹-۳۲، ۴۸۶/۸-۴۹۰، روح المعانی، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۲۹-۳۲، ۱۳/۱۳-۲۵۹-۲۶۴، ملتقطاً.

②..... روح المعانی، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۲۹، ۱۳/۲۵۹، جلالین مع صاوی، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۲۹، ۱۹۴۳/۵-۱۹۴۴، ملتقطاً.

③..... روح المعانی، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۲۹، ۱۳/۲۶۰.

④..... حازن، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۲۹، ۱۳۱/۴.

کی کتاب کا نام نہ لینے کا باعث یہ ہے کہ اس میں صرف موعظ ہیں، احکام بہت ہی کم ہیں۔ (۱)

(۵)..... آیت نمبر ۳۱ میں بیان ہوا کہ ایمان قبول کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ گناہ بخش دے گا۔ اس میں تفصیل یہ ہے کہ ایمان لانے سے جو گناہ بخشے جائیں گے ان سے مراد وہ گناہ ہیں جن کا تعلق حُقُوقِ اللہ سے ہو اور جو گناہ حُقُوقِ الْعِبَاد سے متعلق ہو گئے وہ (محض ایمان قبول کرنے سے) معاف نہیں ہوں گے (بلکہ ان کی تلافی ضروری ہے)۔ (۲)

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ
يَعْبُدْهُمْ يَخْلُقْ بِقَدْرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۚ بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ ۝۳۳

ترجمہ کنزالایمان: کیا انہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھا قادر ہے کہ مُردے چلائے کیوں نہیں بیشک وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھا، وہ اس بات پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے؟ کیوں نہیں، بیشک وہ ہر شے پر قادر ہے۔

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا﴾: کیا انہوں نے نہیں دیکھا۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں مختلف انداز سے کفار مکہ کو تنبیہ اور نصیحت کی گئی اور اب اس آیت میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرنے والوں کا دلیل کے ساتھ رد کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرنے والوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی سابقہ مثال کے بغیر ابتداء سے آسمان اور زمین جیسی عظیم اور بڑی مخلوق بنادی اور انہیں بنانے میں وہ تھکا نہیں اور جو اللہ تعالیٰ آسمان و زمین بنا سکتا ہے کیا وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں جو کہ زمین و آسمان بنانے سے ظاہر آلوگوں کے اعتبار

①..... بغوی، الاحقاف، تحت الآية: ۳۰، ۱۵۸/۴، ابن کثیر، الاحقاف، تحت الآية: ۳۰، ۲۸۰/۷، ملتقطاً.

②..... ابو سعود، الاحقاف، تحت الآية: ۳۱، ۵۸۱/۵.

سے کہیں آسان ہے، کیوں نہیں، وہ ضرور اس پر قادر ہے۔ اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ممکن شے پر قادر ہے، اور روح کا جسم کے ساتھ تعلق قائم ہونے کو دیکھا جائے تو یہ بھی ممکن ہے کیونکہ اگر یہ ممکن نہ ہوتا تو پہلی بار بھی قائم نہ ہوتا اور جب یہ ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا
بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے ان سے فرمایا جائے گا کیا یہ حق نہیں کہیں گے کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم فرمایا جائے گا تو عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جس دن کافر آگ پر پیش کیے جائیں گے (تو کہا جائے گا) کیا یہ حق نہیں؟ کہیں گے: کیوں نہیں، ہمارے رب کی قسم، اللہ فرمائے گا: تو اپنے کفر کے بدلے عذاب چکھو۔

﴿وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ﴾ اور جس دن کافر آگ پر پیش کیے جائیں گے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں یہ ثابت کیا گیا کہ مردوں کو زندہ کیا جانا حق ہے اور اس آیت میں قیامت کے دن کافروں کے بعض احوال بیان کئے جا رہے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا: جس دن کافر جہنم کی آگ پر پیش کیے جائیں گے تو اس وقت ان سے فرمایا جائے گا: جو عذاب تم دیکھ رہے ہو کیا یہ حق نہیں؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں، ہمارے رب کی قسم! بے شک یہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: (آج یہ اقرار تمہیں عذاب سے نہیں بچائے گا اس لئے اب تم اپنے دنیوی کفر کے بدلے عذاب چکھو۔) (۱)

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ ۚ كَانَتْهُمْ
يَوْمَ يَرُونَ مَا يُوْعَدُونَ ۚ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۚ بَلَدٌ ۚ

۱.....تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآیة: ۳۴، ۳۰/۱۰، روح البیان، الاحقاف، تحت الآیة: ۳۴، ۴۹۳/۸، ملقطاً.

فَهَلْ يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ ۚ

ترجمہ کنز الایمان: تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا اور اُن کے لیے جلدی نہ کرو گویا وہ جس دن دیکھیں گے جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے دنیا میں نہ ٹھہرے تھے مگر دن کی ایک گھڑی بھر یہ پہنچنا ہے تو کون ہلاک کئے جائیں گے مگر بے حکم لوگ۔

ترجمہ کنز العرفان: تو (اے حبیب!) تم صبر کرو جیسے ہمت والے رسولوں نے صبر کیا اور ان کافروں کے لیے جلدی نہ کرو۔ جس دن وہ دیکھیں گے اسے جس کی وعید انہیں سنائی جاتی ہے (تو سمجھیں گے کہ) گویا وہ دنیا میں دن کی صرف ایک گھڑی بھر ٹھہرے تھے۔ یہ ایک تبلیغ ہے تو نافرمان لوگ ہی ہلاک کئے جاتے ہیں۔

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾: تو تم صبر کرو جیسے ہمت والے رسولوں نے صبر کیا۔ ﴿تَوْحِيد، نبوت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کو ثابت کرنے کے بعد یہاں سے سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کفار کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں پر صبر کرنے کی نصیحت کی جا رہی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جب کافروں کا انجام یہ ہے جو ہم نے ذکر کیا تو آپ اپنی قوم کی طرف سے پہنچنے والی ایذا پر ایسے ہی صبر کریں جیسے ہمت والے رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے صبر کیا کیونکہ آپ بھی انہی میں سے ہیں بلکہ ان میں سب سے اعلیٰ ہیں اور ان کافروں کے لیے عذاب طلب کرنے میں جلدی نہ کریں کیونکہ فی الحال اگرچہ انہیں مہلت ملی ہوئی ہے لیکن قیامت کے دن ان (میں سے کفر کی حالت میں مرنے والوں) پر عذاب ضرور نازل ہونے والا ہے، اور جس دن وہ آخرت کے اس عذاب کو دیکھیں گے جس کا انہیں دنیا میں وعدہ دیا جاتا ہے تو اس کی درازی اور دَوَام کے سامنے دنیا میں ٹھہرنے کی مدت کو یہ لوگ بہت قلیل سمجھیں گے اور خیال کریں گے کہ گویا وہ دنیا میں دن کی صرف ایک گھڑی بھر ٹھہرے تھے۔ یہ قرآن اور وہ ہدایت اور روشن نشانیاں جو اس قرآن میں ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ ہے تو عقلمند کو چاہئے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے اور یاد رکھو کہ وہی نافرمان لوگ ہی ہلاک کئے جاتے ہیں جو ایمان اور طاعت

سے خارج ہیں۔ (۱)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یوں تو سبھی انبیاء و مرسلین عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ہمت والے ہیں اور سبھی نے راہِ حق میں آنے والی تکالیف پر صبر و ہمت کا شاندار مظاہرہ کیا ہے البتہ ان کی مقدس جماعت میں سے پانچ رسول ایسے ہیں جن کا راہِ حق میں صبر اور مجاہدہ دیگر انبیاء و مرسلین عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے زیادہ ہے اس لئے انہیں بطورِ خاص ”الْوَالْعَزْمُ رسول“ کہا جاتا ہے اور جب بھی ”الْوَالْعَزْمُ رسول“ کہا جائے تو ان سے یہی پانچوں رسول مراد ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱)..... حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

(۲)..... حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام۔

(۳)..... حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام۔

(۴)..... حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام۔

(۵)..... حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام۔

قرآن مجید میں ان مقدس ہستیوں کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے، جیسا کہ سورہ احزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجبتہ کثر العرفان: اور اے محبوب! یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے اُن کا عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے (عہد لیا) اور ہم نے ان (سب) سے بڑا مضبوط عہد لیا۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ
وَمِنْ نُوحٍ وَاِبْرٰهِيْمَ وَمُوسٰى وَعِيسٰى ابْنِ
مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيثَاقًا عَلِيًّا (۲)

اور سورہ شوریٰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجبتہ کثر العرفان: اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا ہے جس کی اس نے نوح کو تاکید فرمائی اور جس کی

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا
وَالَّذِي اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ اِبْرٰهِيْمَ

①..... تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآیہ: ۳۵، ۳۱-۳۰/۱۰، روح البیان، الاحقاف، تحت الآیہ: ۳۵، ۴۹۴-۴۹۵، ملتقطاً.

②..... احزاب: ۷.

وَمُوسٰى وَعِيسٰى (۱)

ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی اور جس کی ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو تائید فرمائی۔

حضرت علامہ مُلّا علی قاری رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: یہ پانچوں ہی اَلْوَالِ الْعَزْمِ رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر مذکورہ (بالا) دونوں آیتوں میں اکٹھا کر دیا ہے۔ (۲)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: صحیح قول کے مطابق یہ پانچوں ہی اَلْوَالِ الْعَزْمِ رسول ہیں۔ (۳)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: نبیوں کے مختلف درجے ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا و موسیٰ سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں، حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کا ہے، پھر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام، پھر حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کا، ان حضرات کو مُرْسَلِیْنَ اَلْوَالِ الْعَزْمِ کہتے ہیں اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیاء و مرسلین، انس و ملک و جن و جمیع مخلوقات الہی سے افضل ہیں۔ (۴)

سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہر

راہِ حق میں تاجدار رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جتنا ستایا گیا اور جتنی تکلیفیں پہنچائی گئیں اتنی کسی اور کو نہیں پہنچائی گئیں اور صبر کا جیسا مظاہرہ آپ نے فرمایا ویسا اور کوئی نہ کر سکا، جیسا کہ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جتنا میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ڈرایا گیا ہوں اتنا کوئی اور نہیں ڈرایا گیا اور جتنا میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ستایا گیا ہوں اتنا کوئی اور نہیں ستایا گیا۔“ (۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ”اے عائشہ! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا، دنیا (کی زیب و زینت اور عیش) محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ان

①.....شوری: ۱۳۔

②.....مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعة... الخ، الفصل الاول، ۳۷۶/۹، تحت الحديث: ۴۵۷۲۔

③.....مرقاۃ المفاتیح، کتاب الايمان، باب الايمان بالقدر، الفصل الثالث، ۳۳۳/۱، تحت الحديث: ۱۲۲۔

④.....بہار شریعت، حصہ اول، ۵۲۱/۱-۵۲۲۔

⑤.....ترمذی، کتاب صفة القيامة... الخ، ۳۴-باب، ۲۱۳/۴، الحديث: ۲۴۸۰۔

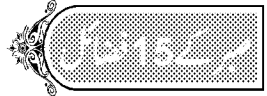
کی آل کے لئے مناسب نہیں، اے عائشہ! رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا، بے شک اللہ تعالیٰ اَلْوَا الْعَزْمُ رسولوں سے یہ پسند فرماتا ہے کہ وہ دنیا کی تکلیفوں پر اور دنیا کی پسندیدہ چیزوں سے صبر کریں، پھر مجھے بھی انہی چیزوں کا مکلف بنانا پسند کیا جن کا انہیں مکلف بنایا، تو ارشاد فرمایا:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ ترجمہ کنز العرفان: (اے حبیب!) تم صبر کرو جیسے ہمت

والے رسولوں نے صبر کیا۔

اور اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے لئے اس کی فرمانبرداری ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے لئے اس کی فرمانبرداری ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ضرور صبر کروں گا جس طرح اَلْوَا الْعَزْمُ رسولوں نے صبر کیا اور قوت تو اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔^(۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: خدا کی قسم! تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی بھی اپنی ذات کے لئے (کسی سے) انتقام نہیں لیا، ہاں جب اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کیا جاتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لیتے تھے۔^(۲)



یہاں آیت میں ہم مسلمانوں کے لئے بھی صبر کرنے کی ترغیب ہے اور اس کی مزید ترغیب حاصل کرنے کے لئے یہاں صبر کرنے کے ۱۵ فضائل ملاحظہ ہوں،

- (۱)..... صبر ایمان کا نصف حصہ ہے۔^(۳)
- (۲)..... صبر ایمان کا ایک ستون ہے۔^(۴)
- (۳)..... بندے کو صبر سے بہتر اور وسیع کوئی چیز نہیں دی گئی۔^(۵)



- ①..... اخلاق النبی لابی شیخ اصہبانی، ذکر محبتہ للتیامن فی جمع افعاله، ص ۱۵۴، الحدیث: ۸۰۶.
- ②..... بخاری، کتاب الحدود، باب اقامة الحدود... الخ، ۳۳۱/۴، الحدیث: ۶۷۸۶.
- ③..... حلیۃ الاولیاء، زید بن الحارث الایامی، ۳۸/۵، الحدیث: ۶۲۳۵.
- ④..... شعب الایمان، باب القول فی زیادة الایمان ونقصانه... الخ، ۷۰/۱، الحدیث: ۳۹.
- ⑤..... مستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورة السجدة، ما رزق عبد خیر لہ... الخ، ۱۸۷/۳، الحدیث: ۳۶۰۵.

- (4)..... اگر صبر کسی مرد کی شکل میں ہوتا تو وہ عزت والا مرد ہوتا۔⁽¹⁾
- (5)..... صبر بہترین سواری ہے۔⁽²⁾
- (6)..... صبر کرنے سے مدد ملتی ہے۔⁽³⁾
- (7)..... صبر کے ساتھ آسانی کا انتظار کرنا عبادت ہے۔⁽⁴⁾
- (8)..... صبر مومن کا ہتھیار ہے۔⁽⁵⁾
- (9)..... آزمائش پر صبر کرنے والوں کے لئے امن ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں میں سے ہیں۔
- (10)..... آنکھیں چلی جانے پر صبر کرنے کی جزاء جنت ہے۔⁽⁶⁾
- (11)..... صبر افضل ترین عمل ہے۔⁽⁷⁾
- (12)..... فتنے کی شدت پر صبر کرنے والے کو قیامت کے دن نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت نصیب ہوگی۔⁽⁸⁾
- (13)..... لوگوں سے میل جول رکھنے والا اور ان کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں پر صبر کرنے والا اُن مسلمانوں سے افضل ہے جو ایسے نہیں ہیں۔⁽⁹⁾
- (14)..... صبر کرنے اور اپنا محاسبہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ حساب کے بغیر جنت میں داخل فرما دے گا۔⁽¹⁰⁾
- (15)..... صبر بھلائیوں کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔⁽¹¹⁾
- اللہ تعالیٰ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صبر کے صدقے ہمیں بھی مصائب و آلام میں صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔



- ①..... حلیۃ الاولیاء، ابو مسعود الموصلی، ۳۲۱/۸، الحدیث: ۱۲۳۵۲۔
- ②..... جامع صغیر، حرف الحاء، فصل فی المحلی بآل... الخ، ۲۳۵/۱، الحدیث: ۳۸۶۸۔
- ③..... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس... الخ، ۶۵۹/۱، الحدیث: ۲۸۰۴۔
- ④..... شعب الایمان، السبعون من شعب الایمان... الخ، فصل فی ذکر ما فی الاوجاع... الخ، ۲۰۴/۷، الحدیث: ۱۰۰۰۳۔
- ⑤..... مسند الفردوس، باب النون، ۲۶۷/۴، الحدیث: ۶۷۸۷۔
- ⑥..... بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره، ۶/۴، الحدیث: ۵۶۵۳۔
- ⑦..... شعب الایمان، السبعون من شعب الایمان... الخ، ۱۲۲/۷، الحدیث: ۹۷۱۰۔
- ⑧..... شعب الایمان، السبعون من شعب الایمان... الخ، ۱۲۴/۷، الحدیث: ۹۷۲۱۔
- ⑨..... ترمذی، کتاب صفة القيامة... الخ، ۵۵-باب، ۲۲۷/۴، الحدیث: ۲۵۱۵۔
- ⑩..... معجم الکبیر، الحکم بن عمیر الثمالی، ۲۱۷/۳، الحدیث: ۳۱۸۶۔
- ⑪..... رسائل ابن ابی دنیا، الصبر، ۲۴/۴، الحدیث: ۱۷۔

سُورَةُ مُحَمَّدٍ

سورہ محمد کا تعارف

مقام نزول

سورہ محمد مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 4 رکوع، 38 آیتیں، 558 کلمے اور 2475 حروف ہیں۔

ترجمہ نام رکشہ کی مشق

اس سورت کی دوسری آیت میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اسم گرامی ”محمد“ ذکر کیا گیا ہے اس مناسبت سے اسے ”سورہ محمد“ کہتے ہیں، نیز اس سورت کا ایک نام ”سورہ قتال“ بھی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں کفار کے ساتھ جہاد کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔

سورہ محمد کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے احکام اور جہاد کرنے کا ثواب بیان کیا گیا ہے، اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں:

(1)..... اس سورت کی ابتداء میں بیان کیا گیا کہ جو کافر دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے جبکہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت پر ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید پر ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی برائیاں مٹا دیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مسلمانوں نے حق کی پیروی کی۔

(2)..... کفار کے ساتھ جنگ کے دوران انہیں قتل کرنے اور کافر قیدیوں کے بارے میں حکم دیا گیا، جنگ کے دوران

شہید ہونے والے مجاہدوں کا ثواب بیان کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے ساتھ جہاد کرنے میں مسلمانوں کی مدد کرنے کی بشارت دی۔

(3)..... کافروں کی رسوائی کی وجہ بیان کی گئی کہ وہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کو ناپسند کرتے ہیں اس لئے رسوا ہوئے ہیں۔

(4)..... کفار مکہ کے سامنے سابقہ لوگوں کا انجام بیان کر کے انہیں بتایا گیا کہ ان کا انجام بھی انہی جیسا ہو سکتا ہے۔

(5)..... پرہیزگار مسلمانوں سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کے اوصاف بیان کئے گئے۔

(6)..... منافقوں کی صفات بیان کی گئیں اور انہیں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان کے چھپے ہوئے بغض اور کینے کو ظاہر فرما دے گا۔

(7)..... اس سورت کے آخر میں دنیوی زندگی کی حقیقت اور بخل کرنے کی مذمت بیان کی گئی۔

سورۃ احقاف کے ساتھ مناسبت

سورۃ محمد کی اپنے سے ماقبل سورت ”احقاف“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورۃ احقاف کی آخری آیت کے اس حصے ”فَهَلْ يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ“ کا سورۃ محمد کی پہلی آیت کے ساتھ ایسا مضبوط رابطہ ہے کہ ان دونوں آیتوں کی تلاوت کے دوران اگر بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھی جائے تو ایسے لگے گا جیسے یہ ایک ہی آیت ہے۔^(۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ اَصْلًا اَعْمَالُهُمْ ۝

①..... تناسق الدرر، سورۃ القتال، ص ۱۱۲۔

ترجمہ کنزالایمان: جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اللہ نے اُن کے عمل برباد کئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا، اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے۔

﴿الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا۔ مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مدینہ منورہ کے ان اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کا انکار کیا۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور ان پر نازل ہونے والی کتاب کے ساتھ کفر کیا، خود بھی اسلام میں داخل نہ ہوئے اور دوسروں کو بھی اسلام قبول کرنے سے روکا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کا وہ ایمان ضائع کر دیا جو یہ لوگ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری سے پہلے پچھلے انبیاء کرام اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر رکھتے تھے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت کفار مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، خود بھی اسلام میں داخل نہ ہوئے اور دوسروں کو بھی اسلام قبول کرنے سے روکا تو انہوں نے کفر کی حالت میں جو بھی نیک اعمال کئے ہوں خواہ بھوکوں کو کھلایا ہو، یا اسیروں کو چھڑایا ہو، یا غریبوں کی مدد کی ہو، یا مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کی عمارت میں کوئی خدمت کی ہو، یہ سب اعمال اللہ تعالیٰ نے برباد کر دیئے اور آخرت میں انہیں ان اعمال کا کچھ ثواب نہیں ملے گا کیونکہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں۔

بعض مفسرین کے نزدیک یہاں کفار مکہ کے وہ افراد مراد ہیں جو اپنے کفر کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی ایمان قبول کرنے سے روکتے تھے اور حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف سازشیں کرتے تھے تو ان کافروں نے سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے جو سازشیں تیار کیں، مکر سوچے اور حیلے بنائے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے وہ تمام کام باطل کر دیئے اور ان کے مقابلے میں اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدد و نصرت فرمائی اور ان کے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دیا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اس آیت کا تعلق سورہ احقاف کی آخری آیت کے ساتھ ہے، اُس کے آخر میں ارشاد فرمایا

گیا کہ ”نافرمان لوگ ہی ہلاک کئے جاتے ہیں“ اس پر گویا یہ سوال پیدا ہوا کہ نافرمان لوگوں کو کیسے ہلاک کیا جاتا ہے حالانکہ وہ تو نیک اعمال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ کسی کا نیک عمل ضائع نہیں فرماتا اگرچہ وہ رائی کے دانے کے برابر ہو؟ اس کے جواب میں یہاں ارشاد فرمایا گیا کہ نافرمان وہ لوگ ہیں جو خود اسلام میں داخل نہ ہوئے اور دوسروں کو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے روکا، (اور یہ اس طرح ہلاک ہوئے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام نیک اعمال برباد کر دیئے اور آخرت میں ان انہیں ان اعمال کا کچھ ثواب نہیں ملے گا کیونکہ ایمان کے بغیر کوئی نیک عمل مقبول نہیں۔^(۱)

نیک اعمال کی بربادی کا سبب ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفر نیک اعمال کی بربادی کا بہت بڑا سبب ہے۔ یاد رہے کہ جس طرح کفر کی حالت میں کئے گئے نیک اعمال باطل اور بے کار ہیں اور آخرت میں ان کا کوئی اجر و ثواب نہیں، اسی طرح ایمان کی حالت میں کئے گئے نیک اعمال بھی کفر کرنے کی صورت میں ضائع ہو جاتے ہیں اور ان کے ثواب سے بھی بندہ محروم کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے پھر کافر ہی مرجائے تو ان لوگوں کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہو گئے اور وہ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَبْغُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ^(۲)

اور ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: بیشک اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو دوسروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں: ہماری طرف چلے آؤ اور وہ لڑائی میں تھوڑے ہی آتے ہیں۔ تمہارے اوپر نخل کرتے ہوئے آتے ہیں پھر

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْبُغْيَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ الْبَاسَ إِلَّا قَلِيلًا^(۱) أَشْحَةَ عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْحَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يُنْظَرُونَ إِلَيْكَ تَدُومُ

①..... تاویلات اہل السنہ، محمد، تحت الآیۃ: ۱، ۴/۴۹۹، مدارک، محمد، تحت الآیۃ: ۱، ص ۱۱۳۲، جلالین، القتال، تحت الآیۃ: ۱، ص ۴۱۹، خازن، محمد، تحت الآیۃ: ۱، ۴/۱۳۳، روح المعانی، محمد، تحت الآیۃ: ۱، ۳۰/۲۶۹-۲۷۰، ملتنقطاً.

②..... بقراءہ: ۲۱۷.

جب ڈر کا وقت آتا ہے تو تم انہیں دیکھو گے کہ تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہوئی ہو پھر جب ڈر کا وقت نکل جاتا ہے تو مال غنیمت کی لالچ میں تیز زبانوں کے ساتھ تمہیں طعنے دینے لگتے ہیں۔ یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں ہیں تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ نیک اعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ایمان کی حفاظت کرنے کی بھی بھرپور کوشش کریں اور ہر ایسے قول اور فعل سے بچیں جس سے مسلمان کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ لَا كُفْرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ①

ترجمہ کنزالایمان: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا اور وہی اُن کے رب کے پاس سے حق ہے اللہ نے ان کی بُرائیاں اُتار دیں اور اُن کی حالتیں سنواریں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے تو اللہ نے ان کی بُرائیاں مٹا دیں اور ان کی حالتوں کی اصلاح فرمائی۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ اور جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں کافروں کا حال بیان ہوا اور اس آیت میں ایمان والوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور اس قرآن پاک پر ایمان لائے جو میرے حبیب محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پراتا را گیا اور وہی ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس سے حق ہے، تو اس ایمان اور نیک اعمال کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ بخش دیئے اور دینی امور میں توفیق عطا فرما کر اور دنیا میں ان کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد فرما کر ان کی حالتوں کی اصلاح فرمائی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: یہاں حالتوں کی اصلاح فرمانے سے مراد یہ ہے کہ ان کی زندگی کے دنوں میں ان کی حفاظت فرمائی۔^(۱)

”وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ“ سے مسائل بہتے والی معلومات

اس آیت سے 3 باتیں معلوم ہوئیں:

(۱)..... قرآن مجید پر ایمان لانے کو جداگانہ ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی شان انتہائی بلند ہے اور جن پر یہ قرآن نازل ہوا ہے ان کی شان بھی بہت عظیم ہے۔

(۲)..... ایمان کے لئے ان تمام چیزوں کو ماننا ضروری ہے جو حضور پر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں، اگر کسی نے ان میں سے ایک کا بھی انکار کیا تو کافر ہو جائے گا۔

(۳)..... ایمان سے زمانہ کفر کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں، مگر نیکیاں باقی رہتی ہیں۔ یاد رہے کہ سُنَّات گناہوں کو کہتے ہیں جبکہ حُقُوقِ الْعِبَاد کو ضائع کرنا دوسری چیز ہے، اس لئے ایمان لانے سے زمانہ کفر کے قرض وغیرہ معاف نہیں ہوں گے بلکہ نو مسلم نے کفر کے زمانہ میں بندوں کے جو حقوق تلف کئے ہوں گے وہ اسے بہر حال ادا کرنے ہوں گے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّبَعُوا
الْحَقَّ مِنْ رَّبِّہُمْ ۖ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝۲

ترجمہ کنزالایمان: یہ اس لیے کہ کافر باطل کے پیرو ہوئے اور ایمان والوں نے حق کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف سے ہے اللہ لوگوں سے ان کے احوال یونہی بیان فرماتا ہے۔

①..... حازن، محمد، تحت الآیۃ: ۲، ۱۳۳/۴، مدارك، محمد، تحت الآیۃ: ۲، ص ۱۱۳۲، ملقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: یہ اس لیے کہ کافر باطل کے پیروکار ہوئے اور ایمان والوں نے حق کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف سے ہے۔ اللہ ان کے حالات لوگوں سے یونہی بیان فرماتا ہے۔

﴿ذٰلِكَ يَآئِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاتَّبَعُوْا الْبَاطِلَ﴾: یہ اس لیے کہ کافر باطل کے پیروکار ہوئے۔ ﴿یعنی ہم نے جو کافروں کے اعمال ضائع کر دیئے جبکہ ایمان والے نیک بندوں کی خطاؤں سے درگزر فرمایا اور ان کی حالتوں کی اصلاح فرمائی، اس کی وجہ یہ ہے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کر کے حق کے مقابلے میں باطل کو اختیار کیا اور ایمان والوں نے اس حق کی پیروی کی جو ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے دونوں گروہوں کے حالات یونہی بیان فرماتا ہے کہ کافروں کے عمل ضائع ہیں اور ایمانداروں کی لغزشیں بھی بخش دی جائیں گی تاکہ وہ ان سے عبرت حاصل کریں اور کفار کی خصلتوں سے بچ کر مومنین کے طریقے اختیار کریں۔^(۱)

یاد رہے کہ یہاں آیت میں باطل سے مراد شیطان، یا نفسِ امّارہ، یا برے سردار ہیں اور حق سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت ہے۔ امت کا اجماع اور مجتہد علماء کا قیاس چونکہ سنت کے ساتھ لائق ہے اس لئے یہ بھی حق میں داخل ہے۔ یا حق سے مراد حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں کیونکہ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہر قول اور فعل شریف برحق ہے اور حق حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایسا وابستہ ہے جیسے نور سورج سے، یا خوشبو پھول سے وابستہ ہے۔

فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضْرِبُوْا رِیْقَابَ ۚ حَتّٰی اِذَا اَخْشَوْتُمْہُمْ
فَسُدُّوْا وُجُوْہَہُمْ ۚ فَاِمَّا مِّنْۢ بَعْدِ وَاِمَّا فِدَآءٌ حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ
ذٰلِكَ ۚ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَا تَنْصَرِمِنْہُمْ وَلٰكِنْ لَّيَبْتَلُوْا بَعْضُکُمْ بِبَعْضٍ ۚ
وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُضِلَّ اَعْمَالُہُمْ ۝۴ سِیِّئَاتُہُمْ

①..... ابن کثیر، محمد، تحت الآیۃ: ۳، ۲۸۳/۷، خازن، محمد، تحت الآیۃ: ۳، ۱۳۳/۴-۱۳۴، ملتقطاً.

وَيُصْلِحْ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ عَرَفَهَا لَهُمْ ۝

ترجمہ کنزالایمان: تو جب کافروں سے تمہارا سامنا ہو تو گردنیں مارنا ہے یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر لو تو مضبوط باندھو پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو یہاں تک کہ لڑائی اپنا بوجھ رکھ دے بات یہ ہے اور اللہ چاہتا تو آپ ہی اُن سے بدلہ لیتا مگر اس لیے کہ تم میں ایک کو دوسرے سے جانچے اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے اللہ ہرگز ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا۔ جلد انہیں راہ دے گا اور اُن کا کام بنادے گا۔ اور انہیں جنت میں لے جائے گا انہیں اس کی پہچان کرادی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو جب کافروں سے تمہارا سامنا ہو تو گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم انہیں خوب قتل کر لو تو (قیدیوں کو) مضبوطی سے باندھ دو پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے لو، یہاں تک کہ لڑائی اپنے بوجھ رکھ دے۔ (حکم) یہی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو آپ ہی اُن سے بدلہ لے لیتا مگر (تمہیں قتال کا حکم دیا) تاکہ تم میں سے ایک کو دوسرے کے ذریعے جانچے اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے اللہ ہرگز ان کے عمل ضائع نہیں فرمائے گا۔ عنقریب اللہ انہیں راستہ دکھائے گا اور ان کے حال کی اصلاح فرمائے گا۔ اور انہیں جنت میں داخل فرمائے گا، اللہ نے انہیں اس کی پہچان کرادی تھی۔

﴿فَإِذَا لَقِيتُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا فَصِّبُوا عَلَيْهِمُ الْمَاءَ﴾: تو جب کافروں سے تمہارا سامنا ہو تو گردنیں مارو۔ یعنی جب کافروں اور ایمان والوں کا حال یہ ہے جو بیان ہوا، تو اے ایمان والو! جب کافروں کے ساتھ تمہاری جنگ ہو تو اس دوران لڑنے والے کافروں کی کوئی رعایت نہ کرو بلکہ انہیں قتل کرو یہاں تک کہ جب تم انہیں کثرت سے قتل کر لو (جس کی حد یہ ہے کہ کافروں کا زور ٹوٹ جائے اور مسلمانوں پر غالب آنے کا امکان نہ رہے) اور باقی رہ جانے والوں کو قید کرنے کا موقع آجائے تو اس وقت انہیں مضبوطی سے باندھ دو تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں۔ قید کرنے کے بعد تمہیں دو باتوں کا اختیار ہے، چاہے ان قیدیوں پر احسان کر کے انہیں کوئی فدیہ لئے بغیر چھوڑ دو، یا ان سے فدیہ لے لو۔ یہ قتل اور قید کرنے کا حکم اس وقت تک ہے کہ لڑائی کرنے والے کافر اپنا اسلحہ رکھ دیں اور اس طرح جنگ ختم ہو جائے کہ مشرکین مسلمانوں کی

اطاعت قبول کر لیں یا اسلام لائیں، اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے۔^(۱)

﴿وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَا نَقِصَرُ مِنْهُمْ﴾ اور اللہ چاہتا تو آپ ہی اُن سے بدلہ لے لیتا۔ ﴿یہاں جہاد کا حکم دینے کی حکمت بیان کی جا رہی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو جنگ کے بغیر ہی کافروں کو زمین میں دھنسا کر، یا ان پر پتھر برساکر، یا اور کسی طرح خود ہی اُن سے بدلہ لے لیتا (جیسا کہ پچھلی قوموں کے ساتھ ایسا ہو چکا ہے) لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں چاہا بلکہ اس نے تمہیں جہاد کا حکم دیا تاکہ کافروں کے ذریعے مومنوں کو جانچے (کہ وہ اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں یا نہیں) کیونکہ اگر وہ جہاد کرتے ہیں تو عظیم ثواب کے مستحق ہو جائیں گے اور دوسری طرف مومنوں کے ذریعے کافروں کو جانچے (کہ وہ حق کا اقرار کرتے ہیں یا نہیں اور اس میں یہ بھی حکمت ہے) کہ تمہارے ہاتھوں انہیں کچھ عذاب جلدی پہنچ جائے اور ان میں سے بعض کافراں سے نصیحت حاصل کر کے اسلام قبول کر لیں۔^(۲)

اللہ تعالیٰ کی باتوں سے کیا مراد ہے؟

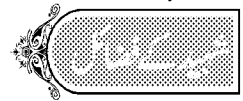
یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ازلی علم سے جانتا ہے کہ کون سا مسلمان اس کی راہ میں جہاد کرے گا اور کون سا کافر اسلام قبول کرے گا اور یہاں اللہ تعالیٰ کے جانچنے سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے معلوم نہ تھا اور اس جانچ کے ذریعے اسے معلوم ہوا، بلکہ اس جانچ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ ایسا معاملہ فرماتا ہے جیسا امتحان لینے اور آزمانے والا کرتا ہے تاکہ فرشتوں اور جن و انس کے سامنے معاملہ ظاہر ہو جائے۔

﴿وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے۔ ﴿جنگ کے دوران چونکہ مسلمان شہید بھی ہوتے ہیں اس لئے یہاں سے شہیدوں کی فضیلت بیان کی جا رہی ہے، چنانچہ آیت کے اس حصے اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گئے، اللہ تعالیٰ ہرگز ان کے عمل ضائع نہیں فرمائے گا بلکہ ان کے اعمال کا ثواب پورا پورا دے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں بلند درجات کا راستہ دکھائے گا اور ان کے اعمال قبول کر کے ان کے حال کی اصلاح فرمائے گا اور انہیں جنت میں داخل فرمائے گا، اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی پہچان کروادی تھی اس لئے وہ جنت کی منازل میں اس نا آشنا کی طرح نہ پہنچیں گے جو کسی مقام پر جاتا ہے تو اسے ہر چیز کے بارے میں

①.....مدارک، محمد، تحت الآیۃ: ۴، ص ۱۱۳۳، روح المعانی، محمد، تحت الآیۃ: ۴، ۲۷۲/۱۳-۲۷۷، ملقطاً.

②.....روح البیان، محمد، تحت الآیۃ: ۴، ۴۹۹/۸-۵۰۰، روح المعانی، محمد، تحت الآیۃ: ۴، ۲۷۷/۱۳، ملقطاً.

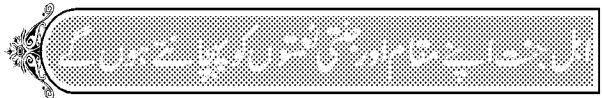
دریافت کرنے کی حاجت درپیش ہوتی ہے بلکہ وہ واقف کاروں کی طرح داخل ہوں گے، اپنے منازل اور مسارکن پہچانتے ہوں گے، اپنی زوجہ اور خُدام کو جانتے ہوں گے، ہر چیز کا مقام ان کے علم میں ہوگا گویا کہ وہ ہمیشہ سے یہیں کے رہنے بسنے والے ہیں۔^(۱)



احادیث میں بھی شہید کے بہت فضائل بیان کئے گئے ہیں، یہاں ان میں سے دو احادیث ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت مقدام بن معد یکرب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شہید کی چھ خصلتیں (یعنی درجے) ہیں، (۱) پہلی ہی دفعہ میں اسے بخش دیا جاتا ہے۔ (۲) اسے جنت کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ (۳) اسے قبر کے عذاب سے امان دی جاتی ہے اور وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔ (۴) اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یا قوت دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہوگا۔ (۵) 72 حورِ عین سے اس کا نکاح کیا جائے گا۔ (۶) اور اس کے 70 قریبی رشتہ داروں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔^(۲)

(۲)..... حضرت قیس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”شہید کو چھ خصلتیں عطا کی جاتی ہیں (۱) اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ (۲) اسے جنت کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ (۳) حورِ عین سے اس کا نکاح کیا جائے گا۔ (۴، ۵) بڑی گھبراہٹ اور قبر کے عذاب سے امن میں رہے گا۔ (۶) اسے ایمان کا حُلہ پہنایا جائے گا۔^(۳)



آیت نمبر 6 میں شہید کے بارے میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں ان کے مقام اور نعمتوں کی پہچان کروادی تھی اور حدیث پاک میں عام جنتیوں کے بارے میں بھی اسی طرح کی فضیلت بیان کی گئی ہے، جیسا کہ

①..... ابن کثیر، محمد، تحت الآیۃ: ۴-۶، ۷/۲۸۵-۲۸۶، مدارک، محمد، تحت الآیۃ: ۴-۶، ص ۱۱۳۴، بغوی، محمد، تحت الآیۃ: ۴-۶، ۴/۱۶۲، ملقطاً.

②..... ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب فی ثواب الشہید، ۳/۲۵۰، الحدیث: ۱۶۶۹.

③..... مسند امام احمد، مسند الشامیین، حدیث قیس الجذامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۶/۲۳۴، الحدیث: ۱۷۷۹۸.

حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومنین دوزخ سے نجات پا جائیں گے جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل ہے اس پر ان کو روک لیا جائے گا پھر دنیا میں ان میں سے بعض نے بعض پر جو زیادتی کی ہوگی اس کا ان سے بدلہ لیا جائے گا حتیٰ کہ وہ بالکل پاک و صاف ہو جائیں گے تو پھر ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی پس اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جان ہے ان میں سے ایک شخص جنت میں اپنے ٹھکانے کو دنیا میں اپنے ٹھکانے کی بنسبت زیادہ پیچانے والا ہوگا۔^(۱)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّصِرُوا بِاللَّهِ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ﴿۱﴾

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّصِرُوا بِاللَّهِ يَنْصُرْكُمْ﴾: اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ دشمنوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں فتح و کامرانی نصیب فرمائے گا اور تمہیں میدان جنگ میں اور دین اسلام اور پل صراط پر ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔^(۲)

اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کی صورتیں

اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں، ان میں سے ۷ صورتیں درج ذیل ہیں۔

(۱)..... اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کیلئے دین کے دشمنوں کے ساتھ زبان، قلم اور تلوار سے جہاد کرنا۔

①..... بخاری، کتاب الرقاق، باب القصاص يوم القيامة، ۲۵۶/۴، الحديث: ۶۵۳۵.

②..... خازن، محمد، تحت الآية: ۷، ۱۳۵/۴، مدارك، محمد، تحت الآية: ۷، ص ۱۱۳۴، ملتنقطاً.

(2)..... دین کے دلائل کو واضح کرنا، ان پر ہونے والے شبہات کو زائل کرنا، دین کے احکام، فرائض، سنن، حلال اور حرام کی شرح بیان کرنا۔

(3)..... نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔

(4)..... دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں کوشش اور جدوجہد کرنا۔

(5)..... وہ قابل اور مستند علماء جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف کی ہوئی ہیں، ان کے نیک مقاصد میں ان کا ساتھ دینا۔

(6)..... نیک اور جائز کاموں میں اپنا مال خرچ کرنا۔

(7)..... علماء اور مبلغین کی مالی خیر خواہی کر کے انہیں دین کی خدمت کے لئے فارغ البال بنانا۔

نوٹ: ان سات صورتوں کے علاوہ اور بھی بہت سی صورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے میں داخل ہیں۔

بندوں سے مدد کرنا شرک نہیں

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے، اسے نہ بندوں کی مدد کی حاجت ہے اور نہ ہی وہ اپنے دین کی ترویج و اشاعت اور اسے غالب کرنے میں بندوں کی مدد کا محتاج ہے، یہاں جو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کا فرمایا گیا یہ دراصل ان کے اپنے ہی فائدے کے لئے ہے کہ اس صورت میں انہیں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ثابت قدمی نصیب ہوگی۔ یہاں اسی حوالے سے مزید دو باتیں ملاحظہ ہوں،

(1)..... اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کی جائے اس میں کوئی دنیاوی مقصد پیش نظر نہ ہو۔

(2)..... اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی مدد لینا شرک نہیں، کیونکہ جب بندوں کی مدد سے غنی اور بے نیاز رب تعالیٰ نے بندوں کو اپنے دین کی مدد کرنے کا فرمایا ہے تو عام بندے کا کسی سے مدد طلب کرنا کیوں شرک ہوگا؟

وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعَسَّ أَلَهُمْ وَأَصْلَ أَعْمَالِهِمْ ۖ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا

مَا أُنزِلَ اللَّهُ فَاحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: اور جنہوں نے کفر کیا تو اُن پر تباہی پڑے اور اللہ ان کے اعمال برباد کرے۔ یہ اس لیے کہ انہیں ناگوار ہوا جو اللہ نے اُتارا تو اللہ نے ان کا کیا دھرا اکارت کیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جنہوں نے کفر کیا تو ان کیلئے تباہی و بربادی ہے اور اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے۔ یہ (سزا) اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ کے نازل کئے ہوئے کو ناپسند کیا تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا﴾ اور جنہوں نے کفر کیا۔ ﴿﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے کفر کے دو نتیجے بیان فرمائے ہیں، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جنہوں نے کفر کیا تو ان کیلئے دنیا میں تباہی و بربادی ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے۔ انہیں یہ سزا اس وجہ سے ملی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے قرآن کو ناپسند کیا کیونکہ اس میں شہوات اور لذات کو ترک کرنے جبکہ طاعات اور عبادات میں مُشَقِّقِیْن اٹھانے کے احکام ہیں جو نفس پر شاق ہوتے ہیں تو ان کے اس کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک اعمال برباد کر دیئے۔^(۱)

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ
قَبْلِهِمْ ۖ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ
مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا اللہ نے اُن پر تباہی ڈالی اور ان کافروں کے لیے بھی ویسی کتنی ہی ہیں۔ یہ اس لیے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا تو دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا؟ اللہ نے ان پر تباہی ڈالی اور ان کافروں کے لیے بھی پہلوں کے انجام جیسی بہت سی سزائیں ہیں۔ یہ اس لیے کہ اللہ مسلمانوں کا

۱.....خازن، محمد، تحت الآیة: ۸-۹، ۴/۱۳۵، روح البیان، محمد، تحت الآیة: ۸-۹، ۱/۵۰، ملقطاً.

مدگار رہے اور کافروں کا کوئی مدگار نہیں۔

﴿أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ﴾: تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا۔ ﴿یہاں سے پچھلی امتوں کا انجام بیان کر کے کافروں کو ڈرایا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھٹلانے والے کافر اپنے گھروں میں بیٹھے رہے ہیں اور انہوں نے شام، یمن اور عراق کی جانب سفر کے دوران دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے جھٹلانے والی امتوں عدا اور شمود وغیرہ کا کیسا انجام ہوا، جو ان کے اجڑے ہوئے مکانات اور خلات کے آثار سے خوب ظاہر ہے۔ ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی تباہی ڈالی جس سے وہ خود، ان کی اولاد اور ان کے اموال سب ہلاک ہو گئے، لہذا ان موجودہ کافروں کو بے فکر نہیں ہونا چاہئے، اگر یہ بھی سید عالم محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان نہ لائیں گے تو ان کے لئے پہلے کافروں جیسی بہت سی سزائیں اور تباہیاں ہیں اور یہ مسلمانوں کی مدد ہونا اور کافروں پر قہر ہونا اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا مدگار رہے اور کافروں کا کوئی مدگار نہیں کیونکہ کافروں نے ان بتوں کی پوجا کی جو بے جان ہیں، نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، اس لئے ان کا کوئی مدگار نہیں۔^(۱)

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ
الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَشْوَى لَهُمْ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ داخل فرمائے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں اور کافر برتتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھائیں اور آگ میں ان کا ٹھکانا ہے۔

①.....خازن، محمد، تحت الآیۃ: ۱۰-۱۱، ۱۳۶/۴، ابن کثیر، محمد، تحت الآیۃ: ۱۰-۱۱، ۲۸۷/۷، روح البیان، محمد، تحت الآیۃ: ۱۰-۱۱، ۵۰۲/۸، ملقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ ایمان لانے والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں کو ان باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور کافر فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ایسے کھاتے ہیں جیسے جانور کھاتے ہیں اور آگ ان کا ٹھکانہ ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ: بیشک اللہ داخل فرمائے گا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں ایمان والوں اور کافروں کا دنیوی حال بیان کیا گیا اور اس آیت میں ان دونوں کا اخروی حال بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ ایمان والوں کا مددگار ہے اس لئے انہیں اس کا آخرت میں ثمرہ یہ ملے گا کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں کو ان باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور کافروں کا حال یہ ہے کہ وہ دنیا میں اپنے انجام کو فراموش کئے ہوئے ہیں اور غفلت کے ساتھ چند دنوں کے لئے اپنے مال و متاع سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ایسے کھاتے ہیں جیسے جانور کھاتے ہیں کیونکہ جانوروں کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ کہاں سے کھانا ہے، اس لئے انہیں جہاں سے جو مل جائے اسے کھانا شروع کر دیتے ہیں، اسی طرح کھاتے وقت جانور اس چیز سے غافل ہوتے ہیں کہ اس کھانے کے بعد وہ ذبح کر دیئے جائیں گے اور یہی حال کفار کا ہے جو حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر کھاتے رہتے ہیں اور غفلت کے ساتھ دنیا طلب کرنے اور اس کے عیش و عشرت سے فائدہ اٹھانے میں مشغول ہیں اور آنے والی مصیبتوں کا خیال بھی نہیں کرتے حالانکہ جہنم کی آگ ان کا ٹھکانہ ہے۔^(۱)

کافروں اور ایمان والوں میں فرق

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس کا حاصل یہ ہے کہ کافر صرف اپنے پیٹ اور شر مگاہ کی شہوت کو پورا کرنے میں لگے رہتے ہیں اور آخرت کی جانب کوئی توجہ نہیں کرتے تو انہوں نے اپنے دنوں کو کفر اور گناہوں میں ضائع کر دیا اور دنیا میں جانوروں کی طرح کھاتے پیتے رہے جبکہ ایمان والے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں، ریاضت اور مجاہدے کرنے میں مشغول رہتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں عالیشان جنتیں عطا فرما کر ان پر احسان فرمایا اور یہیں سے سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان ”دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے“ کا راز ظاہر ہوا کہ مومن اس چیز کو پہچانتا ہے کہ دنیا قید خانہ ہے اور اس کی نعمتیں زائل ہونے والی ہیں، اس

①.....تفسیر کبیر، محمد، تحت الآیۃ: ۱۲، ۱۰/۴۵-۴۶، روح البیان، محمد، تحت الآیۃ: ۱۲، ۵۰۳/۸، ملقطاً.

لئے وہ اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا پابند بنا دیتا ہے جس کے نتیجے میں اسے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) جنت اور اس کی ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتیں نصیب ہوتی ہیں اور کافر چونکہ آخرت کا منکر ہے اس لئے وہ دنیا میں لذتوں اور عیش و عشرت میں مشغول ہوا تو اس کے لئے آخرت میں جہنم کی قید اور زُقوم کھانے کے سوا کچھ باقی نہ بچا۔^(۱)

افسوس! فی زمانہ مسلمانوں کی غفلت کا حال بھی کچھ کم نظر نہیں آتا اور ان کا حال دیکھ کر یہ نظر آتا ہے کہ وہ موت کے بعد قبر و حشر کے ہولناک احوال سے بے فکر ہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہونے والی پیشی اور اعمال کے حساب سے غافل ہیں اور ان کا مقصد صرف دنیا کے عیش و عشرت سے لطف اندوز ہونا اور اس کی زیب و زینت سے فائدہ اٹھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے، آمین۔

مومن اور کافر کے کھانے میں فرق

یہاں آیت کی مناسبت مومن اور کافر کے کھانے میں ۴ فرق ملاحظہ ہوں:

- (۱)..... سچا مسلمان کھانے سے پہلے حلال و حرام کی تمیز کرتا ہے کہ کیا میرے لیے اس کا کھانا شرعاً جائز بھی ہے یا نہیں؟ جبکہ کافر جانوروں کی طرح حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر کھاتا رہتا ہے۔
- (۲)..... کافر کی نظر جانوروں کی طرح ہر وقت کھانے پینے میں رہتی ہیں جبکہ مومن کی نگاہ ذکر و فکر میں رہتی ہے۔
- (۳)..... کافر کھانے پینے کا حریص ہوتا ہے جبکہ مومن قناعت کرنے والا ہوتا ہے۔
- (۴)..... کافر جانور کی طرح اپنے انجام سے غافل رہتے ہوئے کھاتا پیتا ہے جبکہ مومن اپنے انجام پر نگاہ رکھتے اور اس کی فکر کرتے ہوئے کھاتا ہے۔

یاد رہے کہ دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا بُرا نہیں بلکہ بُرا یہ ہے کہ حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر جو کچھ ملے اس سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا جائے، یونہی بُرا یہ ہے کہ نعمتوں میں مشغول ہو کر اپنی آخرت کو فراموش کر دیا جائے، بُرا یہ ہے کہ نعمتوں میں کھو کر بندہ اپنے انجام سے غافل ہو جائے اس لئے جو مسلمان اپنے انجام کی فکر کرتے ہوئے اور آخرت کو بہتر بنانے کی تیاری کرتے ہوئے دنیا کی جائز و حلال نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اس میں کوئی بُرائی نہیں اور جو مسلمان حلال و حرام کی پرواہ کئے بغیر نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے یا اپنی آخرت اور انجام سے بے فکر ہو کر نعمتوں

۱..... روح البیان، محمد، تحت الآية: ۱۲، ۵۰/۸۔

سے لطف اندوز ہونے میں مشغول رہتا ہے وہ ضرور برا ہے۔

وَكَائِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ
أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝۱۳

ترجمہ کنزالایمان: اور کتنے ہی شہر کہ اس شہر سے قوت میں زیادہ تھے جس نے تمہیں تمہارے شہر سے باہر کیا ہم نے انہیں ہلاک فرمایا تو ان کا کوئی مددگار نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کتنے ہی ایسے شہر ہیں جو تمہارے اس شہر سے زیادہ قوت والے تھے جس نے تمہیں باہر نکال دیا، ہم نے انہیں ہلاک کر دیا تو ان کیلئے کوئی مددگار نہیں۔

﴿وَكَائِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ﴾ اور کتنے ہی ایسے شہر ہیں جو تمہارے اس شہر سے زیادہ قوت والے تھے۔ ﴿شَآنِ نزول﴾ جب حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی اور غارِ ثور کی طرف تشریف لے چلے تو مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے شہروں میں تُو اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے اور اللہ تعالیٰ کے شہروں میں تو مجھے بہت پیارا ہے، اگر مشرکین مجھے نہ نکالتے تو میں تجھ سے نہ نکلتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اس شہر سے نکلنے پر غم نہ فرمائیں، بے شک اللہ تعالیٰ آپ کی عزت میں ہی اضافہ فرمائے گا اور ان کافروں کو ذلیل کرے گا اور اپنی تسلی کے لئے اس بات پر غور فرمائیں کہ سابقہ زمانے میں میں بھی کئی شہروں کے باسی ان کفارِ مکہ سے زیادہ قوت والے تھے جو آپ کے مکہ مکرمہ سے نکلنے کا سبب بنے ہیں، ہم نے ان سابقہ قوت والے لوگوں کو ہلاک کر دیا تو ان کیلئے کوئی مددگار نہیں تھا جو انہیں عذاب اور ہلاکت سے بچا سکتا تو اسی طرح ہم آپ کے شہر والے کافروں کے ساتھ کریں گے، اس لئے آپ اسی طرح صبر فرمائیں جیسے سابقہ شہروں کے رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے صبر فرمایا۔^(۱)

①..... صاوی، محمد، تحت الآیۃ: ۱۳، ۱۹۵۴/۵، خازن، محمد، تحت الآیۃ: ۱۳، ۱۳۶/۴، روح البیان، محمد، تحت الآیۃ: ۱۳، ۵۰۵/۸، ملقطاً.

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَسَنُ زَيْنٍ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا
أَهْوَاءَهُمْ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اس جیسا ہوگا جس کے بُرے عمل اُسے بھلے دکھائے گئے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو جو شخص اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو کیا وہ اُس جیسا ہوگا جس کے بُرے عمل اس کیلئے خوبصورت بنا دیئے گئے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے۔

﴿أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ﴾: تو کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو۔ ﴿یہاں سے دوبارہ مومنوں اور کافروں کے احوال بیان کر کے ان میں فرق واضح کیا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے روشن دلیل پر ہونے والے شخص سے مراد مومن ہے کیونکہ وہ اپنی مثل بنا کر دکھانے سے عاجز کر دینے والے قرآن مجید اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات کی مضبوط دلیل پر کامل یقین اور سچا جزم رکھتا ہے، تو جو شخص اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے روشن دلیل پر ہو کیا وہ اُس کا فرمشرک جیسا ہوگا جس کے بُرے عمل اس کیلئے خوبصورت بنا دیئے گئے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلنے لگا اور اس نے کفر و بت پرستی اختیار کی، ہرگز وہ مومن اور یہ کافر ایک سے نہیں ہو سکتے اور ان دونوں میں کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔^(۱)

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ ۚ
وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ ۚ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِلشَّرْبِ بَيْنَ ۚ

①.....مدارک، محمد، تحت الآية: ۱۴، ص ۱۳۵، جلالین، القتال، تحت الآية: ۱۴، ص ۲۰، ملقطاً.

وَأَنَّهُمْ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ
مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِئًا فَقَطَّعَ
أَمْعَاءَهُمْ ۝۱۵

ترجمہ کنزالایمان: احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ
بگڑے اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے اور ایسی
شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں اور اپنے رب کی مغفرت کیا ایسے چین والے
ان کے برابر ہو جائیں گے جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس جنت کا حال جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں خراب نہ ہونے والے
پانی کی نہریں ہیں اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلے اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کیلئے
سراسر لذت ہے اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل اور ان کے رب کی طرف
سے مغفرت ہے۔ کیا (یعنی) اس کے برابر ہو سکتا ہے جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہے اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا
تو وہ ان کی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا؟

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعدَ الْمُتَّقُونَ﴾: اس جنت کا حال جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ
یہ ہے کہ جس جنت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کا ایک وصف یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو
انتہائی لطیف ہے، نہ سڑتا ہے، نہ اس کی بوبدلتی ہے اور نہ ہی اس کے ذائقے میں فرق آتا ہے۔

دوسرا وصف یہ ہے کہ اس میں ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلتا جبکہ دنیا کے دودھ کا حال اس کے
برخلاف ہے کہ وہ خراب ہو جاتا ہے۔

تیسرا وصف یہ ہے کہ اس جنت میں ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کیلئے خالص لذت ہی لذت ہے، وہ دنیا کی شرابوں کی طرح خراب ذائقے والی نہیں ہے اور نہ ہی اس میں میل کچیل ہے، نہ خراب چیزوں کی آمیزش ہے، نہ وہ سڑ کر بنی ہے، نہ اس کے پینے سے عقل زائل ہوتی، نہ سر چکراتا ہے، نہ خمار آتا ہے اور نہ ہی دوسر پیدا ہوتا ہے۔ یہ سب آفتیں دنیا ہی کی شراب میں ہیں جبکہ جنت کی شراب ان سب عیوب سے پاک، انتہائی لذیذ، فرحت بخش اور خوش گوار ہے۔

چوتھا وصف یہ ہے کہ اس میں صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں یعنی وہ شہد صاف ہی پیدا کیا گیا، دنیا کے شہد کی طرح نہیں جو کبھی کے پیٹ سے نکلتا ہے اور اس میں موم وغیرہ کی آمیزش ہوتی ہے۔

پانچواں وصف یہ ہے کہ اس جنت میں پرہیزگاروں کے لئے ہر قسم کے پھل اور ان کے رب غزو جَل کی طرف سے مغفرت ہے کہ وہ رب ان پر احسان فرماتا ہے اور ان سے راضی ہے اور ان پر سے تمام تکلفی احکام اٹھائے گئے ہیں، وہ جنتی جو چاہیں کھائیں، جتنا چاہیں کھائیں، وہاں کوئی حساب نہیں ہوگا۔

تو کیا ایسے سکھ چین والا شخص اس کافر کے برابر ہو سکتا ہے جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہے اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا جو پیٹ میں جاتے ہی ان کی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا؟ (ہرگز یہ دونوں برابر نہیں ہیں بلکہ ان میں انتہائی فرق ہے۔) (۱)

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۚ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ أَنِفًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۖ ۝۱۶

ترجمہ کنزالایمان: اور ان میں سے بعض تمہارے ارشاد سنتے ہیں یہاں تک کہ جب تمہارے پاس سے نکل کر

①..... مدارك، محمد، تحت الآية: ۱۵، ص ۱۱۳۵، خازن، محمد، تحت الآية: ۱۵، ۱۳۶/۴-۱۳۷، ملتقطاً.

جائیں علم والوں سے کہتے ہیں ابھی انہوں نے کیا فرمایا یہ ہیں وہ جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کردی اور اپنی خواہشوں کے تابع ہوئے۔

توجہ کنز العرفان: اور لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگا کر سنتے ہیں یہاں تک کہ جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو علم والوں سے کہتے ہیں: ابھی انہوں نے کیا کہا؟ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی اور وہ اپنی خواہشوں کے تابع ہو گئے۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ إِلَيْكَ﴾ اور لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگا کر سنتے ہیں۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیات میں کافر کا حال بیان کیا گیا اور اب یہاں سے منافق کا حال بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو خطبہ وغیرہ میں حقیقت میں انتہائی بے توجہی کے ساتھ لیکن ظاہر میں بڑے غور سے آپ کے ارشادات سنتے ہیں تاکہ لوگ انہیں مخلص مسلمان سمجھیں، یہاں تک کہ جب یہ منافق لوگ آپ کے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو علمی مقام رکھنے والے صحابہ کرام جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ سے مذاق اڑانے کے طور پر کہتے ہیں: ابھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا ہے کیونکہ ہم آپ کی باتیں سمجھ نہیں سکے؟ ان منافقوں کا طرز عمل بیان کرنے کے بعد ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کی پیروی کرنا ترک کر دی تو ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی اور ان کے دلوں کو مردہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اخلاص کے ساتھ ایمان نہ لائے، تا جدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سن کر ان سے نفع نہ اٹھایا، اپنی باطل خواہشوں کے تابع ہو گئے اور نفاق کو اختیار کیا۔^(۱)

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ﴿۱۷﴾

توجہ کنز الایمان: اور جنہوں نے راہ پائی اللہ نے ان کی ہدایت اور زیادہ فرمائی اور ان کی پرہیزگاری انہیں عطا فرمائی۔

①.....تفسیر کبیر، محمد، تحت الآیۃ: ۱۶، ۱۰/۴۹-۵۰، خازن، محمد، تحت الآیۃ: ۱۶، ۴/۱۳۷، ملتقطاً.

ترجہ کنز العرفان: اور جنہوں نے ہدایت پائی تو اللہ نے ان کی ہدایت اور زیادہ فرمادی اور انہیں ان کی پرہیزگاری عطا فرمائی۔

﴿وَالَّذِينَ اهْتَكُوا﴾ اور جنہوں نے ہدایت پائی۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافق کے بارے میں بیان فرمایا کہ وہ سن کر نفع نہیں اٹھاتا بلکہ وہ نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا رہتا ہے اور اس آیت میں مومن کا حال بیان فرما رہا ہے جس نے سن کر نفع اٹھایا اور ہدایت پائی، چنانچہ ارشاد فرمایا: وہ ایمان والے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلام غور سے سنا اور اس سے نفع اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بصیرت، علم اور سینے کی کشادگی میں مزید اضافہ فرمادیا اور انہیں پرہیزگاری عطا فرمائی۔ پرہیزگاری عطا فرمانے سے مراد پرہیزگاری کی توفیق دینا ہے، یا اس کا معنی یہ ہے کہ انہیں پرہیزگاری کی جزادی اور اس کا ثواب عطا فرمایا۔^(۱) اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کا صلہ مزید نیکی کی توفیق اور ہدایت کا صلہ مزید ہدایت ملنا بھی ہوتا ہے۔ یونہی علم سیکھنے کا صلہ مزید علم کی توفیق ملنا بھی ہے اور علم سیکھنے پر اللہ تعالیٰ مزید علم عطا فرماتا ہے اور دیگر علوم کی بھی راہ دکھاتا ہے۔

فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا
فَأَنَّى لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرُهُمْ ۝۱۸

ترجہ کنز الایمان: تو کا ہے کے انتظار میں ہیں مگر قیامت کے کہ ان پر اچانک آجائے کہ اس کی علامتیں تو آ ہی چکی ہیں پھر جب وہ آجائے گی تو کہاں وہ اور کہاں ان کا سمجھنا۔

ترجہ کنز العرفان: تو وہ قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان پر اچانک آجائے تو بیشک اس کی (کئی) علامتیں تو آ ہی چکی ہیں پھر جب قیامت آجائے گی تو ان کا نصیحت ماننا انہیں کہاں مفید ہوگا؟

①.....حازن، محمد، تحت الآية: ۱۷، ۴/۱۳۷-۱۳۸، مدارك، محمد، تحت الآية: ۱۷، ص ۱۳۵، ملقطاً.

﴿فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ﴾: تو وہ قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ وہ کفار اور منافقین قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان پر اچانک آجائے کیونکہ توحید و رسالت پر دلائل دیئے جا چکے، سابقہ امتوں کے احوال ان کے سامنے بیان کر دیئے گئے، قیامت قائم ہونے اور اس کے ہولناک اُمور کے بارے میں خبریں دے دی گئیں، اس کے باوجود بھی اگر یہ ایمان نہیں لائے تو اب قیامت کے دن ہی ان کا ایمان لانا متوقع ہے، یہ لوگ قیامت سے غافل ہیں حالانکہ اس کی کئی علامتیں تو آ ہی چکی ہیں جن میں سے ایک نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری اور دوسری چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہے، پھر جب قیامت آجائے گی تو اس وقت ان کا نصیحت ماننا کہاں مفید ہوگا کیونکہ اس وقت توبہ اور ایمان قبول ہی نہ کیا جائے گا۔^(۱)

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَتَّعَلِّبَكُمْ وَمُؤْمِنَكُمْ ۝

ترجمہ کنزالایمان: تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو اور اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا اور رات کو تمہارا آرام لینا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اے حبیب! اپنے خاص غلاموں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو اور (اے لوگو!) اللہ دن کے وقت تمہارے پھرنے اور رات کو تمہارے آرام کرنے کو جانتا ہے۔

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾: تو جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ﴿﴾ یعنی جب آپ نے جان لیا کہ قیامت قائم ہوتے وقت نصیحت حاصل کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا تو آپ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں جو

1.....تفسیر کبیر، محمد، تحت الآیۃ: ۱۸، ۱۰/۵۱-۵۲، روح البیان، محمد، تحت الآیۃ: ۱۸، ۸/۵۰۹-۵۱۰، ملتقطاً۔

علم اور یقین رکھتے ہیں اس پر قائم رہیں کیونکہ یہ قیامت کے دن ضرور نفع دے گا۔^(۱)

﴿وَأَسْتَغْفِرُ لَذُنُوبِكَ وَالْأَمْوِصِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ﴾ اور اے حبیب! اپنے خاص غلاموں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ ﴿یہاں آیت میں اگر خطاب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی گناہ ہوا تھا جس کی معافی مانگنے کا فرمایا گیا کیونکہ آپ یقینی طور پر گناہوں سے معصوم ہیں بلکہ یہ کسی دوسرے مقصد کے پیش نظر فرمایا گیا ہوگا، جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گناہوں سے معصوم ہیں، اس کے باوجود آپ کو گناہ سے مغفرت طلب کرنے کا فرمایا گیا (یہ امت کی تعلیم کے لئے ہے) تاکہ اس معاملے میں امت آپ کی پیروی کرے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مغفرت طلب بھی کی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: ”میں روزانہ سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔“^(۲)

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ”ذُنُوبُ“ کی جو نسبت کی گئی اس سے مراد آپ کے اہل بیت کی خطائیں ہیں، نیز اس آیت میں امت کے لئے بھی بشارت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی بھی مغفرت طلب فرمائیں اور آپ کی شان یہ ہے کہ آپ شفاعت فرمانے والے اور مقبول الشفاعت ہیں (تو آپ جس کی مغفرت طلب فرمائیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضرور قبول ہوگی۔)^(۳)

نوٹ: اس مسئلے کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے پارہ 24، سورہ مؤمن، آیت نمبر 55 کے تحت مذکور تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ﴾ اور اللہ جانتا ہے۔ ﴿یہاں ایمان والوں اور دیگر تمام لوگوں سے خطاب فرمایا گیا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ تم لوگوں کے دن کے وقت کی مشغولیات اور رات کے وقت تمہارے آرام کرنے کو جانتا ہے۔ یعنی وہ تمہارے تمام

①..... صاوی، محمد، تحت الآية: ۱۹، ۱۹۵۷/۵.

②..... جلالین، القتال، تحت الآية: ۱۹، ص ۴۲۱.

③..... صاوی، محمد، تحت الآية: ۱۹، ۱۹۵۸/۵.

احوال کو جاننے والا ہے، اس سے کچھ بھی مخفی نہیں ہے تو تم اس سے ڈرو۔^(۱)

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نَزَّلتْ سُورَةٌ ج فَإِذَا نَزَّلتْ سُورَةٌ
مُّحْكَمَةٌ وَذُكِّرَ فِيهَا الْقِتَالُ لَرَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ
يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ط فَأَوَّلَى لَهُمْ ج
طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ق فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ قَف فَلََوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ
خَيْرًا لَهُمْ ج ۲۱

ترجمہ کنزالایمان: اور مسلمان کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نہ اُتاری گئی پھر جب کوئی پختہ سورت اتاری گئی اور اس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا تو تم دیکھو گے انہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ تمہاری طرف اس کا دیکھنا دیکھتے ہیں جس پر مُردنی چھائی ہو تو اُن کے حق میں بہتر یہ تھا۔ کہ فرمانبرداری کرتے اور اچھی بات کہتے پھر جب حکم ناطق ہو چکا تو اگر اللہ سے سچے رہتے تو ان کا بھلا تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور مسلمان کہتے ہیں: کوئی سورت کیوں نہیں اتاری گئی؟ پھر جب کوئی واضح سورت اتاری جاتی ہے اور اس میں جہاد کا حکم دیا جاتا ہے تو تم ان لوگوں کو دیکھو گے جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ تمہاری طرف ایسے دیکھتے ہیں جیسے وہ دیکھتا ہے جس پر موت چھائی ہوئی ہو تو ان کے لئے بہتر تھا۔ فرمانبرداری کرنا اور اچھی بات کہنا، پھر جب (جہاد کا) حکم قطعی ہو گیا تو اگر اللہ سے سچے رہتے تو یہ ان کیلئے بہتر ہوتا۔

﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا: اور مسلمان کہتے ہیں۔﴾ شان نزول: ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا بہت

۱..... جلالین مع صاوی، محمد، تحت الآیة: ۱۹، ۵/۱۹۵۸.

ہی شوق تھا اور اسی شوق کی بنا پر وہ کہتے تھے کہ ایسی سورت کیوں نہیں اترتی جس میں جہاد کا حکم ہو، تاکہ ہم جہاد کریں اور یہی بات منافق بھی کہہ دیا کرتے تھے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد فرمایا گیا کہ مسلمان کہتے ہیں: کوئی سورت کیوں نہیں اتراری گئی؟ پھر جب کوئی واضح سورت اتراری جاتی ہے جس کا معنی واضح ہو اور اس کا کوئی حکم منسوخ ہونے والا نہ ہو اور اس میں جہاد کا حکم دیا گیا ہو تو تم دلوں میں منافقت کا مرض رکھنے والوں کو دیکھو گے کہ وہ پریشان ہو کر تمہاری طرف ایسے دیکھتے ہیں جیسے وہ شخص دیکھتا ہے جس پر موت کے وقت غشی چھائی ہوئی ہو، حالانکہ اگر یہ اس وقت اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرتے اور اچھی بات کہتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔ تو جب جہاد کا حکم قطعی ہو گیا اور جہاد فرض کر دیا گیا تو منافقوں نے اس سے جان چھڑانے کیلئے کوششیں شروع کر دیں حالانکہ اگر یہ ایمان اور اطاعت پر قائم رہ کر اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے میں سچے رہتے تو یہ ان کیلئے بہتر ہوتا۔^(۱)

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ وَتَقَطَّعُوا
اَرْحَامَكُمْ ۝۲۲

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا تم اس بات کے قریب ہو کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ﴾: تو کیا تم اس بات کے قریب ہو۔ ﴿جب منافقوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ مشرکین کے خلاف جہاد کریں تو انہوں نے جہاد میں شرکت نہ کرنے سے متعلق یہ عذر پیش کیا کہ ہم مشرکوں کے خلاف جہاد کیسے کریں کیونکہ اس میں ایک خرابی یہ ہے کہ انسانوں کو قتل کرنا زمین میں فساد پھیلا نا ہے اور دوسری خرابی یہ ہے کہ عرب والے ہمارے رشتہ دار

①.....حازن، محمد، تحت الآية: ۲۰، ۱۳۹/۴، مدارك، محمد، تحت الآية: ۲۰، ص ۱۱۳۶، ملتقطاً.

میں اور ہمارے قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں تو ان سے جنگ کر کے انہیں قتل کرنا رشتے داری کو توڑ دینا ہے اور یہ کوئی اچھا کام نہیں ہے۔ ان کے رد میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے منافقو! تم سے یہ بعید نہیں کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم اپنی مرضی کے خلاف کام کرنے والے کو قتل کر کے زمین میں فساد پھیلاؤ اور رشتے داری توڑ دو۔ کیا دورِ جاہلیت میں تم آپس میں لڑائی نہیں کرتے تھے؟ اور کیا اس دوران ایک دوسرے کو قتل نہیں کرتے تھے؟ اور تم اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن نہیں کرتے تھے؟ کیا تمہاری یہ لڑائیاں، قتل اور بیٹیوں کو زندہ دفن کر دینے جیسا گھناؤنا فعل زمین میں فساد پھیلاؤ اور رشتے داری توڑ دینا نہیں تھا؟ تو اب تم کس منہ سے یہ کہتے ہو کہ جہاد کرنا زمین میں فساد پھیلاؤ اور رشتے داری توڑ دینے جیسی خرابیوں کا حامل ہے اور ان سب شواہد کے ہوتے ہوئے تمہارا جہاد میں شریک نہ ہونے کے لئے یہ غدر پیش کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔

اسلامی جہادِ محنت ہے یا فساد؟

اس سے معلوم ہوا کہ منافقین اسلامی جہاد کو زمین میں فساد اور خرابیوں کا سبب سمجھتے تھے اس لئے جہاد سے منہ موڑتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا جو رد فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ منافقوں کا اسلامی جہاد کے بارے میں یہ نظریہ غلط و باطل تھا اور اس سے ان کا مقصد صرف جہاد میں جانے سے بچنا اور دوسروں کو جہاد میں شرکت سے روکنا تھا۔ فی زمانہ بھی اسلام کے دشمن اسلامی جہاد پر اسی طرح کے اعتراض کرتے ہیں اور ان اعتراضات کے ذریعے لوگوں کے دلوں سے اسلام کی محبت اور اس سے قلبی تعلق ختم کر کے اس کے خلاف نفرت ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور مختلف واقعات کو بنیاد بنا کر لوگوں کے سامنے دین اسلام کو ایک ایسے دین کے طور پر پیش کرتے ہیں جس میں انسانیت پر بے انتہا ظلم و ستم کی تعلیم دی گئی ہے، اسی طرح اسلام دشمنوں کے افکار و نظریات اور ان کی تعلیمات سے مرعوب کچھ نام نہاد مسلمان بھی اسلامی جہاد سے متعلق ایسا کلام کرتے ہیں جو اس کی حقیقت اور اس کے اصل مقاصد کے بالکل برخلاف ہوتا ہے، حالانکہ ان میں بہت سے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حقیقت اس سے کہیں مختلف ہے حتیٰ کہ تاریخ سے ادنیٰ سی واقفیت رکھنے والا شخص بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ دین اسلام کا سورج طلوع ہونے سے پہلے انسانوں کا حال کیا تھا اور وہ ظلم و ستم کی کس چکی میں پس رہے تھے اور لوگ کس طرح غلامی کی زنجیروں میں قید اور اپنے آقاؤں کے ظلم و ستم کا

شکار تھے، بچے، جوان، بوڑھے، مرد اور عورت الغرض ہر سطح کے انسان جس ظلم و زیادتی اور بے رحمی کا شکار تھے وہ تاریخ کے واقف کار سے ڈھکی چھپی نہیں اور اس کے مقابلے میں دین اسلام کے تاریخی کارناموں پر نظر دوڑائی جائے تو صاف نظر آئے گا کہ دین اسلام نے ہی انسانیت کو ظلم و ستم کے گہرے اندھیرے سے نکالا، دین اسلام نے ہی انسانوں کو سر اٹھا کر جینا سکھایا، دین اسلام نے ہی انسانوں میں انسانیت کی قدر اور عظمت پیدا کی، دین اسلام نے ہی زمین میں فساد کو ختم کر کے پرسکون معاشرہ اور امن کی فضا قائم کی، انسانوں کو ان کے حقوق دلوائے اور ان کے حقوق پر دست اندازی کرنے والوں کو شکنجے میں جکڑا اور بڑے فسادپوں کے فساد سے دوسروں کو بچانے کے لئے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا تاکہ ان کے ذریعے ہونے والے فساد سے دوسرے انسانوں کی حفاظت ہو اور یہ دوسروں کے لئے عبرت کا مقام بنیں اور وہ فساد برپا کرنے سے باز رہیں، اسی تناظر میں اسلامی جہاد کو انصاف کی نظر سے دیکھا جائے اور اس کے بنیادی مقاصد پر سچے دل سے غور کیا جائے تو ہر عقل سلیم رکھنے والے شخص پر واضح ہو جائے گا کہ اسلامی جہاد دوسرا رحمت ہے کیونکہ اس کے ذریعے فساد کا خاتمہ ہوتا اور معاشرے میں امن و سکون قائم ہوتا ہے۔

اسلام کی ظہریں رشتے داری کی اہمیت

آیت میں رشتے داریاں توڑنے کے موضوع پر بھی کلام ہے تو اس کے بارے میں اسلامی تعلیمات ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (۱)

اور ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

ترجمہ کنزالعرفان: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتوں (کو توڑنے سے بچو۔) بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: صرف عقل والے ہی نصیحت مانتے

بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْعَيْثَ ۚ وَالَّذِينَ
يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ
رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ (۱)

ہیں۔ وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور معاہدے کو توڑتے
نہیں۔ اور وہ جو اسے جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ
نے حکم دیا اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب
سے خوفزدہ ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ
وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَ
يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ
وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ جو اللہ کا عہد اسے پختہ کرنے
کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جسے جوڑنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے
اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کیلئے
لعنت ہی ہے اور ان کیلئے برا گھر ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا فرما چکا تو (اس کی مخلوق میں سے) رشتہ کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں استغاثہ کیا۔ اللہ
تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”کیا ہے؟“ اس نے عرض کی: میں (رشتہ) کاٹنے والوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ارشاد ہوا: کیا
تو اس پر راضی نہیں ہے کہ جو تجھے ملائے میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے میں اسے کاٹ دوں گا؟ اس نے عرض
کی: اے میرے رب! غزو جَلِّ، ہاں! میں راضی ہوں۔ ارشاد فرمایا: ”تو بس تیرے ساتھ یہی ہوگا۔“ (۳)

اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”سرکشی اور رشتے داری توڑنے سے بڑھ کر کوئی گناہ اس بات کا مستحق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا دنیا میں جلد دیدے
اور اس کے ساتھ اس کیلئے آخرت میں بھی عذاب کا ذخیرہ رہے۔ (یعنی یہ دونوں گناہ دنیا میں جلد سزا اور آخرت میں عذاب
کے زیادہ مستحق ہیں۔)“ (۴)

①.....رعد: ۱۹-۲۱.

②.....رعد: ۲۵.

③.....بخاری، کتاب التفسیر، باب وتقطعوا ارحامکم، ۳/۳۲۶، الحدیث: ۴۸۳۰.

④.....ترمذی، کتاب صفة القيامة... الخ، ۵۷-باب، ۴/۲۲۹، الحدیث: ۲۵۱۹.

البتہ یاد رہے کہ جہاں عدل و انصاف یا دین کا معاملہ ہو وہاں رشتے داری کا لحاظ نہ کرنے اور اس کے مقابلے میں دین کو ترجیح دینے کا حکم ہے، یہاں قرآن مجید سے اس کی دو مثالیں ملاحظہ ہوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ
شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ وَأَوَالِدٍ
وَالْأَقْرَبِينَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ کے لئے گواہی دیتے ہوئے انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ چاہے تمہارے اپنے یا والدین یا رشتے داروں کے خلاف ہی (گواہی) ہو۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ
وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور جب بات کرو تو عدل کرو اگرچہ تمہارے رشتے دار کا معاملہ ہو اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو۔

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ رشتے داروں کو ترجیح دیتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ
وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ
اِقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا
وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا
حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْفَاسِقِينَ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکانات تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّىٰ أَبْصَارَهُمْ ۖ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ
الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (۴)

ترجمہ کنزالایمان: یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔
تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعض دلوں پر ان کے قفل لگے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی تو اللہ نے انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں۔
تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ بلکہ دلوں پر ان کے تالے لگے ہوئے ہیں۔

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ﴾: یہ وہ لوگ ہیں۔ یعنی یہ فساد پھیلانے والے وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا تو اس کا اثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وعظ و نصیحت سننے سے بہرا کر دیا اور حق کی راہ دیکھنے سے ان کی آنکھیں اندھی کر دیں اس لئے اب وہ حق راستے کی طرف ہدایت حاصل نہیں کر سکتے۔^(۱)

﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ﴾: تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ یعنی جن کے دلوں میں نفاق کے قفل لگے ہیں وہ نہ تو قرآن کریم میں غور و فکر کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ ہدایت حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے حق کی بات ان میں پہنچ ہی نہیں پاتی۔ تدبر قرآن پاک میں گہرے غور و خوض کو کہتے ہیں جو تعصبات اور جانبداری سے پاک اور عقل و نقل کے حقیقی تقاضوں کے مطابق ہو۔

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ
الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ ۖ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۝۲۵

ترجمہ کنزالایمان: بیشک وہ جو اپنے پیچھے پلٹ گئے بعد اس کے کہ ہدایت ان پر کھل چکی تھی شیطان نے انہیں فریب دیا اور انہیں دنیا میں مدتوں رہنے کی امید دلائی۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک وہ لوگ جو اپنے پیچھے پلٹ گئے اس کے بعد کہ ان کیلئے ہدایت بالکل واضح ہو چکی تھی شیطان

۱.....روح البیان، محمد، تحت الآیۃ: ۲۳، ۵۱۷/۸، صاوی، محمد، تحت الآیۃ: ۲۳-۲۴، ۱۹۵۹/۵-۱۹۶۰، ملقطاً.

نے انہیں فریب دیا اور انہیں (لمبی لمبی) امیدیں دلائیں۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ الْمَمْنُونِ﴾ یعنی جو لوگ ہدایت کا راستہ واضح ہو جانے کے بعد ایمان سے کفر کی طرف پلٹ گئے انہیں شیطان نے دھوکہ دیا اور ان کی نظر میں برائیوں کو ایسا مزین کیا کہ وہ انہیں اچھا سمجھنے لگے اور انہیں دنیا میں مدتوں رہنے کی امید دلوائی کہ ابھی بہت عمر پڑی ہے، خوب دنیا کے مزے اٹھا لو اور ان پر شیطان کا فریب چل گیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس آیت میں اہل کتاب کے ان کفار کا حال بیان کیا گیا ہے جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہچانا اور آپ کی نعت و صفت اپنی کتاب میں دیکھی، پھر جاننے پہچاننے کے باوجود کفر اختیار کیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، شُحَّاک اور مُقْتَسِرِ سِدِّی کا قول ہے کہ ان لوگوں سے مراد منافق ہیں جو ایمان لا کر کفر کی طرف پھر گئے۔^(۱)

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيعُكُمْ فِى بَعْضِ
الْاَمْرِ ۖ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾

توجہ کنوا لایمان: یہ اس لیے کہ اُنہوں نے کہا ان لوگوں سے جنہیں اللہ کا اتارا ہوا ناکوار ہے ایک کام میں ہم تمہاری مانیں گے اور اللہ ان کی چھپی ہوئی جانتا ہے۔

ترجہ: کنز العرفان: یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ کو ناپسند کرنے والوں سے کہا: کسی کام میں ہم تمہاری اطاعت کریں گے اور اللہ ان کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا: يٰۤاِسَ لِيْہِہٖہٗ کہ انہوں نے کہا۔﴾ یعنی ایمان سے کفر کی طرف پھر جانا اس لیے ہے کہ منافقوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآن اور دین کے احکام کو ناپسند کرنے والے یہودیوں سے پوشیدہ طور پر یہ کہا: بعض کاموں جیسے محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عداوت اور حضور کے خلاف ان کے دشمنوں کی امداد کرنے اور لوگوں کو جہاد سے روکنے میں ہم تمہاری اطاعت کریں گے۔ انہوں نے یہ بات اگرچہ خفیہ طور پر کہی لیکن اللہ تعالیٰ ان کی چھپی ہوئی ان سب باتوں کو جانتا ہے جو وہ یہودیوں سے کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان کی خبر بھی دے دی ہے۔^(۱)

فَکَیْفَ اِذَا تَوَفَّیْتُمْ الْمَلَائِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْہَہُمْ وَاَدْبَارَہُمْ ﴿۲۷﴾
ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ اتَّبَعُوْا مَا اَسْخَطَ اللّٰہَ وَکَرِہُوْا رِضْوَانَہٗ فَاَحْبَطَ
اَعْمَالَہُمْ ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو کیسا ہوگا جب فرشتے اُن کی روح قبض کریں گے اُن کے منہ اور اُن کی پیٹھیں مارتے ہوئے۔
یہ اس لیے کہ وہ ایسی بات کے تابع ہوئے جس میں اللہ کی ناراضی ہے اور اس کی خوشی انہیں گوارا نہ ہوئی تو اس نے ان کے اعمال اُکارت کر دیئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ان کا کیسا حال ہوگا جب فرشتے ان کے منہ اور ان کی پیٹھوں پر ضربیں مارتے ہوئے ان کی روح قبض کریں گے۔ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ کو ناراض کرنے والی بات کی پیروی کی اور انہوں نے اللہ کی خوشنودی کو پسند نہ کیا تو اس نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

﴿فَکَیْفَ اِذَا تَوَفَّیْتُمْ الْمَلَائِکَۃُ: تو ان کا کیسا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے۔﴾ اس آیت اور اس

①..... روح البیان، محمد، تحت الآیة: ۲۶، ۸ / ۵۱۹، حازن، محمد، تحت الآیة: ۲۶، ۴ / ۱۴۱، مدارک، محمد، تحت الآیة: ۲۶، ص ۱۱۳۷، ملقطاً.

کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ منافق لوگ اپنی زندگی میں سازشیں کر رہے ہیں تو اس وقت ان کا کیسا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے لئے ان کے پاس آئیں گے اور وہ ان کے منہ اور ان کی پیٹھوں پر لوہے کے گرزوں سے ضربیں مارتے ہوئے ان کی روح قبض کریں گے۔ ان کی اس ہولناک طریقے سے روح قبض کرنا اس لیے ہے کہ انہوں نے اس بات کی پیروی کی جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہے اور اس چیز کو ناپسند کیا جس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے تو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے وہ تمام نیک اعمال ضائع کر دیئے جو انہوں نے ایمان کی حالت میں کئے تھے اور یہ چیز ان کے لئے سزا کا باعث بنی۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی بات سے مراد لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جانے سے روکنا اور کافروں کی مدد کرنا ہے۔ جبکہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ بات تو رات کے ان مضامین کو چھپانا ہے جن میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت شریف ہے۔

اور جس چیز میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے اس سے مراد ایمان و طاعت، مسلمانوں کی مدد اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں حاضر ہونا ہے۔^(۱)

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے اس گھمنڈ میں ہیں کہ اللہ ان کے چھپے پیر ظاہر نہ فرمائے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اللہ ان کے چھپے ہوئے بغض و کینے کو ظاہر نہ فرمائے گا۔

﴿الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ﴾ جن کے دلوں میں بیماری ہے۔ یعنی وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے کیا

①..... روح البیان، محمد، تحت الآية: ۲۷ - ۲۸، ۵۱۹/۸، ابن کثیر، محمد، تحت الآية: ۲۷، ۲۹۶/۷، خازن، محمد، تحت الآية: ۲۷-۲۸، ۱۴۱/۴، ملتقطاً.

وہ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کے دلوں میں موجود نفرت و عداوت کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے سامنے ظاہر نہیں فرمائے گا اور ان کے معاملات اسی طرح چھپے رہیں گے، ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں رسوا فرمائے گا اور ان کا پردہ فاش فرمادے گا۔^(۱)

وَلَوْ نَشَاءُ لَا رَأَيْنَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسَيِّئِهِمْ^ط وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ^ط
وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ^{۳۰} وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْجُهِدِينَ مِنْكُمْ
وَالصَّابِرِينَ^{۳۱} وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ^{۳۲} أَخْبَارَكُمْ^{۳۳}

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھا دیں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب میں پہچان لو گے اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے۔ اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو اور تمہاری خبریں آزمالیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر ہم چاہتے تو تمہیں وہ منافقین دکھا دیتے تو تم انہیں ان کی صورت سے پہچان لیتے اور ضرور تم انہیں گفتگو کے انداز میں پہچان لو گے اور اللہ تمہارے اعمال جانتا ہے۔ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو دیکھ لیں اور تمہاری خبریں آزمالیں۔

﴿وَلَوْ نَشَاءُ لَا رَأَيْنَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ﴾: اور اگر ہم چاہتے تو تمہیں وہ منافقین دکھا دیتے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اگر ہم چاہتے تو آپ کو دلائل اور علامات کے ذریعے ان منافقوں کی پہچان کروا دیتے یہاں تک کہ آپ انہیں ان کی صورت سے ہی پہچان لیتے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ براءت میں اپنے حبیب

۱.....روح البیان، محمد، تحت الآیة: ۲۹، ۵۲۰/۸، مدارک، محمد، تحت الآیة: ۲۹، ص ۱۱۳۷، ملقطاً.

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو منافقوں کی پہچان کروادی ہے۔

اور حضرت انس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کوئی منافق پوشیدہ نہ رہا، آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب کو ان کی صورتوں سے پہچانتے تھے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ضرور انہیں گفتگو کے انداز سے پہچان لو گے اور وہ اپنے ضمیر کا حال آپ سے چھپانہ سکیں گے، چنانچہ اس کے بعد جو منافق لب ہلاتا تھا حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے نفاق کو اس کی بات سے اور اس کے اندازِ کلام سے پہچان لیتے تھے۔ آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللّٰهُ تَعَالٰی اپنے بندوں کے تمام اعمال جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے لائق جزا دے گا۔^(۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللّٰهُ تَعَالٰی نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جو بہت سی اقسام کا علم عطا فرمایا ہے، ان میں صورت سے پہچاننا اور بات سے پہچاننا بھی داخل ہے۔ ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ﴾ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! ہم تمہیں جہاد کا حکم دے کر ضرور آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور اس پر صبر کرنے والوں کو ظاہر فرمادیں اور تمہاری خبروں کو آزمائیں تاکہ ظاہر ہو جائے کہ طاعت و اخلاص کے دعوے میں تم میں سے کون سچا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَشَاقُّوْا الرَّسُوْلَ
مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰی لَنْ یَضُرُّوْا اللّٰهَ شَیْئًاۙ وَیَحِیْطُ
اَعْمَالُهُمْ ﴿۳۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللّٰہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ہدایت

①.....تفسیر قرطبی، محمد، تحت الآیۃ: ۳۰، ۸ / ۱۸۱ - ۱۸۲، الجزء السادس عشر، خازن، محمد، تحت الآیۃ: ۳۰،

اُن پر ظاہر ہو چکی تھی وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اُکا رت کر دے گا۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی اس کے بعد کہ ان کیلئے ہدایت بالکل ظاہر ہو چکی تھی وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور بہت جلد اللہ ان کے اعمال برباد کر دے گا۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصْطَلُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ: بیشک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا۔﴾ بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت میں منافقوں کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا کہ بیشک وہ لوگ جنہوں نے (ظاہری طور پر اسلام کا دعویٰ کیا اور باطنی طور پر) کفر کیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو جہاد کرنے کا کہا اور اس کے علاوہ جو احکام دیئے اس میں ان کی مخالفت کی حالانکہ ان کے سامنے ہدایت کے دلائل اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت بالکل ظاہر ہو چکی تھی، وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ کوئی اسے نقصان پہنچا سکے بلکہ وہ لوگ ایسا کر کے اپنی ہی جانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور بہت جلد اللہ تعالیٰ ان کے ظاہری نیک اعمال برباد کر دے گا تو وہ آخرت میں ان اعمال کا کوئی ثواب نہ دیکھیں گے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کئے گئے تھے اور جو کام اللہ تعالیٰ کے لئے نہ ہو اس کا ثواب ہی کیا؟

بعض مفسرین نے اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا ہے کہ جب کفار قریش جنگ بدر کے لئے نکلے تو وہ سال قحط کا تھا اور لشکر کا کھانا قریش کے دولت مند افراد نے ہر ہر پڑاؤ پر اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ مکہ مکرمہ سے نکل کر سب سے پہلا کھانا ابو جہل کی طرف سے تھا جس کے لئے اس نے دس اونٹ ذبح کئے تھے، پھر صفوان نے عصفان کے مقام میں نو اونٹ، پھر سہیل نے قدید کے مقام میں دس اونٹ ذبح کئے، یہاں سے وہ لوگ سمندر کی طرف پھر گئے اور رستہ گرم ہو گیا تو ایک دن ٹھہرے رہے، وہاں عثیبہ کی طرف سے کھانا ہوا اور نو اونٹ ذبح ہوئے، پھر ابواء کے مقام میں پہنچے، وہاں مقیس ججی نے نو اونٹ ذبح کئے۔ حضرت عباس کی طرف سے بھی دعوت ہوئی، اس وقت تک آپ مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے، آپ کی طرف سے دس اونٹ ذبح کئے گئے، پھر حارث کی طرف سے نو، اور ابوالخضر ی کی طرف سے بدر کے چشمے پر دس اونٹ ذبح ہوئے۔ ان کھانا دینے والوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ بیشک وہ لوگ جنہوں نے خود کفر کیا اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے دین اسلام میں داخل ہونے سے

روکا اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کا حق ہونا بالکل ظاہر ہونے کے بعد ان کی مخالفت کی، وہ اپنے کفر اور لوگوں کو روکنے کے ذریعے ہرگز اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور بہت جلد اللہ تعالیٰ ان کے وہ اعمال برباد کر دے گا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو مٹانے اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخالفت میں کئے ہیں، چنانچہ وہ اپنے مقاصد کو پورا نہیں کر سکیں گے۔^(۱)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا
أَعْمَالَكُمْ ۝۳۲

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ﴾: اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیت میں بیان ہوا کہ کافروں نے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخالفت کی اور اس آیت میں ایمان والوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کرتے رہیں، چنانچہ اس آیت میں پہلے یہ ارشاد فرمایا گیا کہ اے ایمان والو! تم جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائے ہو اور ان کی اطاعت کرتے ہو اس ایمان اور اطاعت پر قائم رہو، اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ریاکاری یا منافقت کر کے اپنے اعمال باطل نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جو ریاکاری اور نفاق سے خالی ہو اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا گیا ہو۔

عمل کو باطل نہ کرنے کے لئے

اس آیت میں عمل کو باطل کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے، لہذا آدمی جو عمل شروع کرے خواہ وہ نفلی نماز یا

①..... قرطبی، محمد، تحت الآیة: ۳۲، ۱۸۲/۸، الجزء السادس عشر، حازن، محمد، تحت الآیة: ۳۲، ۱۴۲/۴، صاوی، محمد، تحت الآیة: ۳۲، ۱۹۶۲/۵، مدارک، محمد، تحت الآیة: ۳۲، ص ۱۱۳۸، روح البیان، محمد، تحت الآیة: ۳۲، ۵۲۲/۸، ملتقطاً.

روزہ یا کوئی اور بھی عمل ہو، اس پر لازم ہے کہ اس کو باطل نہ کرے بلکہ اسے پورا کرے۔

نیک اعمال کو برباد کر کے بدلے والے اعمال

یہاں آیت کی مناسبت سے ہم 6 ایسے اعمال ذکر کرتے ہیں جو نیک اعمال کو باطل اور برباد کر دیتے ہیں تاکہ لوگ ان سے بچیں اور اپنے اعمال کو برباد ہونے سے بچائیں،

(1)..... کفر و شرک: چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: اور جنہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تو ان کے تمام اعمال برباد ہوئے، انہیں ان کے اعمال ہی کا بدلہ دیا جائے گا۔

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ
حَصِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۖ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ (1)

اور ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ سب سے زیادہ ناقص عمل والے کون ہیں؟ وہ لوگ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی حالانکہ وہ یہ گمان کر رہے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا تو ان کے سب اعمال برباد ہو گئے پس ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔ یہ ان کا بدلہ ہے جہنم، کیونکہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کو ہنسی مذاق بنالیا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۚ
الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ
هُمْ يُحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۚ
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ
فَحَصِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا تُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
وِزْنًا ۚ (2) ذٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِمَا كَفَرُوا
وَاتَّخَذُوا الْآيَتِي وَرُسُلِي هُزُوًا (2)

(2)..... مرتد ہونا: چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے مرتد

وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ

كَافِرًا وَلَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ
فِيهَا خَالِدُونَ (۱)

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ
وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ (۲)

(۳)..... منافقت: چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْوِفِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ
لِإِحْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ الْبَاسَ
إِلَّا قَلِيلًا ۖ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ
الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يُنْظَرُونَ إِلَيْكَ تَدُومُ
أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ
فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِأُنْسِيَةِ حِدَادٍ
أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۖ أُولَئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا
فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۖ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ
يَسِيرًا (۳)

ہو جائے پھر کافر ہی مر جائے تو ان لوگوں کے تمام اعمال دنیا
و آخرت میں برباد ہو گئے اور وہ دوزخ والے ہیں وہ اس
میں ہمیشہ رہیں گے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جو ایمان سے پھر کر کافر ہو جائے
تو اس کا ہر عمل برباد ہو گیا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے
والوں میں ہوگا۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا
ہے جو دوسروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے
کہتے ہیں: ہماری طرف چلے آؤ اور وہ لڑائی میں تھوڑے ہی
آتے ہیں۔ تمہارے اوپر جھل کرتے ہوئے آتے ہیں پھر
جب ڈر کا وقت آتا ہے تو تم انہیں دیکھو گے کہ تمہاری طرف
یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر
موت چھائی ہوئی ہو پھر جب ڈر کا وقت نکل جاتا ہے تو مال
غنیمت کی لالچ میں تیز زبانوں کے ساتھ تمہیں طعنے دینے
لگتے ہیں۔ یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں ہیں تو اللہ نے ان
کے اعمال برباد کر دیئے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

(۴)..... نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آواز بلند کرنا: چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ
ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی

آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ
وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (۱)

(۵)..... صدقہ دے کر احسان جتنا اور تکلیف پہنچانا: چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَتَكُمْ
بِالنَّارِ وَالْأَذَى (۲)

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! احسان جتنا کر اور تکلیف پہنچا کر اپنے صدقے برباد نہ کر دو۔

(۶)..... نیک اعمال کے ذریعے دنیا طلب کرنا: چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَّهَا نَوَافِلُ
الْبِهْمِ أَعْمَالُهُمْ فِيهَا وَهُمْ لَا يُبْخَسُونَ ③
أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا
النَّارُ ۚ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطُلَّ مَا
كَانُوا يَعْمَلُونَ (۳)

ترجمہ کنزالعرفان: جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو تو ہم دنیا میں انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے اور انہیں دنیا میں کچھ کم نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب برباد ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام اعمال سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے جو نیک اعمال کی بربادی کا سبب بنتے ہیں، آمین۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصْدَوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ
فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ④

ترجمہ کنزالایمان: بیشک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا پھر کافر ہی مر گئے تو اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا۔

ترجہ کنز العرفان: بیشک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا پھر کافر ہی مر گئے تو اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ بیشک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ بیشک وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا تک پہنچانے والے راستے سے روکا، پھر وہ کفر کی حالت میں ہی مر گئے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں ہرگز ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا کیونکہ وہ کفر پر مرے ہیں تو اسی کے مطابق ان کا حشر ہوگا۔

مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت قلیب والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ قلیب بدر میں ایک کنواں ہے جس میں ابو جہل اور اس کے ساتھ دیگر مقتول کفار ڈالے گئے تھے، البتہ اس آیت کا حکم ہر اس کافر کے لئے عام ہے جو کفر پر مرا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی ہرگز مغفرت نہ فرمائے گا۔^(۱)

فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلَامِ ۖ وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ ۖ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتَرَكَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿۲۵﴾

ترجہ کنز الایمان: تو تم سستی نہ کرو اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ اور تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ دے گا۔

ترجہ کنز العرفان: تو تم سستی نہ کرو اور خود صلح کی طرف دعوت نہ دو اور تم ہی غالب ہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ دے گا۔

﴿فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلَامِ﴾: تو تم سستی نہ کرو اور خود صلح کی طرف دعوت نہ دو۔ ﴿﴾ یہاں آیت میں اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خطاب فرمایا جا رہا ہے لیکن اس حکم میں تمام مسلمان

①.....روح البیان، محمد، تحت الآیۃ: ۳۴، ۵۲۳/۸، خازن، محمد، تحت الآیۃ: ۳۴، ۱۴۲/۴، ملقطاً۔

شامل ہیں اور آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تمہارے سامنے بیان کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے اعمال باطل کر دے گا اور ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا تو تم دشمن کے مقابلے میں کمزوری نہ دکھاؤ اور کفار کو خود صلح کی طرف دعوت نہ دو کیونکہ اس میں ذلت ہے اور ان سے جنگ کرو، اس میں تم ہی ان پر غالب ہو گے اور اللہ تعالیٰ اپنی مدد اور نصرت سے تمہارے ساتھ ہے تو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو وہی غالب آئے گا اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر گز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ دے گا بلکہ تمہیں اعمال کا پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔^(۱)

إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُوَ ۖ وَإِنْ تُوْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ
أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ۚ ۞ إِن يَسْأَلْكُمْ هَا فَيَحْضِكُمْ تَبَخَّلُوا
وَيُخْرِجْ أَمْوَالَكُمْ ۚ ۞

ترجمہ کنز الایمان: دنیا کی زندگی تو یہی کھیل کود ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو وہ تم کو تمہارے ثواب عطا فرمائے گا اور کچھ تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا۔ اگر انہیں تم سے طلب کرے اور زیادہ طلب کرے تم بخل کرو گے اور وہ بخل تمہارے دلوں کے میل ظاہر کر دے گا۔

ترجمہ کنز العرفان: دنیا کی زندگی تو یہی کھیل کود ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو وہ تمہیں تمہارے ثواب عطا فرمائے گا اور کچھ تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا۔ اگر اللہ تم سے تمہارے مال طلب کرے اور زیادہ طلب کرے تو تم بخل کرو گے اور وہ بخل تمہارے دلوں کے کھوٹ کو ظاہر کر دے گا۔

﴿إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُوَ﴾: دنیا کی زندگی تو یہی کھیل کود ہے۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیت میں مسلمانوں کی ہمت بڑھا کر انہیں جہاد کی ترغیب دی گئی اور اب اس آیت سے دنیا کی ناپائیداری اور بے ثباتی بیان فرما کر جہاد کرنے اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو!

۱.....خازن، محمد، تحت الآية: ۳۵، ۴۲/۴-۱۴۳، روح البیان، محمد، تحت الآية: ۳۵، ۵۲۳/۸، ملتقطاً.

کافروں کے خلاف جہاد کرو جو اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں اور تمہارے بھی دشمن ہیں اور دنیوی زندگی کی رغبت تمہیں جہاد چھوڑ دینے پر نہ ابھارے کیونکہ دنیا کی زندگی تو کھیل کود کی طرح ہے اور یہ اتنی جلد گزر جاتی ہے کہ پتا بھی نہیں چلتا، لہذا اس میں مشغول ہونا کچھ بھی نفع مند نہیں ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا ”اے لوگو! اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے ایمان اور پرہیزگاری کا ثواب عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے لئے تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا کیونکہ وہ غنی اور بے نیاز ہے، البتہ تمہیں راہِ خدا میں کچھ مال خرچ کرنے کا حکم دے گا تاکہ تمہیں اس کا ثواب ملے۔ اگر اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے مال طلب کرے اور زیادہ طلب کرے تو تم میں سے اکثر اس کی اطاعت کرنے کی بجائے بخل کرنے لگیں گے اور وہ بخل تمہارے دلوں کے کھوٹ کو ظاہر کر دے گا کیونکہ انسان فطری طور پر مال سے محبت کرتا ہے اور جس سے اس کی محبوب چیز لے لی جائے تو اس کے دل میں موجود باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے کہ وہ ان پر ایسے احکام نافذ نہیں فرماتا جنہیں پورا کرنا انتہائی دشوار ہو۔“^(۱)

هَآنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَدْعُونَ لِنُفَقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخُلُ ۚ
وَمَنْ يَبْخُلْ فَإِنَّمَا يَبْخُلْ عَنِ نَفْسِهِ ۖ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ
وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبَدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ۚ

ترجمہ کنز الایمان: ہاں ہاں یہ جو تم ہو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج اور اگر تم منہ پھیرو تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

ترجمہ کنز العرفان: ہاں ہاں یہ تم ہو جو بلائے جاتے ہو تاکہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور

①..... تفسیر طبری، محمد، تحت الآیۃ: ۳۶-۳۷، ۱۱/۳۲۸، حازن، محمد، تحت الآیۃ: ۳۶-۳۷، ۴/۱۴۳، مدارک، محمد، تحت الآیۃ: ۳۶-۳۷، ص ۱۳۸، صاوی، محمد، تحت الآیۃ: ۳۶-۳۷، ۵/۱۹۶۳-۱۹۶۴، ملقطاً.

جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم منہ پھيرو گے تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

﴿هَآئِنْتُمْ هَآؤَ لَا تُدْعَوْنَ﴾: ہاں ہاں یہ تم ہو جو بلائے جاتے ہو۔ ارشاد فرمایا کہ ہاں ہاں، تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہاں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے جہاں خرچ کرنا تم پر ضروری ہے تو تم میں کوئی صدقہ دینے اور فرض ادا کرنے میں بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے کیونکہ وہ خرچ کرنے کے ثواب سے محروم ہو جائے گا اور بخل کرنے کا نقصان اٹھائے گا، اللہ تعالیٰ تمہارے صدقات اور طاعات سے بالکل بے نیاز ہے اور تم سب اس کے فضل و رحمت کے محتاج ہو تو وہ تمہیں جو بھی حکم دیتا ہے تمہارے فائدے کے لئے ہی دیتا ہے، اگر تم اس پر عمل کرو گے تو نفع اٹھاؤ گے اور نہیں کرو گے تو نقصان بھی تمہیں ہی ہوگا اور یاد رکھو! اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت سے منہ پھيرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو پیدا کر دے گا پھر وہ تم جیسے نافرمان نہ ہوں گے بلکہ انتہائی اطاعت گزار اور فرمانبردار ہوں گے۔^(۱)

فرضِ بخل پر مال خرچ کرنے کی دینی اور دنیوی فائدہ

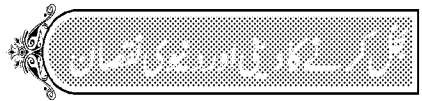
یاد رہے کہ بعض مقامات پر مال خرچ کرنا اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا ہے جیسے حق دار کو زکوٰۃ دینا، اور یہ اس وجہ سے ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے مال کی حاجت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام حاجتوں سے بے نیاز ہے بلکہ بندے ہی ہر طرح سے اس کے محتاج ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر جو مال خرچ کرنا فرض فرمایا اس میں بندوں کا ہی دینی اور دنیوی فائدہ ہے، دینی فائدہ تو یہ ہے کہ مال خرچ کرنے کی صورت میں وہ ثواب کے حقدار ٹھہریں اور نہ خرچ کرنے کے وبال سے بچ جائیں گے جبکہ دنیوی فائدہ یہ ہے کہ اگر اپنے معاشرے کے غریب اور مفلوک الحال لوگوں کو زکوٰۃ ملے گی تو انہیں معاشی سکون نصیب ہوگا، معاشرے سے غربت اور محتاجی کا خاتمہ ہوگا۔ اسلام کے ابتدائی زمانے میں ایک دور ایسا آچکا ہے جس میں مالدار مسلمان اسلام کے احکام پر پوری طرح عمل کرتے ہوئے اپنی زکوٰۃ وغیرہ غریب مسلمانوں پر خوب

①..... حازن، محمد، تحت الآیۃ: ۳۸، ۴۳/۴، مدارك، محمد، تحت الآیۃ: ۳۸، ص ۱۱۳۸-۱۱۳۹، روح البیان، محمد،

تحت الآیۃ: ۳۸، ۵۲۷-۵۲۵/۸، ملقطاً.

خرچ کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں غربت کا خاتمہ ہوا اور مسلمانوں نے ترقی کی بلندیوں کو چھوا اور اسلام کے آخری زمانے میں بھی ایک وقت ایسا آئے گا جس میں مسلمان اتنے مالدار ہو جائیں گے کہ ان میں بڑی مشکل سے زکوٰۃ لینے والا ملے گا، جیسا کہ حضرت حارث بن وہب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”صدقہ کرو کیونکہ تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک شخص اپنا صدقہ لے کر چلے گا تو کوئی اسے قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ آدمی کہے گا: اگر تم کل لاتے تو میں لے لیتا لیکن آج مجھے اس کی ضرورت نہیں۔“ (۱)

آج بھی اگر ہمارے معاشرے کے مالدار مسلمان اپنی زکوٰۃ ہی صحیح طور پر اپنے ملک کے غریبوں کو دے دیں تو شاید اس ملک میں کوئی غریب نہ رہے اور غربت کے باعث آج معاشرے میں جو بد امنی پھیلی ہوئی ہے وہ ختم ہو جائے اور پورا ملک امن و سکون کا گہوارہ بن جائے۔



- بخل کرنے کے بہت سے دینی اور دنیوی نقصانات ہیں، ہم یہاں اس کے 5 دینی اور 6 دنیوی نقصانات ذکر کرتے ہیں تاکہ لوگ بخل کرنے سے بچیں، چنانچہ اس کے دینی نقصانات یہ ہیں
- (1)..... بخل کرنے والا کبھی کامل مومن نہیں بن سکتا بلکہ کبھی بخل ایمان سے بھی روک دیتا ہے اور انسان کو کفر کی طرف لے جاتا ہے، جیسے قارون کو اس کے بخل نے کافر بنا دیا۔
 - (2)..... بخل کرنے والا گویا کہ اس درخت کی شاخ پکڑ رہا ہے جو اسے جہنم کی آگ میں داخل کر کے ہی چھوڑے گی۔
 - (3)..... بخل کی وجہ سے جنت میں داخل ہونے سے روکا جاسکتا ہے۔
 - (4)..... بخل کرنے والا مال خرچ کرنے کے ثواب سے محروم ہو جاتا اور نہ خرچ کرنے کے وبال میں مبتلا ہو جاتا ہے۔
 - (5)..... بخل کرنے والا حرص جیسی خطرناک باطنی بیماری کا شکار ہو جاتا ہے اور اس پر مال جمع کرنے کی دھن سوار جاتی ہے اور اس کیلئے وہ جائز ناجائز تک کی پرواہ کرنا چھوڑ دیتا ہے۔
- اور بخل کے دنیوی نقصانات یہ ہیں:
- (1)..... بخل آدمی کی سب سے بدتر خامی ہے۔

①..... بخاری، کتاب الزکاة، باب الصدقة قبل الرد، ۴۷/۱، الحديث: ۱۴۱۱.

(2)..... بخل ملامت اور رسوائی کا ذریعہ ہے۔

(3)..... بخل خونریزی اور فساد کی جڑ اور ہلاکت و بربادی کا سبب ہے۔

(4)..... بخل ظلم کرنے پر ابھارتا ہے۔

(5)..... بخل کرنے سے رشتہ داریاں ٹوٹتی ہیں۔

(6)..... بخل کرنے کی وجہ سے آدمی مال کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی راہ میں مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بخل جیسی بدترین باطنی بیماری سے محفوظ فرمائے، امین۔

﴿وَإِنْ تَتَوَلَّوْا: اور اگر تم منہ پھیرو گے۔﴾ علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: آیت کے اس حصے میں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے خطاب ہے (اگر ایسا ہے) تو (یہ تبدیلی بالفعل حاصل نہیں ہوئی بلکہ) اس سے مقصود محض ڈرانا ہے کیونکہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ (کو یہ مقام حاصل ہے کہ ان) کے بعد کوئی شخص بھی ان کے رتبے تک نہیں پہنچ سکتا اور شرط کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا وقوع بھی ہو (یعنی جیسے کوئی اپنے نوکر سے کہے کہ اگر تم نے صحیح کام نہ کیا تو میں تمہیں نوکری سے نکال دوں گا تو اس کہنے کے بعد ضروری نہیں کہ نوکر غلط کام ضرور کرے گا بلکہ یہ محض سمجھانا تھا)۔ یا یہاں خطاب منافقوں سے ہے، (اگر ایسا ہے) تو یہ تبدیلی بالفعل ہوئی ہے (اور ان کی جگہ دوسرے لوگ آئے ہیں جو ان جیسے نہ تھے بلکہ مخلص اور انتہائی اطاعت گزار مومن تھے)۔ (1)

سُورَةُ الْفَتْحِ

سورہ فتح کا تحارف

مقام نزول

سورہ فتح مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔

آیات، کلمات، حروف کی تعداد

اس میں 4 رکوع، 29 آیات، 568 کلمے اور 2559 حروف ہیں۔

فتح نام رکبے کی وجہ

اس سورت مبارکہ کی پہلی آیت میں حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو روشن فتح کی بشارت دی گئی، اس مناسبت سے اس سورہ مبارکہ کا نام ”سورہ فتح“ ہے۔

سورہ فتح کی فضیلت

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک سفر کے دوران میں نے حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ پیاری ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے، پھر آپ نے (اس سورت کی) یہ آیت تلاوت فرمائی:

تَوَجَّهْتُ كُنُزَ الْعُرْفَانِ: بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح کا

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

فیصلہ فرمادیا۔^(۱)

سورہ فتح کے مصلحتیں

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں صلح حدیبیہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو یہ بشارت دی

1..... بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة الفتح، ۴۰۶/۳، الحدیث: ۵۰۱۲.

گئی ہے کہ یہ صلح مکہ مکرمہ کی فتح کا پیش خیمہ ہے اور اب مسلمانوں کو کفار پر مکمل غلبہ حاصل ہونے کا وقت قریب ہے اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں:

(۱)..... اس سورت کی ابتداء میں فتح مکہ کی بشارت دی گئی اور یہ بتایا گیا کہ اس مہم سے مسلمانوں کو عظیم کامیابی اور جنت حاصل ہوگی اور یہ مہم ان منافقوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کی لعنت کا سبب بنی جنہوں نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ بدگمانی کی کہ وہ مسلمانوں کو موت کے منہ میں لے جا رہے ہیں اور اب ان میں سے کوئی بھی زندہ بچ کر واپس نہیں آئے گا۔

(۲)..... حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کئے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حاضر و ناظر، خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کریں۔

(۳)..... منافقوں کی صفات بیان کی گئیں اور یہ بتایا گیا کہ جو مسلمان اندھے، لنگڑے اور بیمار ہیں وہ اپنے اس عذر کی وجہ سے جہاد میں شامل نہ ہو سکیں تو ان پر کوئی حرج نہیں، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہیں اللہ تعالیٰ انہیں جنت عطا فرمادے گا۔

(۴)..... حدیبیہ کے مقام پر بیعت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رضائے الہی کی بشارت دی گئی اور مسلمانوں سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا گیا۔

(۵)..... حدیبیہ کے مقام پر کفار مکہ سے جنگ کی بجائے صلح ہونے میں مسلمانوں پر جو اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا وہ بیان کیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خواب کی تصدیق اور اس کی تعبیر میں تاخیر کی حکمت بیان کی گئی۔

(۶)..... اس سورت کے آخر میں بتایا گیا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا گیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے سب دینوں پر غالب کر دے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام آپس میں نرم دل جبکہ کافروں پر سخت ہیں، نیز نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں سے مغفرت اور عظیم ثواب کا وعدہ فرمایا گیا۔

سورہ محمد کے ساتھ مناسبت

سورہ فتح کی اپنے سے ماقبل سورت ”سورہ محمد“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ سورہ محمد میں جہاد کی کیفیت بتائی گئی کہ جب کفار سے معرکہ آرائی ہو تو انہیں قتل کیا جائے اور جو قتل ہونے سے بچ جائیں انہیں قید کر لیا جائے اور سورہ فتح میں اس کیفیت کا نتیجہ اور ثمرہ بیان کیا گیا کہ اس طرح کرنے سے مدد اور فتح حاصل ہوگی۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں مسلمانوں، مشرکوں اور منافقوں کی صفات بیان کی گئی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۝۱

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح کا فیصلہ فرمادیا۔

﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا﴾: بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح کا فیصلہ فرمادیا۔ ﴿اس آیت میں صرف نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خطاب فرمایا گیا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بے شک ہم نے آپ کے لئے ایسی فتح کا فیصلہ فرمادیا ہے جو انتہائی عظیم، روشن اور ظاہر ہے۔

شان نزول: حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب ”اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا“ سے لے کر ”قَوْمًا عَظِیْمًا“ تک آیات نازل ہوئیں اس وقت حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حدیبیہ سے واپس لوٹ

رہے تھے اور صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو بہت حزن و ملال تھا اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حدیبیہ میں اونٹ نحر فرما دیا تھا، (جب یہ آیات نازل ہوئیں) تو ارشاد فرمایا: ”مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔“ (۱)

ترمذی شریف کی روایت میں ہے، حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ سے واپسی پر نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر یہ آیت نازل ہوئی ”لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ“ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”آج مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے روئے زمین پر موجود تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے، پھر نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے سامنے اس آیت کی تلاوت فرمائی تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کو مبارک ہو، بیشک اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا لیکن (ابھی تک یہ بیان نہیں فرمایا گیا کہ) ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ پھر حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر یہ آیت نازل ہوئی:

تَرْجِبُهُ كُنُزُ الْعَرْفَانِ : تاکہ وہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ان باغوں میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور تاکہ اللہ ان کی برائیاں ان سے مٹا دے، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔ (۳)

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَ يَكْفُرُ عَنْهُمْ سَبِيلًا تَهُم ۖ وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ قَوْلًا عَظِيمًا (۲)

صلح حدیبیہ مختصر مرقفہ

اس آیت میں جس فتح کی بشارت دی گئی اس سے کون سی فتح مراد ہے، اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے صلح حدیبیہ کی فتح مراد ہے۔ حدیبیہ مکہ مکرمہ کے نزدیک ایک ایک کنواں ہے اور اس سارے واقعہ کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ہمراہ امن کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، ان میں سے کوئی حلق کئے

①.....مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب صلح الحدیبیہ فی الحدیبیہ، ص ۹۸۷، الحدیث: ۹۷ (۱۷۸۶)۔

②.....فتح: ۵۔

③.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الفتح، ۱۷۶/۵، الحدیث: ۳۲۷۴۔

ہوئے اور کوئی قصر کئے ہوئے تھا، نیز آپ کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے، کعبہ کی چابی لی، طواف فرمایا اور عمرہ کیا۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو اس خواب کی خبر دی تو سب خوش ہوئے۔ پھر حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عمرہ کا قصد فرمایا اور 1400 صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ساتھ ذی القعدہ کی پہلی تاریخ، سن 6 ہجری کو روانہ ہو گئے اور ذوالحلیفہ میں پہنچ کر وہاں مسجد میں دو رکعتیں پڑھیں، عمرہ کا احرام باندھا اور حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اکثر صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے بھی احرام باندھا۔ بعض صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے جُحَفَہ سے احرام باندھا۔ راستے میں پانی ختم ہو گیا تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: لشکر میں پانی بالکل باقی نہیں ہے، صرف حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے برتن میں تھوڑا سا پانی بچا ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے برتن میں دست مبارک ڈالا تو مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جوش مارنے لگے، پھر سارے لشکر نے پانی پیا اور وضو کیا۔ جب مقام عُسْفَان میں پہنچے تو خبر آئی کہ کفارِ قریش بڑے ساز و سامان کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہیں۔ جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو پھر پانی ختم ہو گیا حتیٰ کہ لشکر والوں کے پاس ایک قطرہ نہ رہا، اوپر سے گرمی بھی بہت شدید تھی۔ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کنوئیں میں کلی فرمائی تو اس کی برکت سے کنواں پانی سے بھر گیا، پھر سب نے وہ پانی پیا اور اونٹوں کو پلایا۔

یہاں کفارِ قریش کی طرف سے حال معلوم کرنے کے لئے کئی شخص بھیجے گئے اور سب نے جا کر یہی بیان کیا کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمرہ کے لئے تشریف لائے ہیں، جنگ کا ارادہ نہیں ہے۔ لیکن انہیں یقین نہ آیا تو آخر کار انہوں نے عُرُوۃ بن مسعود ثقفی کو حقیقت حال جاننے کے لئے بھیجا، یہ طائف کے بڑے سردار اور عرب کے انتہائی مالدار شخص تھے، انہوں نے آ کر دیکھا کہ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دست مبارک دھوتے ہیں تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ تہرک کے طور پر عُسَالَہ شریف حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اگر کبھی لعابِ دہن ڈالتے ہیں تو لوگ اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کو وہ حاصل ہو جاتا ہے وہ اپنے چہرے اور بدن پر برکت کے لئے مل لیتا ہے، جسم اقدس کا کوئی بال گرنے نہیں پاتا اگر کبھی جدا ہوا تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اس کو بہت ادب کے ساتھ لیتے اور جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں، جب حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کلام فرماتے ہیں تو سب خاموش ہو جاتے ہیں۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ادب و تعظیم کی وجہ سے کوئی شخص اوپر کی طرف نظر

نہیں اٹھا سکتا۔ عروہ نے قریش سے جا کر یہ سب حال بیان کیا اور کہا: میں فارس، روم اور مصر کے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں، میں نے کسی بادشاہ کی یہ عظمت نہیں دیکھی جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے اصحاب میں ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ تم ان کے مقابلے میں کامیاب نہ ہو سکو گے۔ قریش نے کہا ایسی بات مت کہو، ہم اس سال انہیں واپس کر دیں گے وہ اگلے سال آئیں۔ عروہ نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں کوئی مصیبت پہنچے گی۔ یہ کہہ کر وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ طائف واپس چلے گئے اور اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں مشرف بہ اسلام کیا۔ اسی مقام پر حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لی، اسے ”بیعت رضوان“ کہتے ہیں۔ بیعت کی خبر سے کفار خوف زدہ ہوئے اور ان کے رائے دینے والوں نے یہی مناسب سمجھا کہ صلح کر لیں، چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا اور آئندہ سال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا قرار پایا اور یہ صلح مسلمانوں کے حق میں بہت نفع مند ہوئی بلکہ نتائج کے اعتبار سے فتح ثابت ہوئی، اسی لئے اکثر مفسرین فتح سے صلح حدیبیہ مراد لیتے ہیں اور بعض مفسرین وہ تمام اسلامی فتوحات مراد لیتے ہیں جو آئندہ ہونے والی تھیں جیسے مکہ، خیبر، حنین اور طائف وغیرہ کی فتوحات۔ اس صورت میں یہاں فتح کو ماضی کے صیغہ سے اس لئے بیان کیا گیا کہ ان فتوحات کا وقوع یقینی تھا۔^(۱)

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ
عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝ وَيُضْرِكَ اللَّهُ نَصْرًا
عَزِيزًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔ اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔

①.....حازن، الفتح، تحت الآية: ۱، ۴/ ۱۴۴، روح البیان، الفتح، تحت الآية: ۱، ۹/ ۳-۷ جلالین مع صاوی، الفتح، تحت الآية: ۱، ۵/ ۱۹۶۵-۱۹۶۶، ملتقطاً.

توجہ کنز العرفان: تاکہ اللہ تمہارے صدقے تمہارے اپنوں کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور اپنا انعام تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔ اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾: تاکہ اللہ تمہارے صدقے تمہارے اپنوں کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں فرمایا گیا کہ ”ہم نے آپ کے لیے روشن فتح کا فیصلہ فرمادیا“ اور اس آیت سے فتح کا فیصلہ فرمادینے کی علت بیان کی جا رہی ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم نے آپ کے لئے روشن فتح کا فیصلہ فرمادیا تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے صدقے آپ کے اپنوں کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور آپ کی بدولت امت کی مغفرت فرمائے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے آیت مبارکہ کے اس حصے سے متعلق فتاویٰ رضویہ میں بہت تفصیل سے کلام فرمایا ہے، اس میں سے ایک جز کا خلاصہ یہ ہے کہ ”سورہ فتح کی اس آیت کریمہ میں موجود لفظ ”لَكَ“ میں لام تعلیل کا ہے اور ”مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ“ سے مراد ”تمہارے اگلوں کے گناہ“ ہے اور اگلوں سے میری مراد سیدنا عبد اللہ اور سیدتنا آمنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے لے کر نسب کریم کی انتہاء تک تمام آباؤں کے کرام اور اُمہاتِ طہیات مراد ہیں، البتہ ان میں سے جو انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں جیسے حضرت آدم، شیث، نوح، خلیل اور اسماعیل عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، وہ اس سے مُسْتَثْنٰی ہیں، اور ”مَا تَأَخَّرَ“ سے مراد ”تمہارے پچھلے“، یعنی ”قیامت تک تمہارے اہل بیت اور امت مرحومہ“ مراد ہے، تو آیت کریمہ کا حاصل یہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لیے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے بخش دے تم سے تعلق رکھنے والے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ۔^(۱)

نوٹ: اس آیت مبارکہ سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ، جلد 29، صفحہ 394 تا 401 کا مطالعہ فرمائیں۔

﴿وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ﴾: اور اپنا انعام تم پر تمام کر دے۔ ﴿آیت کے اس حصے اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے فتح کا جو فیصلہ فرمایا اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ اپنی دُنیوی اور دینی نعمتیں آپ پر تمام کر دے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو رسالت کی تبلیغ اور ریاست میں اصول و قوانین قائم کرنے میں سیدھی راہ دکھا دے اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زبردست مدد فرمائے اور دشمنوں پر کامل غلبہ عطا فرمائے۔^(۱)

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا
مَعَ إِيْبَانِهِمْ ۖ وَ لِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۖ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ۝۲۶

ترجمہ کنزالایمان: وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اُتارا تا کہ انہیں یقین پر یقین بڑھے اور اللہ ہی کی ملک ہیں تمام لشکر آسمانوں اور زمین کے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اُتارا تا کہ ان کے یقین پر یقین میں اضافہ ہو اور آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کی ملک ہیں اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ﴾: وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اُتارا۔ اس سے پہلی آیت میں مد فرمانے کا ذکر ہوا اور اس آیت میں مد کی صورت بیان کی جا رہی ہیں، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی صلح اور امن کے ذریعے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اُتارا تا کہ ان کے یقین میں مزید اضافہ ہو جائے اور عقیدہ راسخ ہونے کے باوجود نفس کو اطمینان حاصل ہو اور یہ وہ چیز ہے جس کے ذریعے جنگ وغیرہ کے دوران ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے اور یاد رکھو کہ آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر جیسے فرشتے اور ساری مخلوقات اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور وہ اس پر قادر ہے کہ جس سے چاہے اپنے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدد فرمائے

①..... بیضاوی، الفتح، تحت الآیة: ۲-۳، ۲۰/۵، ۲۰، خازن، الفتح، تحت الآیة: ۲-۳، ۴/۴، ۱۴۵، ملنقطاً.

لیکن اس نے کسی اور کو مدد کرنے پر مقرر نہیں فرمایا بلکہ اے ایمان والو! تمہارے دلوں میں اطمینان اتارا تا کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدد کرنا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرنا تمہارے ہاتھوں سے ہو اور اس کی وجہ سے تمہیں ثواب اور دشمنوں کو عذاب ملے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کے تمام لشکروں کا علم رکھنے والا اور ان کا انتظام فرمانے میں حکمت والا ہے۔^(۱)

لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفَّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ^ط وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ
اللَّهِ قَوْلًا عَظِيمًا^ل وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ
وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ^ط عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ^ج
وَعَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ^ط وَسَاءَتْ
مَصِيرًا^۱

ترجمہ کنز الایمان: تاکہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ اُن میں رہیں اور ان کی بُرائیاں اُن سے اُتار دے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔ اور عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ پر بُرا گمان رکھتے ہیں انہیں پر ہے بُری گردش اور اللہ نے ان پر غضب فرمایا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لیے جہنم تیار فرمایا اور وہ کیا ہی بُرا انجام ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: تاکہ وہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ان باغوں میں داخل فرما دے جن کے نیچے نہریں

۱.....حازن، الفتح، تحت الآیۃ: ۴، ۴/۱۴۵-۱۴۶، مدارک، الفتح، تحت الآیۃ: ۴، ص ۱۱۴۱، ملقطاً.

بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور تاکہ اللہ ان کی برائیاں ان سے مٹا دے، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔
اور تاکہ وہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے جو اللہ پر برا گمان کرتے
ہیں بری گردش انہیں پر ہے اور اللہ نے اُن پر غضب فرمایا اور ان پر لعنت کی اور ان کے لیے جہنم تیار فرمائی اور وہ کیا ہی
برا ٹھکانہ ہے۔

﴿لِيُدْخَلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّتٍ﴾ تاکہ وہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں داخل
فرمادے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا اور ایمان والوں
کے دلوں کو تسکین دی، اس کی ایک حکمت یہ ہے کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں جس پر اللہ تعالیٰ
انہیں ثواب عطا فرمائے اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کو ان باغوں میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہریں بہتی
ہیں، وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ان
گناہوں کو مٹا دے جو ان سے سرزد ہوئے تاکہ وہ گناہوں سے پاک اور صاف ہو کر جنت میں داخل ہوں، اور یہ جنت
میں داخل کیا جانا اور برائیوں کا مٹا دیا جانا اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔ تیسری حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مدینہ
منورہ کے منافق مردوں اور منافقہ عورتوں کو اور مکہ مکرمہ کے مشرک مردوں اور مشرکہ عورتوں کو ان کے باطنی اور ظاہری
کفر کی وجہ سے عذاب دے جو اللہ تعالیٰ پر برا گمان کرتے ہیں کہ وہ اپنے رسول، دو عالم کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم اور ان پر ایمان لانے والوں کی مدد نہ فرمائے گا۔ ان کے بُرے گمان کا وبال عذاب اور ہلاکت کی صورت
میں انہیں پر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر غضب فرمایا اور ان پر لعنت کی اور آخرت میں ان کے لیے جہنم تیار فرمائی اور جہنم
کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔^(۱)

وَلِلَّهِ جُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَزِيْرًا حَكِيْمًا ۝

①.....خازن، الفتح، تحت الآية: ۵-۶، ۴/۶۷، مدارك، الفتح، تحت الآية: ۵-۶، ص ۱۱۴۱، روح البیان، الفتح، تحت
الآية: ۵-۶، ۹/۱۶-۱۷، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ ہی کی ملک ہیں آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اور اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اللہ ہی کی ملکیت میں ہیں اور اللہ عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿وَلِلَّهِ جُودُ السَّلَوتِ وَالْأَرْضِ﴾ اور آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اللہ ہی کی ملکیت میں ہیں۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ جب صلح حدیبیہ ہوگئی تو عبد اللہ بن ابی نے کہا: کیا محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) یہ گمان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے اہل مکہ سے صلح کر لی یا مکہ کو فتح کر لیا تو ان کا کوئی دشمن باقی نہیں رہے گا (اگر ایسی بات ہے) تو فارس اور روم کدھر جائیں گے؟ تب اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ آسمانوں اور زمین کے تمام لشکروں کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ فارس و روم کے لشکروں سے بہت زیادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ ان میں سے جس لشکر کے ذریعے چاہے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ایمان والوں کے دشمن (اور اس) کی سازش کو دور فرمادے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ غالب ہے تو اس کے عذاب کو کوئی دور نہیں کر سکتا اور وہ اپنی تدبیر میں حکمت والا ہے۔^(۱)

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا أَوْ مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝۸

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا۔

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ﴾ بیشک ہم نے تمہیں بھیجا۔ ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، بیشک ہم نے آپ کو اپنی امت کے اعمال اور احوال کا مشاہدہ فرمانے والا بنا کر بھیجا تا کہ آپ قیامت کے دن ان کی گواہی دیں اور دنیا میں ایمان والوں اور اطاعت گزاروں کو جنت کی خوشخبری دینے والا اور کافروں، نافرمانوں کو جہنم کے عذاب کا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔^(۲)

①..... قرطبی، الفتح، تحت الآیة: ۷، ۱۹۱/۸، الجزء السادس عشر، مدارك، الفتح، تحت الآیة: ۷، ص ۱۱۴۱، ملقطاً.

②..... خازن، الفتح، تحت الآیة: ۸، ۱۴۶/۴.

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ اِس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سنا تا کہ جو تمہاری تعظیم کرے اُسے فضلِ عظیم کی بشارت دو اور جو معاذ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذابِ الیم کا ڈر سناؤ، اور جب وہ شاہد و گواہ ہوئے اور شاہد کو مشاہدہ درکار، تو بہت مناسب ہوا کہ امت کے تمام افعال و اقوال و اعمال و احوال اُن کے سامنے ہوں (اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے جیسا کہ) طبرانی کی حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمَا سے ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ”اِنَّ اللہَ رَفَعَ لِی الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اَیَّہَا وَ اِلِی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْہَا اِلِی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلِی کَفِّیْ ہٰذِہٖ“ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں دیکھ رہا ہوں اُسے اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم،^(۱)

لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۖ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً
وَّاَصِيْلًا ۙ

ترجمہ کنز الایمان: تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

ترجمہ کنز العرفان: تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔

﴿لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾ تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو شاہد، مُبَشِّر اور نذیر بنا کر بھیجنے کے گویا ۳ مقاصد بیان فرمائے ہیں، پہلا مقصد یہ ہے

①..... کنز العمال بحوالہ طبرانی، کتاب الفضائل، قسم الافعال، الباب الاول، ۶ / ۱۸۹، الجزء الحادی عشر، الحدیث: ۳۱۹۶۸، فتاویٰ رضویہ، ۱۵/۱۶۸۔

کہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں، دوسرا مقصد یہ ہے کہ لوگ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کریں، تیسرا مقصد یہ ہے کہ لوگ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کریں۔ پہلا مقصد تو واضح ہے جبکہ دوسرے مقصد کے بارے میں بعض مفسرین یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہاں آیت میں تعظیم و توقیر کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے یعنی تم اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور توقیر کرو، البتہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کرنا ہے۔ تیسرے مقصد کے بارے میں مفسرین فرماتے ہیں کہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے سے مراد ان اوقات میں ہر نقص و عیب سے اس کی پاکی بیان کرنا ہے، یا صبح کی تسبیح سے مراد نماز فجر اور شام کی تسبیح سے باقی چاروں نمازیں مراد ہیں۔^(۱)

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنے والے کا سراپا بن

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور توقیر انتہائی مطلوب اور بے انتہاء اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی تسبیح پر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو مقدم فرمایا ہے اور جو لوگ ایمان لانے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں ان کے کامیاب اور باہر ادھونے کا اعلان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: تو وہ لوگ جو اس نبی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

قرآن اور تعظیم حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

دنیا کے شہنشاہوں کا اصول یہ ہے کہ جب ان میں سے کوئی شہنشاہ آتا ہے تو وہ اپنی تعظیم کے اصول اور اپنے دربار کے آداب خود بناتا ہے اور جب وہ چلا جاتا ہے تو اپنی تعظیم و ادب کے نظام کو بھی ساتھ لے جاتا ہے لیکن کائنات

①.....مدارك، الفتح، تحت الآية: ۹، ص ۱۱۴۱، حازن، الفتح، تحت الآية: ۹، ۱۴۶/۴-۱۴۷، ملقطاً.

②.....اعراف: ۱۵۷.

میں ایک شہنشاہ ایسا ہے جس کے دربار کا عالم ہی نرالا ہے کہ اس کی تعظیم اور اس کی بارگاہ میں ادب و احترام کے اصول و قوانین نہ اس نے خود بنائے ہیں اور نہ ہی مخلوق میں سے کسی اور نے بنائے ہیں بلکہ اس کی تعظیم کے احکام اور اس کے دربار کے آداب تمام شہنشاہوں کے شہنشاہ، تمام بادشاہوں کے بادشاہ اور ساری کائنات کو پیدا فرمانے والے رب تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں اور بہت سے قوانین ایسے ہیں جو کسی خاص وقت تک کیلئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مقرر فرمائے ہیں اور وہ عظیم شہنشاہ اس کائنات کے مالک و مختار محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ گرامی ہے، جن کی تعظیم و توقیر کرنے کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور قرآن مجید میں آپ کی تعظیم اور ادب کے باقاعدہ اصول اور احکام بیان فرمائے، یہاں اس شہنشاہ کے ادب و تعظیم کے احکام پر مشتمل قرآن مجید کی ۹ آیات ملاحظہ ہوں جن میں اللہ تعالیٰ نے متعدد احکام دیئے ہیں،

(۱)..... حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب بھی بلائیں فوراً ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ
إِذَا دَعَاكُمْ لِبَأْسٍ مُحِيطٍ بِكُمْ^(۱)
ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول
کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں اس چیز کے لئے
بلائیں جو تمہیں زندگی دیتی ہے۔

(۲)..... بارگاہ رسالت میں کوئی بات عرض کرنے سے پہلے صدقہ دے لو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ
فَقَدْ مَوَاقِبِينَ يَدْعِي نَجْوَكُمْ صَدَقَةٌ ذَلِكُمْ
خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَظْهَرُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ
عَفُوفٌ رَّحِيمٌ^(۲)
ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! جب تم رسول سے
تنبائی میں کوئی بات عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ
صدقہ دے لو، یہ تمہارے لیے بہت بہتر اور بہت سہرا ہے پھر
اگر تم (اس پر قدرت) نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بعد میں وجوب کا حکم منسوخ ہو گیا تھا۔

①..... انفال: ۲۴۔

②..... مجادلہ: ۱۲۔

(3)..... ایک دوسرے کو پکارنے کی طرح نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ پکارو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ
بَعْضِكُمْ بَعْضًا (1)

ترجمہ کنز العرفان: (اے لوگو!) رسول کے پکارنے کو آپس
میں ایسا نہ بنا لو جیسے تم میں سے کوئی دوسرے کو پکارتا ہے۔

(4)..... حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بات کرتے وقت ان کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو اور ان کی بارگاہ میں زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا
تَشْعُرُونَ (2)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی
آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی
بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات
کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں
خبر نہ ہو۔

(5)..... جس کلمہ میں ادب ترک ہونے کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے، جیسا کہ لفظ ”رَاعِنًا“ کو تبدیل کرنے
کا حکم دینے سے یہ بات واضح ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنًا وَقُولُوا
انْظُرْنَا وَاسْمِعُوا لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ أَلِيمٍ (3)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں
عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور
کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(6)..... کسی قول اور فعل میں ان سے آگے نہ بڑھو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ عِقَابِهِ (4)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے
رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سننے والا،
جاننے والا ہے۔

③..... بقدر: ۱۰۴۔

④..... حجرات: ۱۔

①..... نور: ۶۳۔

②..... حجرات: ۲۔

(7)..... حجروں کے باہر سے پکارنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے بے عقل فرمایا اور انہیں تعظیم کی تعلیم دی، چنانچہ اللہ تعالیٰ

ارشاد فرماتا ہے:

ترجہ کنز العرفان: بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم ان کے پاس خود تشریف لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (1)

(8)..... رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں اجازت کے بغیر نہ جاؤ اور وہاں زیادہ دیر نہ بیٹھو، چنانچہ اللہ

تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،

ترجہ کنز العرفان: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اجازت نہ ہو جیسے کھانے کیلئے بلا یا جائے۔ یوں نہیں کہ خود ہی اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو۔ ہاں جب تمہیں بلا یا جائے تو داخل ہو جاؤ پھر جب کھانا کھا لو تو چلے جاؤ اور یہ نہ ہو کہ باتوں سے دل بہلاتے ہوئے بیٹھے رہو۔ بیشک یہ بات نبی کو ایذا دیتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں شرماتا نہیں اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کیلئے یہ زیادہ پاکیزگی کی بات ہے اور تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَظِيرِينَ ۖ إِنَّهُ ۗ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۖ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۖ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۖ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۖ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِحُوا زُرَّاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا (2)

ان آیات میں دیئے گئے احکام سے صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و تعظیم انتہائی مطلوب ہے اور ان کا ادب و تعظیم نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی سخت ناپسندیدہ ہے حتیٰ کہ اس پر سخت وعیدیں بھی ارشاد فرمائی ہیں، اسی سے معلوم ہوا کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و تعظیم کرنا شرک ہرگز نہیں ہے، جو لوگ اسے شرک کہتے ہیں ان کا یہ کہنا مردود ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

صحابہ کرام اور تعظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ عظیم ہستیاں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے اللہ تعالیٰ کے وہ احکام سنے جن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور ادب و احترام کرنے کا فرمایا گیا ہے، اسی لئے ان عالی شان ہستیوں نے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور ان کی بابرکت بارگاہ کے ادب و احترام کی انتہائی شاندار مثالیں رقم کی ہیں اور اگرچہ انہیں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا فیض بہت زیادہ حاصل تھا، یونہی یہ تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے انتہائی شدید محبت بھی کرتے تھے اس کے باوجود تعظیم و توقیر میں کوتاہی اور تقصیر کے کبھی مرتکب نہیں ہوتے تھے بلکہ ہمیشہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر میں اضافہ ہی کرتے تھے، جیسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین القاب کے ساتھ، انتہائی عاجزی سے اور آپ کے مرتبہ و مقام کی انتہائی رعایت کرتے ہوئے خطاب کرتے تھے اور جب کلام کرتے تو اس کی ابتداء میں سلام کے بعد یوں کہتے ”فَدَيْتُكَ يَا بِي وَ اُمِّي“ میرے ماں باپ بھی آپ پر فدا ہوں، یا یوں کہتے ”بِنَفْسِي اَنْتَ يَا رَسُولَ!“ میری جان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نثار ہے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرد اس طرح (ساکن) بیٹھے ہوئے تھے گویا

ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔^(۱)

یہ توان کی اجتماعی تعظیم کا حال تھا اب انفرادی تعظیم پر مشتمل دو واقعات ملاحظہ ہوں:

(۱)..... حضرت عثمان بن عفان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں روایت ہے کہ جب نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حدیبیہ کے موقع پر آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو قریش کے پاس بھیجا تو قریش نے حضرت عثمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو طوافِ کعبہ کی اجازت دے دی لیکن حضرت عثمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ”مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ حَتَّى يَطُوفَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ میں اس وقت تک طواف نہیں کر سکتا جب تک کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم طواف نہیں کرتے۔^(۲)

(۲)..... غزوہ خیبر سے واپسی میں صہبا کے مقام پر نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ عصر پڑھی، اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم نے (کسی وجہ سے ابھی تک) نمازِ عصر نہ پڑھی تھی، یہ اپنی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے، مگر اس خیال سے کہ زانو سر کا تا ہوں تو کہیں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک نیند میں خلل نہ آجائے، زانو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، جب نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشم مبارک کھلی تو حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی تو سورج پلٹ آیا، حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم نے نمازِ عصر ادا کی، پھر سورج ڈوب گیا۔^(۳)

حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم نے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم کی خاطر عبادات میں سے افضل عبادت نماز اور وہ بھی درمیانی نماز یعنی نمازِ عصر قربان کر دی، نیز ہجرت کے موقع پر یارِ غار حضرت ابو بکر صدیق اکبر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جو جاں نثاری کی مثال قائم کی ہے وہ بھی اپنی جگہ بے مثال ہے اور ان واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دُحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

①.....شفاء، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل في عادة الصحابة في تعظيمه... الخ، ص ۳۸، الجزء الثاني.

②.....شفاء، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل في عادة الصحابة في تعظيمه... الخ، ص ۳۹، الجزء الثاني.

③.....شفاء، القسم الاول، الباب الرابع، فصل في انشقاق القمر، ص ۲۸۴، الجزء الاول، شواهد النبوة، رکن سادس، ص ۲۲۰.

صدق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے اور حفظِ جان تو جان فُروضِ غُزر کی ہے
 ہاں تُو نے اُن کو جان انھیں پھیر دی نماز پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
 ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فُروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے
 الغرض صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہم سید المرسلین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّم کی شاہکار تعظیم اور بے مثال ادب
 و احترام کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کے ادب و تعظیم کا صدقہ ہمیں بھی حضور پر نور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّم کا ادب و
 احترام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

آیت: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ وَ عَلَىٰ اٰلِهِ وَ عَلٰى سَلَمٍ مَّعْلُوْمٍ

اس آیت سے 4 مسئلے معلوم ہوئے،

- (1)..... تمام مخلوق پر حضور اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّم کی اطاعت واجب ہے۔
- (2)..... ہمارا ایمان حضور پر نور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّم کی بشارت و شہادت پر موقوف ہے نہ کہ حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّم کا ایمان۔
- (3)..... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ دین و ایمان مُحَمَّد رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَسَلَّم کی تعظیم کا نام ہے، جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکا کر دیتا ہے۔^(۱)
- (4)..... سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّم کی ہر وہ تعظیم جو خلافِ شرع نہ ہو، کی جائے گی کیونکہ یہاں تعظیم و توقیر کے لئے کسی قسم کی کوئی قید بیان نہیں کی گئی، اب وہ چاہے کھڑے ہو کر صلوة و سلام پڑھنا ہو یا کوئی دوسرا طریقہ۔

مسئلہ نمبر ۱: اعلیٰ حضرت دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک درخواست

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ایک مشہور و معروف کتاب ”تمہیدِ ایمان“ میں سورۃ فتح کی مذکورہ بالا دو آیات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مسلمانوں سے ایک درخواست کی ہے، اس کی اہمیت کے پیش نظر یہاں اس کا کچھ حصہ ملاحظہ ہو، چنانچہ آپ دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

پیارے بھائیو! السَّلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز، کثیر السَّیئات کو دین حق پر قائم رکھے اور اپنے حبیب مُحَمَّد رَّسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سچی محبت، دل میں سچی عظمت دے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے۔ اَمِیْنُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

تمہارا رب غَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَٰہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّاَنْذِیْرًا ﴿۱﴾
لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَّرَسُوْلِهِ وَّلِتُغْزَرُوْا وَّلِتُوقِرُوْا
وَّلِتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ﴿۱﴾

اے نبی! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈرسانا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

مسلمانو! دیکھو دین اسلام بھیجنے، قرآن مجید اتارنے کا مقصد وہی تمہارے مولیٰ تبارک و تعالیٰ کا تین باتیں بتانا ہے:

اول یہ کہ لوگ اللہ و رسول پر ایمان لائیں۔

دوم یہ کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم کریں۔

سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو، سب میں پہلے ایمان کو فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم کو، اس لئے کہ بغیر ایمان، تعظیم بکا رآمد نہیں، بہترے نصاریٰ (یعنی بہت سے عیسائی ایسے) ہیں کہ نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفعِ اعتراضات کا فرانِ لیم (یعنی کمینے کافروں کے اعتراضات دور کرنے) میں تصنیفیں کر چکے، لکچر دے چکے مگر جبکہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی، دل میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے، پھر جب تک نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادتِ الہی میں گزارے سب بیکار و مردود ہے، بہترے (یعنی بہت سے) جوگی اور راہب ترکِ دنیا کر کے، اپنے طور پر ذکر و عبادتِ الہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر آزاںجا کہ مُحَمَّد رَّسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم نہیں، کیا فائدہ؟ اصلاً قابلِ قبول بارگاہِ الہی نہیں۔ اللہ غَزَّوَجَلَّ ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

جو کچھ اعمال انہوں نے کئے، ہم نے سب برباد کر دیے۔

وَقَدْ مَنَّآ إِلَىٰ مَاعِيْلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ
هَبَاءً مَّنْثُوْرًا (۱)

ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

عَمَلَةٌ تَائِبَةٌ ۖ تَصِلُ نَارًا حَامِيَةً (۲)
عمل کریں، مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ
میں پڑھیں گے۔

وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

مسلمانو! کہو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم مدار ایمان، مدارِ نجات، مدار قبولِ اعمال
ہوئی یا نہیں، کہو ہوئے اور ضرور ہوئے۔

تمہارا رب غَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ
وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا
وَتِجَارَةٌ تَتَّخِذُوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْمِضُوْنَهَا
اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنْ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَجِهَادٍ فِیْ
سَبِيْلِهِ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِ ۭ ط
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (۳)

اے نبی! تم فرما دو کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ، تمہارے
بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیبیاں، تمہارا کنبہ تمہاری
کمائی کے مال اور وہ سودا گری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ
ہے اور تمہاری پسند کے مکان، ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو
اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے
زیادہ محبوب ہے تو انتظار رکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب
اتارے اور اللہ تعالیٰ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز، کوئی عزیز، کوئی مال، کوئی چیز، اللہ و رسول سے زیادہ
محبوب ہو وہ بارگاہِ الہی سے مردود ہے، اُسے اللہ اپنی طرف راہ نہ دے گا، اُسے عذابِ الہی کے انتظار میں رہنا چاہئے۔
وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

①..... فرقان: ۲۳۔

②..... غاشیہ: ۴، ۳۔

③..... توبہ: ۲۴۔

تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوُلْدِهِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ“ تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اُسے اس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس بن مالک النصارى رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہے۔^(۱) اس نے تو یہ بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے، ہرگز مسلمان نہیں۔

مسلمانو کہو! مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تمام جہان سے زیادہ محبوب رکھنا دِراِیمان و دِراِنجات ہوا یا نہیں۔ کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی قبول کر لیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظیم عظمت ہے۔ ہاں ہاں ماں باپ اولاد سارے جہان سے زیادہ ہمیں حضور کی محبت ہے۔ بھائیو! خدا ایسا ہی کرے مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا ارشاد سنو۔

تمہارا رب غَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

الْمَلِجَ أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا
أٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ^(۲)
کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے
جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ دیکھو کلمہ گوئی اور زبانی اِدْعَاے مسلمان پر تمہارا چھٹکارا نہ ہوگا۔ ہاں ہاں سنتے ہو! آزمائے جاؤ گے، آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہرو گے۔ ہر شے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں اس کے حقیقی واقعی ہونے کو درکار ہیں وہ اس میں ہیں یا نہیں؟ ابھی قرآن و حدیث ارشاد فرما چکے کہ ایمان کے حقیقی واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں:

(۱)..... مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم۔

(۲)..... اور مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم۔

تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی،

①..... بخاری، کتاب الایمان، باب حبِّ الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان، ۱/۱۷، الحدیث: ۱۵، مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ص ۴۲، الحدیث: ۷۰ (۴۴)۔

②..... عنکبوت: ۲، ۱۔

کسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے استاد، تمہارے پیر، تمہارے بھائی، تمہارے اُحاب، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ اقدس میں گستاخی کریں، اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، اُن کی صورت اُن کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے، دوستی، الفت کا پاس کرو، نہ اس کی مَوَلِیَّت، شَجِیَّت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر میں یہ جو کچھ تھامُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کی غلامی کی بناء پر تھا جب یہ شخص اُنھیں کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا، اس کے جیسے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے (یعنی بہت سے) یہودی جبے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں، کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مقابل تم نے اس کی بات بنائی چاہی، اُس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نہائی، یا اسے ہر برے سے بدتر برانہ جانا، یا اسے برا کہنے پر برامانا، یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پرواہی منائی، یا تمہارے دل میں اُس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو لِلّٰہ! اب تمہیں انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے، قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔

مسلمانو! کیا جس کے دل میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگوئی وقعت کر سکے گا اگرچہ اُس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست، یا برادر، یا پسر ہی کیوں نہ ہو، لِلّٰہ! اپنے حال پر رحم کرو اپنے رب کی بات سنو، دیکھو وہ کیوں کر تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے، دیکھو رب عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

ثُوْنَهٗ پائے گا اُنہیں جو ایمان لاتے ہیں اللّٰہ اور قیامت پر کہ اُن کے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنہوں نے خدا و رسول سے مخالفت کی، چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا
اٰبَاءَهُمْ اَوْ اَبْنَاءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ

یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں، یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور انہیں باغوں میں لے جایگا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ہمیشہ رہیں گے ان میں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ والے ہیں۔ سنتا ہے اللہ والے ہی مراد کو پہنچے۔

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۱)

اس آیت کریمہ میں صاف فرما دیا کہ جو اللہ یا رسول کی جناب میں گستاخی کرے، مسلمان اُس سے دوستی نہ کرے گا، جس کا صریح مفاد ہوا کہ جو اس سے دوستی کرے گا وہ مسلمان نہ ہوگا۔ پھر اس حکم کا قطعاً عام ہونا پالتصریح ارشاد فرمایا کہ باپ، بیٹے، بھائی، عزیز سب کو گنا یا یعنی کوئی کیسا ہی تمہارے زعم میں معظّم یا کیسا ہی تمہیں باطّبع محبوب ہو، ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اُس سے محبت نہیں رکھ سکتے، اس کی وقعت نہیں مان سکتے ورنہ مسلمان نہ رہو گے۔ مَوَلٰی سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی کا اتنا فرمانا ہی مسلمان کے لئے بس تھا مگر دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا، اپنی عظیم نعمتوں کا لالچ دلاتا ہے کہ اگر اللہ و رسول کی عظمت کے آگے تم نے کسی کا پاس نہ کیا، کسی سے علاقہ نہ رکھا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے۔

(۱)..... اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان نقش کر دے گا، جس میں اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی حسنِ خاتمہ کی بشارتِ جلیلہ ہے کہ اللہ کا لکھا نہیں مٹتا۔

(۲)..... اللہ تعالیٰ رُوح القدس سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

(۳)..... تمہیں ہمیشگی کی جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

(۴)..... تم خدا کے گروہ کہلاؤ گے، خدا والے ہو جاؤ گے۔

(۵)..... منہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ امید و خیال و گمان سے کروڑوں درجے افزوں۔

(۶)..... سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔

(7)..... یہ کہ فرماتا ہے ”میں تم سے راضی تم مجھ سے راضی“ بندے کیلئے اس سے زائد اور کیا نعمت ہوتی کہ اس کا رب اس سے راضی ہو مگر انتہائے بندہ نوازی یہ کہ فرمایا ”اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی۔“

مسلمانو! خدا لگتی کہنا: اگر آدمی کروڑ جانیں رکھتا ہو اور وہ سب کی سب ان عظیم دولتوں پر نثار کر دے تو واللہ کہ مفت پائیں، پھر زید و عمرؓ سے علاقہ تعظیم و محبت، یک لخت قطع کر دینا کتنی بڑی بات ہے؟ جس پر اللہ تعالیٰ ان بے بہا نعمتوں کا وعدہ فرما رہا ہے اور اس کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔^(۱)

نوٹ: مذکورہ بالا کلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے مشہور رسالے ”تَمْهِيْدُ اِيْمَانِ بآيَاتِ قُرْآن“ سے نقل کیا ہے، یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ کی 30 ویں جلد میں موجود ہے اور جدا گانہ بھی چھپا ہوا ہے، ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس رسالے کا ضرور مطالعہ کرے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُّبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُّبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ
فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِسَآعْهَدِ اللّٰهِ
فَسَيُوْتِيْهِ اَجْرٌ اَعْظِيْمًا ۝۱۰

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اُسے بڑا ثواب دے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جو لوگ تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا تو وہ اپنی جان کے خلاف ہی عہد توڑتا ہے اور جس نے اللہ سے کئے ہوئے اپنے عہد کو پورا کیا تو بہت جلد اللہ اسے عظیم ثواب دے گا۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ: بیشک جو لوگ تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔﴾ اس سے پہلی آیات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور اس کے مقاصد بیان ہوئے اور اس آیت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، بیشک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں کیونکہ رسول سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرنا ہے جیسے کہ رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور جن ہاتھوں سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کیا، ان پر اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت ہے تو جس نے عہد توڑا اور بیعت کو پورا نہ کیا وہ اپنی جان کے خلاف ہی عہد توڑتا ہے کیونکہ اس عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے اپنے عہد کو پورا کیا تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اسے عظیم ثواب دے گا۔^(۱)

نوٹ: اس آیت میں جس بیعت کا ذکر کیا گیا اس کے بارے میں مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ بیعت ہے جو حدیثِ نبویہ کے مقام پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لی تھی اور یہ بیعت ”بیعتِ رضوان“ کے نام سے مشہور ہے۔ اس بیعت کا واقعہ اسی سورت کی آیت نمبر 18 کی تفسیر میں مذکور ہے۔

آیت ”إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس سے 5 مسئلے معلوم ہوئے

- (1)..... حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسا قرب حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت اللہ تعالیٰ سے بیعت ہے۔
- (2)..... بیعتِ رضوان والے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بڑی ہی شان والے ہیں۔
- (3)..... حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی شان والے ہیں کہ یہ بیعت انہیں کی وجہ سے ہوئی۔
- (4)..... بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت کرنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے، خواہ بیعتِ اسلام ہو یا بیعتِ تقویٰ،

①..... تفسیر کبیر، الفتح، تحت الآیۃ: ۱۰، ۷۳/۱۰، جلالین، الفتح، تحت الآیۃ: ۱۰، ص ۴۲۳-۴۲۴، مدارک، الفتح، تحت الآیۃ: ۱۰، ص ۱۱۴۲، ملقطاً۔

یا بیعت توبہ، یا بیعت اعمال وغیرہ۔

(5)..... بیعت کے وقت مصافحہ بھی سنت سے ثابت ہے، البتہ عورتوں کو کلام کے ذریعے بیعت کیا جائے کیونکہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی بھی بیعت کے لیے کسی غیرِ حُرْم عورت کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا۔

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلْفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَعَلْنَا أَمْوَالَنَا وَاهْلُونَا
فَاسْتَغْفِرْلَنَا يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۖ قُلْ فَمَنْ
يَمْلِكُ لَكُمْ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۖ
بَلْ كَانِ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝۱۱ بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْتَقِلَ
الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزَيَّنَ ذَلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ
وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ۝۱۲ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ
وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ۝۱۳

ترجمہ کنزالایمان: اب تم سے کہیں گے جو گنوار پیچھے رہ گئے تھے کہ ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے جانے سے مشغول رکھا اب حضور ہماری مغفرت چاہیں اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں تم فرماؤ تو اللہ کے سامنے کسے تمہارا کچھ اختیار ہے اگر وہ تمہارا برا چاہے یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے بلکہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ بلکہ تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا سمجھے ہوئے تھے اور تم نے بُرا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔ اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو بیشک ہم نے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

ترجہ کنز العرفان: پیچھے رہ جانے والے دیہاتی اب تم سے کہیں گے کہ ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے مشغول رکھا تو اب آپ ہمارے لئے مغفرت کی دعا کر دیں، وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ تم فرماؤ اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے یا وہ تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اللہ کے مقابلے میں کون تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہے؟ بلکہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ بلکہ تم تو یہ سمجھ ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز کبھی اپنے گھر والوں کی طرف واپس نہ آئیں گے اور یہ بات تمہارے دلوں میں بڑی خوبصورت بنا دی گئی تھی اور تم نے (یہ) بہت برا گمان کیا تھا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو بیشک ہم نے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

﴿سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ: پِچھے رہ جانے والے دیہاتی اب تم سے کہیں گے۔﴾ جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجیہ کے سال عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ فرمایا تو مدینہ منورہ سے قریبی گاؤں والے اور دیہاتی جن کا تعلق غفار، مزینہ، جہینہ، اشجع اور اسلم قبیلے سے تھا، کفار قریش کے خوف سے آپ کے ساتھ نہ گئے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور قربانی کے جانور بھی ساتھ تھے جس سے صاف ظاہر تھا کہ جنگ کا ارادہ نہیں ہے، پھر بھی بہت سے دیہاتیوں پر جانا بھاری ہوا اور وہ کام کا بہانہ بنا کر وہیں رہ گئے اور حقیقت میں ان کا گمان یہ تھا کہ قریش بہت طاقتور ہیں، اس لئے مسلمان ان سے بچ کر نہ آئیں گے بلکہ سب وہیں ہلاک ہو جائیں گے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ان دیہاتیوں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی مدد سے معاملہ ان دیہاتیوں کے خیال کے بالکل خلاف ہوا ہے (اور جب اس کی خبر پہنچے گی تو) انہیں آپ کے ساتھ نہ جانے پر افسوس ہوگا اور جب آپ واپس جائیں گے اور پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں پر عتاب فرمائیں گے تو وہ معذرت کرتے ہوئے آپ سے کہیں گے: ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے مشغول رکھا کیونکہ عورتیں اور بچے اکیلے تھے اور کوئی ان کی خبر گیری کرنے والا نہ تھا، اس لئے ہم آپ کے ساتھ جانے سے قاصر رہے، تو اب آپ ہمارے لئے مغفرت کی دعا کر دیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس قصور کو معاف کر دے جو ہم نے آپ کے ساتھ نہ جا کر کیا۔ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، یہ لوگ

عذر پیش کرنے اور مغفرت طلب کرنے میں جھوٹے ہیں کیونکہ وہ اپنی زبانوں سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے اور انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ آپ ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں یا نہیں (اور جب یہ لوگ آپ کے سامنے عذر پیش کریں تو) ان سے فرمادیں: اگر اللہ تعالیٰ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے یا وہ تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کون تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہے؟ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر تمہارے مال و اولاد پر آفت آنے والی ہوتی تو تم یہاں رہ کر وہ آفت دور نہ کر دیتے اور اگر نہ آنے والی ہوتی تو تمہارے جانے سے وہ ہلاک نہ ہو جاتے، پھر تم کیوں ایسی نعمتِ عظمیٰ یعنی بیعتِ رضوان سے محروم رہے (اور تم یہ نہ سمجھنا کہ مجھے تمہارے اس جھوٹ کی خبر نہیں) بلکہ یاد رکھو: اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے (اور اس نے وحی کے ذریعے مجھے یہ بتا دیا ہے کہ تمہاری غیر حاضری کی وجہ نہیں جو تم بیان کر رہے ہو) بلکہ اے منافقو! اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ تم تو یہ سمجھ ہوئے تھے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان ہر گز کبھی اپنے گھر والوں کی طرف واپس نہ آئیں گے اور دشمن ان سب کا وہیں خاتمہ کر دیں گے اور شیطان کی طرف سے یہ بات تمہارے دلوں میں بڑی خوبصورت بنادی گئی تھی یہاں تک کہ تم نے اس پر یقین کر لیا اور یہ گمان کر لیا کہ کفر غالب آئے گا، اسلام مغلوب ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا نہ ہوگا اور اس گمان کی وجہ سے تم ہلاک ہونے والے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق لوگ تھے۔^(۱)

آیت نمبر 12 سے معلوم ہوا کہ اس سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جانے والے 1400 حضرات سب کامل مومن ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ”مؤمنون“ فرمایا ہے، اب جو بد بخت ان میں سے کسی کے ایمان میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے۔

﴿وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے۔ ﴿﴾ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور ان میں سے کسی ایک کا بھی منکر ہو، وہ کافر ہے اور اپنے کفر کی وجہ سے اس بھڑکتی آگ کا مستحق ہے جو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے تیار کر رکھی ہے۔

وَاللَّهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَٰيْغُفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ

①..... مدارك، الفتح، تحت الآية: ۱۱-۱۲، ص ۱۱۴۲-۱۱۴۳، بغوی، الفتح، تحت الآية: ۱۱-۱۲، ۱۷۳/۴، حازن، الفتح، تحت الآية: ۱۱-۱۲، ۱۷۴-۱۷۷/۴، ملتقطاً.

يَسَاءُ ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۱۳

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے، جس کی چاہے مغفرت فرمائے اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

﴿وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے۔ ﴿بیعت کرنے والوں اور بُرے گمان کرنے والوں کا حال بیان کرنے کے بعد یہاں ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے وہ ان میں جیسے چاہے تصرف فرمائے اور جس کی یہ شان ہے وہ اپنی مشیئت کے مطابق جس کی چاہے مغفرت فرمائے اور جسے چاہے عذاب دے اور (اس کی مغفرت و رحمت عذاب کے مقابلے میں زیادہ ہے جیسا کہ آیت کے آخر میں یہ ارشاد فرمانے سے معلوم ہوا کہ) اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔^(۱)

مغفرت اور عذاب سے متعلق ۴ باتیں

یہاں مغفرت اور عذاب سے متعلق ۴ باتیں یاد رکھیں:

- (۱)..... گناہگار مسلمان کی مغفرت فرما دینا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اسے عذاب دینا اس کا عدل ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور عدل پر اعتراض کر کے اس میں دخل اندازی کرے۔
- (۲)..... اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے اور عذاب کے مقابلے میں مغفرت زیادہ ہے لیکن اس کی وجہ سے نیک اعمال چھوڑ دینا اور نافرمانیوں میں مبتلا ہو جانا بہت بڑی نادانی ہے۔
- (۳)..... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر صحیح طریقے سے ایمان لانا اور ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنا اللہ تعالیٰ کی مغفرت حاصل ہونے کے اہم ترین ذرائع اور اسباب ہیں، انہیں اختیار کرنے کے بعد

①..... حازن، الفتح، تحت الآیة: ۱۴، ۴/۴۸ ملتقطاً.

اس کے فضل کی امید رکھنی چاہئے اور اس کے عدل سے ڈرنا چاہئے۔

(4)..... جو لوگ کافر ہیں اور کسی صورت اپنے کفر سے توبہ کر کے ایمان لانے پر تیار نہیں اور وہ اسی حال میں مر جاتے ہیں، یونہی جو شخص زندگی میں مسلمان رہا لیکن اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوا، ان کی مغفرت کی کوئی صورت ہی نہیں ہے اور یہ لوگ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ہی جائیں گے۔ لہذا کافر تو دین اسلام میں داخل ہو جائیں اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کرے۔

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَى مَغَانِمَ لِّتَأْخُذُوا هَٰذَا رُؤُونَا نَتَّبِعُكُمْ
يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ ۖ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ
قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۖ بَلْ كَاؤُنَا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۵

ترجمہ کنزالایمان: اب کہیں گے پیچھے بیٹھ رہنے والے جب تم غنیمتیں لینے چلو تو ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دو وہ چاہتے ہیں اللہ کا کلام بدل دیں تم فرماؤ ہرگز تم ہمارے ساتھ نہ آؤ اللہ نے پہلے سے یونہی فرما دیا ہے تو اب کہیں گے بلکہ تم ہم سے جلتے ہو بلکہ وہ بات نہ سمجھتے تھے مگر تھوڑی۔

ترجمہ کنزالعرفان: جب تم غنیمتیں حاصل کرنے کے لیے ان کی طرف چلو گے تو پیچھے رہ جانے والے کہیں گے: ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دو۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا کلام بدل دیں۔ تم فرماؤ: ہرگز تم ہمارے پیچھے نہ آؤ۔ اللہ نے پہلے سے اسی طرح فرما دیا ہے، تو اب کہیں گے: بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ وہ منافق بہت تھوڑی بات سمجھتے ہیں۔

﴿سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ: پیچھے رہ جانے والے کہیں گے۔﴾ جب مسلمان حُدُودِ یَیِّہ کی صلح سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے خیر کی فتح کا وعدہ فرمایا اور وہاں سے حاصل ہونے والے غنیمت کے اموال حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں کے لئے خاص کر دیئے گئے، جب خیر کی طرف روانہ ہونے کا وقت آیا تو مسلمانوں کو یہ خبر دی گئی کہ جو لوگ

حدیبیہ میں حاضر نہیں ہوئے وہ غنیمت کے لالچ میں تمہارے ساتھ جانا چاہیں گے اور تم سے کہیں گے: ہم بھی تمہارے ساتھ خیبر چلیں اور جنگ میں شریک ہوں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ میں شرکت کرنے والوں کے ساتھ جو وعدہ فرمایا کہ خیبر کی غنیمت ان کے لئے خاص ہے، اسے بدل دیں۔ آپ ان سے فرمادینا کہ تم ہمارے پیچھے ہرگز نہ آؤ، اللہ تعالیٰ نے ہمارے مدینہ منورہ آنے سے پہلے یونہی فرمادیا ہے کہ غزوہ خیبر میں وہی شریک ہوں گے اور اس کی غنیمتیں انہیں ہی ملیں گی جنہوں نے حدیبیہ میں شرکت کی تھی (اور ہم تمہیں اپنے ساتھ آنے کی اجازت دے کر اس حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے) یہ جواب سن کر وہ (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے) کہیں گے: ایسی بات نہیں ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم ہم سے حسد کرتے ہو اور یہ گوارا نہیں کرتے کہ ہم تمہارے ساتھ غنیمت کا مال پائیں۔ (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تو حسد کا شائبہ تک نہیں) بلکہ وہ منافق دین کی بہت تھوڑی بات سمجھتے ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ محض دنیا کی بات سمجھتے ہیں، حتیٰ کہ ان کا زبانی اقرار بھی دنیا ہی کی غرض سے تھا اور آخرت کے امور کو بالکل نہیں سمجھتے۔^(۱)

یہاں فتح خیبر اور اس سے حاصل ہونے والی غنیمت کی تقسیم سے متعلق مزید دو باتیں ملاحظہ ہوں:

(۱)..... صلح حدیبیہ ۶ ہجری میں ہوئی اور فتح خیبر ۷ ہجری میں، خیبر نہایت آسانی سے فتح ہو گیا اور وہاں مسلمانوں کو بہت غنیمتیں ملیں۔

(۲)..... حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جنگ خیبر کے موقع پر حبشہ سے پہنچے تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی غنیمت سے حصہ دیا، یہ عطیہ سلطانی تھا، لہذا اس عطا کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سُدُّعُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ
شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۚ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا
حَسَنًا وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۱۶

①..... بغوی، الفتح، تحت الآیۃ: ۱۵، ۱۷۴/۴، جمل، الفتح، تحت الآیۃ: ۱۵، ۲۱۶/۷، ۲۱۷، ملقطاً.

تَوْجِبُهُ كَنُزَالِ الْإِيمَانِ: اُن پچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ: عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ اُن سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

تَوْجِبُهُ كَنُزَالِ الْعُرْفَانِ: پچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے فرماؤ: عنقریب تمہیں ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلایا جائے گا تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے پھر اگر تم فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر وگے جیسے تم اس سے پہلے پھر گئے تھے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

﴿قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ: پچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے فرماؤ۔﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ حکم دیا کہ وہ حدیبیہ میں شریک نہ ہونے والے دیہاتیوں کو جنگِ خیبر میں اپنے ساتھ آنے سے منع کر دیں اور ان دیہاتیوں کا حال یہ تھا کہ ان کا تعلق مختلف قبائل سے تھا اور ان میں بعض ایسے بھی تھے جن کے تابع ہونے کی امید تھی اور بعض ایسے بھی تھے جو نفاق میں بہت پختہ اور سخت تھے، اللہ تعالیٰ کو انہیں آزمائش میں ڈالنا منظور ہوا تاکہ توبہ کرنے والے اور نہ کرنے والے میں فرق ہو جائے، اس لئے حکم ہوا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ان دیہاتیوں سے فرما دیجئے: عنقریب تمہیں ایک سخت لڑائی کرنے والی قوم کی طرف بلایا جائے گا تاکہ تم ان سے جنگ کرو یا وہ لوگ مسلمان ہو جائیں، پھر اگر تم بلانے والے کی فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں غنیمت اور آخرت میں جنت کی صورت میں اچھا اجر دے گا اور اگر فرمانبرداری کرنے سے پھر وگے جیسے تم اس سے پہلے حدیبیہ کے موقع پر پھر گئے تھے تو وہ تمہیں آخرت میں دردناک عذاب دے گا۔

سخت لڑائی والی قوم سے کون لوگ مراد ہیں، ان کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ان میں سے دو قول درج ذیل ہیں:

(۱)..... ان سے یمامہ کے رہائشی بنو حنیفہ مراد ہیں جو کہ مُسَلِّمہ کذاب کی قوم کے لوگ ہیں اور ان سے جنگ کرنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دعوت دی۔ حضرت رافع بن خدیج رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:

اللہ غَوَّجَلُ کی قسم! ہم اس آیت کو پہلے پڑھتے تھے اور ہمیں معلوم نہیں تھا کہ اس جنگجو قوم سے کون سی قوم مراد ہے، حتیٰ کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے ہمیں بنو حنیفہ کے خلاف جنگ کی دعوت دی، تب ہمیں پتہ چلا کہ اس جنگجو قوم سے مراد بنو حنیفہ ہیں۔

(2)..... ان سے مراد فارس اور روم کے لوگ ہیں جن سے جنگ کرنے کیلئے حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے دعوت دی۔⁽¹⁾

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خلافت صحیح کرنے کی دلیل

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خلافت صحیح ہونے کی دلیل ہے، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ (اس آیت کے نزول کے بعد تاجدار رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ میں کسی جہاد کے لئے ان دیہاتیوں کو دعوت نہیں دی گئی، آپ کے وصالِ طاہری کے بعد) حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے زمانہ میں مُرتدوں اور کافروں کے خلاف جہاد ہوئے اور ان جہادوں میں شرکت کی دعوت دی گئی (اس سے معلوم ہوا کہ جنگجو قوم کے خلاف لڑائی کی دعوت دینے والا برحق امام ہے)۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کی اطاعت پر جنت کا اور ان کی مخالفت پر جہنم کا وعدہ دیا گیا (جس سے معلوم ہوا کہ ان کی اطاعت کرنا اور مخالفت نہ کرنا لازم تھا اور یہ حکم بھی برحق امام کیلئے ہے)۔⁽²⁾

لَيْسَ عَلَى الْاَعْلٰى حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْاَعْدَجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ
حَرْجٌ ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهَارُ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّ يَعْذِبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

①..... حازن، الفتح، تحت الآية: ۱۶، ۱۵۰-۱۴۹/۴، مدارك، الفتح، تحت الآية: ۱۶، ص ۱۱۴۳-۱۱۴۴، قرطبي، الفتح، تحت الآية: ۱۶، ۱۹۵/۸-۱۹۶، الجزء السادس عشر، روح البيان، الفتح، تحت الآية: ۱۶، ۳۲-۳۰/۹، ملقطاً.

②..... حازن، الفتح، تحت الآية: ۱۶، ۱۴۹/۴، مدارك، الفتح، تحت الآية: ۱۶، ص ۱۱۴۳، قرطبي، الفتح، تحت الآية: ۱۶، ۱۹۵/۸-۱۹۶، الجزء السادس عشر، ملقطاً.

ترجہ کنز الایمان: اندھے پر کئی تنگی نہیں اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر مواخذہ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور جو پھر جائے گا اُسے دردناک عذاب فرمائے گا۔

ترجہ کنز العرفان: اندھے پر کوئی تنگی نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی مضائقہ اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اللہ اسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو پھرے اللہ اسے دردناک عذاب دے گا۔

﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ﴾: اندھے پر کوئی تنگی نہیں۔ ﴿شان نزول﴾: جب اوپر کی آیت نازل ہوئی تو جو لوگ اپنا حج اور معذور تھے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہمارا کیا حال ہوگا؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا: جہاد سے رہ جانے کی صورت میں اندھے پر کوئی تنگی نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی مضائقہ اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے کہ یہ عذر ظاہر ہے اور ان کے لئے جہاد میں حاضر نہ ہونا جائز ہے کیونکہ نہ یہ لوگ دشمن پر حملہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں، نہ اس کے حملہ سے بچنے اور بھاگنے کی۔

یاد رہے کہ انہیں کے حکم میں وہ بوڑھے اور ضعیف افراد بھی داخل ہیں جنہیں نشست و برخاست کی طاقت نہیں، اسی طرح وہ بیمار بھی داخل ہیں جنہیں دمہ کھانسی ہے، یا جن کی تلخی بہت بڑھ گئی ہے اور انہیں چلنا، پھرنا دشوار ہے، ظاہر ہے کہ یہ عذر جہاد سے روکنے والے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی اَعْذَار ہیں جن کے ہوتے ہوئے جہاد میں شرکت نہ کرنا جائز ہے مثلاً انتہاء درجہ کی محتاجی اور سفر کے لئے درکار ضروری چیزوں پر قدرت نہ رکھنا، یا ایسی ضروری مشغولیات جو سفر سے مانع ہوں، جیسے کسی ایسے مریض کی خدمت میں مصروف ہے جس کی خدمت کرنا اس پر لازم ہے اور اس کے سوا کوئی اس خدمت کو انجام دینے والا نہیں ہے۔^(۱)

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے۔ ﴿اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص جہاد اور اس کے علاوہ دیگر احکام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم مانے گا تو (اس کی جزا کے طور پر) اللہ تعالیٰ اسے ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو اطاعت

سے اعراض کرے گا اور کفر و نفاق پر ہی قائم رہے گا تو (اس کی سزا کے طور پر) اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں دردناک عذاب دے گا۔^(۱)

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝^(۱۸)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ ایمان والوں سے راضی ہوا جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کر رہے تھے تو اللہ کو وہ معلوم تھا جو ان کے دلوں میں تھا تو اس نے ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ﴾: بیشک اللہ ایمان والوں سے راضی ہوا۔ ﴿حَدَّثَنِي﴾ میں حاضر ہونے سے پہلے رہ جانے والوں کے احوال بیان کرنے کے بعد یہاں سے دوبارہ حدیث میں شرکت کرنے والوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہوا جب وہ حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے تمہاری بیعت کر رہے تھے اور جس چیز پر بیعت کر رہے تھے اس سے متعلق ان کے دلوں میں موجود صدق، اخلاص اور وفاسب اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔ اس سے خیر کی فتح مراد ہے جو کہ حدیبیہ سے واپس آنے کے چھ ماہ بعد حاصل ہوئی۔^(۲)

بیعت بنی النضیر اور بنی النضیر کا سب

حَدَّثَنِي کے مقام پر جن صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے بیعت کی انہیں چونکہ رضائے الہی کی بشارت دی گئی،

①.....حازن، الفتح، تحت الآية: ۱۷، ۱۵۰/۴۔

②.....تفسیر کبیر، الفتح، تحت الآية: ۱۸، ۷۹/۱۰، حازن، الفتح، تحت الآية: ۱۸، ۱۵۰/۴، مدارک، الفتح، تحت الآية: ۱۸، ص ۱۱۴۴، ملقطاً۔

اس لئے اس بیعت کو ”بیعت رضوان“ کہتے ہیں۔ اس بیعت کا ظاہری سبب یہ پیش آیا کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حدیبیہ سے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اشرافِ قریش کے پاس مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ انہیں اس بات کی خبر دیں کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کے لئے عمرہ کے ارادے سے تشریف لائے ہیں اور آپ کا ارادہ جنگ کرنے کا نہیں ہے اور ان سے یہ بھی فرمادیا تھا کہ جو کمزور مسلمان وہاں ہیں انہیں اطمینان دلا دیں کہ مکہ مکرمہ عنقریب فتح ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب فرمائے گا۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سردارانِ قریش کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں خبر دی۔ قریش اس بات پر متفق رہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس سال تو تشریف نہ لائیں اور حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا کہ اگر آپ کعبہ مُعَظَّمہ کا طواف کرنا چاہیں تو کر لیں۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بغیر طواف کروں۔ ادھر حدیبیہ میں موجود مسلمانوں نے کہا: حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بڑے خوش نصیب ہیں جو کعبہ مُعَظَّمہ پہنچے اور طواف سے مُشْرِف ہوئے۔ حضورِ پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میں جانتا ہوں کہ وہ ہمارے بغیر طواف نہ کریں گے۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کے مطابق مکہ مکرمہ کے کمزور مسلمانوں کو فتح کی بشارت بھی پہنچائی، پھر قریش نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو روک لیا اور حدیبیہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے کفار کے مقابلے میں جہاد پر ثابت قدم رہنے کی بیعت لی، یہ بیعت ایک بڑے خاردار درخت کے نیچے ہوئی جسے عرب میں ”سَمُرہ“ کہتے ہیں۔ حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا بایاں دستِ مبارک دائیں دستِ اقدس میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بیعت ہے اور دعا فرمائی: یا رب! عَزَّوَجَلَّ، عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تیرے اور تیرے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کام میں ہیں۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نورِ نبوت سے معلوم تھا کہ حضرت عثمان

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ شہید نہیں ہوئے جیسی تو ان کی بیعت لی۔ مشرکین اس بیعت کا حال سن کر خوفزدہ ہوئے اور انہوں نے

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بھیج دیا۔^(۱)

بیعت رضوان میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی فضیلت

اس بیعت میں جن صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے شرکت فرمائی، ان کی ایک فضیلت تو اسی آیت پاک میں بیان ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص طور پر اپنی رضا سے نوازا اور دوسری فضیلت حدیث پاک میں بیان ہوئی ہے، جیسا کہ حضرت جابر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اُن میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔“^(۲)

آیت ”لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْ الْمُهَاجِرِينَ“ سے معلوم ہوتا ہے کہ

اس آیت سے 4 مسئلے معلوم ہوئے

- (۱)..... بیعت رضوان میں شرکت کرنے والے سارے ہی مخلص مومن ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی تخصیص کے بغیر مومن فرمایا۔
- (۲)..... یہ بیعت کرنے والے تمام حضرات سے اللہ تعالیٰ خاص طور پر راضی ہو چکا ہے۔
- (۳)..... اس خصوصی رضا کا سبب یہ بیعت ہے کہ ارشاد ہوا ”اِذْ يَبَايِعُونَكَ“ جب وہ تمہاری بیعت کر رہے تھے۔
- (۴)..... بیعت ایمان کے سوا اعمال وغیرہ پر بھی ہونی چاہیے۔

وَمَعَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُ وَنَهَا ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝^(۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں اور اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بہت سی غنیمتیں جنہیں وہ لیں گے اور اللہ عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿وَمَعَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُ وَنَهَا﴾ اور بہت سی غنیمتیں جنہیں وہ لیں گے۔ ﴿یعنی حدیبیہ میں شرکت کرنے والوں کو اللہ

①..... خازن، الفتح، تحت الآیہ: ۱۸، ۱۵۰/۴-۱۵۱، خزائن العرفان، الفتح، تحت الآیہ: ۱۸، ص ۹۴۳۔

②..... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل من بايع تحت الشجرة، ۴۶۲/۵، الحدیث: ۳۸۸۶۔

تعالیٰ دُئیوی انعام کے طور پر ”خیبر کی فتح“ عطا فرمائے گا اور اس فتح میں غنیمت کے طور پر خیبر والوں کے بہت سے اموال بھی عطا فرمائے گا جنہیں وہ لیں گے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ اس کی قدرت و غلبہ کامل ہے اور وہ تمہاری مدد سے بے نیاز ہے اور کامل حکمت والا ہے، اسی لئے اس نے اپنے دشمنوں کو تمہارے ہاتھوں سے ہلاک کروایا تاکہ تمہیں ثواب ملے۔^(۱)

یاد رہے کہ خیبر کا علاقہ بڑا زرخیز تھا اور یہاں عمدہ کھجوریں بکثرت پیدا ہوتی تھیں اور یہاں کے یہودی مالدار بھی بہت تھے، جب خیبر فتح ہوا تو ان کے اموال رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تقسیم فرمائے۔

وَعَدَكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَلَ لَكُمْ هَذِهِ وَكَفَّ
أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا
مُّسْتَقِيمًا ۝۲۰

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگ تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اس لیے کہ ایمان والوں کے لیے نشانی ہو اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جو تم حاصل کرو گے تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تاکہ ایمان والوں کے لیے نشانی ہو اور تاکہ وہ تمہیں سیدھا راستہ دکھائے۔

﴿وَعَدَكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً﴾ اور اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے۔ ﴿یعنی اے حدیبیہ میں شرکت کرنے والو! اللہ تعالیٰ نے تم سے خیبر کے علاوہ بھی بہت سے اموال غنیمت کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم آئندہ فتوحات کے

①.....حازن، الفتح، تحت الآیة: ۱۹، ۴/۱۵۱، تفسیر کبیر، الفتح، تحت الآیة: ۱۹، ۱۰/۷۹-۸۰، ملقطاً.

ذریعے حاصل کرتے رہو گے، تو سر دست تمہیں یہ خیر کی غنیمت عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خیر والوں کے ہاتھ مسلمانوں سے روک دیئے (کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا جس کی وجہ سے وہ کثیر تعداد اور حربی قوت ہونے کے باوجود مسلمانوں پر فتح حاصل نہ کر سکے،) یا یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کے اہل و عیال سے لوگوں کے ہاتھ روک دیئے کہ وہ خوفزدہ ہو کر انہیں نقصان نہ پہنچا سکے۔ اس کا واقعہ یہ ہوا کہ جب مسلمان جنگِ خیبر کے لئے روانہ ہوئے تو خیبر والوں کے حلیف بنی اسد و غطفان نے چاہا کہ مسلمانوں کے پیچھے مدینہ طیبہ پر حملہ کر کے ان کے اہل و عیال کو لوٹ لیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ انہیں اس کی ہمت ہی نہ ہوئی۔^(۱)

﴿وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ اور تاکہ ایمان والوں کے لیے نشانی ہو۔ یعنی یہ غنیمت دینا اور دشمنوں کے ہاتھ روک دینا اس لئے کیا تاکہ یہ ایمان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد کی نشانی ہو اور وہ اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لیں کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں جو غیب کی خبر دی وہ سچی ہے اور تاکہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے رب پر توکل کرنے اور اپنے کام اس کے سپرد کر دینے کا سیدھا راستہ دکھائے جس سے بصیرت اور یقین زیادہ ہو۔^(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ میں حاضر ہونے والے مومنین ہدایت پر تھے اور ہدایت پر رہے، ان میں سے کوئی ہدایت سے نہ ہٹا تو جو اس کا انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے۔

وَأُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝۲۱

ترجمہ کنز الایمان: اور ایک اور جو تمہارے بل کی نہ تھی وہ اللہ کے قبضہ میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور دوسری غنیمتوں کا (بھی وعدہ فرمایا ہے) جن پر تمہیں قدرت نہیں، انہیں اللہ نے گھیر رکھا ہے اور

①..... جلالین مع صاوی، الفتح، تحت الآیۃ: ۲۰، ۱۹۷۴-۱۹۷۵، حازن، الفتح، تحت الآیۃ: ۲۰، ۱۵۱/۴، ملنقطاً.

②..... روح البیان، الفتح، تحت الآیۃ: ۲۰، ۳۶/۹، جلالین مع صاوی، الفتح، تحت الآیۃ: ۲۰، ۱۹۷۵/۵، حازن، الفتح،

تحت الآیۃ: ۲۰، ۱۵۱/۴، ملنقطاً.

اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿وَأُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا﴾: اور دوسری غنیمتوں کا جن پر تمہیں قدرت نہیں ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک اور علاقے کی فتح اور اس سے حاصل ہونے والے اموال غنیمت کا تم سے وعدہ فرمایا ہے جسے فتح کرنے پر تمہیں قدرت نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے انہیں گھیر رکھا ہے تاکہ تم ان پر فتح و غنیمت حاصل کرو۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فرماتے ہیں: اس علاقے سے فارس اور روم مراد ہے، اہل عرب ان سے جنگ کرنے پر قادر نہ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دین اسلام سے مُشْرِف فرمایا اور اس کی برکت سے عرب والوں کو اہل فارس اور روم سے جنگ کرنے کی قدرت عطا فرمادی۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں: اس سے خیبر مراد ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے پہلے سے وعدہ فرمایا تھا اور مسلمانوں کو کامیابی کی اُمید نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے فتح مکہ مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے ہر وہ فتح مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ (۱)

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوْا إِلَّا دُبَارَ شَمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا
وَلَا نَصِيرًا ۝۲۳

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر کافر تم سے لڑیں تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر دیں گے پھر نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر کافر تم سے لڑیں گے تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر دیں گے پھر وہ کوئی حمایتی اور مددگار نہ پائیں گے۔

﴿وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا: اور اگر کافر تم سے لڑیں گے۔﴾ یعنی اہل مکہ اگر صلح کرنے کی بجائے جنگ کرتے یا اہل خیبر کے حلیف قبیلہ اسد اور قبیلہ غطفان کے لوگ تم سے جنگ کرنے کی ہمت کریں تو یہ لوگ تمہارے مقابلے میں ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے، تم ہی ان پر غالب آؤ گے اور انہیں شکست ہوگی، پھر وہ اپنا کوئی حمایتی اور مددگار نہ پائیں گے۔^(۱) بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر اب بھی مسلمان صحیح مسلمان ہو کر یعنی صحیح طریقے سے اسلامی احکام پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جنگ کریں تو بدر و حنین کے نظارے نظر آ سکتے ہیں۔

سُنَّةُ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝۲۳

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کا دستور ہے کہ پہلے سے چلا آتا ہے اور ہر گز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کا دستور ہے جو پہلے لوگوں میں گزر چکا ہے اور تم ہر گز اللہ کے دستور میں تبدیلی نہ پاؤ گے۔

﴿سُنَّةُ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ: اللہ کا دستور ہے جو پہلے لوگوں میں گزر چکا ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ ایمان والوں کی مدد فرماتا اور کافروں پر قہر فرماتا ہے جیسا کہ گزشتہ امتوں کے حالات سے ظاہر ہے اور تم ہر گز اللہ تعالیٰ کے اس دستور میں تبدیلی نہ پاؤ گے، یعنی یہ کبھی نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کفار کے مقابلے میں ایمان والوں کی مدد بلا وجہ نہ فرمائے، اگر کبھی مسلمان شکست کھا جائیں تو یا ان کی اپنی غلطی ہوگی یا اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت ہوگی اور یہ شکست بھی عارضی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہت دفعہ مسلمانوں کا مغلوب ہو جانا اس آیت کے خلاف نہیں ہے اور کافروں کے غلبے کو بنیاد بنا کر اس آیت پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

**وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَאَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ
أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝۲۴**

۱..... حازن، الفتح، تحت الآیة: ۲۲، ۱۵۴/۴، مدارك، الفتح، تحت الآیة: ۲۲، ص ۱۱۴۵، ملنقطاً.

ترجہ کنز الایمان: اور وہی ہے جس نے اُن کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادی مکہ میں بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔

ترجہ کنز العرفان: اور وہی ہے جس نے وادی مکہ میں کافروں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے حالانکہ اللہ نے تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ﴾: اور وہی ہے جس نے کافروں کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ ﴿ارشاد فرمایا: اللہ وہی ہے جس نے وادی مکہ میں کافروں کے ہاتھ تم سے (لڑائی کرنے سے) روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان کافروں (کو قتل کرنے) سے روک دیئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کافروں پر قابو دے دیا تھا (اور تم انہیں آسانی سے قتل کر سکتے تھے، اگر تم انہیں قتل کر دیتے تو دونوں طرف سے لڑائی چھڑ جاتی اور اس لڑائی میں اگرچہ مسلمان ہی غالب آتے لیکن اس موقع پر یہ مسلمانوں کے حق زیادہ مفید نہ ہوتی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جنگ کا سبب پیدا ہی نہ ہونے دیا) اور اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھتا ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ معاملہ فتح مکہ کے دن ہوا اور اسی سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ مکہ مکرمہ صلح سے نہیں بلکہ قوت سے فتح ہوا تھا اور بعض مفسرین کے نزدیک صلح حدیبیہ کے موقع پر ایسا ہوا۔^(۱)

اور اس آیت کے شان نزول سے متعلق حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مکہ میں سے 80 ہتھیار بند جوان جبلِ تنعیم سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادہ سے اُترے، مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیا حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے معاف فرمایا اور چھوڑ دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔^(۲)

هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيِ مَعَكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحَلَّهُ ۖ وَلَوْلَا رِجَالُ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءُ مُؤْمِنَاتٌ

①.....مدارک، الفتح، تحت الآیۃ: ۲۴، ص ۱۱۴۵.

②.....در منشور، الفتح، تحت الآیۃ: ۲۴، ۵۲۷/۷، خزائن العرفان، الفتح، تحت الآیۃ: ۲۳، ص ۹۴۴۔

لَمْ تَعْلَوْهُمْ أَنْ تَطَّوَّهُمْ فَتَصِيبَكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ
لِيَدْخُلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٢٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کے پڑے اپنی جگہ پہنچنے سے اور اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں جن کی تمہیں خبر نہیں کہیں تم انہیں روند ڈالو تو تمہیں ان کی طرف سے انجانی میں کوئی مکروہ پہنچے تو ہم تمہیں ان کے قتال کی اجازت دیتے ان کا یہ بچاؤ اس لیے ہے کہ اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے جسے چاہے اگر وہ جدا ہو جاتے تو ہم ضرور ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو (روکا) اس حال میں کہ وہ اپنی قربانی کی جگہ پہنچنے سے رُکے ہوئے تھے اور اگر (مکہ میں) کچھ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں نہ ہوتے جن کی تمہیں خبر نہیں (اور یہ بات نہ ہوتی) کہ تم انہیں روند ڈالو گے پھر تمہیں ان کی طرف سے لاعلمی میں کوئی ناپسندیدہ بات پہنچے گی (تو ہم تمہیں کفار مکہ سے جہاد کی اجازت دیدیتے۔ ان کا یہ بچاؤ) اس لیے ہے کہ اللہ اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اگر مسلمان (وہاں سے) ہٹ جاتے تو ہم ضرور ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

﴿هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا۔ ﴿لَعْنَى كَفَارٍ﴾ یعنی کفار مکہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں حدیبیہ کے مقام پر مسجد حرام تک پہنچنے اور کعبہ معظمہ کا طواف کرنے سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو حرم میں موجود اس مقام پر پہنچنے سے روکا جہاں انہیں ذبح کیا جانا تھا اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں مکہ مکرمہ میں موجود ہیں جنہیں تم پہچانتے نہیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے حملے میں تم انہیں بھی روند ڈالو، پھر تمہیں اس پر افسوس ہو کہ تم نے اپنے ہاتھوں اپنے مسلمان بھائیوں کو شہید کر دیا، اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم تمہیں اہل مکہ سے جہاد کی

اجازت دیدیتے لیکن مسلمان مردوں، عورتوں کی مکہ میں موجودگی کی وجہ سے ابھی تک مکہ کے کافروں کی بھی بچت ہو رہی ہے اور ان کا یہ بچاؤ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔ اگر مسلمان کافروں سے ممتاز ہو جاتے تو اس وقت ہم ضرور اہل مکہ میں سے کافروں کو تمہارے ہاتھ سے قتل کرا کے اور تمہاری قید میں لا کر دروناک عذاب دیتے۔^(۱)

ایک بندوں کے مثل بدکاروں سے عذاب ٹل جاتا ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نیک بندوں کے طفیل بدکاروں سے عذاب ٹل جاتا ہے جیسے آیت میں مسلمانوں کی وجہ سے کافروں سے عذاب کے مؤخر ہونے کا تذکرہ ہے اور یہ معاملہ صرف دنیا میں نہیں بلکہ مسلمان گناہگاروں کے حق میں قبر و آخرت میں بھی نیکوں کے قرب کی برکتیں ہوتی ہیں، اسی مناسبت سے یہاں ایک حکایت ملاحظہ ہو، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دُخْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: میں نے حضرت میاں صاحب قبلہ قُدْسِ سِرِّہ کو فرماتے سنا: ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مردہ نظر آنے لگا۔ دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اس کے نتھنوں پر رکھے ہیں۔ اس کے عزیزوں نے اس خیال سے کہ یہاں قبر پانی کے صدمہ سے کھل گئی، دوسری جگہ قبر کھود کر اس میں رکھیں، اب جو دیکھیں تو دواژدھے اس کے بدن سے لپٹے اپنے پٹھنوں سے اس کا منہ بھموڑ رہے ہیں، حیران ہوئے۔ کسی صاحب دل سے یہ واقعہ بیان کیا، انہوں نے فرمایا: وہاں بھی یہ اژدھا ہی تھے مگر ایک وَلِیُّ اللّٰہ کے مزار کا قرب تھا اس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہو گیا تھا، وہ اژدھے درختِ گل کی شکل ہو گئے تھے اور ان کے پٹھن گلاب کے پھول۔ اس کی خیریت چاہو تو وہیں لے جا کر دفن کرو۔ وہیں لے جا کر رکھا پھر وہی درختِ گل تھے اور وہی گلاب کے پھول۔^(۲)

اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَبِیْۃَ حَبِیْۃً اَلْبَاجِہِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی

①.....حازن، الفتح، تحت الآیة: ۲۵، ۱۵۹/۴-۱۶۰، جلالین مع صاوی، الفتح، تحت الآیة: ۲۵، ۱۹۷۸/۵-۱۹۷۹، ملقطاً.

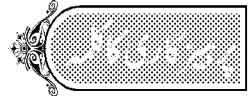
②.....ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص ۲۷۰۔

وَكَانُوا أَحْسَبَ بِهَا وَأَهْلَهَا ۖ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝۳۶

ترجمہ کنزالایمان: جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں اڑ رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی اڑ تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیزگاری کا کلمہ اُن پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: (اے حبیب! یاد کریں) جب کافروں نے اپنے دلوں میں زمانہ جاہلیت کی ہٹ دھرمی جیسی ضد رکھی تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور مسلمان اس کلمہ کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

﴿اذْجَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَبِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةَ﴾: جب کافروں نے اپنے دلوں میں زمانہ جاہلیت کی ہٹ دھرمی جیسی ہٹ دھرمی رکھی۔ ﴿اے حبیب!﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ وقت یاد کریں جب کافروں نے اپنے دلوں میں زمانہ جاہلیت کی ہٹ دھرمی جیسی ضد رکھی کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور ان کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو مکے میں داخل ہونے اور کعبہ مُعَظَّمہ کا طواف کرنے سے روکا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا جس کی برکت سے انہوں نے آئندہ سال آنے پر صلح کی، اگر وہ بھی کفارِ قریش کی طرح ضد کرتے تو ضرور جنگ ہو جاتی اور پرہیزگاری کا کلمہ ایمان والوں پر لازم فرمایا اور کافروں کے مقابلے میں مسلمان اس کلمہ کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دین اور اپنے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت سے مُشْرِف فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ کافروں کا حال بھی جانتا ہے اور مسلمانوں کی بھی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔^(۱)



اس آیت میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حُدُودِ پیغمبر میں شریک صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ پر پرہیزگاری کا کلمہ

①.....روح البیان، الفتح، تحت الآیة: ۲۶، ۴۹/۹-۵۰، جلالین، الفتح، تحت الآیة: ۲۶، ص ۲۵، خازن، الفتح، تحت الآیة: ۲۶، ۱۶۰/۴، ملقطاً.

لازم فرمادیا، اس کلمے سے مراد ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ ہے اور اسے ”تقویٰ“ کی طرف اس لئے منسوب کیا گیا کہ یہ تقویٰ و پرہیزگاری حاصل ہونے کا سبب ہے۔^(۱)

حضرت حران رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، (حضرت عثمان بن عفان رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے) فرمایا: میں نے نبی کریم صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ”بے شک میں وہ کلمہ جانتا ہوں جسے کوئی بندہ دل سے حق سمجھ کر کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام قرار دے دیتا ہے، تو (یہ سن کر) حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کون سا ہے، وہ کلمہ اخلاص ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور آپ کے اصحاب پر لازم کیا ہے اور وہی پرہیزگاری کا کلمہ ہے جس کی ترغیب اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنے بیچا ابوطالب کو موت کے وقت دلائی، اور وہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔^(۲)

آیت ”فَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دُونِ الْإِيمَانِ“ سے حاصل ہونے والے حلو بات

(۱)..... حدیبیہ میں شریک تمام حضرات مخلص مومن تھے، کیونکہ آیت میں مذکور سیکندہ سب پر اترا، تو اگر وہ بیعت رضوان والے حضرات مومن نہ تھے تو پھر دنیا میں مومن کون ہے؟

(۲)..... پرہیزگاری کا کلمہ یعنی ایمان اور اخلاص ان سے جدا ہو ہی نہیں سکتا، اس میں ان سب کے حسن خاتمہ کی یقینی خبر ہے کہ ان صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے دنیا میں، وفات کے وقت، قبر میں اور حشر میں تقویٰ جدا نہ ہو سکے گا۔

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلَنَّ السُّجْدَ الْحَرَامَ
إِنْ شَاءَ اللَّهُ أُمْنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ط
فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ۝۲۷

①..... جلالین، الفتح، تحت الآية: ۲۶، ص ۴۲۵.

②..... درمنثور، الفتح، تحت الآية: ۲۶، ۵۳۶/۷.

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن وامان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ نے اپنے رسول کا سچا خواب سچ کر دیا۔ اگر اللہ چاہے تو تم ضرور مسجد حرام میں امن و امان سے داخل ہو گے، کچھ اپنے سروں کے بال منڈاتے ہوئے اور کچھ بال ترشواتے ہوئے، تمہیں کسی کا ڈنہیں ہوگا۔ تو اللہ کو وہ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں تو اس نے مکے میں داخلے سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی ہے۔

﴿لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّسُولَ يَا الْحَقِّي: بیشک اللہ نے اپنے رسول کا سچا خواب سچ کر دیا۔﴾ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث کا قصد فرمانے سے پہلے مدینہ طیبہ میں خواب دیکھا تھا کہ آپ اپنے اصحاب رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ کے ساتھ مکہ معظمہ میں امن سے داخل ہوئے اور اصحاب رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ میں سے بعض نے سر کے بال منڈائے اور بعض نے ترشوائے۔ یہ خواب آپ نے اپنے اصحاب رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ سے بیان فرمایا تو انہیں خوشی ہوئی اور انہوں نے خیال کیا کہ اسی سال وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے۔ جب مسلمان حدیبیہ سے صلح کے بعد واپس ہوئے اور اس سال مکہ مکرمہ میں ان کا داخلہ نہ ہوا تو منافقین نے مذاق اڑایا، طعنے دیئے اور کہا: اس خواب کا کیا ہوا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس خواب کے مضمون کی تصدیق فرمائی کہ ضرور ایسا ہوگا، چنانچہ اگلے سال ایسا ہی ہوا اور مسلمان اگلے سال بڑی شان و شوکت کے ساتھ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سچا خواب سچ کر دیا، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم ضرور مسجد حرام میں امن وامان سے داخل ہو گے، کچھ اپنے سروں کے تمام بال منڈاتے ہوئے اور کچھ تھوڑے سے بال ترشواتے ہوئے، تمہیں کسی دشمن کا ڈنہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو وہ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں یعنی یہ کہ تمہارا داخل ہونا اگلے سال ہے اور تم اسی سال سمجھتے تھے اور تمہارے لئے تاخیر بہتر تھی کہ اس کے باعث وہاں کے ضعیف مسلمان پامال ہونے سے بچ گئے تو اس نے مکے میں داخلے سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی ہے کہ

جس فتح کا وعدہ کیا گیا اس کے حاصل ہونے تک مسلمانوں کے دل اس سے راحت پائیں۔ نزدیک آنے والی فتح سے مراد خیبر کی فتح ہے۔^(۱)

آیت: **لَا تَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ الْكَرِيمَ** سے معلوم ہونے والے مسائل

آیت کے اس حصے اور اس کے بعد والے حصے سے دو مسئلے معلوم ہوئے:

(۱)..... کبھی سارے حرم شریف کو مسجد حرام کہہ دیتے ہیں، یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ خاص مسجد حرام شریف میں حاجی بال نہیں منڈاتے۔

(۲)..... حج وغیرہ میں بال منڈانا کتروانے سے افضل ہے کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے پہلے بال منڈانے کا ذکر فرمایا ہے۔

**هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى
الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝۲۸**

توجہ! کنز الایمان: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ۔

توجہ! کنز العرفان: وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے اور اللہ کافی گواہ ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ﴾: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ جب اگلا سال آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خواب کا جلوہ دکھلایا اور واقعات اس کے مطابق رونما ہوئے، چنانچہ ارشاد فرماتا ہے: وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ وہ مشرکین کے دین ہوں یا اہل کتاب کے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت

①..... خازن، الفتح، تحت الآیة: ۲۷، ۱/۶۱، مدارك، الفتح، تحت الآیة: ۲۷، ص ۱۱۴۶-۱۱۴۷، ملقطاً.

عطا فرمائی اور اسلام کو تمام اویان پر غالب فرمادیا۔ آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر گواہ کافی ہے۔^(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دینا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، کلمہ طیبہ میں دونوں سنتیں جمع ہیں۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ
بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا
سِيَّاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ
وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۚ كَزُرْءٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ
فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوْقِهِ يُعْجِبُ الرُّسُلَ لِمَا يَكْفِيهِمْ الْكُفَّارُ ۚ وَعَدَ اللَّهُ
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پیٹھا نکالا پھر اُسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔

۱.....خازن، الفتح، تحت الآية: ۲۸، ۱۶۱/۴، مدارك، الفتح، تحت الآية: ۲۸، ص ۱۱۴۷، ملقطاً.

ترجہ کنز العرفان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت، آپس میں نرم دل ہیں۔ تو انہیں رکوع کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا، اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں، ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان سے ہے۔ یہ ان کی صفت تو رات میں (مذکور) ہے اور ان کی صفت انجیل میں (مذکور) ہے۔ (ان کی صفت ایسے ہے) جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی باریک سی کوئیل نکالی پھر اسے طاقت دی پھر وہ موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کسانوں کو اچھی لگتی ہے (اللہ نے مسلمانوں کی یہ شان اس لئے بڑھائی) تاکہ ان سے کافروں کے دل جلائے۔ اللہ نے ان میں سے ایمان والوں اور اچھے کام کرنے والوں سے بخشش اور بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ﴾ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کروائی کہ ”اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا“ اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پہچان کروا رہا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: اگرچہ حضور عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَٱلسَّلَام کی صفات بہت ہیں، لیکن رب تعالیٰ نے انہیں یہاں رسالت کی صفت سے یاد فرمایا اور کلمہ میں بھی یہی وصف رکھا، دو وجہ سے، ایک یہ کہ حضور (صَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا تعلق رب (عَزَّوَجَلَّ) سے بھی ہے اور مخلوق سے بھی۔ رسول میں ان دونوں تعلقوں کا ذکر ہے یعنی خدا کے بھیجے ہوئے اور مخلوق کی طرف بھیجے ہوئے۔ اگرچہ نبی میں بھی یہ بات حاصل ہے لیکن نبی میں صرف خبر لانا ہے اور رسول میں (شریعت و کتاب) خبر، ہدایات اور انعامات سب لانے کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرے اس لئے کہ وہ پچھڑوں کو ملانے والے رسول ہی ہوتے ہیں، جیسے ڈاک کا محکمہ کہ اگر یہ نہ ہوں تو وہ ملک اور وہ شہر کٹ جاویں، اسی طرح خالق و مخلوق میں تعلق پیدا کرنے والے رسول ہی ہیں کہ اگر ان کا واسطہ درمیان میں نہ ہو تو خالق و مخلوق میں کوئی تعلق نہ رہے، حضور (صَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے رسول ہیں کہ اُس کی نعمتیں ہم تک پہنچاتے ہیں اور ہمارے رسول ہیں کہ ہماری درخواستیں بارگاہ رب میں پیش فرماتے ہیں اور ہمارے گناہ وہاں پیش کر کے معاف کراتے ہیں، جو کہہ کہ ہم خود رب (عَزَّوَجَلَّ) تک پہنچ جائیں گے وہ درپردہ حضور عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَٱلسَّلَام کی رسالت کا منکر ہے، اگر ہم وہاں خود پہنچ جاتے تو رسول کی کیا ضرورت تھی، رب (عَزَّوَجَلَّ) غنی ہو کر بغیر واسطہ ہم سے تعلق نہیں رکھتا

تو ہم محتاج اور ضعیف ہو کر (واسطے کے بغیر) رب تعالیٰ سے تعلق کیسے رکھ سکتے ہیں۔^(۱)

﴿وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ مُهَيَّاءُ بِيَدِهِمْ﴾: اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت، آپس میں نرم دل ہیں۔ آیت کے اس حصے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے اوصاف بیان فرما کر ان کی پہچان کروائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ میرے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی کافروں پر سختی

انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنے محبوب کے دشمنوں سے نفرت کرتا اور ان پر سختی کرتا ہے اور اس میں بھی جس کی محبت جتنی زیادہ ہو اس کی اپنے محبوب کے دشمن سے نفرت اور سختی بھی اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے اور یہ چیز اس کے عشق و محبت کی علامات میں سے ایک اہم علامت شمار کی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عشق و محبت بے مثال اور لازوال ہے اور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات گرامی انہیں اپنے مال، اولاد، اہل و عیال حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب اور عزیز تھی اور اسی بے انتہاء عشق و محبت کا یہ نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دشمنوں یعنی کفار سے سخت نفرت کرتے اور ان پر انتہائی سختی فرمایا کرتے تھے اور ان کے اسی عمل کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے ایک وصف کے طور پر بیان فرمایا ہے کہ میرے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ کافروں پر سخت ہیں۔“

عمومی طور پر تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ ہی کافروں پر سختی فرمایا کرتے تھے البتہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس معاملے میں سب سے زیادہ مشہور تھے، حتیٰ کہ شیطان جیسا بدترین کافر بھی آپ کی سختی سے ڈرتا تھا، یہاں آپ کی اس سیرت سے متعلق تین واقعات کا خلاصہ ملاحظہ ہو،

(۱)..... غزوہ بدر کے بعد آپ نے یہ رائے پیش کی کہ سارے کافر قیدی قتل کر دیئے جائیں اور آپ کی اس رائے کی تائید میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں۔

①..... شان حبیب الرحمن، ص ۲۱۸۔

(2)..... بشر نامی منافق نے سید المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ ماننے سے انکار کیا تو آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے قتل کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اُس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔

(3)..... جب منافقوں کا سردار عبد اللہ بن اُبی مر گیا تو حضرت عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی رائے یہ تھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور اس کی قبر پر نہ جایا جائے، اس کی تائید میں بھی قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کی باہمی نرمی و دلجوئی

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دشمنوں کے ساتھ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کے سلوک کا حال بیان ہوا اور اب اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کامل محبت کرنے والوں کے باہمی سلوک کا حال ملاحظہ ہو، چنانچہ ان کا یہ وصف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آپس میں نرم دل ہیں۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم آپس میں ایسے نرم دل اور ایک دوسرے کے ساتھ ایسے محبت و مہربانی کرنے والے تھے جیسے ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ کرتا ہے اور ان کی یہ ایمانی محبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ جب ایک صحابی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ دوسرے کو دیکھتے تو فرط محبت سے مصافحہ اور معافیت کرتے۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کی اس سیرت میں دیگر مسلمانوں کے لئے بھی نصیحت ہے کہ ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے نفرت نہ کرے اور اس کے ساتھ سختی سے پیش نہ آئے بلکہ شفقت و نرمی سے پیش آئے اور اس کے ساتھ مہربانی بھر اسلوک کرے۔ حدیث پاک میں ہے کہ تم مسلمانوں کو آپس کی رحمت، باہمی محبت اور مہربانی میں ایک جسم کی طرح دیکھو گے کہ جب ایک عضو بیمار ہو جائے تو سارے جسم کے اعضاء بے خوابی اور بخار کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔^(۱) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آپس میں شفقت و نرمی سے پیش آنے اور ایک دوسرے پر مہربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

﴿تَرٰہُمْ مَّرْکَاً سَاجِدًا﴾: تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا۔ یعنی صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کثرت سے اور پابندی کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں اسی لئے کبھی تم انہیں رکوع کرتے اور کبھی سجدہ کرتے ہوئے دیکھو گے اور اس قدر عبادت سے ان کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔^(۲)

①..... بخاری، کتاب الادب، باب رحمة الناس والبیہائم، ۱۰۳/۴، الحدیث: ۶۰۱۱۔

②..... خازن، الفتح، تحت الآیة: ۲۹، ۱۶۲/۴، روح البیان، الفتح، تحت الآیة: ۲۹، ۵۷/۹، ملقطاً۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عبادت کا حال

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب فرمایا اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی خود تربیت فرمائی جس کی برکت سے یہ حضرات نیک کاموں میں مصروف رہتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں خوب کوشش کیا کرتے تھے، یہاں بطور خاص نماز کے حوالے سے ان کی کوشش، جذبے اور عمل سے متعلق 7 واقعات ملاحظہ ہوں

(1)..... جب نماز کا وقت ہوتا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: اے لوگو! اٹھو، (گناہوں کی) جو آگ تم نے جلا رکھی ہے اسے (نماز ادا کر کے) بجھا دو (کیونکہ نماز گناہوں کی آگ بجھا دیتی ہے)۔⁽¹⁾

(2)..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر تین چیزیں نہ ہوتیں (یعنی) اگر میں اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی پیشانی کو (سجدے میں) نہ رکھتا، یا ایسی مجلسوں میں نہ بیٹھتا جن میں اچھی باتیں اس طرح چنی جاتی ہیں جیسے عمدہ کھجوریں چنی جاتی ہیں یا راہِ خدا میں سفر نہ کرتا تو میں ضرور اللہ تعالیٰ سے ملاقات (یعنی وفات پا جانے) کو پسند کرتا۔⁽²⁾

(3)..... حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ممنوعِ ایام کے علاوہ) مسلسل روزہ رکھا کرتے اور رات کے ابتدائی حصے میں کچھ دیر آرام کرتے پھر ساری رات عبادت میں بسر کرتے تھے۔⁽³⁾

(4)..... حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ فرماتی ہیں: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات عبادت کرتے اور (بسا اوقات) ایک رکعت میں قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے۔⁽⁴⁾

(5)..... حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں مروی ہے کہ جب نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ پر کپکپاہٹ طاری ہو جاتی اور چہرے کا رنگ بدل جاتا، آپ سے عرض کی گئی: اے امیر المومنین! آپ کو کیا ہو گیا؟ ارشاد فرمایا: ”اس امانت کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اسے اٹھانے سے ڈر گئے۔“⁽⁵⁾

①..... احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الاول، فضيلة المكتوبة، ۲۰۱/۱۔

②..... حلیۃ الاولیاء، عمر بن الخطاب، ۸۷/۱، الحدیث: ۱۳۰۔

③..... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب صلاة التطوع... الخ، من کان یأمر بقیام اللیل، ۱۷۳/۲، الحدیث: ۶۔

④..... معجم الکبیر، سن عثمان ووفاته رضی اللہ عنہ، ۸۷/۱، الحدیث: ۱۳۰۔

⑤..... احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، فضيلة الخشوع، ۲۰۶/۱۔

(6)..... حضرت نافع رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا رات میں نماز پڑھتے، پھر فرماتے: اے نافع! کیا سحری کا وقت ہو گیا؟ وہ عرض کرتے: نہیں، تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ دوبارہ نماز پڑھنا شروع کر دیتے، پھر (جب نماز سے فارغ ہوتے تو) فرماتے: اے نافع! کیا سحری کا وقت ہو گیا؟ میں عرض کرتا: جی ہاں، تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیٹھ کر استغفار اور دعا میں مصروف ہو جاتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔⁽¹⁾

(7)..... جب قبیلہ بنو حارث کے لوگ حضرت خبیب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو شہید کرنے کے لئے مقام تنعیم کی طرف لے گئے تو اس وقت آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان سے فرمایا: مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ انہوں نے اجازت دیدی تو آپ نے نماز ادا کرنے کے بعد ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ”اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ میں موت سے ڈر کر لمبی نماز پڑھ رہا ہوں تو میں ضرور نماز کو طویل کر دیتا۔“⁽²⁾

اللہ تعالیٰ ان عظیم ہستیوں کی مقبول نمازوں کے صدقے ہمیں بھی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿سَيَبَآهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾: ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان سے ہے۔ یعنی ان کی عبادت کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کے اثر سے ظاہر ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ علامت وہ نور ہے جو قیامت کے دن اُن کے چہروں سے تاباں ہوگا اور اس سے پہچانے جائیں گے کہ انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بہت سجدے کئے ہیں۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ وہ علامت یہ ہے کہ ان کے چہروں میں سجدے کا مقام چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا دکھتا ہوگا۔ حضرت عطاء دُخْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ کا قول ہے کہ رات کی لمبی نمازوں سے اُن کے چہروں پر نور نمایاں ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: جو رات میں کثرت سے نماز پڑھتا ہے تو صبح کو اس کا چہرہ خوب صورت ہو جاتا ہے۔“ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گرد کا نشان بھی سجدہ کی علامت ہے۔⁽³⁾

﴿ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ﴾: یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے۔ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ توریت اور انجیل میں صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے بیان کردہ یہ اوصاف مذکور

①..... معجم الكبير، عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضى اللہ عنہما، ۲۶۰/۱۲، الحديث: ۱۳۰۴۳.

②..... سيرت نبويه لابن هشام، ذكر يوم الرجيع في سنة ثلاث، ص ۳۷۱، ملخصاً.

③..... خازن، الفتح، تحت الآية: ۲۹، ۱۶۲/۴، مدارك، الفتح، تحت الآية: ۲۹، ص ۱۱۴۸، ملقطاً.

ہیں اور خاص طور پر وہ مثال مذکور ہے جو آگے بیان ہو رہی ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ یہاں صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے جو اوصاف بیان ہوئے یہ تو ریت میں مذکور ہیں اور انجیل میں مذکور ہے کہ ان کی مثال ایسے ہے جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی باریک سی کوئیل نکالی، پھر اسے طاقت دی، پھر وہ موٹی ہو گئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور ان چیزوں کی وجہ سے وہ کسانوں کو اچھی لگتی ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ اسلام کی ابتداء اور اس کی ترقی کی مثال بیان فرمائی گئی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تنہا اُٹھے، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے مخلص اصحاب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے تقویت دی۔ حضرت قتادہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب کی مثال انجیل میں یہ لکھی ہے کہ ایک قوم کھیتی کی طرح پیدا ہوگی، اس کے لوگ نیکوں کا حکم کریں گے اور بدیوں سے منع کریں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ کھیتی سے مراد حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور اس کی شاخوں سے مراد صحابہ کرام اور (ان کے علاوہ) دیگر مومنین ہیں۔ (۱)

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: صحابہ کرام (رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ) کو کھیتی سے اس لئے تشبیہ دی کہ جیسے کھیتی پر زندگی کا دار و مدار ہے ایسے ہی ان پر مسلمانوں کی ایمانی زندگی کا مدار ہے اور جیسے کھیتی کی ہمیشہ نگرانی کی جاتی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہمیشہ صحابہ کرام (رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ) کی نگرانی فرماتا رہتا رہے گا، نیز جیسے کھیتی اولاً کمزور ہوتی ہے پھر طاقت پکڑتی ہے ایسے ہی صحابہ کرام (رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ) اولاً بہت کمزور معلوم ہوتے تھے پھر طاقتور ہوئے۔ (۲)

آیت کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ جس طرح توریت اور انجیل میں حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعت شریف مذکور تھی ایسے ہی حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مناقب بھی تھے۔

﴿لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكٰفَرٰٓءَ﴾ تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ یعنی صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو کھیتی سے تشبیہ اس

①.....تفسیر کبیر، الفتح، تحت الآیہ: ۲۹، ۸۹/۱۰، حازن، الفتح، تحت الآیہ: ۲۹، ۱۶۲/۴، مدارک، الفتح، تحت الآیہ:

۲۹، ص ۱۱۴۸، ملقطاً.

②.....نور العرفان، الفتح، تحت الآیہ: ۲۹، ص ۸۲۲۔

لئے دی گئی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔^(۱) اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے جلنا کافروں کا طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی اُلفت و محبت نصیب فرمائے، آمین۔

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ: اللَّهُ نَعَى اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ﴾: اللہ نے ان میں سے ایمان والوں اور اچھے کام کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے۔ ﴿اس آیت کے شروع میں صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے اوصاف و فضائل بیان کیے گئے اور آخر میں ان کو مغفرت اور اجر عظیم کی بشارت دی جا رہی ہے۔ یاد رہے کہ تمام صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ صاحبِ ایمان اور نیک اعمال کرنے والے ہیں اس لئے یہ وعدہ سبھی صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے ہے۔

1.....مدارک، الفتح، تحت الآية: ۲۹، ص ۱۱۴۸.

سُورَةُ الْحَجَرَاتِ

سورۃ حجرات کا تعارف

مختار مضمون

سورۃ حجرات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔ (۱)

آیات، محرمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں ۲ رکوع، ۱۸ آیتیں، ۳۴۳ کلمے اور ۱۴۷۶ حروف ہیں۔ (۲)

سورۃ حجرات نام رکھنے کی وجہ

حجرات کا معنی ”حجرے اور کمرے“ ہیں، اور اس سورت کی آیت نمبر ۴ میں حجرات کا لفظ ہے اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۃ الحجرات“ ہے۔

سورۃ حجرات کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس سورت میں متعدد امور میں مسلمانوں کی تربیت فرمائی گئی ہے اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں:

(۱)..... اس سورت کی ابتداء میں حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ کے خصوصی آداب بیان کئے گئے ہیں اور جو لوگ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں انہیں بخشش اور بڑے ثواب کی بشارت دی گئی۔

(۲)..... مسلمانوں کو معاشرتی آداب بتائے گئے اور ان کی اخلاقی تربیت کی گئی کہ تحقیق کئے بغیر کوئی خبر قبول نہ کریں، کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی نہ کریں، کسی کی غیبت نہ کریں، کسی کا نام نہ بگاڑیں اور کسی کا مذاق نہ اڑائیں۔

①..... خازن، تفسیر سورة الحجرات، ۱۶۳/۴۔

②..... خازن، تفسیر سورة الحجرات، ۱۶۳/۴۔

(3)..... یہ حکم دیا گیا کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادی جائے اور اگر وہ صلح نہ کریں تو

ان میں سے جو گروہ باطل پر ہو تو اس کے ساتھ جنگ کی جائے یہاں تک کہ وہ راہِ راست پر گامزن ہو جائے۔

(4)..... اس سورت کے آخر میں اپنے ایمان کا احسان جتانے والوں کی سرزنش کی گئی اور یہ بتایا گیا کہ کسی کا اسلام

قبول کرنا اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کوئی احسان نہیں ہے نیز حقیقی مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس

کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائے پھر وہ دین کے کسی کام میں شک نہ کرے اور اپنی جان اور مال سے

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔

سورۃ فتح کے ساتھ مناسبت

سورۃ حجرات کی اپنے سے ماقبل سورت ”فتح“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ سورۃ فتح میں کفار کے ساتھ

جہاد کرنے کے بارے میں بیان ہوا اور سورۃ حجرات میں باغیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے بارے میں بیان ہوا۔

دوسری مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظمت و شان اور مقام و مرتبہ

بیان کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنز الایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ

إِنَّ اللَّهَ سَبِيعٌ عَلِيمٌ ①

ترجیہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سُنتا جانتا ہے۔

ترجیہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا: اے ایمان والو!﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی ہے اور آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اجازت کے بغیر کسی قول اور فعل میں اصلاً ان سے آگے نہ بڑھنا تم پر لازم ہے کیونکہ یہ آگے بڑھنا رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ادب و احترام کے خلاف ہے جبکہ بارگاہ رسالت میں نیاز مندی اور آداب کا لحاظ رکھنا لازم ہے اور تم اپنے تمام اقوال و افعال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو گے تو یہ ڈرنا تمہیں آگے بڑھنے سے روکے گا اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ تمہارے تمام اقوال کو سنتا اور تمام افعال کو جانتا ہے اور جس کی ایسی شان ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

اس آیت کے شان نزول سے متعلق مختلف روایات ہیں، ان میں سے دو روایات درج ذیل ہیں،

(1)..... چند لوگوں نے عید الاضحیٰ کے دن سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں۔

(2)..... حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آگے نہ بڑھو۔ (1)

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: (اس آیت کا) شان نزول کچھ بھی ہو مگر یہ حکم سب کو عام ہے یعنی کسی بات میں، کسی کام میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے آگے ہونا منع ہے، اگر حضور عَلَیْہِ السَّلَام کے ہمراہ راستہ

1..... خازن، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱، ۱۶۳/۴-۱۶۴، جلالین، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱، ص ۴۲۶، مدارک، الحجرات،

تحت الآیۃ: ۱، ص ۱۱۴۹-۱۱۵۰، ملقطاً.

میں جا رہے ہوں تو آگے آگے چلنا منع ہے مگر خادم کی حیثیت سے یا کسی ضرورت سے اجازت لے کر (چلنا منع نہیں)، اگر ساتھ کھانا ہو تو پہلے شروع کر دینا جائز، اسی طرح اپنی عقل اور اپنی رائے کو حضور علیہ السلام کی رائے سے مقدم کرنا حرام ہے۔^(۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ

یہاں اس آیت سے متعلق 5 باتیں ملاحظہ ہوں

(۱)..... اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان اتنی بلند ہے کہ ان کی بارگاہ کے آداب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائے ہیں۔

(۲)..... اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دونوں سے آگے نہ بڑھنے کا فرمایا گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ سے آگے ہونا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ وہ نہ زمانہ میں ہے نہ کسی مکان میں اور آگے ہونا یا زمانہ میں ہوتا ہے یا جگہ میں، معلوم ہوا کہ آیت کا مقصد یہ ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آگے نہ بڑھو، ان کی بے ادبی و راصل اللہ تعالیٰ کی بے ادبی ہے۔^(۲)

(۳)..... حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خادم کی حیثیت سے یا کسی ضرورت کی بنا پر آپ سے اجازت لے کر آگے بڑھنا اس ممانعت میں داخل نہیں ہے، لہذا احادیث میں جو بعض صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے آگے چلنا مذکور ہے وہ اس آیت میں داخل نہیں کیونکہ ان کا چلنا خادم کی حیثیت سے تھا، یونہی حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا امامت کروانا بھی اس میں داخل نہیں کیونکہ آپ کا یہ عمل حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اجازت سے تھا۔

(۴)..... علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: علماء کرام چونکہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وارث ہیں اس لئے ان سے آگے بڑھنا بھی اس ممانعت میں داخل ہے اور اس کی دلیل حضرت البور دا ع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی وہ روایت ہے جس میں آپ فرماتے ہیں: حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے حضرت ابو بکر صدیق

①..... شان حبیب الرحمن، ص ۲۲۲۔

②..... شان حبیب الرحمن، ص ۲۲۲-۲۲۵، ملخصاً۔

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا ”اے ابوذر داء! کیا تم اس کے آگے چلتے ہو جو تم سے بلکہ ساری دنیا سے افضل ہے۔“ (۱)

یاد رہے کہ یہ ادب ان علماء کرام کے لئے ہے جو اہل حق اور باعمل ہیں کیونکہ یہی علماء درحقیقت انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے وارث ہیں جبکہ بد مذہبوں کے علماء اور بے عمل عالم اس ادب کے مستحق نہیں ہیں۔

(۵)..... بعض ادب والے لوگ بزرگوں یا قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرتے، ان کے اس عمل کا ماخذ یہ آیت ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ②

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔ ﴿اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دو عظیم آداب

①..... روح البیان، المحجرات، تحت الآية: ۱، ۶۲/۹.

سکھائے ہیں، پہلا ادب یہ ہے کہ اے ایمان والو! جب نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تم سے کلام فرمائیں اور تم ان کی بارگاہ میں کچھ عرض کرو تو تم پر لازم ہے کہ تمہاری آواز ان کی آواز سے بلند نہ ہو بلکہ جو عرض کرنا ہے وہ آہستہ اور پست آواز سے کرو۔ دوسرا ادب یہ ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو اس طرح نہ پکارو بلکہ تمہیں جو عرض کرنا ہو وہ ادب و تعظیم اور توصیف و تکریم کے کلمات اور عظمت والے القاب کے ساتھ عرض کرو جیسے یوں کہو: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یا نبی اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کیونکہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے اور اس کی تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ (۱)

مفسرین نے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مختلف روایات ذکر کی ہیں، ان میں سے چند روایت درج ذیل ہیں:

(۱)..... حضرت ابن ابی ملیکہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: دو بہترین حضرات ہلاک ہونے کے قریب جا پہنچے تھے، ہوا یوں کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اس وقت اپنی آوازیں اونچی کر دی تھیں جب بنو تمیم کے سوار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تھے، اُن میں سے ایک صاحب نے بنی جاشع کے بھائی اقرع بن حابس کی طرف اشارہ کیا (کہ انہیں ان کی قوم کا حاکم بنا دیا جائے) اور دوسرے نے ایک اور شخص کی جانب اشارہ کیا۔ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا: آپ (یہ کہہ کر) میری مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: میں تو آپ کی مخالفت کرنا نہیں چاہتا۔ یہ گفتگو کرتے ہوئے ان دونوں حضرات کی آوازیں بلند ہو گئیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ... الْآیہ“۔ (۲)

صحیح بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے، حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے یہی واقعہ مروی ہے، البتہ اس کے آخر میں یہ ہے کہ ”اس گفتگو کے دوران ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اس معاملے میں یہ آیت

①..... قرطبی، الحجرات، تحت الآیہ: ۲، ۸/۲۲۰، الجزء السادس عشر.

②..... بخاری، کتاب التفسیر، باب لا ترفعوا اصواتکم... الخ، ۳/۳۳۱، الحدیث: ۴۸۴۵.

نازل ہوئی ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا“ یہاں تک کہ آیت ”وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ“ تک (پوری ہوگئی۔^(۱) اس صورت میں اس شانِ نزول کا تعلق آیت نمبر ۱ اور ۲ دونوں سے ہے۔

(۲)..... دوسرا شانِ نزول یہ بیان ہوا ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں منافقین اپنی آوازیں بلند کیا کرتے تھے تاکہ کمزور مسلمان (اس معاملے میں) ان کی پیروی کریں، اس پر مسلمانوں کو بارگاہ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں آواز بلند کرنے سے منع کر دیا گیا (تاکہ منافق اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں)^(۲)

(۳)..... تیسرا شانِ نزول یہ بیان کیا گیا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ثابت بن قیس بن شماس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں نازل ہوئی، وہ اونچا سنا کرتے تھے، اُن کی آواز بھی اونچی تھی اور بات کرنے میں آواز بلند ہو جایا کرتی تھی اور بعض اوقات اس سے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اذیت ہوتی تھی۔^(۳)

حضرت ثابت بن قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بلند آواز سے بات کرنا اگرچہ اونچا سننے کی معذوری کی بنا پر تھا لیکن معذوری اونچا سنا تھا نہ کہ اونچا بولنا کیونکہ اونچا سننے والے کیلئے اونچا بولنا تو ضروری نہیں اور اونچا سننے والے کو سمجھایا جائے کہ بھائی، تمہیں اونچا سنتا ہے، دوسروں کو نہیں لہذا تم اپنی آواز پست رکھو تو اس کہنے میں حرج نہیں بلکہ یہ عین درست اور قابل عمل بات ہے اور تیسرے شانِ نزول کے اعتبار سے یہی تفہیم کی گئی ہے۔

نوٹ: اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق اور بھی روایات ہیں، ممکن ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے مختلف اسباب پیدا ہوئے ہوں اور بعد میں ایک ہی مرتبہ یہ آیت نازل ہوگئی ہو، جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس بات سے کوئی چیز مانع نہیں کہ آیت کا نزول مختلف اسباب کی وجہ سے ہوا ہو جو آیت نازل ہونے سے پہلے وقوع پزیر ہوئے تھے اور جب ان (روایات جن میں یہ) اسباب (بیان ہوئے)، کی اسناد صحیح ہیں اور ان میں تطبیق واضح ہے تو پھر ان میں سے کسی کو ترجیح نہیں دی جاسکتی۔^(۴)

①..... بخاری، کتاب التفسیر، باب إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ... الخ، ۳/۳۳۲، الحدیث: ۴۸۴۷.

②..... قرطبی، الحجرات، تحت الآية: ۲، ۸/۲۲۰، الجزء السادس عشر.

③..... مدارك، الحجرات، تحت الآية: ۲، ص ۱۱۵۰.

④..... فتح الباری، کتاب التفسیر، باب لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ... الخ، ۹/۵۱۰، تحت الحدیث: ۴۸۴۶.

نیز یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے کوئی بے ادبی سرزد ہوئی ہو جس پر انہیں تنبیہ کی گئی ہو، عین ممکن ہے کہ پیش بندی کے طور پر انہیں یہ آدابِ تعلیم فرمائے گئے ہوں اور بے ادبی کی سزا سے آگاہ کیا گیا ہو۔

آیت ”وَلَقَدْ فَصَّلْنَا لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ“ کے حوالے کے بعد صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا حال

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ بہت محتاط ہو گئے اور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے گفتگو کے دوران بہت سی احتیاطوں کو اپنے اوپر لازم کر لیا تاکہ آواز زیادہ بلند نہ ہو جائے، نیز اپنے علاوہ دوسروں کو بھی اس ادب کی سختی سے تلقین کرتے تھے، اسی طرح آپ کے وصالِ ظاہری کے بعد آپ کے روضہٴ انور کے پاس (خود بھی آواز بلند نہ کرتے اور) دوسروں کو بھی آواز اونچی کرنے سے منع کرتے تھے، یہاں اسی سے متعلق 6 واقعات ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب یہ آیت ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ“ نازل ہوئی تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اللہ تعالیٰ کی قسم! آئندہ میں آپ سے سرگوشی کے انداز میں بات کیا کروں گا۔^(۱)

(2)..... حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: یہ آیت نازل ہونے کے بعد حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حال یہ تھا کہ آپ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں بہت آہستہ آواز سے بات کرتے حتیٰ کہ بعض اوقات حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بات سمجھنے کے لئے دوبارہ پوچھنا پڑتا کہ کیا کہتے ہو۔^(۲)

(3)..... حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور (اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے) کہنے لگے: میں اہلِ نار سے ہوں۔ (جب یہ کچھ عرصہ بارگاہِ رسالت میں حاضر نہ ہوئے تو) حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اُن کا حال دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کی: وہ میرے پڑوسی ہیں اور میری معلومات کے مطابق انہیں کوئی بیماری بھی نہیں ہے۔ حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے کہا: یہ آیت نازل

①..... کنز العمال، کتاب الاذکار، قسم الافعال، فصل فی التفسیر، سورۃ الحجرات، ۱/۲۱۴، الجزء الثانی، الحدیث: ۴۶۰۴۔

②..... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الحجرات، ۵/۱۷۷، الحدیث: ۳۲۷۷۔

ہوئی ہے اور تم لوگ جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں (اور جب ایسا ہے) تو میں جہنمی ہو گیا۔ حضرت سعد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ صورتِ حال حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”(وہ جہنمی نہیں) بلکہ وہ جنت والوں میں سے ہیں۔“ (۱)

نوٹ: صحیح مسلم کی اس روایت میں حضرت سعد بن معاذ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ذکر ہے اور تفسیر ابن منذر میں حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہی مروی یہی واقعہ مذکور ہے، اس میں حضرت سعد بن معاذ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بجائے حضرت سعد بن عبادہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ذکر ہے، اس کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھنا زیادہ درست ہے کیونکہ آپ کا تعلق حضرت ثابت بن قیس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے قبیلہ (خزرج) سے ہے اور حضرت سعد بن معاذ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مقابلے میں ان کا حضرت ثابت رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا پڑوسی ہونا زیادہ واضح ہے کیونکہ حضرت سعد بن معاذ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تعلق دوسرے قبیلہ (یعنی اوس) سے تھا۔ (۲)

نیز اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ بخاری شریف کی روایت کے مطابق یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب بنو تمیم کا وفد سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یہ سن ۹ ہجری کا واقعہ ہے جبکہ حضرت سعد بن معاذ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تو سن 5 ہجری میں غزوہ بنو قریظہ کے بعد وفات پا گئے تھے اور حضرت سعد بن عبادہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بہت بعد کی ہے۔

(۴)..... حضرت نعمان بن بشیر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منبر کے پاس تھا، ایک شخص نے کہا: اسلام لانے کے بعد اگر میں صرف حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ اور کوئی کام نہ کروں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ دوسرے شخص نے کہا: اسلام لانے کے بعد اگر میں مسجدِ حرام کو آباد کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہ کروں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تیسرے شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا تمہاری کبھی ہوئی باتوں سے افضل ہے۔ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں ڈانٹتے ہوئے فرمایا: ”رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

①.....مسلم، کتاب الایمان، باب مخافة المؤمن ان يحبط عمله، ص ۷۳، الحدیث: ۱۸۷ (۱۱۹)۔

②.....فتح الباری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، ۵۱۷/۷، تحت الحدیث: ۳۶۱۳۔

منبر کے پاس اپنی آواز بلند نہ کرو۔^(۱)

(5)..... ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجدِ نبوی میں دو شخصوں کی بلند آواز سنی تو آپ (ان کے پاس) تشریف لائے اور فرمایا ”کیا تم دونوں جانتے ہو کہ کہاں کھڑے ہو؟ پھر ارشاد فرمایا: تم کس علاقے سے تعلق رکھتے ہو؟ دونوں نے عرض کی: ہم طائف کے رہنے والے ہیں: ارشاد فرمایا: اگر تم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوتے تو میں (یہاں آواز بلند کرنے کی وجہ سے) تمہیں ضرور سزا دیتا (کیونکہ مدینہ منورہ میں رہنے والے دربارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آداب سے خوب واقف ہیں)۔^(۲)

(6)..... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: امیر المؤمنین عمر رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے روضہ انور کے پاس کسی کو اونچی آواز سے بولتے دیکھا، فرمایا: کیا اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند کرتا ہے، اور یہی آیت (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ) تلاوت کی۔ (ہو سکتا ہے کہ واقعہ وہی ہو جو اوپر چار منبر کے تحت بیان ہوا ہے)۔^(۳)

آیت ”لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ“ کے عمیق و گہرے رنگانِ دین کا منظر

صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہم نے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں بھی اور وصالِ ظاہری کے بعد بھی آپ کی بارگاہ کا بے حد ادب و احترام کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے جو آداب انہیں تعلیم فرمائے انہیں دل و جان سے بجالائے، اسی طرح ان کے بعد تشریف لانے والے دیگر بزرگانِ دین رَحْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی دربارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آداب کا خوب خیال رکھا اور دوسروں کو بھی وہ آداب بجالانے کی تلقین کی، چنانچہ یہاں ان کی سیرت کے اس پہلو سے متعلق 3 واقعات ملاحظہ ہوں:

(1)..... ابو جعفر منصور بادشاہ مسجدِ نبوی میں حضرت امام مالک رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مسئلے کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا، (اس دوران اس کی آواز کچھ بلند ہوئی تو) امام مالک رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: اے مسلمانوں کے امیر! اس

①..... مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ، ص ۱۰۴، الحدیث: ۱۱۱ (۱۸۷۹)۔

②..... ابن کثیر، الحجرات، تحت الآیۃ: ۲، ۷/۳۴۳۔

③..... فتاویٰ رضویہ، ۱۶۹/۵۔

مسجد میں آواز بلند نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھایا اور فرمایا:

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (۱)
ترجمہ: کُنْزُ الْعُرْفَان: اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔

اور ایک جماعت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَعْصُونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ
لِيَتَّقُوا اللَّهَ مَغْفِرَةً وَأَجْرٌ عَظِيمٌ (۲)
ترجمہ: کُنْزُ الْعُرْفَان: بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس
اپنی آوازیں نہجی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو
اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش
اور بڑا ثواب ہے۔

اور ایک جماعت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ ينادُونَكَ مِنْ مَآءِ الْحُجُرَاتِ
أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (۳)
ترجمہ: کُنْزُ الْعُرْفَان: بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر
سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

بے شک وصال کے بعد بھی حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عزت ایسی ہے جیسی آپ کی ظاہری
حیات میں تھی۔ (یہ سن کر) ابو جعفر نے عاجزی کا اظہار کیا اور کہا: اے ابو عبد اللہ! میں قبلہ رہو کر دعا کروں یا، رسولُ
اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف رخ کروں؟ امام مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: تُو حُضُوراً کرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیوں رُخ پھیرتا ہے حالانکہ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
میں تیرے اور تیرے جدِ امجد حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وسیلہ ہیں، تُو حُضُوراً پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی
طرف رُخ کر اور شفاعت کی درخواست کر، اللہ تعالیٰ تیرے لئے شفاعت قبول فرمائے گا۔ (۴)

(۲)..... امام مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ (مسجد نبوی میں درس دیا کرتے تھے، جب ان) کے حلقہ دُرس میں لوگوں کی تعداد زیادہ
ہوئی تو ان سے عرض کی گئی: آپ ایک آدمی مقرر کر لیں جو (آپ سے حدیث پاک سن کر) لوگوں کو سنا دے۔ امام مالک رَضِیَ

①..... حجرات: ۲۔

②..... حجرات: ۳۔

③..... حجرات: ۴۔

④..... الشفاء، القسم الثانی، الباب الاول، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ص ۴۱، الجزء الثانی.

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی
آواز پر اونچی نہ کرو۔

اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حرمت زندگی اور وفات دونوں میں برابر ہے (اس لئے
میں یہاں کسی شخص کو آواز بلند کرنے کے لئے ہرگز مقرر نہیں کر سکتا)۔ (۲)

(۳)..... حضرت سلیمان بن حرب رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: ایک دن حضرت حماد بن زید رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے
حدیث پاک بیان کی تو ایک شخص کسی چیز کے بارے میں کلام کرنے لگ گیا، اس پر حضرت حماد رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ غضبناک
ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔
اور میں کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبکہ تم کلام کر رہے ہو (یعنی آواز
اگرچہ میری ہے لیکن کلام تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے، پھر تم اس کلام کو سنتے ہوئے کیوں گفتگو کر رہے ہو)۔ (۴)

آیت ”لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ“ سے متعلق ۳ آہم باتیں ملاحظہ ہوں:

(۱)..... بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جواب و احترام اس آیت میں بیان ہوا، یہ آپ کی ظاہری حیات
مبارکہ کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ آپ کی وفات ظاہری سے لے کر تاقیامت بھی یہی ادب و احترام باقی ہے۔
مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: اب بھی حاجیوں کو حکم ہے کہ جب روضہ پاک پر حاضری نصیب
ہو تو سلام بہت آہستہ کریں اور کچھ دور کھڑے ہوں بلکہ بعض فقہانے تو حکم دیا ہے کہ جب حدیث پاک کا درس ہو رہا ہو
تو وہاں دوسرے لوگ بلند آواز سے نہ بولیں کہ اگرچہ بولنے والا (یعنی حدیث پاک کا درس دینے والا) اور ہے مگر کلام تو

①..... حجرات: ۲۔

②..... الشفاء، القسم الثانی، الباب الاول، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ص ۴۳، الجزء الثانی۔

③..... حجرات: ۲۔

④..... شعب الایمان، الخامس عشر من شعب الایمان... الخ، ۲/۶۰، روایت نمبر: ۱۵۴۶۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ (۱)

(۲)..... بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ایسی آواز بلند کرنا منع ہے جو آپ کی تعظیم و توقیر کے برخلاف ہے اور بے ادبی کے زمرے میں داخل ہے اور اگر اس سے بے ادبی اور توہین کی نیت ہو تو یہ کفر ہے، لہذا جنگ کے دوران یا اشعار کی صورت میں کفار کی مذمت بیان کرنے کے دوران صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جو آوازیں بلند ہوئیں وہ اس آیت میں داخل نہیں کیونکہ یہ تعظیم و توقیر کے خلاف نہ تھیں بلکہ بعض مقامات پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے تھیں، اسی طرح اذان کے وقت جو آواز بلند ہوئی وہ بھی اس میں داخل نہیں کیونکہ اذان ہوتی ہی بلند آواز سے ہے۔

(۳)..... علماء کرام کی مجالس میں بھی آواز بلند کرنا پسندیدہ ہے کیونکہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں۔ (۲)

إِنَّ الَّذِينَ يَعُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
أُمْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝۳

ترجمہ کنز الایمان: بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَعُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ﴾ بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ﴾ نازل ہوئی تو اس کے بعد حضرت

①..... شان حبیب الرحمن، ص ۲۲۵۔

②..... قرطبی، المحجرات، تحت الآية: ۲، ۲۲۰/۸، الجزء السادس عشر.

ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور کچھ دیگر صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے بہت احتیاط لازم کر لی اور سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے (جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے)، ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے عمل کو سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ”یشک جو لوگ ادب اور تعظیم کے طور پر اللہ تعالیٰ کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے پُرکھ لیا (اور ان میں موجود پرہیزگاری کو ظاہر فرمادیا) ہے، ان کے لیے آخرت میں بخشش اور بڑا ثواب ہے۔“ (۱)

آیت ”اِنَّ الَّذِیْنَ یُحْسِنُوْنَ اَمْرًا لِّیْسَ لَہُمْ مِمَّا حَاصِلُہٗ مِنْ مَّوَدَّۃِیْ وَرَحْمَۃِی“

اس آیت سے 5 باتیں معلوم ہوتیں

- (۱).....تمام عبادات بدن کا تقویٰ ہیں اور حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ادب دل کا تقویٰ ہے۔
- (۲).....اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے دل تقویٰ کے لئے پُرکھ لئے ہیں تو جو انہیں مَعَاذَ اللہ فاسق مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔
- (۳).....صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ انتہائی پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے کیونکہ جس نے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ کا رسول مان لیا اور آپ کی اس قدر تعظیم کی کہ آپ کے سامنے اس ڈر سے اپنی آوازیں بلند نہ کی کہیں بلند آواز سے بولنے کی بنا پر اس کے اعمال ضائع نہ ہو جائیں تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کا خوف کتنا زیادہ ہوگا۔
- (۴).....حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی بخشش یقینی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کا اعلان فرمادیا ہے۔
- (۵).....ان دونوں بزرگوں کا اجر و ثواب ہمارے وہم و خیال سے بالا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے عظیم فرمایا ہے۔

حضرت کا رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان

حضرت ثابت رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی معذوری کے باوجود اپنے اوپر یہ لازم کر لیا تھا کہ وہ کبھی نبی کریم صَلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند نہیں کریں گے، ان کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم اہل جنت میں سے ایک شخص کو اپنے سامنے چلتا ہوا دیکھتے تھے اور جب یمامہ کے مقام پر مُسَلِمہ سے جنگ ہوئی تو حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کا ایک گروہ شکست کھا گیا ہے، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: ان لوگوں پر افسوس ہے، پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے اس طرح جنگ نہیں کیا کرتے تھے۔ پھر یہ دونوں ڈٹ گئے اور لڑائی کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خواب میں دیکھا، انہوں نے فرمایا: فلاں شخص میری ذرع اتار کر لے گیا ہے اور وہ لشکر کے کونے میں گھوڑے کے پاس پتھر کی ہنڈیا کے نیچے رکھی ہوئی ہے، لہذا آپ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائیں اور انہیں اس کی خبر دیں تاکہ وہ میری ذرع واپس لے سکیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائیں اور ان سے عرض کریں: مجھ پر قرض ہے، تاکہ وہ میرا قرض ادا کر دیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ چنانچہ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی خبر دی تو انہوں نے ذرع اور گھوڑے کو اسی طرح پایا جیسے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا تھا، انہوں نے ذرع لے لی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خواب کی خبر دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کو نافذ کر دیا۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: مجھے اس وصیت کے علاوہ کوئی ایسی وصیت معلوم نہیں جو کسی کی وفات کے بعد نافذ کی گئی ہو۔^(۱)

إِنَّ الَّذِينَ يَنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَادُونَكَ مِنَ سَاءِ النُّجَرَاتِ: يَشْكُ جُولُوكَ أَفْ كُجُورُوكَ بَارِئِينَ هِيَ﴾۔ شان نزول: بنو تمیم کے چند لوگ دوپہر کے وقت رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچے، اس وقت حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آرام فرما رہے تھے، ان لوگوں نے حُجُور کے باہر سے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارنا شروع کر دیا اور حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باہر تشریف لے آئے، ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جلالتِ شان کو بیان فرمایا گیا کہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں اس طرح پکارنا جہالت اور بے عقلی ہے۔^(۱)

وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۵

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم ان کے پاس خود تشریف لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا: اور اگر وہ صبر کرتے﴾۔ اس آیت میں ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی کہ انہیں رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارنے کی بجائے صبر اور انتظار کرنا چاہئے تھا یہاں تک کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود ہی مقدس حجرے سے باہر نکل کر ان کے پاس تشریف لے آتے اور اس کے بعد یہ لوگ اپنی عرض پیش کرتے۔ اگر وہ اپنے اوپر لازم اس ادب کو بجالاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور جن سے یہ بے ادبی سرزد ہوئی ہے اگر وہ توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں بخشنے والا اور ان پر مہربانی فرمانے والا ہے۔^(۲)

①.....مدارک، الحجرات، تحت الآية: ۴، ص ۱۱۵۱، ملخصاً.

②.....حازن، الحجرات، تحت الآية: ۵، ۱۶۶/۴، روح البیان، الحجرات، تحت الآية: ۵، ۶۸/۹، ملخصاً.

علامہ درسا قرہ کی بارگاہ میں حاضری کا ایک باب

اس آیت سے اشارہ معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقرب بندوں اور باعمل علماء کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو ان کے آستانے کا دروازہ بجا کر جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ انتظار کرنا چاہئے تاکہ وہ اپنے معمول کے مطابق آستانے سے باہر تشریف لے آئیں۔ ہمارے بزرگان دین کا یہی طرز عمل ہوا کرتا تھا، چنانچہ بلند پایہ عالم حضرت ابو عبیدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے: میں نے کبھی بھی کسی استاد کے دروازہ پر دستک نہیں دی بلکہ میں ان کا انتظار کرتا رہتا اور جب وہ خود تشریف لاتے تو میں ان سے استفادہ حاصل کرتا۔

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے ان کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے پاس کھڑے ہو جاتے اور ان کا دروازہ نہ کھٹکھٹاتے (بلکہ خاموشی سے ان کا انتظار کرتے) یہاں تک کہ وہ اپنے معمول کے مطابق باہر تشریف لے آتے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ طرز عمل بہت برا معلوم ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا: آپ نے دروازہ کیوں نہیں بجایا (تاکہ میں فوراً باہر آجاتا اور آپ کو انتظار کی رحمت نہ اٹھانی پڑتی؟) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: عالم اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی امت میں ہوتا ہے (یعنی عالم نبی کا وارث ہوتا ہے) اور (چونکہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے ”وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ“ (اس لئے میں نے بھی دروازہ بجانے کی بجائے آپ کے خود ہی تشریف لے آنے کا انتظار کیا)۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا طرز عمل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں نے یہ واقعہ بچپن میں پڑھا تھا، اس کے بعد میں عمر بھر اسی کے مطابق اپنے استادوں کے ساتھ معاملہ کرتا رہا۔^(۱)

آیت ”وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے مزید تین باتیں معلوم ہوئیں،



۱.....روح المعانی، الحجرات، تحت الآية: ۵، ۱۳/۴۱۲.

- (۱)..... اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دربار شریف کے آداب اللہ تعالیٰ نے بنائے اور اسی نے سکھائے ہیں، یاد رہے کہ یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ جنوں، انسانوں اور فرشتوں سب پر جاری ہیں اور یہ آداب کسی خاص وقت تک کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہیں۔
- (۲)..... اکابرین کی بارگاہ کا ادب کرنا بندے کو بلند درجات تک پہنچاتا ہے اور دنیا و آخرت کی سعادتوں سے نوازتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا
قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْحَبُوا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ①

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا نہ ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں تکلیف نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا﴾: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو۔ ﴿ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے جس میں کسی کی شکایت ہو تو صرف اس کی بات پر اعتماد نہ کرو بلکہ تحقیق کر لو کہ وہ صحیح ہے یا نہیں کیونکہ جو فسق سے نہیں بچا وہ جھوٹ سے بھی نہ بچے گا تاکہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں تکلیف نہ دے بیٹھو پھر ان کی براءت ظاہر ہونے کی صورت میں تمہیں اپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑے۔

مفسرین نے اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ولید بن عقبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بنی مُصطلق سے صدقات وصول کرنے بھیجا، زمانہ جاہلیت میں ان کے اور ان کے درمیان دشمنی تھی، جب حضرت ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اُن کے علاقے کے قریب پہنچے اور ان لوگوں کو خبر ہوئی تو اس خیال سے کہ

حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجے ہوئے ہیں، بہت سے لوگ ان کی تعظیم کے لئے ان کا استقبال کرنے آئے، لیکن حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گمان کیا کہ یہ پرانی دشمنی کی وجہ سے مجھے قتل کرنے آرہے ہیں، یہ خیال کر کے حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہو گئے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے (اپنے گمان کے مطابق) عرض کر دیا کہ حضور! ان لوگوں نے صدقہ دینے سے منع کر دیا اور مجھے قتل کرنے کے درپے ہو گئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حالات کی تحقیق کے لئے بھیجا، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ وہ لوگ اذانیں کہتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور ان لوگوں نے صدقات پیش کر دیئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ صدقات لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔^(۱)

حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فاسق نہیں کہل فاسق نہیں

یاد رہے کہ اس آیت میں بطورِ خاص حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاسق نہیں کہا گیا بلکہ ایک اسلامی قانون بیان کیا گیا ہے لہذا اس آیت کی بنا پر انہیں فاسق نہیں کہہ سکتے، جیسا کہ علامہ احمد صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس آیت کے نزول کا سبب اگرچہ حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے لیکن فاسق سے مراد بطورِ خاص حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہیں کیونکہ آپ فاسق نہیں بلکہ عظیم صحابی ہیں۔^(۲)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: (اس آیت کے پیش نظر کسی شخص کا) حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فاسق کا اطلاق کرنا بڑی خطا ہے کیونکہ انہوں نے وہم اور گمان کیا جس میں خطا کر گئے اور خطا کرنے والے کو فاسق نہیں کہا جاتا۔^(۳)

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب اگرچہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہی ہو، لیکن یہ نہیں ہے کہ آیت میں بطورِ خاص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی فاسق کہا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ (اس واقعے میں یا اس

①.....حازن، الحجرات، تحت الآية: ۶، ۱۶۶-۱۶۷، مدارك، الحجرات، تحت الآية: ۶، ص ۱۱۵۲، روح البیان، الحجرات، تحت الآية: ۶، ۷۰-۷۱، ملقطاً.

②.....صاوی، الحجرات، تحت الآية: ۶، ۱۹۹۰-۱۹۹۱، ملخصاً.

③.....تفسیر کبیر، الحجرات، تحت الآية: ۶، ۹۸/۱۰.

سے پہلے ان سے کوئی ایسا کام سرزد نہیں ہوا جس کی بنا پر انہیں فاسق کہا جاسکے اور اس واقعے میں بھی انہوں نے بنو مصطلق کی طرف جو بات منسوب کی تھی وہ اپنے گمان کے مطابق صحیح سمجھ کر کی تھی اگرچہ حقیقت میں وہ غلط تھی اور یہ ایسی چیز نہیں جس کی بنا پر کسی کو فاسق قرار دیا جاسکے۔

معاشرے کا امن کا گہوارہ بنانے میں اسلام کا کردار

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین اسلام ان کاموں سے روکتا ہے جو معاشرتی امن کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں اور وہ کام کرنے کا حکم دیتا ہے جن سے معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بنتا ہے، جیسے مذکورہ بالا آیت میں بیان کئے گئے اصول کو اگر ہم آج کل کے دور میں پیش نظر رکھیں تو ہمارا معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے کیونکہ ہمارے ہاں لڑائی جھگڑے اور فسادات ہوتے ہی اسی وجہ سے ہیں کہ جب کسی کو کوئی اطلاع دی جاتی ہے تو وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا بلکہ فوراً غصہ میں آجاتا ہے اور وہ کام کر بیٹھتا ہے جس کے بعد ساری زندگی پریشان رہتا ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں خاندانی طور پر جو جھگڑے ہوتے ہیں وہ اسی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ ساس، بہو کا معاملہ ہو یا شوہر و بیوی کا کہ تصدیق نہیں کی جاتی اور لڑائیاں شروع کر دی جاتی ہیں۔

آیت ”اِنَّ سَائِدَ الْوَقَاسِیِّ یَتَّبِعُ الْغَیْبَ مَا سَمِعَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے چار باتیں معلوم ہوئیں:

- (1)..... ایک شخص اگر عادل ہو تو اس کی خبر معتبر ہے۔
- (2)..... حاکم یک طرفہ بیان پر فیصلہ نہ کرے بلکہ فریقین کا بیان سن کر ہی کوئی فیصلہ کرے۔
- (3)..... غیبت کرنے والے اور چغل خور کی بات ہرگز قبول نہ کی جائے۔
- (4)..... کسی کام میں جلدی نہ کی جائے ورنہ بعد میں پچھتنا پڑ سکتا ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ
لَعَنَتْهُمُ اللَّهُ حَبَبَ الْيُسُوفِ وَالزَّيْنَةُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ

اَلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقُ وَالْعِصْيَانُ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرُّشْدُونَ ﴿۱﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اُسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔ اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول تشریف فرما ہیں، اگر بہت سے معاملات میں وہ تمہاری بات مانیں تو تم ضرور مشقت میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ نے تمہیں ایمان محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی، ایسے ہی لوگ رشد و ہدایت والے ہیں۔ اللہ کا فضل اور احسان ہے اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿وَاعْلَمُوا۟ اَنَّ فِيْكُمْ رَّسُوْلًا اللّٰهُ﴾ اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول تشریف فرما ہیں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! جان لو کہ تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کے رسول تشریف فرما ہیں، اگر تم میں سے کوئی ان سے جھوٹ بولے گا تو اللہ تعالیٰ انہیں خبردار کر دے گا اور وہ (اس کے حکم سے) تمہارا حال ظاہر کر کے تمہیں رُسوا کر دیں گے، لہذا تم ان سے کوئی باطل بات نہ کہو اور یاد رکھو کہ اگر تمہارے بتائے ہوئے بہت سے معاملات میں وہ تمہاری بات ہی مانیں اور تمہاری رائے کے مطابق حکم دیدیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم ضرور مشقت میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر رحم کرتے ہوئے انہیں اس سے بچا لیا اور تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے جس کی برکت سے تم رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حکم عدولی نہیں کرتے اور کفر، حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ہے جس کے باعث تم نافرمانی سے مُنْتَفِر ہو، ایسے ہی لوگ رشد و ہدایت والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے حق راستے پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ ان کے احوال کا علم رکھنے

والا اور ان پر انعام فرمانے میں حکمت والا ہے۔^(۱)

آیت: ”وَإِنْ يَسْأَلُكُمْ عَنِ النَّفْعِ ۖ فَعَلَيْكُمْ عِلْمُ النَّفْعِ ۚ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ“

اس آیت سے 6 باتیں معلوم ہوئیں،

- (1)..... حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے۔
- (2)..... نعت لکھنے پڑھنے والوں اور عرض و معروض کرنے والوں کو چاہیے کہ اپنا سچا دکھ درد عرض کریں وہاں مبالغہ نہ کریں۔
- (3)..... ایمان پیارا معلوم ہونا اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے۔
- (4)..... ایمان کا کمال اپنی کوشش سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصیب ہوتا ہے۔
- (5)..... گناہ نہ کرنا بھی کمال ہے لیکن گناہ سے دل میں نفرت پیدا ہو جانا بڑا کمال ہے کیونکہ یہ نفرت گناہوں سے مستقل طور پر بچا لیتی ہے۔
- (6)..... تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کفر و فسق اور گناہ سے دلی بیزار ہیں، ان کے دلوں میں ایمان، تقویٰ اور رشد و ہدایت ایسی رچ گئی ہے جیسے گلاب کے پھول میں رنگ و بو۔

وَإِنْ طَائِفَتٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ
بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيَّءَ إِلَىٰ
أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۚ إِنَّ
اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۙ

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرو پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے

①..... مدارك، الحجرات، تحت الآية: ۷-۸، ص ۱۱۵۲-۱۱۵۳، خازن، الحجرات، تحت الآية: ۷-۸، ۱۶۷/۴، جلالین مع صاوی، الحجرات، تحت الآية: ۷-۸، ۱۹۹۱/۵-۱۹۹۲، ملقطاً.

تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کرو اور عدل کرو بیشک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

توجہ کنز العرفان: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان میں صلح کرو اور پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر وہ پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں صلح کرو اور عدل کرو، بیشک اللہ عدل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

﴿وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ افْتَضَتْوَا فَاَصْلِحْهُمَا﴾ اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان میں صلح کرو اور۔ ﴿شان نزول: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دراز گوش پر سوار ہو کر تشریف لے جا رہے تھے، اس دوران انصار کی مجلس کے پاس سے گزر رہا تھا وہاں تھوڑی دیر بٹھہرے، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو عبد اللہ بن ابی نے ناک بند کر لی۔ یہ دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو تشریف لے گئے لیکن ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑ پڑیں اور ہاتھ پائی تک نوبت پہنچ گئی، صورت حال معلوم ہونے پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرادی، اس معاملے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا ”اے ایمان والو! اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم سمجھا کر ان میں صلح کرو، پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی کرے اور صلح کرنے سے انکار کر دے تو مظلوم کی حمایت میں اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف پلٹ آئے، پھر اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ دونوں گروہوں میں صلح کرو اور دونوں میں سے کسی پر زیادتی نہ کرو (کیونکہ اس جماعت کو ہلاک کرنا مقصود نہیں بلکہ سختی کے ساتھ راہِ راست پر لانا مقصود ہے) اور صرف اس معاملے میں ہی نہیں بلکہ ہر چیز میں عدل کرو، بیشک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے تو وہ انہیں عدل کی اچھی جزا دے گا۔“ (۱)

①..... جلالین مع صاوی، الحجرات، تحت الآية: ۹، ۱۹۹۲/۵-۱۹۹۳، مدارك، الحجرات، تحت الآية: ۹، ص ۱۱۵۳، روح البیان، الحجرات، تحت الآية: ۹، ۷۳/۹-۷۶، ملقطاً.

آیت "وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ اقْتَتَلَا" سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں،

- (1)..... جنگ وجدال گناہ ہے، مگر یہاں دونوں فریقوں کو مومن فرمایا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کفر نہیں ہے۔
- (2)..... مسلمانوں میں صلح کرانا حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔
- (3)..... غلط فہمی کی وجہ سے بادشاہ اسلام کی مخالفت یا اس سے جنگ کرنے والا کافر اور فاسق نہیں بلکہ مومن ہے۔
- (4)..... سلطان اسلام باغیوں سے جنگ کرے یہاں تک کہ وہ اپنی بغاوت سے باز آجائیں۔
- (5)..... یہ جنگ جہاد نہ ہوگی، نہ ان باغیوں کا مال غنیمت ہوگا، نہ ان کے قیدی لوٹدی غلام بنائے جائیں گے بلکہ ان کا زور توڑ کر ان سے برادرانہ سلوک کیا جائے گا۔

مسلمانوں میں صلح کروانے کے فضائل

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بکثرت مقامات پر مسلمانوں کو آپس میں صلح صفائی رکھنے اور ان کے درمیان صلح کروانے کا حکم دیا گیا اور اس کے بہت فضائل بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِنْ أَمْرًا أَتَّخَفْتُمْ مِنْ بُعْلِهَا تُنْشُؤْا أَوْ
إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا
صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ^(۱)

اور ارشاد فرماتا ہے:

يَسْكُونُكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ
وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ
بَيْنِكُمْ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: اے محبوب! تم سے اموال غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ، غنیمت کے مالوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں تو اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس میں صلح صفائی رکھو۔

۱..... النساء: ۱۲۸۔

۲..... انفال: ۱۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَن أَمَرَ
بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ
وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ
فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا^(۱)

ترجمہ کنز العرفان: اُن کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی
بھلائی نہیں ہوتی مگر ان لوگوں (کے مشوروں) میں جو صدقہ
کا یا نیکی کا یا لوگوں میں باہم صلح کرانے کا مشورہ کریں اور جو
اللہ کی رضامندی تلاش کرنے کے لئے یہ کام کرتا ہے تو اسے
عظیم ہم بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، سید المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے
ارشاد فرمایا: ”وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی اچھی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔“^(۲)

حضرت ابو رداء رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:
”کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جو درجے میں روزے، نماز اور زکوٰۃ سے بھی افضل ہو، صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ
نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کیوں نہیں۔“ ارشاد فرمایا: ”آپس میں صلح کروادینا۔“^(۳)

البتہ یاد رہے کہ مسلمانوں میں وہی صلح کروانا جائز ہے جو شریعت کے دائرے میں ہو جبکہ ایسی صلح جو حرام کو
حلال اور حلال کو حرام کر دے وہ جائز نہیں ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس
صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”مسلمانوں کے مابین صلح کروانا جائز ہے مگر وہ صلح (جائز نہیں) جو حرام کو حلال
کر دے یا حلال کو حرام کر دے۔“^(۴)

اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو عورت کو تین طلاقیں ہو جانے کے باوجود شوہر اور بیوی سے
یہ کہتے ہیں کہ کوئی بات نہیں، تم سے غلطی ہوئی اسے اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا اس لئے تم اب آپس میں صلح کر لو، حالانکہ
تین طلاقیں کے بعد وہ عورت اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے احکام کے مطابق اپنے شوہر پر

①..... النساء: ۱۱۴.

②..... بخاری، کتاب الصلح، باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس، ۲/۲۱۰، الحدیث: ۲۶۹۲.

③..... ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی اصلاح ذات البین، ۴/۳۶۵، الحدیث: ۴۹۱۹.

④..... ابو داؤد، کتاب الاقضية، باب فی الصلح، ۳/۴۲۵، الحدیث: ۳۵۹۴.

حرام ہو چکی ہے اور صرف صلح کر لینے سے یہ حرام حلال نہیں ہو سکتا، تو ان کا یہ صلح کروانا حرام کو حلال کرنے کی کوشش کرنا ہے اور یہ ہرگز جائز نہیں ہے اور ایسی صلح کروانے والے خود بھی گناہگار ہوں گے اور اس صلح کے بعد وہ مرد و عورت شوہر اور بیوی والا جو تعلق قائم کریں گے اس کا گناہ انہیں بھی ہوگا کیونکہ ان کے لئے اب وہ تعلق قائم کرنا حرام ہے اور یہ چونکہ حرام کام میں ان کی مدد کر رہے اور اس کی ترغیب دے رہے ہیں تو اس کے گناہ میں یہ بھی شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے مسلمانوں کے درمیان صلح کروانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

معاشرے کے ظلم کا خاتمہ کرنے میں دین اسلام کا کردار

ظلم ایک ایسا بدترین فعل ہے جس سے انسان اپنے بنیادی حق سے محروم ہو کر اذیت اور گرب کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور یہ وہ عمل ہے جس سے جھگڑے اور فسادات جنم لیتے، لوگ بغاوت اور سرکشی پر اتر آتے اور اصول و قوانین ماننے سے انکار کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں انسانی حقوق تلف ہوتے اور معاشرے کا امن و سکون تباہ ہو کر رہ جاتا ہے، دین اسلام چونکہ انسانی حقوق کا سب سے بڑا محافظ اور معاشرتی امن کو برقرار رکھنے کا سب سے زیادہ حامی ہے اسی لئے اس دین نے انسانی حقوق تلف کرنے اور معاشرتی امن میں بگاڑ پیدا کرنے والے ہر فعل سے روکا ہے اور ان چیزوں میں ظلم کا کردار دوسرے افعال کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے اس لئے اسلام نے ظلم کے خاتمے کیلئے بھی انتہائی احسن اقدامات کئے ہیں تاکہ لوگوں کے حقوق محفوظ رہیں اور وہ امن و سکون کی زندگی بسر کریں، ان میں سے ایک اقدام لوگوں کو یہ حکم دینا ہے کہ وہ ظالم کو روکیں اور دوسرا اقدام ظالم کو وعیدیں سنانا ہے تاکہ وہ خود اپنے ظلم سے باز آجائے، جیسا کہ درج ذیل تین احادیث سے واضح ہے، چنانچہ

(۱)..... حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ کسی نے عرض کی، یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر وہ مظلوم ہو تو مدد کروں گا لیکن ظالم ہو تو کیسے مدد کروں؟ ارشاد فرمایا ”اس کو ظلم کرنے سے روک دے یہی (اس کی) مدد کرنا ہے۔“ (۱)

(۲)..... حضرت علی المرتضیٰ حَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد

①..... بخاری، کتاب الاکراہ، باب یمین الرجل لصاحبه... الخ، ۳۸۹/۴، الحدیث: ۶۹۵۲.

فرمایا ”مظلوم کی بددعا سے بچو، وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حق والے کا حق اس سے نہیں روکتا۔“ (۱)

(۳)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس کا اپنے مسلمان بھائی پر اس کی آبرویا کسی اور چیز کا کوئی ظلم ہو تو وہ آج ہی اس سے معافی لے لے، اس سے پہلے کہ (وہ دن آجائے جب) اس کے پاس نہ دینا رہو نہ درہم، (اس دن) اگر اس ظالم کے پاس نیک عمل ہوں گے تو ظلم کے مطابق اس سے چھین لیے جائیں گے اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس مظلوم کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔“ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ معاشرتی امن کو قائم کرنے اور اس کی راہ میں حائل ایک بڑی رکاوٹ ”ظلم“ کو ختم کرنے میں اسلام کا کردار سب سے زیادہ ہے اور اس کی کوششیں دوسروں کے مقابلے میں کہیں زیادہ کارگر ہیں کیونکہ جب لوگ ظالم کو ظلم کرنے سے روک دیں گے تو وہ ظلم نہ کر سکے گا اور ظالم جب اتنی ہولناک وعیدیں سنے گا تو اس کے دل میں خوف پیدا ہوگا اور یہی خوف ظلم سے باز آنے میں اس کی مدد کرے گا، یوں معاشرے سے ظلم کا جڑ سے خاتمہ ہوگا اور معاشرہ امن و سکون کا پُر لطف باغ بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام کے احکامات اور تعلیمات کو صحیح طریقے سے سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مظلوم کی حمایت اور فریاد دہی کرنے کے دو فضائل

یہاں آیت کی مناسبت سے مظلوم کی حمایت کرنے اور اس کی فریاد دہی کرنے کے دو فضائل ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو کسی مظلوم کی فریاد دہی کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ۷۳ مغفرتیں لکھے گا، ان میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہو جائے گی اور ۷۲ سے قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں گے۔“ (۳)

①..... شعب الایمان، التاسع والاربعون من شعب الایمان... الخ، فصل فی ذکر ماورد من التشديد... الخ، ۴۹/۶، الحديث: ۷۴۶۴.

②..... بخاری، کتاب المظالم و الغصب، باب من كانت له مظلمة عند الرجل... الخ، ۱۲۸/۲، الحديث: ۲۴۴۹، مشکاة المصابيح، کتاب الادب، باب الظلم، الفصل الاول، ۲۳۵/۲، الحديث: ۵۱۲۶.

③..... شعب الایمان، الثالث والخمسون من شعب الایمان... الخ، ۱۲۰/۶، الحديث: ۷۶۷۰.

(2)..... اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو کسی مظلوم کے ساتھ اس کی مدد کرنے چلے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن ثابت قدمی عطا فرمائے گا جس دن قدم پھسل رہے ہوں گے۔“ (1)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مظلوم کی حمایت اور مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے باہمی اختلافات سے متعلق 8 اہم باتیں

اس آیت کے شان نزول میں (اگرچہ جھگڑے میں کچھ منافق بھی شریک تھے لیکن) اہل ایمان کے اختلاف کا بھی ذکر ہوا، اسی مناسبت سے یہاں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے باہمی اختلافات سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے 8 اہم باتوں کا خلاصہ ملاحظہ ہو،

(1)..... تابعین سے لے کر قیامت تک امت کا کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی کم مرتبے والے صحابی کے رتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔
(2)..... اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو قرب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے امتی کو میسر نہیں اور جو بلند درجات یہ پائیں گے وہ کسی اور امتی کو نہ ملیں گے۔

(3)..... اہلسنت کے خواص اور عوام پہلے سے آخری درجے تک کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انتہاء درجے کا نیک اور متقی جانتے ہیں اور ان کے احوال کی تفصیل کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا، اس پر نظر کرنا حرام مانتے ہیں۔

(4)..... اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کا کوئی ایسا فعل منقول ہے جو کم نظر کی آنکھ میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ہو اور اس میں کسی کو اعتراض کرنے کی گنجائش ملے تو (اس کے بارے میں اہلسنت کے علماء اور عوام کا طرز عمل یہ ہے کہ وہ) اس کا اچھا محمل بیان کرتے ہیں، اسے ان کے قلبی اخلاص اور اچھی نیت پر محمول کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا سچا فرمان ”رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ“ سن کر دل کے آئینے میں تفتیش کے زنگ کو جگہ نہیں دیتے اور حقیقی احوال کی تحقیق کے نام کا میل کچیل، دل کے آئینے پر چڑھنے نہیں دیتے۔

(5)..... صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رتبے ہماری عقل سے ورا ہیں، پھر ہم اُن کے معاملات میں کیسے دخل دے

①..... حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، ۳۸۳/۶، الحدیث: ۹۰۱۲۔

سکتے ہیں اور ان میں صورتِ جوتازعات اور اختلافات واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم ایک کی طرف داری میں دوسرے کو برا کہنے لگیں، یا ان جھگڑوں میں ایک فریق کو دنیا طلب ٹھہرائیں، بلکہ یقین سے جانتے ہیں کہ وہ سب دین کی مصلحتوں کے طلبگار تھے، اسلام اور مسلمانوں کی سر بلندی ان کا نصب العین تھی، پھر وہ مجتہد بھی تھے، تو جس کے اجتہاد میں جو بات اللہ تعالیٰ کے دین اور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت کے لیے زیادہ مصلحت آمیز اور مسلمانوں کے احوال سے مناسب تر معلوم ہوئی، اس نے اسے اختیار کیا، اگرچہ اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی لیکن وہ سب حق پر ہیں اور سب واجب الاحترام ہیں، ان کا حال بالکل ایسا ہے جیسا دین کے فروعی مسائل میں خود علماء اہلسنت بلکہ ان کے مجتہدین مثلاً امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی وغیرہ ماضی اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ کے اختلافات ہیں۔

(6)..... مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان جھگڑوں کے سبب صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ میں ایک دوسرے کو نہ گمراہ فاسق جانیں اور نہ ہی ان میں سے کسی کے دشمن ہوں بلکہ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ آقائے دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہوں میں مُعَظَّم و مُعَزَّز اور آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے ہیں۔

(7)..... صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ کے بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ وہ انبیاء اور فرشتے نہ تھے کہ گناہ سے معصوم ہوں، ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے احکام کے خلاف ہے۔

(8)..... اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورہ حدید میں سید المرسلین صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں، (1) مَنْ اتَّقَىٰ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتَلَ۔ (2) الَّذِينَ اَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقْتِہِمْ۔

یعنی صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ کی ایک قسم وہ ہے کہ فتحِ مکہ سے پہلے مُشْرِفِ بایمان ہوئے، اس وقت راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب ان کی تعداد بھی بہت کم تھی اور وہ ہر طرح کمزور بھی تھے، انہوں نے اپنے اوپر شدید مجاہدے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا، یہ حضرات مہاجرین و انصار میں سے سابقینِ اولین ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے کہ فتحِ مکہ کے بعد ایمان لائے، اللہ تعالیٰ کی

راہ میں خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان ایمان والوں نے اس وقت اس اخلاص کا ثبوت مالی اور جنگی جہاد سے دیا جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرتِ تعداد اور جاہ و مال، ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے۔ اجر ان کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ اُن سابقوں اور ان کے درجہ کا نہیں، اسی لیے قرآن عظیم نے اُن پہلوؤں کو ان بعد والوں پر فضیلت دی اور پھر فرمایا:

كَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنٰی
ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا،

کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے سب ہی کو اجر ملے گا، محروم کوئی نہ رہے گا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے:

أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ (۱)
وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا (۲)
وہ جہنم کی بھک تک نہ سنیں گے۔

وَهُمْ فِي مَا شِئْتِ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ (۳)
وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھائی مرادوں میں رہیں گے۔

لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَرَقُ إِلَّا كَبُورٌ (۴)
قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔

وَتَتَلَقَّوْنَهُمُ الْمَلَائِكَةُ (۵)
فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔

هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (۶)
یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عز و جل بتاتا ہے، تو جو کسی صحابی پر اعتراض کرے وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے، اور ان کے بعض معاملات کو جن میں اکثر جھوٹی حکایات ہیں، اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ حدید کی اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دونوں گروہوں سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا:

۱..... انبیاء: ۱۰۱

۲..... انبیاء: ۱۰۲

۳..... انبیاء: ۱۰۳

۴..... انبیاء: ۱۰۳

۵..... انبیاء: ۱۰۳

۶..... انبیاء: ۱۰۳

اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (۱)

اس کے باوجود اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ وہ تم سب سے بے عذاب جنت اور بے حساب کرامت و ثواب کا وعدہ فرما چکا ہے، تو اب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر اعتراض کرے، کیا اعتراض کرنے والا، اللہ تعالیٰ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، اس بیان کے بعد جو کوئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھائے اور خود جہنم میں جائے۔ (۲)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ فَاصْلِحُوا بَيْنَ اَخَوِيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝۱۰

ترجمہ کنزالایمان: مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ﴾: صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ ارشاد فرمایا: مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہی ہیں کیونکہ یہ آپس میں دینی تعلق اور اسلامی محبت کے ساتھ مربوط ہیں اور یہ رشتہ تمام دنیوی رشتوں سے مضبوط تر ہے، لہذا جب کبھی دو بھائیوں میں جھگڑا واقع ہو تو ان میں صلح کرادو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور پرہیزگاری اختیار کرنا ایمان والوں کی باہمی محبت اور اُلفت کا سبب ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔ (۳)



مسلمانوں کے باہمی تعلق کے بارے میں ۳ احادیث

یہاں آیت کی مناسبت سے مسلمانوں کے باہمی تعلق کے بارے میں ۳ احادیث ملاحظہ ہوں،

①.....حدید: ۱۰۔

②.....فتاویٰ رضویہ، ۳۵۷/۲۹-۳۶۳، ملخصاً۔

③.....حازن، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۰، ۶۸/۴، مدارك، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۰، ص ۱۱۵۳، ملنقطاً۔

(۱)..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو رسوا کرے، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں مشغول رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت کو دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے مصائب میں سے کوئی مصیبت دور فرما دے گا اور جو شخص کسی مسلمان کا پردہ رکھتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا پردہ رکھے گا۔“ (۱)

(۲)..... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”سارے مسلمان ایک شخص کی طرح ہیں، جب اس کی آنکھ میں تکلیف ہوگی تو سارے جسم میں تکلیف ہوگی اور اگر اس کے سر میں درد ہو تو سارے جسم میں درد ہوگا۔“ (۲)

(۳)..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے۔“ (۳)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے باہمی تعلقات سمجھنے اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْبِزُوا ٭
 أَنْفُسَكُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا بِالْأَلْقَابِ ٭ بِئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ
 الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ١١

①..... بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب لا یظلم المسلم... الخ، ۱۲۶/۲، الحدیث: ۲۴۴۲.

②..... مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تراحم المؤمنین... الخ، ص ۱۳۹۶، الحدیث: ۲۵۸۶/۶۷.

③..... مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تراحم المؤمنین... الخ، ص ۱۳۹۶، الحدیث: ۲۵۸۵/۶۵.

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دُور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں پر نہ ہنسیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر ہنسیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں کسی کو طعنہ نہ دو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو، مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا کیا ہی بُرا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ﴾: اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں پر نہ ہنسیں۔ ﴿شانِ نزول: اس آیت مبارکہ کے مختلف حصوں کا نزول مختلف واقعات میں ہوا ہے اور آیت کے زیرِ تفسیر حصے کے نزول سے متعلق دو واقعات درج ذیل ہیں

(1)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضرت ثابت بن قیس بن شماس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اونچا سنتے تھے، جب وہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم انہیں آگے بٹھاتے اور اُن کے لئے جگہ خالی کر دیتے تاکہ وہ حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب حاضر رہ کر کلام مبارک سن سکیں۔ ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہو گئی اور جب مجلس شریف خوب بھر گئی اس وقت آپ تشریف لائے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں ہوتا وہیں کھڑا رہتا۔ لیکن حضرت ثابت رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ آئے تو وہ رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب بیٹھنے کے لئے لوگوں کو بٹھاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ ”جگہ دو جگہ“ یہاں تک کہ حضور انور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ اُن کے اور حضور پر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درمیان میں صرف ایک شخص رہ گیا، انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو، اس نے کہا: تمہیں جگہ مل گئی ہے اس لئے بیٹھ جاؤ۔ حضرت ثابت رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ غصہ میں آ کر اس کے پیچھے بیٹھ گئے۔ جب دن خوب روشن ہوا تو حضرت ثابت رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کا جسم دبا کر کہا: کون؟ اس نے کہا: میں فلاں شخص ہوں۔

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا: فلائی کا لڑکا۔ اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا کیونکہ اس زمانے میں ایسا کلمہ عار دلانے کے لئے کہا جاتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(2)..... حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: یہ آیت بنی تمیم کے ان افراد کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت عمار، حضرت خباب، حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت سلمان اور حضرت سالم وغیرہ غریب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غربت دیکھ کر ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مردوں سے نہ ہنسیں، یعنی مال دار غریبوں کا، بلند نسب والے دوسرے نسب والوں کا، تندرست اپانچ کا اور آنکھ والے اس کا مذاق نہ اڑائیں جس کی آنکھ میں عیب ہو، ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والوں سے صدق اور اخلاص میں بہتر ہوں۔⁽¹⁾

کسی شخص سے فخر کے آداب: کچھ کر اس کا مذاق نہ اڑایا جائے

آیت کے دوسرے شان نزول سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص میں فقر محتاجی اور غربی کے آثار نظر آئیں تو ان کی بنا پر اس کا مذاق نہ اڑایا جائے، ہو سکتا ہے کہ جس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ مذاق اڑانے والے کے مقابلے میں دینداری کے لحاظ سے کہیں بہتر ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہوتے ہیں، ان کے پاس دوپڑانی چادریں ہوتی ہیں اور انہیں کوئی پناہ نہیں دیتا (لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا رتبہ و مقام یہ ہوتا ہے کہ) اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں (کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا) تو اللہ تعالیٰ (وہ کام کر کے) ان کی قسم کو سچا کر دیتا ہے۔“⁽²⁾

حضرت حارث بن وہب خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ ہر وہ شخص ہے جو کمزور اور (لوگوں کی نگاہوں میں) گرا ہوا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی قسم سچی کر دے گا۔“⁽³⁾

﴿وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَلَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ﴾: اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر نہیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے

①..... حازن، الحجرات، تحت الآية: ۱۶۹/۴، ۱۱.

②..... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب البراء بن مالک رضی اللہ عنہ، ۴۵۹/۵، الحديث: ۳۸۸۰.

③..... ترمذی، کتاب صفة جہنم، ۱۳-باب، ۲۷۲/۴، الحديث: ۲۶۱۴.

والیوں سے بہتر ہوں۔ ﴿شانِ نزول: آیت مبارکہ کے اس حصے کے نزول سے متعلق دو روایات درج ذیل ہیں،

(۱)..... حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: یہ آیت رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے متعلق نازل ہوئی ہے، انہوں نے حضرت اُمّ سلمہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو چھوٹے قد کی وجہ سے شرمندہ کیا تھا۔

(۲)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: آیت کا یہ حصہ اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت حُجّی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حق میں اس وقت نازل ہوا جب انہیں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک زوجہِ مطہرہ نے یہودی کی بیٹی کہا۔^(۱)

اس واقعے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو معلوم ہوا کہ حضرت حفصہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے انہیں یہودی کی لڑکی کہا ہے، (اس پر انہیں رنج ہوا اور) آپ رونے لگیں، جب سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں روتا ہوا پایا تو ارشاد فرمایا ”تم کیوں رو رہی ہو؟ عرض کی: حضرت حفصہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے مجھے یہودی کی لڑکی کہا ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”تم نبی زادی ہو، تیرے چچا نبی ہیں اور نبی کی بیوی ہو، تو تم پر وہ کیا فخر کرتی ہیں اور حضرت حفصہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا ”اے حفصہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔“^(۲)

نوٹ: آیت مبارکہ میں عورتوں کا جداگانہ ذکر اس لئے کیا گیا کہ عورتوں میں ایک دوسرے کا مذاق اڑانے اور اپنے آپ کو بڑا جاننے کی عادت بہت زیادہ ہوتی ہے، نیز آیت مبارکہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتیں کسی صورت آپس میں ہنسی مذاق نہیں کر سکتیں بلکہ چند شرائط کے ساتھ ان کا آپس میں ہنسی مذاق کرنا جائز ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: (عورتوں کی ایک دوسرے سے) جائز ہنسی جس میں نہ فحش ہو نہ ایذا ئے مُسلم، نہ بڑوں کی بے ادبی، نہ چھوٹوں سے بد لحاظی، نہ وقت و محل کے نظر سے بے موقع، نہ اس کی کثرت اپنی ہمسر عورتوں سے جائز ہے۔^(۳)

①..... حازن، الحجرات، تحت الآية: ۱۱، ۱۶۹/۴.

②..... ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی، ۴۷۴/۵، الحدیث: ۳۹۲۰.

③..... فتاویٰ رضویہ، ۱۹۳/۲۳.

ہذاں ادا ہے، شرعی حکم اور اس کی مذمت

مذاق اڑانے کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں:

اہانت اور تحقیر کیلئے زبان یا اشارات، یا کسی اور طریقے سے مسلمان کا مذاق اڑانا حرام و گناہ ہے کیونکہ اس سے ایک مسلمان کی تحقیر اور اس کی ایذا رسانی ہوتی ہے اور کسی مسلمان کی تحقیر کرنا اور دکھ دینا سخت حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔^(۱)

کثیر احادیث میں اس فعل سے ممانعت اور اس کی شدید مذمت اور شناعت بیان کی گئی ہے، جیسا کہ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اپنے بھائی سے نہ جھگڑا کرو، نہ اس کا مذاق اڑاؤ، نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔“^(۲)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا اگرچہ اس کے بدلے میں مجھے بہت مال ملے۔“^(۳)

حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”قیامت کے دن لوگوں کا مذاق اڑانے والے کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا کہ آؤ آؤ، تو وہ بہت ہی بے چینی اور غم میں ڈوبا ہوا اس دروازے کے سامنے آئے گا مگر جیسے ہی وہ دروازے کے پاس پہنچے گا وہ دروازہ بند ہو جائے گا، پھر ایک دوسرا جنت کا دروازہ کھلے گا اور اس کو پکارا جائے گا: آؤ یہاں آؤ، چنانچہ یہ بے چینی اور رنج و غم میں ڈوبا ہوا اس دروازے کے پاس جائے گا تو وہ دروازہ بند ہو جائے گا، اسی طرح اس کے ساتھ معاملہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ دروازہ کھلے گا اور پکار پڑے گی تو وہ ناامیدی کی وجہ سے نہیں جائے گا۔ (اس طرح وہ جنت میں داخل ہونے سے محروم رہے گا)“^(۴)

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: کسی کو ذلیل کرنے کے لیے اور اس کی تحقیر

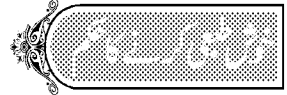
①.....جہنم کے خطرات، ص ۱۷۳۔

②.....ترمذی، کتاب البرّ والصّلة، باب ما جاء فی المراء، ۴۰۰/۳، الحدیث: ۲۰۰۲۔

③.....ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبة، ۳۵۳/۴، الحدیث: ۴۸۷۵۔

④.....موسوعة ابن ابی دنیا، الصّمت و آداب اللّسان، باب ما نہی عنہ العباد ان یسخر... الخ، ۱۸۳/۷، الحدیث: ۲۸۷۔

کرنے کے لیے اس کی خامیوں کو ظاہر کرنا، اس کا مذاق اڑانا، اس کی نقل اتارنا یا اس کو طعنہ مارنا یا عار دلانا یا اس پر ہنسنا یا اس کو بُرے بُرے القاب سے یاد کرنا اور اس کی ہنسی اڑانا مثلاً آج کل کے بڑے خود اپنے آپ کو عُرفی شُرُفِ کھلانے والے کچھ قوموں کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں اور محض قومیت کی بنا پر ان کا تمسخر اور استہزاء کرتے اور مذاق اڑاتے رہتے ہیں اور قسم قسم کے دل آزار القاب سے یاد کرتے رہتے ہیں، کبھی طعنہ زنی کرتے ہیں، کبھی عار دلاتے ہیں، یہ سب حرکتیں حرام و گناہ اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔ لہذا ان حرکتوں سے توبہ لازم ہے، ورنہ یہ لوگ فاسق ٹھہریں گے۔ اسی طرح سیٹھوں اور مالداروں کی عادت ہے کہ وہ غریبوں کے ساتھ تمسخر اور اہانت آمیز القاب سے ان کو عار دلاتے اور طعنہ زنی کرتے رہتے ہیں اور طرح طرح سے ان کا مذاق اڑایا کرتے ہیں جس سے غریبوں کی دل آزاری ہوتی رہتی ہے، مگر وہ اپنی عُربت اور مفلسی کی وجہ سے مالداروں کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔ ان مالداروں کو ہوش میں آ جانا چاہیے کہ اگر وہ اپنے ان گرتوتوں سے توبہ کر کے باز نہ آئے تو یقیناً وہ قبرِ کُہا و غضبِ جبار میں گرفتار ہو کر جہنم کے سزاوار بنیں گے اور دنیا میں ان غریبوں کے آنسو قبرِ خداوندی کا سیلاب بن کر ان مالداروں کے محلات کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے جائیں گے۔^(۱)



یاد رہے کہ کسی شخص سے ایسا مذاق کرنا حرام ہے جس سے اسے اذیت پہنچے البتہ ایسا مذاق جو اسے خوش کر دے، جسے خوش طبعی اور خوش مزاجی کہتے ہیں، جائز ہے، بلکہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنت بھی ہے جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کبھی کبھی خوش طبعی کرنا ثابت ہے، اسی لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنتِ مُستحبہ ہے۔“^(۲)

امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اگر تم اس بات پر قادر ہو کہ جس پر نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ قادر تھے کہ مزاح (یعنی خوش طبعی) کرتے وقت صرف حق بات کہو، کسی کے دل کو اذیت نہ پہنچاؤ، حد سے نہ بڑھو اور کبھی کبھی مزاح کرو تو تمہارے لئے بھی کوئی حرج نہیں لیکن مزاح کو پیشہ بنا لینا بہت

①..... جہنم کے خطرات، ص ۱۷۵-۱۷۶۔

②..... مراۃ المناجیح، ۶/۲۹۳-۲۹۴۔

بڑی غلطی ہے۔ (۱)

مزید فرماتے ہیں: وہ مزاج ممنوع ہے جو حد سے زیادہ کیا جائے اور ہمیشہ اسی میں مصروف رہا جائے اور جہاں تک ہمیشہ مزاج کرنے کا تعلق ہے تو اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ کھیل کود اور غیر سنجیدگی ہے، کھیل اگرچہ (بعض صورتوں میں) جائز ہے لیکن ہمیشہ اسی کام میں لگ جانا مذموم ہے اور حد سے زیادہ مزاج کرنے میں خرابی یہ ہے کہ اس کی وجہ سے زیادہ ہنسی پیدا ہوتی ہے اور زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے، بعض اوقات دل میں بغض پیدا ہو جاتا ہے اور ہیبت و وقار ختم ہو جاتا ہے، لہذا جو مزاج ان اُمور سے خالی ہو وہ قابلِ مذمت نہیں، جیسا کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بے شک میں بھی مزاج کرتا ہوں اور میں (خوش طبعی میں) سچی بات ہی کہتا ہوں۔“ (۲)

لیکن یہ بات تو آپ کے ساتھ خاص تھی کہ مزاج بھی فرماتے اور جھوٹ بھی نہ ہوتا لیکن جہاں تک دوسرے لوگوں کا تعلق ہے تو وہ مزاج اسی لئے کرتے ہیں کہ لوگوں کو ہنسائیں خواہ جس طرح بھی ہو، اور (اس کی وعید بیان کرتے ہوئے) نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”ایک شخص کوئی بات کہتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے ہم مجلس لوگوں کو ہنساتا ہے، اس کی وجہ سے تڑپتا ستارے سے بھی زیادہ دور تک جہنم میں گرتا ہے۔“ (۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں جائز خوش طبعی کرنے اور ناجائز خوش طبعی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوش طبعی

یہاں موضوع کی مناسبت سے سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوش طبعی کے چار واقعات بھی ملاحظہ ہوں۔

(۱)..... حضرت زید بن اسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضرت اُمّ ایمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: میرے شوہر آپ کو بلارہے ہیں۔ ارشاد فرمایا ”کون، وہی جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟ عرض کی: اللہ تعالیٰ کی قسم! ان کی آنکھ میں سفیدی نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا ”کیوں نہیں، بے شک

①..... احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة العاشرة المزاج، ۱۵۹/۳.

②..... معجم الاوسط، باب الالف، من اسمه: احمد، ۲۸۳/۱، الحدیث: ۹۹۵.

③..... مسند امام احمد، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ۳۶۶/۳، الحدیث: ۹۲۳۱، احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان،

الآفة العاشرة المزاج، ۱۵۸/۳.

اس کی آنکھ میں سفیدی ہے۔ عرض کی: اللہ تعالیٰ کی قسم! ایسا نہیں ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”کیا کوئی ایسا ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو (آپ نے اس سے وہ سفیدی مراد لی تھی جو آنکھ کے سیاہ حلقے کے ارد گرد ہوتی ہے)۔“ (1)

(2)..... حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم میں گھلے ملے رہتے تھے حتیٰ کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے ”ابو عمیر! چڑیا کا کیا ہوا۔“ (2)

(3)..... حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سواری مانگی تو ارشاد فرمایا ”ہم تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔ اس نے عرض کی: میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنم دیتی ہے۔“ (3)

(4)..... حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا: ”جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہ جائے گی۔ انہوں نے (پریشان ہو کر) عرض کی: تو پھر ان کا کیا بنے گا؟ (حالانکہ وہ عورت قرآن پڑھا کرتی تھی۔ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا کہ

إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً ۖ فَجَعَلْنَهُنَّ أَبْكَارًا (4) ترجمہ کنز العرفان: بیشک ہم نے ان جنتی عورتوں کو ایک

خاص انداز سے پیدا کیا۔ تو ہم نے انہیں کنواریاں بنایا۔ (5)

﴿وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ اور آپس میں کسی کو طعنہ نہ دو۔ یعنی قول یا اشارے کے ذریعے ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ مومن ایک جان کی طرح ہے جب کسی دوسرے مومن پر عیب لگایا جائے گا تو گویا اپنے پر ہی عیب لگایا جائے گا۔ (6)



1..... سبیل الہدیٰ والرشاد، جامع ابواب صفاتہ المعنویۃ، الباب الثانی والعشرون فی مزاحہ... الخ، ۷/۱۱۴.

2..... بخاری، کتاب الادب، باب الانبساط الی الناس، ۴/۱۳۴، الحدیث: ۶۱۲۹.

3..... ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی المزاح، ۳/۳۹۹، الحدیث: ۱۹۹۹.

4..... واقعه: ۳۵، ۳۶.

5..... مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثانی، ۲/۲۰۰، الحدیث: ۴۸۸۸.

6..... روح المعانی، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۱، ۴۲۴/۱۳.



احادیث میں طعنہ دینے کی بہت مذمت بیان کی گئی ہے، یہاں اس سے متعلق 2 احادیث ملاحظہ ہوں،

(1)..... حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بہت لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن نہ گواہ ہوں گے نہ شفیع۔“ (1)

(2)..... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مومن نہ طعن کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا بے ہودہ ہوتا ہے۔“ (2)

اللہ تعالیٰ ہمیں طعنہ دینے سے محفوظ فرمائے، آمین۔

﴿وَلَا تَتَّبِعُوا ابِلًا لِقَابٍ﴾ اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔ ﴿﴾ برے نام رکھنے سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ان میں سے تین قول درج ذیل ہیں

(1)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ”ایک دوسرے کے برے نام رکھنے سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے کسی برائی سے توبہ کر لی ہو تو اسے توبہ کے بعد اس برائی سے عار دلانی جائے۔ یہاں آیت میں اس چیز سے منع کیا گیا ہے۔

حدیث پاک میں اس عمل کی وعید بھی بیان کی گئی ہے، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے اپنے بھائی کو اس کے کسی گناہ پر شرمندہ کیا تو وہ شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کر لے۔“ (3)

(2)..... بعض علماء نے فرمایا ”برے نام رکھنے سے مراد کسی مسلمان کو کتا، یا گدھا، یا سور کہنا ہے۔

(3)..... بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ القاب مراد ہیں جن سے مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو (لیکن تعریف کے القاب جو سچے ہوں ممنوع نہیں، جیسے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب تقیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذو النورین اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابوتراب اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ

①..... مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب النهی عن لعن الذنوب وغیرہا، ص ۱۴۰، الحدیث: ۸۵ (۲۵۹۸)۔

②..... ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی اللعنة، ۳/۳۹۳، الحدیث: ۱۹۸۴۔

③..... ترمذی، کتاب صفة القيامة... الخ، ۵۳-باب، ۴/۲۲۶، الحدیث: ۲۵۱۳۔

عَنْهُ كَا سَيْفِ اللَّهِ تَهَا) اور جو القاب گویا کہ نام بن گئے اور القاب والے کو نا گوار نہیں وہ القاب بھی ممنوع نہیں، جیسے اعمش اور اعرج وغیرہ۔^(۱)

﴿يُسِّىءُ إِلَا سَمُ الْقُسُوْقِي بَعْدَ الْإِيْمَانِ﴾: مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا کیا ہی برانا نام ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا: مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا کیا ہی برانا نام ہے تو اے مسلمانو، کسی مسلمان کی ہنسی بنا کر یا اس کو عیب لگا کر یا اس کا نام بگاڑ کر اپنے آپ کو فاسق نہ کہلاؤ اور جو لوگ ان تمام افعال سے توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔^(۲)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲﴾

اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے

- (۱)..... مسلمانوں کی کوئی قوم ذلیل نہیں، ہر مومن عزت والا ہے۔
- (۲)..... عظمت کا دار و مدار محض نسب پر نہیں تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے۔
- (۳)..... مسلمان بھائی کو نسبی طعنہ دینا حرام اور مشرکوں کا طریقہ ہے آج کل یہ بیماری مسلمانوں میں عام پھیلی ہوئی ہے۔ نسبی طعنہ کی بیماری عورتوں میں زیادہ ہے، انہیں اس آیت سے سبق لینا چاہیے نہ معلوم بارگاہِ الہی میں کون کس سے بہتر ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲﴾

توجہ کنز الایمان: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈنا اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے

①..... خازن، الحجرات، تحت الآية: ۱۱، ۱۷۰/۴.

②..... خازن، الحجرات، تحت الآية: ۱۱، ۱۷۰/۴.

ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور (پوشیدہ باتوں کی) جستجو نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں ناپسند ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ ۖ إِنَّهُ كَانَ يُغِيثُ بِالظَّنِّ ۖ إِنَّهُ كَانَ يُغِيثُ بِالظَّنِّ ۖ إِنَّهُ كَانَ يُغِيثُ بِالظَّنِّ﴾ آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو بہت زیادہ گمان کرنے سے منع فرمایا کیونکہ بعض گمان ایسے ہیں جو محض گناہ ہیں لہذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ گمان کی کثرت سے بچا جائے۔^(۱)

امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: (یہاں آیت میں گمان کرنے سے بچنے کا حکم دیا گیا) کیونکہ گمان ایک دوسرے کو عیب لگانے کا سبب ہے، اس پر قبیح افعال صادر ہونے کا مدار ہے اور اسی سے خفیہ دشمن ظاہر ہوتا ہے اور کہنے والا جب ان امور سے یقینی طور پر واقف ہوگا تو وہ اس بات پر بہت کم یقین کرے گا کہ کسی میں عیب ہے تاکہ اسے عیب لگائے، کیونکہ کبھی فعل بظاہر قبیح ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا اس لئے کہ ممکن ہے کرنے والا اسے بھول کر کر رہا ہو یا دیکھنے والا غلطی پر ہو۔^(۲)

علامہ عبد اللہ بن عمر بیضاوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہاں آیت میں گمان کی کثرت کو منہم رکھا گیا تاکہ مسلمان ہر گمان کے بارے میں محتاط ہو جائے اور غور و فکر کرے یہاں تک کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس گمان کا تعلق کس صورت سے ہے کیونکہ بعض گمان واجب ہیں، بعض حرام ہیں اور بعض مباح ہیں۔^(۳)

گمان کی اقسام اور ان کا شرعی حکم

گمان کی کئی اقسام ہیں، ان میں سے چار یہ ہیں: (۱) واجب، جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا۔
(۲) مستحب، جیسے صالح مومن کے ساتھ نیک گمان رکھنا۔ (۳) ممنوع حرام۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ برا گمان کرنا

①..... ابن کثیر، الحجرات، تحت الآیة: ۱۲، ۳۵۲/۷.

②..... تفسیر کبیر، الحجرات، تحت الآیة: ۱۲، ۱۱۰/۱۰.

③..... بیضاوی، الحجرات، تحت الآیة: ۱۲، ۲۱۸/۵، ملخصاً.

اور یونہی مومن کے ساتھ براگمان کرنا۔ (4) جائز، جیسے فاسق مغلن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔

حضرت سفیان ثوری رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: گمان دو طرح کا ہے، ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے۔ یہ اگر مسلمان پر برائی کے ساتھ ہے تو گناہ ہے۔ دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے، یہ اگر چہ گناہ نہیں مگر اس سے بھی دل کو خالی کرنا ضروری ہے۔⁽¹⁾

یہاں بطور خاص بدگمانی کے شرعی حکم کی تفصیل ملاحظہ ہو، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مسلمان پر بدگمانی خود حرام ہے جب تک ثبوت شرعی نہ ہو۔⁽²⁾

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: مسلمانوں پر بدگمانی حرام اور حتی الامکان اس کے قول و فعل کو صحیح پر حمل واجب (ہے)۔⁽³⁾

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بے شک مسلمان پر بدگمانی حرام ہے مگر جبکہ کسی قرینہ سے اس کا ایسا ہونا ثابت ہوتا ہو (جیسا اس کے بارے میں گمان کیا) تو اب حرام نہیں، مثلاً کسی کو (شراب بنانے کی) بھٹی میں آتے جاتے دیکھ کر اسے شراب خور گمان کیا تو اس کا قصور نہیں (بلکہ بھٹی میں آنے جانے والے کا قصور ہے کیونکہ) اُس نے موضعِ تہمت (یعنی تہمت لگنے کی جگہ) سے کیوں اجتناب نہ کیا۔⁽⁴⁾

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مومن صالح کے ساتھ براگمان ممنوع ہے، اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجودیکہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو، یہ بھی گمانِ بد میں داخل ہے۔⁽⁵⁾

①.....خازن، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۲، ۴/۱۷۰-۱۷۱، مدارک، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۲، ص ۱۱۵۵، ملتقطاً.

②.....فتاویٰ رضویہ، ۲/۲۸۶.

③.....فتاویٰ رضویہ، ۲۰/۲۷۸.

④.....فتاویٰ امجدیہ، ۱۱/۱۲۳.

⑤.....خزائن العرفان، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۲، ص ۹۵۰.

بدگمانی کی مذمت اور چاگمان رنگھ کی ترغیب

دین اسلام وہ عظیم دین ہے جس میں انسانوں کے باہمی حقوق اور معاشرتی آداب کو خاص اہمیت دی گئی اور ان چیزوں کا خصوصی لحاظ رکھا گیا ہے اسی لئے جو چیز انسانی حقوق کو ضائع کرنے کا سبب بنتی ہے اور جو چیز معاشرتی آداب کے برخلاف ہے اس سے دین اسلام نے منع فرمایا اور اس سے بچنے کا تاکید کے ساتھ حکم دیا ہے، جیسے ان اشیاء میں سے ایک چیز ”بدگمانی“ ہے جو کہ انسانی حقوق کی پامالی کا بہت بڑا سبب اور معاشرتی آداب کے انتہائی برخلاف ہے، اس سے دین اسلام میں خاص طور پر منع کیا گیا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ
وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ
مَسْئُولًا (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا
تجھے علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے
میں سوال کیا جائے گا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے، ایک دوسرے کے ظاہری اور باطنی عیب مت تلاش کرو، حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، بغض نہ کرو، ایک دوسرے سے رُوگردانی نہ کرو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ۔“ (۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

بدگمانی کے دینی اور دنیوی نقصانات

یہاں بدگمانی کے دینی اور دنیوی نقصانات بھی ملاحظہ ہوں تاکہ بدگمانی سے بچنے کی ترغیب ملے، چنانچہ اس کے ۴ دینی نقصانات یہ ہیں

- (۱)..... جس کے بارے میں بدگمانی کی، اگر اُس کے سامنے اس کا اظہار کر دیا تو اُس کی دل آزاری ہو سکتی ہے اور شرعی اجازت کے بغیر مسلمان کی دل آزاری حرام ہے۔
- (۲)..... اگر اس کی غیر موجودگی میں دوسرے کے سامنے اپنے برے گمان کا اظہار کیا تو یہ غیبت ہو جائے گی اور مسلمان

①..... بنی اسرائیل: ۳۶۔

②..... مسلم، کتاب البرِّ والصَّلة والآداب، باب تحریم الظَّنِّ والتَّجَسُّس... الخ، ص ۱۳۸۶، الحدیث: ۲۸ (۲۵۶۳)۔

کی غیبت کرنا حرام ہے۔

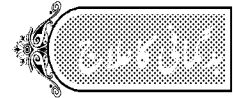
(3)..... بدگمانی کرنے والا محض اپنے گمان پر صبر نہیں کرتا بلکہ وہ اس کے عیب تلاش کرنے میں لگ جاتا ہے اور کسی مسلمان کے عیبوں کو تلاش کرنا ناجائز و گناہ ہے۔

(4)..... بدگمانی کرنے سے بغض اور حسد جیسے خطرناک امراض پیدا ہوتے ہیں۔

اور اس کے دو بڑے دُنیوی نقصانات یہ ہیں،

(1)..... بدگمانی کرنے سے دو بھائیوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے، ساس اور بہو ایک دوسرے کے خلاف ہو جاتے ہیں، شوہر اور بیوی میں ایک دوسرے پر اعتماد ختم ہو جاتا اور بات بات پر آپس میں لڑائی رہنے لگتی ہے اور آخر کار ان میں طلاق اور جدائی کی نوبت آ جاتی ہے، بھائی اور بہن کے درمیان تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں اور یوں ایک ہنستا بستا گھر اجڑ کر رہ جاتا ہے۔

(2)..... دوسروں کے لئے برے خیالات رکھنے والے افراد پر فالج اور دل کی بیماریوں کا خطرہ زیادہ ہو جاتا ہے جیسا کہ حال ہی میں امریکن ہارٹ ایسوسی ایشن کی جانب سے جاری کردہ ایک تحقیقی رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ وہ افراد جو دوسروں کے لئے مخالفانہ سوچ رکھتے ہیں اور اس کی وجہ سے ذہنی دباؤ کا شکار اور غصے میں رہتے ہیں ان میں دل کی بیماریوں اور فالج کا خطرہ 86% بڑھ جاتا ہے۔



امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: شیطان آدمی کے دل میں بدگمانی ڈالتا ہے تو مسلمان کو چاہیے کہ وہ شیطان کی تصدیق نہ کرے اور اس کو خوش نہ کرے حتیٰ کہ اگر کسی کے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہو تو پھر بھی اس پر حد لگانا جائز نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے اس نے شراب کا ایک گھونٹ پی کر کلی کر دی ہو یا کسی نے اس کو خیر اُشراب پلا دی ہو اور اس کا احتمال ہے تو وہ دل سے بدگمانی کی تصدیق کر کے شیطان کو خوش نہ کرے (اگرچہ مذکورہ صورت میں بدگمانی کا گناہ نہیں ہوگا لیکن بچنے میں پھر بھی بھلائی ہی ہے) (1)۔ (2)

①..... احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان تحریم الغیبة بالقلب، ۱۸۶/۳ ملخصاً۔

②..... بدگمانی سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ”بدگمانی“ (مطبوعہ مکتبہ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ اور جستجو نہ کرو۔ اس آیت میں دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے پوشیدہ حال کی جستجو میں نہ رہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ستاری سے چھپایا ہے۔

مسلمانوں کے عیب تلاش کرنے کی ممانعت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے پوشیدہ عیب تلاش کرنا اور انہیں بیان کرنا ممنوع ہے، یہاں اسی سے متعلق ایک عبرت انگیز حدیث پاک ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اے ان لوگوں کے گروہ، جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کرے (یعنی اسے ظاہر کر دے) گا اور جس کی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ٹٹول کرے گا (یعنی عیب ظاہر کرے گا) اس کو رسوا کر دے گا، اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔“ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی غیبت کرنا اور ان کے عیب تلاش کرنا منافق کا شعار ہے اور عیب تلاش کرنے کا انجام ذلت و رسوائی ہے کیونکہ جو شخص کسی دوسرے مسلمان کے عیب تلاش کر رہا ہے، یقیناً اس میں بھی کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوگا اور ممکن ہے کہ وہ عیب ایسا ہو جس کے ظاہر ہونے سے وہ معاشرے میں ذلیل و خوار ہو جائے لہذا عیب تلاش کرنے والوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ان کی اس حرکت کی بنا پر کہیں اللہ تعالیٰ ان کے وہ پوشیدہ عیوب ظاہر نہ فرما دے جس سے وہ ذلت و رسوائی سے دوچار ہو جائیں۔

عیب چھپانے کے فضائل

یہاں موضوع کی مناسبت سے مسلمانوں کے عیب چھپانے کے فضائل ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ رکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پر پردہ رکھے گا۔“ (۲)

(۲)..... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

①..... ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبة، ۳۵۴/۴، الحدیث: ۴۸۸۰.

②..... بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب لا یظلم المسلم... الخ، ۱۲۶/۲، الحدیث: ۲۴۴۲.

فرمایا: ”جو شخص ایسی چیز دیکھے جس کو چھپانا چاہیے اور اس نے پردہ ڈال دیا (یعنی چھپادی) تو ایسا ہے جیسے مؤؤدہ (یعنی زندہ زمین میں دبا دی جانے والی بچی) کو زندہ کیا۔“ (۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے مسلمان بھائیوں کے عیب چھپانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

لوگوں کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے عیبوں کی اصلاح کی جائے

جو شخص لوگوں کے عیب تلاش کرنے میں رہتا ہے اسے خاص طور پر اور تمام لوگوں کو عمومی طور پر چاہئے کہ کسی کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے اندر موجود عیبوں کو تلاش کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں کہ اسی میں ان کی اور دوسروں کی دنیا و آخرت کا بھلا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی آنکھ میں تیکا دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کو بھول جاتا ہے۔ (۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب تم اپنے ساتھی کے عیب ذکر کرنے کا ارادہ کرو تو (اس وقت) اپنے عیبوں کو یاد کرو۔ (۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں دوسروں کے عیب تلاش کرنے سے بچنے، اپنے عیبوں کو تلاش کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

انسان کی عزت و حرمت کی حفاظت میں اسلام کا کردار

دین اسلام کی نظر میں ایک انسان کی عزت و حرمت کی قدر بہت زیادہ ہے اور اگر وہ انسان مسلمان بھی ہو تو اس کی عزت و حرمت کی قدر اسلام کی نظر میں مزید بڑھ جاتی ہے، اسی لئے دین اسلام نے ان تمام افعال سے بچنے کا حکم دیا ہے جن سے کسی انسان کی عزت و حرمت پامال ہوتی ہو، ان افعال میں سے ایک فعل کسی کے عیب تلاش کرنا اور اسے دوسروں کے سامنے بیان کر دینا ہے جس کا انسانوں کی عزت و حرمت ختم کرنے میں بہت بڑا کردار ہے، اس وجہ سے جہاں اس شخص کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کا عیب لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جائے وہیں وہ شخص بھی

①..... ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الستر علی المسلم، ۳۵۷/۴، الحدیث: ۴۸۱۹۔

②..... شعب الایمان، الرابع والاربعون من شعب الایمان... الخ، فصل فیما ورد... الخ، ۳۱۱/۵، الحدیث: ۶۷۶۱۔

③..... شعب الایمان، الرابع والاربعون من شعب الایمان... الخ، فصل فیما ورد... الخ، ۳۱۱/۵، الحدیث: ۶۷۵۸۔

لوگوں کی نفرت اور ملامت کا سامنا کرتا ہے جو عیب تلاش کرنے اور انہیں ظاہر کرنے میں لگا رہتا ہے، یوں عیب تلاش کرنے والے اور جس کا عیب بیان کیا جائے، دونوں کی عزت و حرمت چلی جاتی ہے، اس لئے دین اسلام نے عیبوں کی تلاش میں رہنے اور انہیں لوگوں کے سامنے شرعی اجازت کے بغیر بیان کرنے سے منع کیا اور اس سے باز نہ آنے والوں کو سخت وعیدیں سنائیں تاکہ ان وعیدوں سے ڈر کر لوگ اس بُرے فعل سے باز آجائیں اور سب کی عزت و حرمت کی حفاظت ہو۔

﴿وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا﴾ اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ ﴿اس آیت میں تیسرا حکم یہ دیا گیا کہ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مَرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، یقیناً یہ تمہیں ناپسند ہوگا، تو پھر مسلمان بھائی کی غیبت بھی تمہیں گوارا نہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے بعد اس کا گوشت کھانے کی مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کی بدگوئی کرنے سے اسے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت عزت و آبرو گوشت سے زیادہ پیاری ہے۔ شان نزول: جب سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جہاد کے لئے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو ہر دو مال داروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کر دیتے کہ وہ غریب اُن کی خدمت کرے اور وہ اسے کھلائیں پلائیں، یوں ہر ایک کا کام چلے، چنانچہ اسی دستور کے مطابق حضرت سلمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ دو آدمیوں کے ساتھ کئے گئے تھے، ایک روز وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے تو اُن دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کے لئے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں بھیجا، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کچن کے خادم حضرت اُسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے، اُن کے پاس کھانے میں سے کچھ باقی رہا نہ تھا، اس لئے انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت سلمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہی آکر کہہ دیا تو اُن دونوں رفیقوں نے کہا: اُسامہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے بخل کیا۔ جب وہ حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا ”میں تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں۔ اُنہوں نے عرض کی: ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں۔ ارشاد فرمایا ”تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اُس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔“ (۱)



①.....حازن، الحجرات، تحت الآية: ۱۲، ۴/ ۱۷۰-۱۷۱ ملخصاً.

غیبت اور ایمان کی درست فہم و فہم ۴ احادیث

اس آیت میں غیبت کرنے سے منع کیا گیا اور ایک مثال کے ذریعے اس کی شناعیت اور برائی کو بیان فرمایا گیا ہے، کثیر احادیث میں بھی اس کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، یہاں ان میں سے 4 احادیث ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ”تم اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرو جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کی گئی: اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جسے میں بیان کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تم جو عیب بیان کر رہے ہو اگر وہ اس میں موجود ہو جب ہی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر وہ بہتان ہے۔“ (1)

(2)..... حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، غیبت زنا سے زیادہ سخت کیسے ہے؟ ارشاد فرمایا: ”مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ تک مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی ہے۔“ (2)

(3)..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن پیتل کے تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبریل! علیہ السلام، یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ افراد ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے۔“ (3)

(4)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

①..... مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الغيبة، ص ۱۳۹۷، الحديث: ۲۵۸۹.

②..... شعب الایمان، الرابع والاربعون من شعب الایمان... الخ، فصل فيما ورد... الخ، ۳۰۶/۵، الحديث: ۶۷۴۱.

③..... ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الغيبة، ۳۵۳/۴، الحديث: ۴۸۷۸.

جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا اس کے پاس قیامت کے دن اس کے بھائی کا گوشت لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا تم جس طرح دنیا میں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتے تھے اب زندہ کا گوشت کھاؤ وہ چیخ مارتا ہوا اور منہ بگاڑتا ہوا کھائے گا۔^(۱)

سر دست یہ 4 احادیث ذکر کی ہیں، ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ انہیں غور سے پڑھے اور غیبت سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے، فی زمانہ اس حرام سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ آج کل مسلمانوں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے اور وہ اس سے بچنے کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے اور ان کی بہت کم مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جو چغلی اور غیبت سے محفوظ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غیبت جیسی خطرناک باطنی بیماری سے محفوظ فرمائے، آمین۔

غیبت کی تعریف اور اس سے متعلق 5 شرعی مسائل

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔^(۲)

غیبت سے متعلق 5 شرعی مسائل درج ذیل ہیں:

(۱)..... غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے (اسی طرح) فعل سے بھی ہوتی ہے، صراحت کے ساتھ برائی کی جائے یا تعریض و کنایہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں، برائی کو جس نوعیت سے سمجھائے گا سب غیبت میں داخل ہے۔ تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی کے ذکر کرتے وقت یہ کہا کہ ”الْحَمْدُ لِلّٰہِ“ میں ایسا نہیں، جس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے۔ کسی کی برائی لکھ دی یہ بھی غیبت ہے، سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت ہو سکتی ہے، مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ تھا اس نے سر کے اشارہ سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو کچھ برائیاں ہیں ان سے تم واقف نہیں، ہونٹوں اور آنکھوں اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے اشارہ سے بھی غیبت ہو سکتی ہے۔

(۲)..... ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر چلے، یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اس

①..... معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ: احمد، ۴۵۰/۱، الحدیث: ۱۶۵۶۔

②..... بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ۵۳۲/۳۔

کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے، بلکہ زبان سے کہہ دینے سے یہ زیادہ برا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھنا پایا جاتا ہے (جب) کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی۔^(۱)

(۳)..... جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہو سکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو برائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے، جبکہ وہ صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔ مسلم کی غیبت جس طرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں (جبکہ) کافر حربی کی برائی کرنا غیبت نہیں۔

(۴)..... کسی کی برائی اس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جبکہ غیبت میں پیٹھ پیچھے برائی کرنا معتبر ہو مگر یہ اس سے بڑھ کر حرام ہے کیونکہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایذاً مسلم ہے وہ یہاں بدرجہ اولیٰ پائی جاتی ہے غیبت میں تو یہ احتمال ہے کہ اسے اطلاع ملے یا نہ ملے اگر اسے اطلاع نہ ہوئی تو ایذا بھی نہ ہوئی، مگر احتمال ایذا کو یہاں ایذا قرار دے کر شرعاً مکمل ہونے پر اس کی مذمت کرنا تو حقیقتاً ایذا ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو، وہ نہایت دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کا ڈر اپڑا ہے چلو میں اس کے منہ پر یہ باتیں کہہ دوں گا، ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا غیبت و حرام ہے اور منہ پر کہو گے تو یہ دوسرا حرام ہوگا، اگر تم اس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اس کی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہوگی۔

(۵)..... جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے لازم ہے کہ زبان سے انکار کر دے مثلاً کہہ دے کہ میرے سامنے اس کی برائی نہ کرو۔ اگر زبان سے انکار کرنے میں اس کو خوف و اندیشہ ہے تو دل سے اسے برا جانے اور اگر ممکن ہو تو یہ شخص جس کے سامنے برائی کی جارہی ہے وہاں سے اٹھ جائے یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کر دے ایسا نہ کرنے میں سننے والا بھی گناہ گار ہوگا، غیبت کا سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔^(۲)

غیبت سے توبہ اور معافی سے متعلق ۵ شرعی مسائل

یہاں غیبت سے توبہ اور معافی سے متعلق ۵ شرعی مسائل بھی ملاحظہ ہوں

①..... بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ۵۳۶/۱۳۔

②..... بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ۵۳۷/۱۳۔ ۵۳۸۔

(۱).....جس کی غیبت کی اگر اس کو اس کی خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے سامنے یہ کہے کہ میں نے تمہاری اس طرح غیبت یا برائی کی تم معاف کر دو، اس سے معاف کرائے اور توبہ کرے تب اس سے بری الذمہ ہوگا اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو توبہ اور ندامت کافی ہے۔

(۲).....جس کی غیبت کی ہے اسے خبر نہ ہوئی اور اس نے توبہ کر لی اس کے بعد اسے خبر ملی کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے آیا اس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس میں علما کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ توبہ صحیح ہے اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمادے گا، جس نے غیبت کی اس کی مغفرت توبہ سے ہوئی اور جس کی غیبت کی گئی اس کو جو تکلیف پہنچی اور اس نے درگزر کیا، اس وجہ سے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

اور بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ مُعَلَّق رہے گی اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مر گیا تو توبہ صحیح ہے اور توبہ کے بعد اسے خبر پہنچ گئی تو صحیح نہیں، جب تک اس سے معاف نہ کرائے۔ بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضرور ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔

(۳).....معافی مانگنے میں یہ ضرور ہے کہ غیبت کے مقابل میں اس کی ثناء حسن (اچھی تعریف) کرے اور اس کے ساتھ اظہارِ محبت کرے کہ اس کے دل سے یہ بات جاتی رہے اور فرض کرو اس نے زبان سے معاف کر دیا مگر اس کا دل اس سے خوش نہ ہوا تو اس کا معافی مانگنا اور اظہارِ محبت کرنا غیبت کی برائی کے مقابل ہو جائے گا اور آخرت میں مُوَآخَذہ نہ ہوگا۔

(۴).....اس نے معافی مانگی اور اس نے معاف کر دیا مگر اس نے سچائی اور خلوصِ دل سے معافی نہیں مانگی تھی محض ظاہری اور نمائشی یہ معافی تھی، تو ہو سکتا ہے کہ آخرت میں مُوَآخَذہ ہو، کیونکہ اس نے یہ سمجھ کر معاف کیا تھا کہ یہ خلوص کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے۔

(۵).....امام غزالی عَلَیْہِ الرِّحْمَۃُ یہ فرماتے ہیں، کہ جس کی غیبت کی وہ مر گیا یا کہیں غائب ہو گیا اس سے کیونکر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہو گیا، اس کو چاہیے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اگر اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں اسے دے دی جائیں، جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں۔^(۱)

نوٹ: غیبت سے متعلق مزید شرعی مسائل جاننے کیلئے، بہار شریعت جلد 3 ص 532 تا 539 کا مطالعہ فرمائیں۔ (1)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاهُ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقْوَاهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ﴾ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ ﴿ارشاد فرمایا: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اور ایک عورت حضرت حوا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سے پیدا کیا اور جب نسب کے اس انتہائی درجہ پر جا کر تم سب کے سب مل جاتے ہو تو نسب میں ایک دوسرے پر فخر اور بڑائی کا اظہار کرنے کی کوئی وجہ نہیں، سب برابر ہو اور ایک جدِ اعلیٰ کی اولاد ہو (اس لئے نسب کی وجہ سے ایک دوسرے پر فخر کا اظہار نہ کرو) اور ہم نے تمہیں مختلف قومیں، قبیلے اور خاندان بنایا تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کی پہچان رکھو اور ایک شخص دوسرے کا نسب جانے اور اس طرح کوئی اپنے باپ دادا کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہ کرے، نہ یہ کہ اپنے نسب پر فخر کرنے لگ جائے اور دوسروں کی تحقیر کرنا شروع کر دے۔ (2)

یاد رہے کہ دنیا میں وہ اُمور اگرچہ کثیر ہیں کہ جن کی وجہ سے فخر و تکبر کیا جاتا ہے لیکن نسب ان میں سب سے

①..... غیبت سے متعلق اہم معلومات حاصل کرنے کے لئے امیرِ اہلسنت ڈاٹ بڑکاتھمُ الغالیہ کی کتاب ”غیبت کی تباہ کاریاں“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

②..... مدارك الحجرات، تحت الآية: ۱۳، ص ۱۱۵۶۔

بڑا امر ہے کیونکہ مال، حسن اور بزرگی کی وجہ سے کیا جانے والا تکبر ہمیشہ نہیں رہتا بلکہ ان چیزوں کے ختم ہونے پر تکبر بھی ختم ہو جاتا ہے جبکہ نسب کی وجہ سے کیا جانے والا تکبر ختم نہیں ہوتا، اسی لئے یہاں بطور خاص اسے ذکر کیا گیا۔^(۱)

نسب کے ذریعے فخر و تکبر کرنے کی مذمت

فخر و تکبر کے اسباب میں سے ایک اہم سبب اپنے نسب کے ذریعے دوسروں پر تکبر کرنا ہے، اس کے بارے میں امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: جس آدمی کا نسب اچھا ہو وہ دوسرے نسب والوں کو حقیر جانتا ہے اور بعض لوگ حسب و نسب کے ذریعے اس طرح تکبر کرتے ہیں کہ گویا دوسرے لوگ ان کی ملکیت میں اور ان کے غلام ہیں، وہ ان سے میل جول کرنے اور ان کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ ان کی زبان پر یوں آتا ہے کہ تکبر کرتے ہوئے دوسروں کو گھٹیا قسم کے الفاظ سے پکارتے ہوئے کہتے ہیں: تم کون ہو؟ تمہارا باپ کون ہے؟ میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں، تمہیں مجھ سے بات کرنے یا میری طرف دیکھنے کا کیا حق ہے؟ تو مجھ جیسے لوگوں سے بات کرتا ہے اور مجھ سے اس قسم کی گفتگو کرتا ہے؟ (وغیرہ)

یہ ایک ایسی پوشیدہ رگ ہے کہ کوئی بھی نسب والا اس سے خالی نہیں ہوتا اگرچہ وہ نیک اور باعمل ہو، لیکن بعض اوقات حالت اعتدال پر ہونے کی صورت میں یہ بات ظاہر نہیں ہوتی اور جب اس پر غصے کا غلبہ ہو تو وہ اس کے نور بصیرت کو بجھا دیتا ہے اور اس قسم کی گفتگو اس کی زبان پر آ جاتی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں ایک شخص سے میری تکرار ہو گئی تو میں نے کہا: اے کالی عورت کے بیٹے! تو نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے ابوذر! صاع پورا نہیں بھرا جاتا، سفید عورت کے بیٹے کو سیاہ عورت کے بیٹے پر کوئی فضیلت نہیں۔ حضرت ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں لیٹ گیا اور اس شخص سے کہا: اٹھو اور میرے رخسار کو پا مال کر دو۔

تو دیکھئے کس طرح نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں تنبیہ فرمائی جب انہوں نے سفید خاتون کا بیٹا ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو افضل سمجھا اور یہ بات خطا اور نادانی ہے، اور دیکھئے کہ انہوں نے کس طرح توبہ کی اور اپنے آپ سے تکبر کے درخت کو اس شخص کے تلوے کے ذریعے جڑ سے اکھاڑ پھینکا جس کے مقابلے میں تکبر کیا گیا تھا

①.....تفسیر کبیر، الحجرات، تحت الآية: ۱۳، ۱۰/۱۱۳، ملخصاً.

کیونکہ آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ تکبر کو صرف عاجزی کے ذریعے ختم کیا جاسکتا ہے۔

اسی سلسلے میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں دو آدمیوں نے ایک دوسرے پر فخر کا اظہار کیا، ایک نے کہا: میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں تم کون ہو؟ تمہاری تو ماں ہی نہیں۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے دو آدمیوں نے ایک دوسرے پر فخر کیا، ان میں سے ایک نے کہا: میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں، اس طرح وہ نو پشتمیں شمار کر گیا اور کہا: تیری تو ماں ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی کہ جس نے فخر کا اظہار کیا ہے اس سے فرما دیجئے: وہ نو پشتمیں جہنم میں جائیں گی اور تم ان کے ساتھ دسویں ہو گے۔“ (۱)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں کو اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنا چھوڑ دینا چاہیے وہ جہنم میں کوئلہ بن گئے یا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کیڑوں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو اپنے ناک سے گندگی کو دھکیلتے ہیں (۲)۔ (۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس باطنی بیماری سے محفوظ فرمائے، آمین۔ (۴)

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰ﴾: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔
آیت کے اس حصے میں وہ چیز بیان فرمائی جا رہی ہے جو انسان کے لئے شرافت و فضیلت کا سبب ہے اور جس سے اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ شخص ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں جاننے والا اور تمہارے باطن سے خبردار ہے۔ شان نزول: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے بازار میں تشریف لے گئے، وہاں ملاحظہ فرمایا کہ ایک حبشی غلام یہ کہہ رہا تھا: جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے۔ اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا، پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ

①.....مسند امام احمد، مسند الانصار، حدیث عبد الرحمن بن ابی لیلی... الخ، ۳/۸، الحدیث: ۲۱۲۳۶۔

②.....ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی التفاخر بالاحساب، ۴/۲۷، الحدیث: ۵۱۱۶، باختلاف بعض الالفاظ۔

③.....احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان ما بہ التکبر، ۳/۴۳۱-۴۳۲۔

④.....تکبر سے متعلق ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ”تکبر“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے، پھر اس کی وفات ہوئی اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اس کی تدفین میں تشریف لائے، اس کے بارے میں لوگوں نے کچھ کہا تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔^(۱)

عزت اور فضیلت کا مدار پرہیز گاری ہے

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت و فضیلت کا مدار نسب نہیں بلکہ پرہیز گاری ہے لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ نسب پر فخر کرنے سے بچے اور تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسے عزت و فضیلت نصیب ہو، ترغیب کے لئے یہاں اس سے متعلق 3 احادیث ملاحظہ ہوں

(۱)..... حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: فتح مکہ کے دن حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور ایک دوسرے پر خاندانی فخر دور کر دیا ہے اور اب صرف دو قسم کے لوگ ہیں (۱) نیک اور متقی شخص جو کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز ہے۔ (۲) گناہگار اور بد بخت آدمی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ذلیل و خوار ہے۔ تمام لوگ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ
وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ
أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
خَبِيرٌ

ترجمہ کنز العرفان: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور
ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم
آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ
عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے بیشک اللہ

جاننے والا خبردار ہے۔^(۲)

(۲)..... حضرت عداء بن خالد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں حجۃ الوداع کے دن نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے منبر اقدس کے نیچے بیٹھا ہوا تھا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا ”بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ

ترجمہ کنز العرفان: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور

①..... مدارك، الحجرات، تحت الآية: ۱۳، ص ۱۱۵۶، جلالین، الحجرات، تحت الآية: ۱۳، ص ۴۲۸، ملقطاً.

②..... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الحجرات، ۱۷۹/۵، الحديث: ۳۲۸۱.

ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں تو میں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ

وَجَعَلْنَكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ

عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

تو کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل ہے، کسی کا لے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ ہی کسی گورے کو کا لے پر فضیلت حاصل ہے بلکہ فضیلت صرف تقویٰ و پرہیزگاری سے ہے (تو جو تقویٰ اور پرہیزگار ہے وہ افضل ہے) (۱)

(۳)..... حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و جہہ النور سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب قیامت کا دن ہوگا تو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اس حال میں کہ وہ غیر محتون ہوں گے اور ان کی رنگت سیاہ ہوگی، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: ”اے میرے بندو! میں نے تمہیں حکم دیا اور تم نے میرے حکم کو ضائع کر دیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کیا اور انہی کے سبب ایک دوسرے پر فخر کرتے رہے، آج کے دن میں تمہارے نسبوں کو حقیر و ذلیل قرار دے رہا ہوں، میں ہی غالب حکمران ہوں، کہاں ہیں متقی لوگ؟ کہاں ہیں متقی لوگ؟ بیشک اللہ تعالیٰ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔“ (۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں نسبی فخر و تکبر سے بچائے اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

قَالَتِ الْأَعْرَابُ أَمَّا قُلٌّ لِّمَ تَوْمُونُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی

①..... معجم الکبیر، عداء بن خالد بن ہوذہ العامری، ۱۲/۱۸، الحدیث: ۱۶.

②..... تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ علی، حرف الالف من آباء العلین، ۶۱۷۲-علی بن ابراہیم العمری القزوی، ۳۳۷/۱۱.

ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: دیہاتیوں نے کہا: ہم ایمان لے آئے، تم فرماؤ: تم ایمان تو نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم فرمانبردار ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو تمہارے اعمال سے کچھ کمی نہیں کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا: دِيهَاتِيُوں نے کہا: ہم ایمان لے آئے۔﴾ شان نزول: بنو اسد بن خزیمہ کے کچھ لوگ خشک سالی کے زمانہ میں رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اظہار کیا، ان لوگوں نے مدینہ کے راستوں میں گندگی پھیلائی اور ان کی وجہ سے وہاں غلہ کے دام بڑھ گئے اور دوسری طرف صبح وشام رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آ کر اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے اور کہتے: ہمیں کچھ دیجئے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا: دیہاتیوں نے کہا: ہم ایمان لے آئے، اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان سے فرمادیں تم سچے دل سے ایمان تو نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم ظاہری طور پر فرمانبردار ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم ظاہری و باطنی طور پر، سچائی اور اخلاص کے ساتھ نفاق کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے نیک اعمال کے ثواب سے کچھ کمی نہیں کرے گا بلکہ تمہیں اپنی شان کے لائق جزا دے گا جو تمہارے وہم و گمان سے باہر ہے، بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈال کر انہیں بخشنے والا اور انہیں توبہ کی ہدایت دے کر ان پر مہربانی فرمانے والا ہے۔^(۱)

یہاں آیت کی مناسبت سے دو باتیں یاد رہیں، ایک یہ کہ محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں اور اس سے آدمی مومن نہیں ہوتا۔ دوسری یہ کہ اطاعت و فرمانبرداری، اسلام کے لغوی معنی ہیں اور شرعی معنی میں اسلام اور ایمان ایک ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں۔

①.....حازن، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۴، ۱۷۳/۴، مدارک، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۴، ص ۱۵۷، ملقطاً.

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا
وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الصّٰدِقُوْنَ ۝۱۵

ترجمہ کنزالایمان: ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾: ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ ﴿وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ﴾: ایمان کا دعویٰ کرنے والے دیہاتیوں سے فرمایا گیا: اگر تم ایمان لانا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے، پھر انہوں نے اپنے دین و ایمان میں شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور یہی لوگ ایمان کے دعوے میں سچے ہیں۔^(۱)

قُلْ اَتَعْلَمُوْنَ اللّٰهُ بِدِيْنِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِى السُّرُوْتِ وَمَا
فِى الْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۶

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

①.....تفسیر کبیر، الحجرات، تحت الآیہ: ۱۵، ۱۱۷/۱۰، خازن، الحجرات، تحت الآیہ: ۱۵، ۱۷۴/۴، ملتقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو حالانکہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

﴿قُلْ أَتَعْلَمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ﴾ تم فرماؤ: کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو۔ ﴿شان نزول﴾: جب اس سے پہلے کی دونوں آیتیں نازل ہوئیں تو دیہاتیوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ ہم مخلص مومن ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور سرکارِ دو عالم ﷺ کو خطاب فرمایا گیا: اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان سے فرمادیں: کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کی خبر دے رہے ہو حالانکہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں موجود ہے اسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے، مومن کا ایمان بھی اسے معلوم ہے اور منافق کا نفاق بھی اس کے علم میں ہے، تمہارے بتانے اور خبر دینے کی حاجت نہیں۔^(۱)

يَسْتُونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُلْ لَا تَسْتُونُوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب! وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے تم فرماؤ: اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: اے محبوب! وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے۔ تم فرماؤ: اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی اگر تم سچے ہو۔

﴿يَسْتُونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا﴾: اے محبوب! وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اے محبوب ﷺ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ لوگ آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں تو آپ ان کی یہ غلط فہمی

①..... حازن، الحجرات، تحت الآية: ۱۶، ۱۷۴/۴، مدارك، الحجرات، تحت الآية: ۱۶، ص ۱۵۸، ملنقطاً.

دور کر دیں اور انہیں بتا دیں کہ تم نے اسلام لا کر مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ اللہ عزوجل نے تم پر احسان کیا کہ تم کو ایمان کی دولت دیدی ورنہ کافر مرتے تو جہنم میں جاتے اور ہمیشہ کے لیے عذاب کے حقدار ٹھہرتے۔

مخلوق میں سے کسی کا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر احسان نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ کسی مخلوق کا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر احسان نہیں بلکہ سب پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا احسان ہے کہ ہمیں جو نعمتیں ملیں وہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہی ملیں، اگر تمام جہان کافر ہو جائے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر تمام دنیا مومن و مُتَّقٰی ہو جائے تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ احسان نہیں، اگر ہم سورج سے نور لے لیں تو ہمارا احسان سورج پر نہیں بلکہ اس کا ہم پر احسان ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝۱۸

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سب غیب اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کے سب غیب جانتا ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾: بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کے سب غیب جانتا ہے۔ یعنی جو علیم و خیر تمام آسمانوں کے غیب جانتا ہے اس پر تمہارے دل کے حالات کیسے چھپ سکتے ہیں اس کی بارگاہ میں اپنا ایمان ظاہر کرنا عیب ہے۔ یاد رہے کہ ہم گنہگاروں کا یہ عرض کرنا کہ اے اللہ! عزوجل، ہم گنہگار ہیں یا اے مولیٰ! ہم تیرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے، یہ اللہ تعالیٰ پر ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھیک مانگنے کے لئے ہے لہذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اس کے اظہار کا ذکر ہے۔

سُورَةُ ق

سورۃ قی کا تعارف

معالم نزول

سورۃ قی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 3 رکوع، 45 آیتیں، 357 کلمے 1494 حروف ہیں۔^(۲)

سبق ”ہا“ ہر کلمے کی وجہ سے

قی حروف مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے اور اس سورت کی پہلی آیت میں یہ حرف موجود ہے، اس مناسبت

سے اسے سورۃ قی کہتے ہیں۔

سورۃ قی سے تعلق اس حدیث

(۱)..... حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت ابو واقد لیش رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا: نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عِیدِین کی نماز میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ آپ نے عرض کی: حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عید کی نماز میں ”ق ق وَالْقُرْآنِ الْحَمْدِ“ اور ”اِقْرَبْتَ السَّاعَةَ وَانْشَأَ الْقَمْرُ“ پڑھا کرتے تھے۔^(۳)

(۲)..... حضرت ام ہشام بنت حارثہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں نے ”ق ق وَالْقُرْآنِ الْحَمْدِ“ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبان اقدس سے سن کر رہی یاد کیا ہے، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ سورت پڑھا کرتے تھے۔^(۴)

①..... حازن، تفسیر سورۃ ق، ۱۷۴/۴.

②..... حازن، تفسیر سورۃ ق، ۱۷۴/۴.

③..... مسلم، کتاب صلاۃ العیدین، باب ما یقرأ فی صلاۃ العیدین، ص ۴۴۱، الحدیث: ۱۴ (۸۹۱).

④..... مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاۃ والخطبة، ص ۴۳۲، الحدیث: ۵۲ (۸۷۳).

سورۃ ق کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا ثبوت پیش کیا گیا اور اسلام کے اس بنیادی عقیدے کا انکار کرنے والوں کا رد کیا گیا ہے اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

(1)..... اس سورت کی ابتداء میں آسمانوں کی ستونوں کے بغیر تخلیق، ان میں ستاروں کو سجائے جانے، آسمانوں میں شگاف نہ ہونے، زمین کو پانی پر پھیلانے، اس میں بڑے بڑے پہاڑوں کو نصب کرنے، خوبصورت پودے اُگانے، آسمان کی طرف سے بارش کا پانی نازل کر کے زمین میں درخت اور اناج اُگانے اور ان کے فوائد بیان کر کے مردوں کو زندہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کے دلائل بیان کئے گئے ہیں۔

(2)..... سابقہ امتوں جیسے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم، اصحاب رس، شمود، عاد، فرعون، حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم، اصحاب ایکہ، حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم اور قوم ثَمُود کے بارے میں بتایا گیا کہ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا لہذا کفارِ مکہ کو بھی ڈر جانا چاہئے کہ ان جیسے عمل کر کے کہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

(3)..... یہ بتایا گیا کہ ہر انسان کے دائیں بائیں ایک ایک فرشتہ بیٹھا ہوا ہے جو کہ انسان کا ہر قول اور عمل لکھ رہے ہیں۔

(4)..... موت کی سختیاں، حشر اور حساب کی ہولناکیاں بیان کی گئیں۔

(5)..... متقی لوگوں کا وصف اور ان کی جزاء بیان کی گئی اور یہ بتایا گیا کہ سابقہ امتوں کی ہلاکت سے عبرت اور نصیحت وہ حاصل کرتا ہے جو حق قبول کرنے والا دل رکھتا ہو یا کان لگا کر اور دل سے حاضر ہو کر قرآن کی نصیحتیں سنتا ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان:

ق وَالْقُرْآنِ الْبَجِيدِ ۚ بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِّنْهُمْ
فَقَالَ الْكُفْرُونَ هَذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: عزت والے قرآن کی قسم۔ بلکہ انہیں اس کا اچنبھا ہوا کہ ان کے پاس انہی میں کا ایک ڈرسانے والا تشریف لایا تو کافر بولے یہ تو عجیب بات ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ق، عزت والے قرآن کی قسم۔ بلکہ انہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک ڈرسانے والا تشریف لایا تو کافر کہنے لگے: یہ تو عجیب بات ہے۔

﴿ق﴾ یہ حروف مقطعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿وَالْقُرْآنِ الْبَجِيدِ﴾ عزت والے قرآن کی قسم۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ عزت والے قرآن کی قسم! ہم جانتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کفار مکہ ایمان نہیں لائے بلکہ انہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک ڈرسانے والا تشریف لایا جس کی عدالت و امانت اور صدق و راست بازی کو وہ خوب جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ایسی صفات کا حامل شخص سچا نصیحت کرنے والا ہوتا ہے، اس کے باوجود ان لوگوں کا سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ڈرسانے سے تعجب و انکار کرنا قابلِ حیرت ہے۔ (۱)

قرآن مجید عزت والا ہے

اس آیت میں قرآن مجید کو عزت والا فرمایا گیا، یہ دنیا میں بھی عزت والا ہے کہ تمام کلاموں پر فائق ہے اور آخرت میں بھی عزت والا کہ اپنے ماننے والے کی شفاعت فرمائے گا اور اس کی شفاعت اللہ تعالیٰ قبول بھی فرمائے گا۔

۱.....خازن، ق، تحت الآية: ۲-۱، مدارک، ق، تحت الآية: ۲-۱، ص ۱۱۵۹، ملقطاً.

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ۝۲ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ
الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝۳

ترجمہ کنزالایمان: کیا جب ہم مرجائیں اور مٹی ہو جائیں گے پھر جنیں گے یہ پلٹنا دور ہے۔ ہم جانتے ہیں جو کچھ
زمین ان میں سے گھٹاتی ہے اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا جب ہم مرجائیں اور مٹی ہو جائیں گے (تو اس کے بعد پھر زندہ کئے جائیں گے) یہ پلٹنا دور ہے۔
ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان سے گھٹاتی ہے اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے۔

﴿ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ﴾ کیا جب ہم مرجائیں اور مٹی ہو جائیں گے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا
خلاصہ یہ ہے کہ کفار مکہ نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر بھی تعجب کیا اور کہا: مرنے کے بعد جب ہمارے
جسم کے اجزاء زمین میں بکھر جائیں گے اور ہم بوسیدہ ہو کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ جیسا ابھی ہمارا جسم
ہے اور جس طرح ابھی ہم زندہ ہیں دوبارہ اسی طرح ہمارا جسم بن جائے اور ہم پھر سے زندہ ہو جائیں، اس کا واقع ہونا
عقلی طور پر بعید ہے اور ایسا ہوتا کبھی دیکھا نہیں گیا۔ کفار مکہ کی اس بات کا رد کرتے اور انہیں جواب دیتے ہوئے اللہ
تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”اُن کے جسم کے جو حصے، گوشت، خون اور ہڈیاں وغیرہ زمین کھا جاتی ہے ان میں سے کوئی چیز ہم
سے چھپی نہیں بلکہ ہم ان کے بدن کے ہر حصے کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ بکھر کر کہاں گیا اور کس چیز میں مل گیا،
اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب لوح محفوظ ہے جس میں ان کے اسماء، اعداد اور جو کچھ ان
کے جسم میں سے زمین نے کھایا سب درج، لکھا ہوا اور محفوظ ہے۔ جب ہمارے علم کا یہ حال ہے اور ہم انہیں ویسے ہی
زندہ کرنے پر قادر بھی ہیں جیسے پہلے تھے تو پھر انہیں پہلے کی طرح دوبارہ زندہ کر دیا جانا عقل سے کیسے دور ہے۔“ (۱)

①.....ابن کثیر، ق، تحت الآیۃ: ۳-۴، ۳۶۹/۷، ابو سعود، ق، تحت الآیۃ: ۳-۴، ۶۱۷/۵، حازن، ق، تحت الآیۃ: ۳-۴،
۱۷۴/۱-۱۷۵، ملقطاً.

انسان کا جسم مرنے کے بعد مٹی ہو جاتا ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد انسان کا جسم مٹی ہو جائے گا، اس سلسلے میں یاد رہے کہ انسان کبھی خاک نہیں ہوتا بلکہ اس کا بدن خاک ہو جاتا ہے اور وہ بھی سارا بدن نہیں ہوتا بلکہ اس کے کچھ باریک اصلی اجزاء جنہیں ”عُجْبُ الذَّنْب“ کہتے ہیں، وہ جلتے اور گلتے نہیں بلکہ ہمیشہ باقی رہتے ہیں اور قیامت کے دن انہی اجزاء پر جسم کو دوبارہ بنایا جائے گا، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”انسان کے جسم میں ایک ایسی ہڈی ہے جسے مٹی کبھی نہیں کھا سکے گی اور قیامت کے دن اسی پر (بدن کی) ترکیب کی جائے گی۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ ہڈی کون سی ہے؟ ارشاد فرمایا ”عُجْبُ الذَّنْب“۔ (1)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: انسان کبھی خاک نہیں ہوتا بدن خاک ہو جاتا ہے، اور وہ بھی گل نہیں، کچھ جزائے اصلیہ و قیقہ جن کو عُجْبُ الذَّنْب کہتے ہیں، وہ نہ جلتے ہیں نہ گلتے ہیں ہمیشہ باقی رہتے ہیں، انھیں پر روز قیامت ترکیب جسم ہوگی۔ (2)

انبیاء، شہداء اور اولیاء اپنے اجسام اور کفنوں کے ساتھ روضہ میں

یاد رہے کہ بعض عام مومنین اور دیگر انتقال کر جانے والوں کے اجسام قبر میں اگرچہ سلامت نہیں رہتے البتہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، شہداء اور اولیاء عظام رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کے مبارک جسم قبروں میں سلامت رہتے ہیں، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اہلسنت کے نزدیک انبیاء و شہداء عَلَیْہِمُ النَّحْبُ وَالنَّاء اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے، اسی طرح شہداء و اولیاء عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃُ وَالنَّاء کے ابدان و کفن بھی قبور میں صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی و رزق دیئے جاتے ہیں،

علامہ سبکی شفاء السقام میں لکھتے ہیں: شہداء کی زندگی بہت اعلیٰ ہے، زندگی اور رزق کی یہ قسم ان لوگوں کو حاصل

①.....مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ما بین الفتحین، ص ۱۵۸۱، الحدیث: ۱۴۳ (۲۹۵۵)۔

②.....فتاویٰ رضویہ، ۶۵۸/۹۔

نہیں ہوتی جو ان کے ہم مرتبہ نہیں اور انبیاء کی زندگی سب سے اعلیٰ ہے اس لیے کہ وہ جسم و روح دونوں کے ساتھ ہے جیسی کہ دنیا میں تھی اور ہمیشہ رہے گی۔^(۱)

اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں: اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ کافرمان ہے کہ ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں۔ یعنی ان کی ارواح جسموں کا کام دیا کرتی ہیں اور کبھی اجسام انتہائی لطافت کی وجہ سے ارواح کی طرح ظاہر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ ان کی ارواح زمین آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہیں آتی جاتی ہیں، اس لیے قبروں کی مٹی ان کے جسموں کو نہیں کھاتی ہے بلکہ کفن بھی سلامت رہتا ہے۔ ابن ابی الدنیانے مالک سے روایت کی ہے کہ مومنین کی ارواح جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ مومنین سے مراد کاملین ہیں، حق تعالیٰ ان کے جسموں کو روحوں کی قوت عطا فرماتا ہے تو وہ قبروں میں نماز ادا کرتے اور ذکر کرتے ہیں اور قرآن کریم پڑھتے ہیں۔^(۲)

اور شیخ الہند محدث دہلوی علیہ الرحمۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس دار فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے، وہ خوش حال ہیں، اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں۔^(۳)

اور علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ کی دونوں حالتوں (حیات و ممات) میں اصلاً فرق نہیں، اسی لیے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں^(۴)۔^(۵)

غزال کے بعد اولیاء کرام کی زندگی کے قہر و قہر

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصُّدُور میں انتقال کے بعد اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے بارے میں چند مستند روایات لکھی ہیں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں فتاویٰ

①.....شفاء السقام، الباب التاسع فی حیاة الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام، الفصل الرابع، ص ۴۳۱۔

②.....تذکرۃ الموتی والقبور اردو، ص ۷۵۔

③.....اشعة اللمعات، کتاب الجہاد، باب حکم الاسراء، ۳/۴۲۳-۴۲۴۔

④.....مرقاة المفاتیح، کتاب الصلاۃ، باب الجمعة، الفصل الثالث، ۳/۵۹-۶۰، تحت الحدیث: ۱۳۶۶۔

⑤.....فتاویٰ رضویہ، ۲۳۱/۹-۲۳۳۔

رضویہ میں بھی نقل فرمایا ہے، ان میں سے 5 روایات درج ذیل ہیں:

(1)..... مشہور ولی حضرت ابوسعید خدری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں مکہ مُعَظَّمہ میں تھا، باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا پایا، جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو مجھے دیکھ مسکرایا اور کہا: اے ابوسعید! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مرجائیں، وہ تو یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل کئے جاتے ہیں۔⁽¹⁾

(2)..... حضرت سیدی ابوعلی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا، جب کفن کھولا تو ان کا سر خاک پر رکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ ان کی عُزَّت پر رحم کرے۔ فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا: اے ابوعلی! تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے۔ میں نے عرض کی: اے میرے سردار! کیا موت کے بعد زندگی ہے؟ آپ نے فرمایا: میں زندہ ہوں، اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے، بیشک وہ وجاہت و عزت جو مجھے قیامت کے دن ملے گی اس سے میں تیری مدد کروں گا۔⁽²⁾

(3)..... حضرات ابراہیم بن شیبان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میرا ایک جوان مرید فوت ہو گیا تو مجھے سخت صدمہ ہوا، جب میں اسے غسل دینے کے لئے بیٹھا تو گھبراہٹ میں بائیں طرف سے ابتداء کی، اس جوان مرید نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی دائیں کروٹ میری طرف کر دی۔ میں نے کہا: اے بیٹے! تو سچا ہے، مجھ سے غلطی ہوئی۔⁽³⁾

(4)..... حضرت ابویعقوب سوسی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے ایک مرید کو نہلانے کے لیے تختے پر لٹایا تو اس نے میرا گلوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے اس سے کہا: اے بیٹے! میرا ہاتھ چھوڑ دے، بے شک میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں، یہ تو صرف مکان بدلنا ہے، اس لئے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔⁽⁴⁾

(5)..... حضرت ابویعقوب سوسی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مکہ مُعَظَّمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا: اے میرے پیر و مرشد! میں کل ظہر کے وقت مرجاؤں گا، حضرت، ایک اشرفی لیں، آدھی میں میرا دفن اور آدھی میں میرا کفن کریں۔ جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا تو، مذکورہ مرید نے آکر طواف کیا، پھر کعبے سے ہٹ کر لیٹا اور انتقال کر گیا، جب

①..... شرح الصدور، باب زیارة القبور وعلم الموتی بزوارہم... الخ، تنبیہ، ص ۲۰۷.

②..... شرح الصدور، باب زیارة القبور وعلم الموتی بزوارہم... الخ، تنبیہ، ص ۲۰۸ ملقطاً.

③..... شرح الصدور، باب زیارة القبور وعلم الموتی بزوارہم... الخ، تنبیہ، ص ۲۰۸.

④..... شرح الصدور، باب زیارة القبور وعلم الموتی بزوارہم... الخ، تنبیہ، ص ۲۰۸.

میں نے اسے قبر میں اتارا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا: کیا موت کے بعد زندگی ہے؟ اس نے کہا: میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر دوست زندہ ہے۔^(۱)

روح محفوظ اللہ تعالیٰ کے علم کے لئے نہیں

آیت نمبر 3 کے آخر میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے، اس کتاب سے لوح محفوظ مراد ہے اور یاد رکھنے والی لوح محفوظ اللہ تعالیٰ کے علم کے لئے نہیں ہے کیونکہ لوح محفوظ میں تو سب کچھ خود اللہ کے علم سے ہے لہذا لوح محفوظ خاص بندوں کو علم دینے کے لئے ہے، لہذا جن فرشتوں کے پاس یا جن انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کے علم میں وہ کتاب ہے انہیں ان سب باتوں کی خبر ہے۔

بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَهُمْ فِي أَمْرٍ مَّرِيجٍ ۝

ترجمہ کنزالایمان: بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا جب وہ ان کے پاس آیا تو وہ ایک مضطرب بے ثبات بات میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا جب وہ ان کے پاس آیا تو وہ ایک ایسی بات میں ہیں جسے قرآن نہیں۔

﴿بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ﴾: بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا۔ ﴿اس آیت میں حق سے مراد نبوت ہے جس کے ساتھ روشن معجزات ہیں یا اس سے مراد قرآن مجید ہے اور آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار مکہ نے صرف تعجب ہی نہیں کیا بلکہ اس سے کہیں زیادہ خطرناک کام بھی کیا کہ جب ان کے پاس حق آیا تو انہوں نے سوچے سمجھے بغیر اسے جھٹلادیا اور وہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور قرآن مجید سے متعلق ایک ایسی بات میں پڑے ہوئے ہیں جسے قرآن نہیں اور وہ یہ ہے کہ کبھی نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شاعر، کبھی جادوگر اور کبھی کاہن کہتے ہیں، اسی طرح قرآن پاک کو کبھی شعر، کبھی جادو اور کبھی کہانت کہتے ہیں، کسی ایک بات پر قائم نہیں رہتے۔^(۲)

①.....شرح الصدور، باب زیارة القبرور وعلم الموتی بزوارہم... الخ، تنبیہ، ص ۲۰۸ ملتقطاً.

②.....روح البیان، ق، تحت الآية: ۵، ۹/ ۱۰۵-۱۰۶، مدارک، ق، تحت الآية: ۵، ص ۱۱۶، جلالین، ق، تحت الآية: ۵، ص ۴۲۹، ملتقطاً.

أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ

فُرُوجٍ ①

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا ہم نے اُسے کیسا بنایا اور سنوارا اور اس میں کہیں رخنہ نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا ہم نے اسے کیسے بنایا اور سجایا اور اس میں کہیں کوئی شکاف نہیں۔

﴿أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ﴾ تو کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا۔ ﴿اس آیت سے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کے بارے میں دلائل دیئے جا رہے ہیں، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کافروں نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کیا اُس وقت کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا جس کی تخلیق میں ہماری قدرت کے آثار نمایاں ہیں تاکہ وہ اس بات میں غور کرتے کہ ہم نے اسے کیسے اونچا اور بڑا بنایا اور ستونوں کے بغیر بلند کیا اور اسے روشن ستاروں سے سجایا اور اس میں کہیں کوئی شکاف نہیں، کہیں کوئی عیب اور کمی نہیں (تو جو رب تعالیٰ اتنے بڑے آسمان کو بنا سکتا ہے اور ظاہری اسباب کے بغیر اسے بلند کر سکتا اور اس میں ستاروں کو روشن کر سکتا ہے اور اتنے طویل و عریض آسمان کو کسی شکاف اور نقص و عیب کے بغیر بنا سکتا ہے وہی رب تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کر دے تو اس میں کیا عیب ہے؟) (۱)۔

وَالْأَرْضُ مَدَدُنْهَا وَالْقَيْنَ فِيهَا رَوَاسِي وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ
زَوْجٍ بَهِيجٍ ② تَبْصِرَةٌ وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ③

①.....مدارک، ق، تحت الآیة: ۶، ص ۱۱۶۰، روح البیان، ق، تحت الآیة: ۶، ۱۰۶/۹، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں لنگر ڈالے اور اس میں ہر بارونق جوڑا اُگایا۔ سو جھ اور سمجھ ہر رجوع والے بندے کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں مضبوط پہاڑ ڈالے اور اس میں ہر بارونق جوڑا اُگایا۔ ہر رجوع کرنے والے بندے کیلئے بصیرت اور نصیحت کیلئے۔

﴿وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا﴾ اور زمین کو ہم نے پھیلایا۔ ﴿﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کی دوسری دلیل بیان کی جارہی ہے، چنانچہ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا ان کافروں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے زمین کو پانی کی سطح پر (اس طرح) پھیلایا (کہ پانی میں گھل کر فنا نہیں ہوتی ورنہ مٹی پانی میں گھل جاتی ہے) اور زمین پر بڑے بڑے پہاڑ کھڑے کر دیئے ہیں تاکہ زمین قائم رہے اور اس میں ہر سبزے، پھلوں اور پھولوں کے جوڑے اُگائے جو دیکھنے میں خوبصورت لگتے ہیں (تو جو رب تعالیٰ زمین کو پیدا فرما سکتا، پہاڑوں کے ذریعے اسے قائم رکھ سکتا اور اس میں نشوونما کی قوت پیدا کر سکتا ہے تو مردوں کو دوبارہ زندہ کر دینا اس کی قدرت سے کہاں بعید ہے) (۱)

﴿تَبَصَّرْكَ وَذِكْرٌ أَمْرٍ﴾ بصیرت اور نصیحت کیلئے۔ ﴿﴾ یعنی آسمان و زمین اور ان سے متعلق بیان کی گئی تمام چیزیں ہر اس بندے کے لئے بصیرت اور نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی انوکھی چیزوں اور خلقت کے عجائبات میں غور و فکر کر کے اس کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا فَأَنْبَتْنَا بِهِ جِبْتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ ۙ^۹
وَالنَّخْلَ بَسَقَتْ لَهَا طَلْعُ نَضِيدٍ ۙ^{۱۰} رِزْقًا لِلْعِبَادِ ۙ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً ۙ^{۱۱}
مَيِّتًا كَذَلِكَ الْخُرُوجُ ۙ

۱.....جمل، ق، تحت الآية: ۷، ۲۵۸/۷، روح البیان، ق، تحت الآية: ۷، ۱۰۷/۹، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا تو اس سے باغ اُگائے اور اناج کہ کاٹا جاتا ہے۔ اور کھجور کے لمبے درخت جن کا پکا گا بھا۔ بندوں کی روزی کے لیے اور ہم نے اس سے مردہ شہر جلایا یونہی قبروں سے تمہارا نکلنا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا تو اس سے باغات اور کاٹا جانے والا اناج اُگایا۔ اور کھجور کے لمبے درخت (اُگائے) جن کے گچھے اوپر نیچے تہ لگے ہوئے ہیں۔ بندوں کی روزی کے لیے اور ہم نے اس سے مردہ شہر کو زندہ کیا۔ یونہی (قبروں سے تمہارا) نکلنا ہوگا۔

﴿وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا: اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا۔﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی تیسری دلیل بیان کی جا رہی ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے آسمان سے بارش کا پانی اتارا جس سے ہر چیز کی زندگی بھی ہے اور بہت خیر و برکت بھی۔ تو اس پانی سے باغ اُگائے اور وہ اناج اُگایا جسے ہر سال بویا اور کاٹا جاتا ہے جیسے گندم اور جو وغیرہ اور خاص طور پر کھجور کے لمبے درخت اُگائے جن کے گچھے اوپر نیچے تہ لگے ہوئے ہیں اور یہ چیزیں بندوں کی روزی کے لیے اُگائی ہیں اور ہم نے بارش کے پانی سے اُس شہر کی سرزمین کو جس کے نباتات خشک ہو چکے تھے پھر سے سبزہ زار کر دیا اور جس طرح ہم نے بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کیا اسی طرح قبروں سے تمہارا نکلنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے یہ آثار دیکھ کر مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کا کیوں انکار کرتے ہو۔^(۱)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَشُودُ^{۱۲} وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ
وَإِخْوَانُ لُوطٍ^{۱۳} وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ

①.....مدارك، ق، تحت الآية: ۹-۱۱، ص ۱۱۶۰، حازن، ق، تحت الآية: ۹-۱۱، ۱۷۵/۴، جلالین، ق، تحت الآية: ۹-۱۱، ص ۴۲۹-۴۳۰، ملتقطاً.

فَحَقِّ وَعِيدِ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان سے پہلے جھٹلایا نوح کی قوم اور رس والوں اور ثمود۔ اور عاد اور فرعون اور لوط کے ہم قوموں۔ اور بن والوں اور تبع کی قوم نے ان میں ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہو گیا۔

ترجمہ کنز العرفان: ان (کفار مکہ) سے پہلے نوح کی قوم اور رس (نامی کنوئیں) والوں نے اور ثمود نے جھٹلایا۔ اور عاد اور فرعون نے اور لوط کے ہم قوم لوگوں نے۔ اور جنگل والوں اور تبع کی قوم نے، ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہو گیا۔

﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ﴾: ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا۔ یہاں سے ان سابقہ قوموں کا حال اور انجام بیان کیا جا رہا ہے جنہوں نے اپنے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو جھٹلایا تاکہ ان کے حال اور وبال سے کفار مکہ نصیحت حاصل کریں اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں سابقہ قوموں کی ہلاکت اور عذاب سے ڈرایا بھی گیا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کفار مکہ سے پہلے حضرت نوح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی قوم اور رس والوں اور حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی قوم ثمود نے اپنے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو جھٹلایا، اسی طرح حضرت ہود عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی قوم عاد اور فرعون نے، حضرت لوط عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ہم قوم لوگوں نے اور حضرت شعیب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی قوم کے جنگل والوں اور تبع نامی بادشاہ کی قوم نے، ان سب نے اپنے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو جھٹلایا تو ان پر میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہو گیا، لہذا اے اہل مکہ! تم بھی سابقہ قوموں جیسے عذاب سے ڈرو اور میرے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ جھٹلاؤ۔

اس میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے تسلی بھی ہے کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کفار مکہ کے جھٹلانے سے غمزدہ نہ ہوں کیونکہ آپ سے پہلے تشریف لانے والے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ بھی ان کی قوم کے لوگ اسی طرح کیا کرتے تھے، لہذا جس طرح انہوں نے صبر کیا اسی طرح آپ بھی

صبر فرمائیں، (نیز ہم ہمیشہ رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدد فرماتے اور ان کے دشمنوں پر عذاب کرتے رہے ہیں تو آپ کی بھی مدد فرمائیں گے اور آپ کے دشمنوں کو بھی عذاب میں مبتلا کریں گے)۔^(۱)

نوٹ: یاد رہے کہ یہاں آیات میں جتنی قوموں کا ذکر ہوا ان سب کے تذکرے، سورہ حجر، سورہ فرقان اور سورہ دُخان وغیرہ میں گزر چکے ہیں۔

أَفَعَيْنَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۚ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝۱۵

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے شبہ میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا ہم پہلی بار بنانے کی وجہ سے تھک گئے؟ بلکہ وہ نئی پیدائش کے متعلق شبہ میں ہیں۔

﴿أَفَعَيْنَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ﴾: تو کیا ہم پہلی بار بنانے کی وجہ سے تھک گئے؟ ﴿﴾ اس صورت کی ابتدا میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ کفار مکہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرتے ہیں اور اب یہاں سے ان منکروں کے انکار کا جواب دیا جا رہا ہے کہ کیا ہم پہلی بار بنانے کی وجہ سے تھک گئے ہیں جس کی وجہ سے دوبارہ پیدا کرنا ہمارے لئے دشوار ہے؟ ہم تھکے ہرگز نہیں بلکہ وہ لوگ موت کے بعد پیدا کئے جانے سے متعلق شبہ میں ہیں۔^(۲)

کفار مکہ کی احوال و جہالت

کفار مکہ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اس کے باوجود وہ اس بات کو محال اور بعید سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو دوبارہ پیدا فرمائے گا۔ یہ ان کی کمال جہالت تھی کیونکہ ایجاد کے مقابلے میں دوبارہ بنانا ظاہر نظر میں زیادہ آسان ہے اور یہ لوگ ایجاد پر تو قدرت مان رہے ہیں اور اس سے زیادہ آسان پر قدرت کا انکار کر رہے ہیں۔

①.....تفسیر کبیر، ق، تحت الآیۃ: ۱۲-۱۴، ۱۰/۱۳۲، جلالین، ق، تحت الآیۃ: ۱۲-۱۴، ص ۴۳۰، روح البیان، ق، تحت الآیۃ: ۱۲-۱۴، ۹/۱۱۱-۱۱۰، ملقطاً.

②.....تفسیر کبیر، ق، تحت الآیۃ: ۱۵، ۱۰/۱۳۳، حازن، ق، تحت الآیۃ: ۱۵، ۴/۱۷۶، ملقطاً.

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسُّوْسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ
إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴿۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم دل کی رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ﴾ اور بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے علم کا حال بیان کیا گیا ہے چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور یہ اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کی ایک اعلیٰ دلیل ہے اور ہم اس وسوسے تک کو بھی جانتے ہیں جو اس کا نفس ڈالتا ہے اور اس کے پوشیدہ احوال اور دلوں کے راز ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں اور ہم اپنے علم اور قدرت کے اعتبار سے انسان کے دل کی رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں اور بندے کے حال کو خود اس سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: وَرِيدُہ رگ ہے جس سے خون جاری ہو کر بدن کے ہر جُزُو میں پہنچتا ہے، یہ رگ گردن میں ہے اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے اعضاء ایک دوسرے سے پردے میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پردے میں نہیں۔^(۱)

إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: جب اس سے لیتے ہیں دو لینے والے ایک دہنے بیٹھا اور ایک بائیں۔

①.....تفسیر خازن، ق، تحت الآية: ۱۶، ۱۷۶/۴.

ترجمہ کنز العرفان: جب اس سے لینے والے دو فرشتے لیتے ہیں، ایک دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب بیٹھا ہوا ہے۔

﴿إِذْ يَتَكَلَّمُ الْمُسْتَغْفِرِينَ﴾: جب اس سے لینے والے دو فرشتے لیتے ہیں۔ ﴿یعنی ہم اس وقت بھی انسان کے دل کی رگ سے زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں جب انسان کا ہر عمل اور ہر بات لکھنے پر مامور دو فرشتے اس کا ہر قول اور فعل لکھ لیتے ہیں، ان میں سے ایک فرشتہ دائیں جانب نیکیاں لکھنے کیلئے اور دوسرا بائیں جانب برائیاں لکھنے کیلئے بیٹھا ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے لکھنے سے بھی بے نیاز ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ پوشیدہ چیز کو بھی جاننے والا ہے اور نفس کے وسوسے تک اس سے چھپے نہیں ہیں البتہ یاد رہے کہ فرشتوں کا لکھنا حکمت کے تقاضے کے مطابق ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص کے اعمال نامے اس کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں۔^(۱)

مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنز الایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: وہ زبان سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر یہ کہ ایک محافظ فرشتہ اس کے پاس تیار بیٹھا ہوتا ہے۔

﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ﴾: جو بات وہ زبان سے نکالتا ہے۔ ﴿یعنی بندہ جو بات زبان سے نکالتا ہے اسے لکھنے کیلئے ایک محافظ فرشتہ اس کے پاس تیار ہوتا ہے خواہ وہ بندہ کہیں بھی ہو۔

اعمال لکھنے والے فرشتوں سے متعلق ۳ اہم باتیں

یہاں اعمال لکھنے والے فرشتوں سے متعلق تین باتیں ملاحظہ ہوں،

- (۱)..... قضائے حاجت اور جماع کے وقت فرشتے آدمی کے پاس سے ہٹ جاتے ہیں۔
- (۲)..... ان دونوں حالتوں میں آدمی کو بات کرنا جائز نہیں تا کہ اسے لکھنے کے لئے فرشتوں کو اس حالت میں اس سے

①..... حازن، ق، تحت الآية: ۱۷، ۱۷۶/۴، مدارك، ق، تحت الآية: ۱۷، ص ۱۱۶۱، ملقطاً.

قریب ہونے کی تکلیف نہ ہو۔

(3)..... یہ فرشتے آدمی کی ہر بات حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں کراہنا تک لکھتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف وہی چیزیں لکھتے ہیں جن میں اجر و ثواب یا گرفت و عذاب ہو۔

وَجَاءَتْ سَكَمَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝۱۹

ترجمہ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور موت کی سختی حق کے ساتھ آگئی، یہ وہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

﴿وَجَاءَتْ سَكَمَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ اور موت کی سختی حق کے ساتھ آگئی۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیات میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے منکروں کا رد فرمایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور علم کا حال بیان فرما کر ان کے خلاف دلائل قائم فرمائے اور اب یہاں سے انہیں بتایا جاتا ہے کہ وہ جس چیز کا انکار کرتے ہیں وہ عنقریب اُن کی موت اور قیامت کے وقت پیش آنے والی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ موت کی سختی حق کے ساتھ آگئی جس کی شدت انسان پر غشی طاری کر دیتی اور اس کی عقل پر غالب آ جاتی ہے اور سکرات کی حالت میں مرنے والے سے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ موت ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

نوٹ: یہاں آیت میں موت کی سختی آنے کو ماضی کے صیغہ کے ساتھ بیان فرما کر اس کا قریب ہونا ظاہر کیا گیا ہے اور حق سے مراد حقیقی طور پر موت آنا ہے یا اس سے مراد آخرت کا معاملہ ہے جس کا انسان خود معائنہ کرتا ہے، یا اس سے مراد انجام کار سعادت اور شقاوت ہے۔ (۱)

نوٹ: یہاں اگرچہ بطور خاص مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرنے والوں کا رد ہے البتہ عمومی طور پر اس میں ہر مسلمان کے لئے بھی نصیحت ہے کیونکہ اسے بھی موت ضرور آنی ہے اور اسے بھی نزع کی سختیوں کا سامنا ہوگا، لہذا اسے چاہئے کہ اپنی موت اور اس وقت کے حالات کو سامنے رکھے اور اپنی آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے کی

①..... ابو سعود، ق، تحت الآية: ۱۹، ۶۲۱/۵، خازن، ق، تحت الآية: ۱۹، ۱۷۶/۴، ملقطاً.

خوب کوشش کرے اور کسی حال میں بھی اپنی موت سے غافل نہ ہو۔

زخم کی تکلیف کا سوال

یہاں آیت میں موت کی سختی کا ذکر ہوا، اس کے بارے میں امام محمد غزالی دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيهِ فَرَمَاتے ہیں: نزاع اس تکلیف کا نام ہے جو صرف روح پر اترتی ہے اور تمام اعضاء کو گھیر لیتی ہے حتیٰ کہ بدن میں روح کے جتنے اجزاء ہیں ان سب کو درد محسوس ہوتا ہے۔ اگر کسی شخص کو کانٹا چبھ جائے تو اس سے پہنچنے والا درد روح کے صرف اس جز کو پہنچتا ہے جو اس عُضْو سے ملا ہوا ہے جس میں کانٹا چبھتا ہے اور (اس کے مقابلے میں) جلنے کا اثر زیادہ ہوتا ہے کیونکہ آگ کے اجزاء بدن کے تمام اجزاء میں سرایت کر جاتے ہیں جس کی وجہ سے جلنے والے عُضْو کا کوئی ظاہری اور باطنی جز آگ سے محفوظ نہیں رہتا، اس لئے گوشت کے تمام اجزاء میں پھیلے ہوئے روح کے اجزاء جلنے کی تکلیف کو محسوس کرتے ہیں جبکہ زخم صرف اسی جگہ کو پہنچتا ہے جس تک (کانٹا اور تلوار وغیرہ کا) لوہا پہنچا اس لئے جلنے کی تکلیف زیادہ اور زخم کی تکلیف کم ہوتی ہے اور نزاع کی تکلیف نفس روح پر حملہ آور ہوتی اور تمام اعضاء کو گھیر لیتی ہے کیونکہ ہر رگ، ہر پٹھے، بدن کے ہر حصے، ہر چوٹ، ہر بال کی جڑ اور کھال کے نیچے سے حتیٰ کہ سر کی چوٹی سے قدم تک ہر جگہ سے روح کو نکالا جاتا ہے، اس لئے تم اس کے کرب اور تکلیف کا حال نہ پوچھو، حتیٰ کہ بزرگوں نے فرمایا: موت، تلوار کی مار، آرے کے چیرنے اور قینچی کی کاٹ سے زیادہ سخت ہے کیونکہ بدن کو تلوار سے کاٹا جائے تو صرف اس لیے تکلیف ہوتی ہے کہ بدن کا روح سے تعلق ہے تو جب صرف روح ہی کو صدمہ پہنچے تو کس قدر تکلیف ہوگی۔

نیز جب کسی شخص کو مارا جاتا ہے تو وہ مدد بھی مانگ سکتا ہے اور چیخ بھی سکتا ہے کیونکہ اس کے دل اور زبان میں طاقت موجود ہوتی ہے لیکن مرنے والے کی آواز اور چیخ و پکار سخت تکلیف کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے کیونکہ روح نکلنے کی بے انتہاء تکلیف ہوتی ہے اور یہ دل پر سوار ہو کر پوری قوت کو ختم کر دیتی ہے، مرنے والے کے اعضاء کمزور پڑ جاتے اور اس میں مدد مانگنے کی طاقت باقی نہیں رہتی۔ یہ تکلیف عقل کو بھی ڈھانپ لیتی، اوسان خطا کر دیتی اور زبان کو بولنے سے روک دیتی ہے۔ موت کے وقت انسان چاہتا ہے کہ روئے، چلائے اور مدد مانگے، لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا اور اگر کچھ قوت باقی رہتی بھی ہے تو روح نکلنے کے وقت اس کے حلق اور سینے سے غرغره کی آواز سنائی دیتی ہے، اس کا رنگ

بدل کر میٹالا ہو جاتا ہے گویا اس سے وہی مٹی ظاہر ہوئی جس سے وہ بنا تھا اور جو اس کی اصل فطرت ہے، اس کی رگیں کھینچ لی جاتی ہیں حتیٰ کہ آنکھوں کے ڈھیلے پلکوں کی طرف اٹھ جاتے ہیں، ہونٹ سکڑ جاتے ہیں، زبان اپنی جڑ کی طرف کھینچ جاتی ہے اور انگلیاں سبز ہو جاتی (اور ٹھنڈی پڑ جاتی) ہیں تو ایسے بدن کا حال نہ پوچھو جس کی ہر رگ کھینچ لی گئی ہو (ذرا غور کرو کہ) ایک رگ کھینچی جانے سے سخت تکلیف ہوتی ہے تو اس وقت کیا حال ہوگا جب درد میں مبتلا روح کو بھی کھینچ لیا جائے اور کسی ایک رگ سے نہیں بلکہ تمام رگوں سے اسے کھینچا جاتا ہے، پھر ایک ایک کر کے ہر عضو میں موت واقع ہوتی ہے، پہلے اس کے قدم ٹھنڈے پڑتے ہیں پھر پنڈلیاں اور پھر رانیں ٹھنڈی پڑ جاتی ہیں اور ہر عضو میں نئی سختی اور شدت پیدا ہوتی ہے حتیٰ کہ گلے تک نوبت پہنچتی ہے اور اس وقت اس کی نظر دنیا اور دنیا والوں سے پھر جاتی ہے، اس پر توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اسے حسرت و ندامت گھیر لیتی ہے۔^(۱)

یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو جب پڑے مشکل شہ مشکل کُشا کا ساتھ ہو
یا الہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو شادی دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
درج ذیل اشعار میں بھی موت سے غافل ہر انسان کے لئے بڑی عبرت ہے، چنانچہ ایک شاعر لکھتے ہیں:

اجل نے نہ کسری ہی چھوڑا نہ دارا اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو اجل بھی
بس اب اپنے اس جہل سے تو نکل بھی یہ جینے کا انداز اپنا بدل بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

موت سے فرار ممکن نہیں

زیر تفسیر آیت کے آخری حصے سے معلوم ہوا کہ موت سے فرار ممکن نہیں بلکہ یہ بہر صورت آکر ہی رہے گی۔

موت کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

۱..... احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعده، الباب الثالث، ۵/۲۰۷-۲۰۸.

نَحْنُ قَدَرْنَا بَيْنَكُمْ الْمَوْتَ (۱)

اور ارشاد فرماتا ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ (۲)

اور ارشاد فرماتا ہے:

أَيُّنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِكُكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ (۳)

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ (۴)

قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلْقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (۵)

ترجمہ کنز العرفان: ہم نے تم میں موت مقرر کر دی۔

ترجمہ کنز العرفان: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف تم پھیرے جاؤ گے۔

ترجمہ کنز العرفان: تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں ضرور پکڑ لے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ تم پر نگہبان بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں اور وہ کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: بیشک وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تمہیں ملنے والی ہے پھر تم اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو ہر غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال بتا دے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہم میں موت مقرر کر دی اور ہر جان نے موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے اور بندہ چاہے مضبوط ترین مکانات میں چلا جائے وہاں بھی موت اسے ضرور پکڑ لے گی اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے روح قبض کرنے میں کوئی

④.....انعام: ۶۱.

⑤.....جمعہ: ۸.

①.....واقعه: ۶۰.

②.....عنکبوت: ۵۷.

③.....النساء: ۷۸.

کو تباہی نہیں کرتے تو پھر موت سے غافل رہنا، نزع کی حالت میں طاری ہونے والی سختیوں کی فکر نہ کرنا اور موت کے بعد برزخ اور حشر کی زندگی کے لئے کوئی تیاری نہ کرنا انتہائی نادانی ہے، اے انسان!

یاد رکھ ہر آن آخر موت ہے بن تو مت انجان آخر موت ہے
ملک فانی میں فنا ہر شے کو ہے سن لگا کر کان آخر موت ہے
بارہا علمی تجھے سمجھا چکے مان یا مت مان، آخر موت ہے

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ۚ ۲۰ وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا
سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ۚ ۲۱ لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ
غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ۚ ۲۲

ترجمہ کنزالایمان: اور صور پھونکا گیا یہ ہے وعدہ عذاب کا دن۔ اور ہر جان یوں حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ۔ بیشک تو اس سے غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھایا تو آج تیری نگاہ تیز ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور صور میں پھونک ماری جائے گی، یہ عذاب کی وعید کا دن ہے۔ اور ہر جان یوں حاضر ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا۔ بیشک تو اس سے غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ سے تیرا پردہ اٹھادیا تو آج تیری نگاہ تیز ہے۔

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ﴾ اور صور میں پھونک ماری جائے گی۔ موت کا ذکر کرنے کے بعد اب یہاں سے قیامت واقع ہونے کا ذکر کیا جا رہا ہے، چنانچہ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن دوسری بار صور میں پھونک ماری جائے گی تاکہ مرجانے والے دوبارہ زندہ ہو جائیں (اور اس وقت فرمایا جائے گا) یہ وہ دن ہے جس میں کافروں کو عذاب دینے کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا۔^(۱)

①.....حازن، ق، تحت الآية: ۲۰، ۱۷۶/۴.

﴿وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ﴾ اور ہر جان حاضر ہوگی۔ یہاں سے قیامت کے ہولناک واقعات اور حالات بیان کئے جارہے ہیں، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر جان یوں حاضر ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ چلانے والا ہوگا جو اسے میدانِ محشر کی طرف ہانکے گا اور ایک گواہ ہوگا جو اس کے عملوں کی گواہی دے گا۔

یہاں آیت میں ہانکنے والے اور گواہ سے مراد کون ہے، اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ہانکنے والا فرشتہ ہوگا اور گواہ خود اس کا اپنا نفس ہوگا۔ امام شحاک کا قول ہے کہ ہانکنے والا فرشتہ ہے اور گواہ اپنے بدن کے اعضاء ہاتھ پاؤں وغیرہ ہوں گے۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے برسرِ منبر فرمایا کہ ”ہانکنے والا بھی فرشتہ ہے اور گواہ بھی فرشتہ ہے۔“ (۱)

﴿لَقَدْ كُنْتُمْ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا﴾ بیشک تو اس سے غفلت میں تھا۔ یعنی قیامت کے دن کافر سے کہا جائے گا: بیشک تو دنیا میں اس قیامت کا منکر تھا تو آج ہم نے تجھ سے وہ پردہ اٹھا دیا جو تیرے دل، کانوں پر پڑا ہوا تھا اور اس کی وجہ سے آج تیری نگاہ تیز ہے کہ تو ان چیزوں کو دیکھ رہا ہے جن کا دنیا میں انکار کرتا تھا۔ (۲)

وَقَالَ قَرِينُهُ هَٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ ۖ ۲۳ اَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ۖ ۲۴ مِّنَ اللَّخِيرِ مُعْتَدٍ مَُّرِيْبٍ ۖ ۲۵ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ الْهَآخِرَ ۚ ۲۶ اَلْقِيَا فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۖ ۲۷

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کا ہم نشین فرشتہ بولایا یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے۔ حکم ہوگا تم دونوں جہنم میں ڈال دو ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم کو۔ جو بھلائی سے بہت روکنے والا احد سے بڑھنے والا شک کرنے والا۔ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ٹھہرایا تم دونوں اسے سخت عذاب میں ڈالو۔

①.....خازن، ق، تحت الآية: ۲۱، ۱۷۶/۴، جمل، ق، تحت الآية: ۲۱، ۲۶۵/۷، ملتقطاً.

②.....خازن، ق، تحت الآية: ۲۲، ۱۷۷/۴.

ترجہ کنز العرفان: اور اس کا ساتھی فرشتہ کہے گا: یہ ہے جو میرے پاس تیار موجود ہے۔ (حکم ہوگا) تم دونوں ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم کو جہنم میں ڈال دو۔ جو بھلائی سے بہت روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ڈھرایا تم دونوں اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔

﴿وَقَالَ قَرِينُهُ﴾: اور اس کا ساتھی فرشتہ کہے گا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ کافر کا ساتھی فرشتہ جو اس کے اعمال لکھنے والا اور اس پر گواہی دینے والا ہے، کہے گا: یہ اس کا اعمال نامہ ہے جو میرے پاس تیار موجود ہے۔ (اس اعمال نامے کے مطابق) اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو حکم فرمائے گا: تم دونوں ہر اس شخص کو جہنم میں ڈال دو جو بڑا ناشکرا، ہٹ دھرم، بھلائی سے بہت روکنے والا، حد سے بڑھنے والا اور دین میں شک کرنے والا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ڈھرایا، تو تم دونوں اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔^(۱)

قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْعَمْتَهُ وَلَكِنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ ۝ مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلَ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ۝

ترجہ کنز الایمان: اس کے ساتھی شیطان نے کہا ہمارے رب میں نے اُسے سرکش نہ کیا ہاں یہ آپ ہی دُور کی گمراہی میں تھا۔ فرمائے گا میرے پاس نہ جھگڑو میں تمہیں پہلے ہی عذاب کا ڈر سنا چکا تھا۔ میرے یہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں۔

ترجہ کنز العرفان: اس کا ساتھی شیطان کہے گا: اے ہمارے رب! میں نے اسے سرکش نہیں بنایا تھا، ہاں یہ خود ہی دُور کی گمراہی میں تھا۔ اللہ فرمائے گا: میرے پاس نہ جھگڑو، میں پہلے ہی تمہاری طرف عذاب کی وعید بھیج چکا تھا۔ میرے

۱.....حازن، ق، تحت الآیة: ۲۳-۲۶، ۱۷۷/۴، مدارک، ق، تحت الآیة: ۲۳-۲۶، ص ۱۱۶۲، ملقطاً.

ہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں۔

﴿قَالَ قَرِينُهُ: اس کے ساتھی شیطان نے کہا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قیامت کے دن کافر کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا تو اس وقت وہ کہے گا: اے ہمارے رب! مجھے اس شیطان نے ورنہ یا اور کبھی بھی راہِ راست پر چلنے نہ دیا، اس لئے میں بے قصور ہوں۔ اس پر وہ شیطان جو دنیا میں اس پر مُسَلِّط تھا، کہے گا: اے ہمارے رب! میں نے اسے کبھی بھی سرکشی پر مجبور نہیں کیا تھا بلکہ میں تو اسے فقط مشورہ دیتا اور یہ اس پر عمل کرتا رہا اور گمراہی کی عیت وادیوں میں جاگرا، لہذا میں اس سے بڑی ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میرے پاس نہ جھگڑو کیونکہ جزا کے مقام اور حساب کی جگہ میں جھگڑا کچھ نفع نہیں دے گا اور میں نے پہلے ہی اپنی کتابوں میں اور اپنے رسولوں کی زبان سے یہ وعید بھیج دی تھی کہ جو سرکشی کرے گا اسے میں عذاب دوں گا اور اس وعید کے بعد میں نے تمہارے لئے کوئی حجت باقی نہیں چھوڑی اور یاد رکھو کہ میرے ہاں بات بدلتی نہیں اس لئے تم یہ طمع نہ کرو کہ میں نے کافروں کو جہنم میں داخل کرنے کی جو وعید سنائی تھی اسے میں بدل دوں گا اور نہ ہی میری یہ شان ہے کہ میں کسی کو جرم کے بغیر سزا دے کر اس پر ظلم کروں۔^(۱)

﴿مَا يَدُلُّ الْقَوْلُ لَدَيَّ: میرے ہاں بات بدلتی نہیں۔﴾ یاد رہے کہ دعا اور نیک کام سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقدیر مہمِ حقیقی نہیں بدلتی بلکہ وہ تبدیلی ہمارے علم کے لحاظ سے ہوتی ہے، لہذا اس آیت میں اور حدیث میں کہ دعا سے قضا بدل جاتی ہے، تعارض نہیں۔

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأَتْ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ ۝

ترجمہ کنز الایمان: جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی؟ وہ عرض کرے گی کچھ اور زیادہ ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی؟ وہ عرض کرے گی: کیا کچھ اور زیادہ ہے؟

﴿يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ: جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اپنی

①..... حازن، ق، تحت الآیة: ۲۷-۲۹، ۱۷۷/۴، مدارک، ق، تحت الآیة: ۲۷-۲۹، ص ۱۱۶۲-۱۱۶۳، ملقطاً.

قوم کے سامنے اس دن کا ذکر فرمائیں جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے: کیا تو ان لوگوں سے بھرگئی جنہیں تجھ میں ڈالا گیا ہے؟ وہ بڑے ادب سے عرض کرے گی: ابھی نہیں بھری بلکہ مجھ میں اور بھی گنجائش ہے۔ آیت کے آخری حصے کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اب مجھ میں گنجائش باقی نہیں بلکہ میں بھر چکی ہوں، نیز یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے وعدہ فرمایا ہے کہ اسے جنوں اور انسانوں سے بھر دے گا، اس وعدہ کی تحقیق کے لئے جہنم سے یہ سوال فرمایا جائے گا۔^(۱)

یہاں جہنم کے بھرنے سے متعلق ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جہنم میں مسلسل (جنوں اور انسانوں کو) ڈالا جائے گا اور جہنم عرض کرے گی: کیا کچھ اور ہیں؟ حتیٰ کہ ربُّ الْعِزَّتِ اس میں (اپنی شان کے لائق) اپنا قدم رکھ دے گا، پھر جہنم کا ایک حصہ دوسرے حصے سے مل جائے گا اور وہ عرض کرے گی: بس بس، تیری عزت اور تیرے کرم کی قسم! اور جنت میں مسلسل جگہ زیادہ رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا فرمائے گا جسے جنت کے اضافی حصے میں رکھے گا۔“^(۲)

وَأُزِلَّتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۝۳۱

ترجمہ کنزالایمان: اور پاس لائی جائے گی جنت پر ہیزگاروں کے کہ ان سے دُور نہ ہوگی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جنت پر ہیزگاروں کے قریب لائی جائے گی، ان سے دور نہ ہوگی۔

﴿وَأُزِلَّتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ﴾: اور جنت پر ہیزگاروں کے قریب لائی جائے گی، ان سے دور نہ ہوگی۔ کافروں کا حال بیان کرنے کے بعد اب مومنین کا حال بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن جنت ان لوگوں کے قریب لائی جائے گی جو دنیا میں کفر اور گناہوں سے بچتے رہے اور جنت ان سے دور نہ ہوگی بلکہ وہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے اس کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔^(۳)

①.....روح البیان، ق، تحت الآية: ۳۰، ۱۲۶/۹-۱۲۷، مدارك، ق، تحت الآية: ۳۰، ص ۱۱۶۳.

②.....مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب النار يدخلها الجبارون... الخ، ص ۱۵۲۵، الحديث: ۳۸ (۲۸۴۸).

③.....روح البیان، ق، تحت الآية: ۳۱، ۱۳۰/۹.

هَذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيفٍ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: یہ ہے وہ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو ہر رجوع لانے والے لگہداشت والے کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: (کہا جائے گا): یہ ہے وہ (جنت) جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا، ہر رجوع کرنے والے، حفاظت کرنے والے کے لیے۔

﴿هَذَا مَا تُوعَدُونَ﴾: یہ وہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا۔ ﴿﴾ جب جنت قریب لائی جائے گی تو متقی لوگوں سے کہا جائے گا: یہ وہ جنت ہے جس کا رسولوں کے ذریعے دنیا میں تم سے وعدہ کیا جاتا رہا اور یہ وعدہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو رجوع کرنے والا اور حفاظت کرنے والا ہے۔

آیت میں ”رجوع کرنے والے“ سے مراد کون ہے اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ان میں سے تین قول درج ذیل ہیں،

- (1)..... اس سے مراد وہ شخص ہے جو مَعْصِيَتِ و نافرمانی کو چھوڑ کر اطاعت اختیار کرے۔
- (2)..... حضرت سعید بن مسیب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”أَوَّابٍ“ وہ ہے جو گناہ کرے پھر توبہ کرے، پھر اس سے گناہ صادر ہو پھر توبہ کرے۔
- (3)..... اس سے مراد وہ شخص ہے جو تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے ان سے مغفرت طلب کرے۔

اسی طرح ”حفاظت کرنے والے“ سے کون مراد ہے، اس کے بارے میں بھی مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ان میں سے چار قول درج ذیل ہیں

- (1)..... اس سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کا لحاظ رکھے۔
- (2)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھے اور اُن سے استغفار کرے۔

(۳)..... اس سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی امانتوں اور اس کے حقوق کی حفاظت کرے۔

(۴)..... اس سے مراد وہ شخص ہے جو طاعات کا پابند ہو، خدا اور رسول کے حکم بجالائے اور اپنے نفس کی نگہبانی کرے یعنی ایک دم بھی یادِ الہی سے غافل نہ ہو۔^(۱)

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ ۖ ادْخُلُوهَا
بِسَلَامٍ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۖ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا
مَزِيدٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: جو رحمن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہو ا دل لایا۔ ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ یہ بیشکی کا دن ہے۔ اُن کے لیے ہے اس میں جو چاہیں اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جو رحمن سے بن دیکھے ڈرا اور رجوع کرنے والے دل کے ساتھ آیا۔ (ان سے فرمایا جائے گا) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ، یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔ ان کے لیے جنت میں وہ تمام چیزیں ہوں گی جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔

﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ﴾: جو رحمن سے بن دیکھے ڈرا ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھے بغیر اس سے ڈرتا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور ایسے دل کے ساتھ آتا ہے جو اخلاص مند، اطاعت گزار اور صحیح العقیدہ ہو، ایسے لوگوں سے قیامت کے دن فرمایا جائے گا: بے خوف و خطر، امن اور اطمینان کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ نہ تمہیں عذاب ہوگا اور نہ تمہاری نعمتیں زائل ہوں گی، یہ جنت میں ہمیشہ رہنے کا دن ہے اور اب نہ فنا ہے نہ موت۔^(۲)

①..... حازن، ق، تحت الآية: ۳۲، ۱۷۸/۴.

②..... روح البیان، ق، تحت الآية: ۳۳-۳۴، ۱۳۱/۹-۱۳۲، حازن، ق، تحت الآية: ۳۳-۳۴، ۱۷۸/۴، ملئقطاً.

اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کا بہت عزت و عظمت کے ساتھ جنت میں داخلہ ہوگا۔

﴿وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ﴾ اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔ یعنی اہل جنت جو طلب کریں گے ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔ یہاں زیادہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار اور اس کی تجلّی ہے جس سے وہ لوگ ہر جمعہ کو دارِ کرامت میں نوازے جائیں گے۔ (۱)

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ ط
هَلْ مِنْ مَّحِيصٍ ۝۳۶

ترجمہ کنزالایمان: اور اُن سے پہلے ہم نے کتنی سنگتیں ہلاک فرمادیں کہ گرفت میں اُن سے سخت تھیں تو شہروں میں کاوشیں کیں ہے کہیں بھاگنے کی جگہ۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک فرمادیا، وہ گرفت میں ان سے زیادہ سخت تھیں تو انہوں نے شہروں میں کوشش کی کہ کیا کوئی بھاگنے کی جگہ ہے۔

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ﴾ اور ان سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک فرمادیا۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں جہنم کے دردناک عذاب سے ڈرایا گیا اور اب یہاں سے دنیا میں آنے والے عذاب سے کفار مکہ کو ڈرایا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کفار مکہ سے پہلے اپنے رسولوں کو جھٹلانے والی کتنی قوموں کو ہم نے ہلاک فرمادیا، وہ لوگ ان کافروں سے زیادہ طاقتور اور زبردست تھے اور انہوں نے ہمارے عذاب سے بچنے کے لئے بہت سے شہروں میں پناہ تلاش کرنا چاہی مگر کوئی ایسی جگہ نہ پائی جہاں ہمارے عذاب سے انہیں پناہ مل سکے تو کفار مکہ کو چاہئے کہ سابقہ امتوں کے طرزِ عمل پر چلنے سے باز رہیں ورنہ ان کا انجام بھی اُن جیسا ہو سکتا ہے۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو۔

ترجمہ کنز العمال: بیشک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور وہ متوجہ ہو۔

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ﴾ بیشک اس میں نصیحت ہے۔ یعنی اس سورت میں سابقہ امتوں کی ہلاکت وغیرہ کا جو بیان ہوا اس میں بیشک اُس شخص کے لیے نصیحت ہے جو (حق قبول کرنے والا) دل رکھتا ہو یا قرآن اور نصیحت کو توجہ سے سنے اور دل و دماغ سے متوجہ و حاضر ہو۔^(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ وعظ و نصیحت اور عبرت سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کے پاس عبرت پکڑنے والا دل ہو، غور سے سننے والے کان ہوں اور وہ دل سے حاضر رہ کر وعظ و نصیحت سنے۔ حضرت شبلی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ قرآن کی نصیحتوں سے فیض حاصل کرنے کے لئے دل ایسے حاضر ہونا چاہیے کہ اس میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی غفلت نہ آئے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۚ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لَّغْوٍ ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور تکان ہمارے پاس نہ آئی۔

۱.....روح البیان، ق، تحت الآية: ۳۷، ۱۳۵/۹، ملخصاً.

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور ہمیں کوئی تھکاؤ نہ ہوئی۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ﴾ اور بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا۔ ﴿شانِ نزول﴾: مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان یہودیوں کے رد میں نازل ہوئی جو یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان موجود کائنات کو چھ دن میں بنایا جس میں سے پہلا دن اتوار اور آخری دن جمعہ ہے، پھر وہ (مَعَاذَ اللَّهِ) تھک گیا اور ہفتے کے دن اس نے عرش پر لیٹ کر آرام کیا۔ (۱) اس آیت میں ان کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ تھکنے سے پاک ہے اور وہ اس پر قادر ہے کہ ایک آن میں سارا عالم بنا دے لیکن وہ چونکہ ہر چیز کو حکمت کے تقاضے کے مطابق ہستی عطا فرماتا ہے اس لئے اس نے کائنات کو چھ دن میں تخلیق فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کائنات کو چھ دن میں پیدا فرمانا کمزوری یا تھکن کی بنا پر نہ تھا بلکہ اس آہستگی میں ہزار ہا حکمتیں تھیں، اور بندوں کو تعلیم تھی کہ ہم قادر ہو کر جلدی نہیں کرتے تم مجبور ہونے کے باوجود کیوں جلد بازی کرتے ہو۔

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ۚ (۳۹) وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ۝ (۴۰)

ترجمہ کنز الایمان: تو اُن کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۔ اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد۔

ترجمہ کنز العرفان: تو ان کی باتوں پر صبر کرو اور سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو۔ اور رات کے کچھ حصے میں اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد۔

﴿فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ﴾: تو ان کی باتوں پر صبر کرو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ کی شان میں یہودیوں کا یہ کلمہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بہت ناگوار ہوا اور شدید غضب کی وجہ سے چہرہ مبارک پر سرخی نمودار ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسکین فرمائی اور خطاب ہوا: اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ان یہودیوں کی باتوں پر صبر کریں بے شک آپ کا رب ان کا قول سن رہا ہے اور وہ انہیں اس کی سزا دے گا اور آپ سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے یعنی فجر، ظہر اور عصر کے وقت اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کریں اور رات کے کچھ حصے یعنی مغرب، عشاء اور تہجد کے وقت میں اس کی تسبیح کریں اور نمازوں کے بعد بھی تسبیح کریں۔

نمازوں کے بعد تسبیح کی فضیلت

آیت کے آخر میں نمازوں کے بعد بھی تسبیح کرنے کا فرمایا گیا، یہاں اس کی ایک فضیلت ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سُبْحَانَ اللہ، 33 مرتبہ الْحَمْدُ لِلَّہ، 33 مرتبہ اللہ اکْبَر اور 1 مرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ پڑھے، اس کے گناہ بخشے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر (یعنی بہت ہی کثیر) ہوں۔“ (1)

وَاسْتَبْعِ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادُ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۖ يَوْمَ يَسْمَعُونَ
الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۖ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ
وَ الْيُنَّا الْمَصِيرُ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور کان لگا کر سنو جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک پاس جگہ سے۔ جس دن چنگھاڑ سنیں گے حق کے ساتھ یہ دن ہے قبروں سے باہر آنے کا۔ بیشک ہم جلائیں اور ہم ماریں اور ہماری طرف پھرنا ہے۔

1.....مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصَّلَاة، باب استحباب الذِّكْرِ بعد الصَّلَاة... الخ، ص ۳۰۱، الحدیث: ۱۴۶ (۵۹۷)۔

ترجہ کنز العرفان: اور کان لگا کر سنو جس دن ایک قریب کی جگہ سے پکارنے والا پکارے گا۔ جس دن لوگ حق کے ساتھ ایک چیخ سنیں گے، یہ (قبروں سے) باہر آنے کا دن ہوگا۔ بیشک ہم زندگی دیتے ہیں اور ہم موت دیتے ہیں اور ہماری طرف ہی پھرنا ہے۔

﴿وَأَسْتَبْشِرُ يَوْمَ يَنَادُ النَّادُ﴾: اور کان لگا کر سنو جس دن پکارنے والا پکارے گا۔ ﴿یہاں سے قیامت کے احوال بیان کئے جا رہے ہیں، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے مخاطب! میں قیامت کے جو احوال تمہارے سامنے بیان فرما رہا ہوں اسے غور سے سنو، جس دن ایک قریب کی جگہ سے پکارنے والا پکارے گا۔ اس آیت میں قریب کی جگہ سے بیت المقدس کا صخرہ مراد ہے جو آسمان کی طرف زمین کا سب سے قریبی مقام ہے۔ پکارنے والے سے مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں اور آپ کی ندایہ ہوگی: اے گلی ہوئی ہڈیو! بکھرے ہوئے جوڑو! ریزہ ریزہ شدہ گوشتو! پراگندہ بالو! اللہ تعالیٰ تمہیں فیصلہ کے لئے جمع ہونے کا حکم دیتا ہے۔^(۱)

﴿يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ﴾: جس دن لوگ حق کے ساتھ ایک چیخ سنیں گے۔ ﴿اس چیخ سے مراد دوسرا نغمہ ہے اور جس دن سب لوگ یہ ندا اور چیخ سنیں گے وہ قبروں سے باہر آنے کا دن ہوگا۔

﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ﴾: بیشک ہم زندگی دیتے ہیں اور ہم موت دیتے ہیں۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ بے شک ہم ہی دنیا میں زندگی اور موت دیتے ہیں اور آخرت میں جزاء و سزا کے لئے سب لوگوں کو ہماری بارگاہ میں ہی حاضر ہونا ہے۔

يَوْمَ تَشْقُقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۖ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿۴۲﴾

ترجہ کنز الایمان: جس دن زمین اُن سے پھٹے گی تو جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے یہ حشر ہے ہم کو آسان۔

ترجہ کنز العرفان: جس دن زمین ان پر سے پھٹ جائے گی تو وہ جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے، یہ حشر ہم پر آسان ہے۔

﴿يَوْمَ تَشْقُقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا﴾: جس دن زمین ان پر سے پھٹ جائے گی تو وہ جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے۔ ﴿



۱.....جمل مع جلالین، ق، تحت الآية: ۴۱، ۲۷۳/۷-۲۷۴.

یعنی جب دوسرا صُور پھونکا جائے گا تو قبر کی زمین پھٹ جائے گی اور مُردے میدانِ محشر کی طرف دوڑتے جائیں گے، یہ قبروں سے زندہ ہو کر نکلتا حشر ہے اور یہ ہمارے لئے بہت آسان ہے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے کس سے زمین اٹکے گی؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلا میں ہوں جس سے زمین شق ہوگی۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر میں اہلِ بقیع کے پاس جاؤں گا اور انہیں میرے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ پھر میں اہلِ مکہ کا انتظار کروں گا۔^(۱)

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ
مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے نہیں تو قرآن سے نصیحت کرو اُسے جو میری دھمکی سے ڈرے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں اور تم ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو تو اس شخص کو قرآن سے نصیحت کرو جو میری دھمکی سے ڈرے۔

﴿نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ﴾: ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں۔ ﴿لَعَنِي اے پیارے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾، کفارِ قریش کا آپ کو جھٹلانا، قیامت کا انکار کرنا، ہماری قدرت میں تَرَدُّد کرنا ہم سے چھپا ہوا نہیں ہے اور ہم ان سب کو اس کی سزا دیں گے اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں کہ انہیں طاقت کے ذریعے اسلام میں داخل کر دیں بلکہ آپ کی ذمہ داری دعوت دینا اور سمجھا دینا ہے، لہذا آپ قرآن مجید کے ذریعے کافروں کو میرے عقاب سے، غافلوں کو میرے عذاب سے اور اطاعت گزاروں کو میرے عتاب سے ڈرائیں۔

①..... مستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورة ق، ۲/۶۸، الحدیث: ۳۷۸۴.

سُورَةُ الذَّرِيَّتِ

سورۃ ذاریات کا تعارف

مقام نزول

سورۃ ذاریات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔^(۱)

آیات، حکامات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 3 رکوع، 60 آیتیں، 360 کلمے اور 1239 حروف ہیں۔^(۲)

سورۃ ذاریات، مقام برکے کی رسم

ذاریات کا معنی ہے خاک بکھیر کر اڑا دینے والی ہوائیں، اور اس سورت کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان ہواؤں کی قسم ارشاد فرمائی ہے اس مناسبت سے اس کا نام ”سورۃ ذاریات“ رکھا گیا۔

سورۃ ذاریات کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اسلام کے بنیادی عقائد جیسے توحید، نبوت، اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کو ثابت کیا گیا ہے اور اس کے مخالف چیزوں جیسے شرک، نبوت کی تکذیب اور حشر و نشر کے انکار کی نفی کی گئی ہے، اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

(۱)..... اس سورت کی ابتدائی آیات میں کفار مکہ کے احوال بیان کئے گئے کہ وہ قرآن مجید، آخرت اور جہنم کے شدید عذاب کو جھٹلاتے ہیں اسی طرح متقی مسلمانوں کے احوال اور ان کے لئے تیار کی گئی جنت کی نعمتیں بیان کی گئیں تاکہ عقلمند انسان ان دونوں میں فرق سمجھ سکے اور اسے عبرت و نصیحت حاصل ہو۔

(۲)..... کفار مکہ کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تسلی دینے کے لئے پچھلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امتوں کے واقعات بیان کئے گئے۔

①..... خازن، تفسیر سورة الذّٰرِیّٰت، ۱۸۰/۴.

②..... خازن، تفسیر سورة الذّٰرِیّٰت، ۱۸۰/۴.

(3)..... اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور وحدانیّت کے دلائل ذکر فرمائے اور کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دینے، اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی تکذیب کرنے سے منع فرمایا اور حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حکم دیا کہ منکرین سے منہ پھیر لیں اور مُتَّقِی لوگوں کو نصیحت کریں۔

(4)..... اس سورت کے آخر میں جنّات اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد بیان کیا گیا کہ انہیں پیدا کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کریں اور اخلاص کے ساتھ صرف اسی کی عبادت کریں اور یہ بتایا گیا کہ تمام مخلوق کا رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہوا ہے، نیز کفار و مشرکین سے قیامت کے دن شدید عذاب کا وعدہ کیا گیا اور انہیں دنیا میں سابقہ امتوں جیسا عذاب نازل ہونے سے ڈرایا گیا ہے۔

سورۃ ق کے ساتھ مناسبت

سورۃ ذاریات کی اپنے سے ما قبل سورت ”ق“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ سورۃ ق کے آخر میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء و سزا ملنے کا ذکر کیا گیا اور سورۃ ذاریات کی ابتداء میں قسموں کے ساتھ فرمایا گیا کہ لوگوں سے جو وعدہ کیا گیا ہے یہ سچا ہے اور اعمال کی جزاء یا سزا ضرور ملے گی۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ سورۃ ق میں جن انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا اجمالی طور پر ذکر ہوا ان کا سورۃ ذاریات میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنز الایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان:

وَالَّذِیْ رَیْتُ ذُرَّوًا ۙ ۱۱ فَاَلْحَمِلْتُ وَقَرَّآ ۙ ۱۲ فَاَلْجَرِیْتُ یُسْرًا ۙ ۱۳
فَاَلْمَقْسَبْتُ اَمْرًا ۙ ۱۴

تَوْحِيدٌ كُنْزُ الْإِيمَانِ: قسم ان کی جو بکھیر کر اڑانے والیاں۔ پھر بوجھ اٹھانے والیاں۔ پھر نرم چلنے والیاں۔ پھر حکم سے بانٹنے والیاں۔

تَوْحِيدٌ كُنْزُ الْعُرْفَانِ: بکھیر کر اڑادینے والیوں کی قسم۔ پھر بوجھ اٹھانے والیوں کی۔ پھر آسانی سے چلنے والیوں کی۔ پھر حکم کو تقسیم کرنے والیوں کی۔

﴿وَالَّذِي رَآيَتْ ذَرُّوْا خَاكٌ وَغَيْرُهُ كُوبِكْهِيْرُ كُرْأُ دِيْنِے وَآلِیْ هَوَاؤُسْ كِیْ قِسْمِ۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خاک وغیرہ کو بکھیر کر اڑادینے والی ہواؤں کی قسم ارشاد فرمائی، دوسری آیت میں بارش کے پانی کا بوجھ اٹھانے والی بدلیوں اور گھٹاؤں کی قسم ارشاد فرمائی، تیسری آیت میں پانی پر آسانی کے ساتھ چلنے والی کشتیوں کی قسم ارشاد فرمائی اور چوتھی آیت میں فرشتوں کی ان جماعتوں کی قسم ارشاد فرمائی جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش اور رزق وغیرہ تقسیم کرتی ہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے کائنات کا نظام چلانے پر مامور کیا ہے اور عالم کے نظام میں تصرف کرنے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ تمام صفتیں ہواؤں کی ہیں کہ وہ خاک بھی اڑاتی ہیں، بادلوں کو بھی اٹھائے پھرتی ہیں، پھر انہیں لے کر سہولت کے ساتھ چلتی ہیں، پھر اللہ تعالیٰ کے شہروں میں اُس کے حکم سے بارش کو تقسیم کرتی ہیں۔

یاد رہے کہ ان چیزوں کی قسم ارشاد فرمانے کا اصلی مقصد اس چیز کی عظمت بیان کرنا ہے جس کے ساتھ قسم ارشاد فرمائی گئی کیونکہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال پر دلالت کرنے والی ہیں اور ان چیزوں کو بیان فرما کر ارشادِ باری کو موقع دیا جا رہا ہے کہ وہ ان میں غور کر کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور آخرت میں اعمال کی جزا ملنے پر استدلال کریں کہ جو قادرِ برحق ایسے عجیب و غریب امور پر قدرت رکھتا ہے تو وہ اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کو فنا کرنے کے بعد دوبارہ ہستی عطا فرمانے پر بھی بے شک قادر ہے۔^(۱)

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝۵ وَاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ ۝۶

①.....حازن، الذَّارِيَات، تحت الآية: ٤-١، ٤/١٨٠، جمل، الذَّارِيَات، تحت الآية: ١-٤، ٧/٢٧٦-٢٧٧، ملقطاً.

ترجہ کنز الایمان: بیشک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور سچ ہے۔ اور بیشک انصاف ضرور ہونا۔

ترجہ کنز العرفان: بیشک جس کی تمہیں وعید سنائی جا رہی ہے وہ ضرور سچ ہے۔ اور بیشک بدلہ دیا جانا ضرور واقع ہونے والا ہے۔

﴿إِنَّمَا تُعَدُّونَ﴾ بیشک جس کی تمہیں وعید سنائی جا رہی ہے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہواؤں، بدلیوں، کشتیوں اور فرشتوں کی قسم یاد کر کے فرمایا کہ اے لوگو! بے شک مرنے کے بعد زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء ملنے کی جس بات کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے عذاب کی جو وعید سنائی جا رہی ہے وہ ضرور سچ ہے اور اس میں جھوٹ کا امکان بھی نہیں ہے اور بیشک قیامت کے دن انصاف ضرور ہونا ہے اور حساب کے بعد نیک اور برے اعمال کا بدلہ ضرور ملنا ہے۔^(۱)

وَالسَّيِّئَاتِ ذَاتِ الْحُبِّ ۞ إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۞

ترجہ کنز الایمان: آرائش والے آسمان کی قسم۔ تم مختلف بات میں ہو۔

ترجہ کنز العرفان: راستوں والے آسمان کی قسم۔ تم طرح طرح کی بات میں ہو۔

﴿وَالسَّيِّئَاتِ ذَاتِ الْحُبِّ﴾ راستوں والے آسمان کی قسم۔ ﴿اس آیت کے آخری لفظ ”ذَاتِ الْحُبِّ“ کا ایک معنی ہے زینت والا اور دوسرا معنی ہے راستوں والا۔ ان دونوں معنی کے اعتبار سے اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حسن و جمال والے آسمان کی قسم جسے ہم نے ستاروں سے مُزَيَّن فرمایا ہے (یا) سیاروں کی گردش کے راستوں والے آسمان کی قسم! اے اہل مکہ! تم نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں اور قرآن پاک کے بارے میں مختلف باتوں کے قائل ہو، کبھی رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جادوگر کہتے ہو، کبھی شاعر، کبھی کاہن اور کبھی مجنون کہتے ہو (مَعَآذَ اللہِ تَعَالٰی) اسی طرح قرآن کریم کو کبھی جادو بتاتے ہو، کبھی شعر، کبھی کہانت اور کبھی اگلوں کی

①.....روح البیان، الذاریات، تحت الآیة: ۵-۶، ۹/۱۴۹، جلالین، الذاریت، تحت الآیة: ۵-۶، ص ۴۳۲، ملقطاً.

داستانیں کہتے ہو۔ (۱)

يُؤْفِكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ۙ

توجہ کنزالایمان: اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے جس کی قسمت ہی میں اوندھایا جانا ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے جو اوندھا ہی کر دیا گیا ہو۔

﴿يُؤْفِكُ عَنْهُ﴾ اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے۔ ﴿تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم﴾ کے زمانے کے کفار جب کسی کو دیکھتے کہ وہ ایمان لانے کا ارادہ کر رہا ہے تو اس کے پاس جا کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں کہتے کہ تم اُن کے پاس کیوں جاتے ہو؟ وہ تو شاعر ہیں، جادوگر ہیں اور جھوٹے ہیں (مَعَاذَ اللہ) اور اسی طرح قرآن پاک کے بارے میں کہتے کہ وہ شعر ہے، جادو ہے، اور جھوٹ ہے (مَعَاذَ اللہ) تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، (آپ ان کی حرکتوں سے غمزدہ نہ ہوں، آپ پر اور) اس قرآن پر ایمان لانے سے اسی کا منہ پھیر دیا جاتا ہے جس کی قسمت میں ہی ہدایت سے منہ پھیر دیا جانا ہو، جو ازل سے ہی محروم ہے وہی اس سعادت سے محروم رہتا ہے اور وہی بہکانے والوں کے بہکاوے میں آتا ہے۔ (۲)

قَتَلَ الْخَرِصُونَ ۙ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمَرَةٍ سَاهُونَ ۙ ۙ يَسْأَلُونَ أَيَّانَ
يَوْمِ الدِّينِ ۙ ۙ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ ۙ ۙ ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ ۙ ط
هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۙ ۙ

①.....حازن، الذاریات، تحت الآیة: ۷-۸، ۴/۱۸۰-۱۸۱، روح البیان، الذاریات، تحت الآیة: ۷-۸، ۹/۱۴۹-۱۵۰،

جلالین، الذاریات، تحت الآیة: ۷-۸، ص ۴۳۲، ملقطاً.

②.....حازن، الذاریات، تحت الآیة: ۹، ۴/۱۸۱، جلالین مع صاوی، الذاریات، تحت الآیة: ۹، ۵/۲۰۱، ملقطاً.

ترجہ کنزالایمان: مارے جائیں دل سے ترشنے والے۔ جو نشے میں بھولے ہوئے ہیں۔ پوچھتے ہیں انصاف کا دن کب ہوگا۔ اس دن ہوگا جس دن وہ آگ پر پتائے جائیں گے۔ اور فرمایا جائے گا چکھو اپنا پتہ یہ ہے وہ جس کی تمہیں جلدی تھی۔

ترجہ کنزالعرفان: جھوٹے اندازے لگانے والے مارے جائیں۔ جو نشے میں بھولے ہوئے ہیں۔ پوچھتے ہیں کہ بدلے کا دن کب ہوگا؟ (یہ اس دن واقع ہوگا) جس دن وہ آگ پر پتائے جائیں گے۔ اور (فرمایا جائے گا) اپنا عذاب چکھو، یہ وہی عذاب ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے۔

﴿قَتِلَ الصَّوْثُونَ﴾: جھوٹے اندازے لگانے والے مارے جائیں۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی چار آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جھوٹے اندازے لگانے والے مارے جائیں جو جہالت کے نشے میں آخرت کو بھولے ہوئے ہیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حصول علم کے ارادے سے نہیں بلکہ مذاق اڑانے اور جھٹلانے کے طور پر پوچھتے ہیں کہ انصاف کا دن کب آئے گا؟ کفار نے جس انداز میں سوال کیا تھا اسی کے مطابق انہیں جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ انصاف کا دن وہ ہوگا جس دن انہیں آگ پر پتایا جائے گا اور انہیں عذاب دیا جائے گا اور ان سے فرمایا جائے گا کہ اب اپنا عذاب چکھو، یہ وہی عذاب ہے جس کے آنے کی تم جلدی مچاتے تھے اور دنیا میں مذاق اڑاتے ہوئے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ وہ عذاب جلدی لے آؤ جس کا آپ ہمیں وعدہ دیتے ہو۔ (۱)

ان آیات سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام اور مرتبہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جب کفار نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے خود بڑے پر جلال انداز میں کفار کو ان کی گستاخی کا جواب دیا۔ سُبْحَانَ اللَّهِ۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝۱۵ أَخَذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ۖ إِنَّهُمْ

①.....مدارک، الذَّارِعَاتُ، تحت الآیة: ۱۰-۱، ص ۱۱۶۷، جمل، الذَّارِعَاتُ، تحت الآیة: ۱۰-۱، ص ۲۷۸-۲۷۹، ملقطاً.

كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُحْسِنِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: بیشک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں۔ اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے بیشک وہ اس سے پہلے نیکو کار تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک پرہیزگار لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے، بیشک وہ اس سے پہلے نیکیاں کرنے والے تھے۔

﴿إِنَّ السَّاقِطِينَ: بیشک پرہیزگار﴾ کفار کا انجام بیان فرمانے کے بعد اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے پرہیزگار لوگوں کا انجام بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ بے شک پرہیزگار لوگ ان باغوں میں ہوں گے جن میں لطیف چشمے جاری ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں جو کچھ عطا فرمائے گا اسے راضی خوشی قبول کرتے ہوں گے۔ بیشک وہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے دنیا میں نیک کام کرتے تھے اسی لئے انہیں یہ عظیم کامیابی نصیب ہوئی۔^(۱)

نیک اعمال آخرت کی عظیم کامیابی حاصل ہونے کا درجہ ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کئے ہوئے نیک اعمال آخرت کی عظیم کامیابی یعنی جنت اور اس کی نعمتیں ملنے کا ذریعہ ہیں لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا رہے اور نیک اعمال کی کثرت کرے تاکہ دنیا و آخرت کی سرفرازی نصیب ہو۔ نیک اعمال کرنے والوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَّذِينَ أَحْسَنُوا الْبُخْسَ وَزِيَادَةً ۖ وَلَا يَرْهَقُ
وُجُوهُهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۖ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ
الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ^(۲)

ترجمہ کنزالعرفان: بھلائی کرنے والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس سے بھی زیادہ ہے اور ان کے منہ پر نہ سیاہی چھائی ہوگی اور نہ ذلت۔ یہی جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۱..... ابو سعود، الذاریات، تحت الآیة: ۱۵-۱۶، ۶۲۸/۵، خازن، الذاریات، تحت الآیة: ۱۵-۱۶، ۱۸۱/۴، ملتقطاً.

۲..... یونس: ۲۶.

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ”اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (اپنے گناہوں سے) توبہ کر لو اور مصروف ہو جانے سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کر لو اور ذکر کی کثرت سے اپنے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے درمیان تعلق پیدا کر لو، اسی طرح ظاہری اور پوشیدہ طور پر صدقہ دیا کرو تو تمہیں رزق بھی دیا جائے گا، تمہاری مدد بھی کی جائے گی اور تمہارے نقصان کی تلافی بھی کی جائے گی۔“^(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿١٤﴾ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿١٥﴾

ترجمہ کنز الایمان: وہ رات میں کم سویا کرتے۔ اور پچھلی رات استغفار کرتے۔

ترجمہ کنز العرفان: وہ رات میں کم سویا کرتے تھے۔ اور رات کے آخری پہروں میں بخشش مانگتے تھے۔

﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾: وہ رات میں کم سویا کرتے تھے۔ ﴿وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾: اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ پرہیزگار لوگوں کا نیک اعمال کرنے میں حال یہ تھا کہ وہ رات تہجد اور شب بیداری میں گزارتے اور رات میں بہت تھوڑی دیر سوتے تھے اور اتنا سو جانے کو بھی اپنا قصور سمجھتے تھے اور رات تہجد اور شب بیداری میں گزارنے کے باوجود بھی وہ خود کو گناہگار سمجھتے تھے اور رات کا پچھلا حصہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے میں گزارتے تھے۔^(۲)

رات کا آخری حصہ حضرت مغفرت طلب کرنے اور دعا مانگنے کے لئے انجالی موزوں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رات کا آخری حصہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے اور دعا کے لئے بہت موزوں ہے۔ یہاں اس سے متعلق ایک حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”ہمارا رب تعالیٰ ہر رات اس وقت دنیا کے آسمان کی طرف نزولِ اِجلال فرماتا

①..... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصَّلَاةِ وَالسَّنَّةِ فِیْہَا، باب فِیْ فِرَاضِ الْجُمُعَةِ، ۵/۲، الحدیث: ۱۰۸۱۔

②..... مدارک، الذَّارِیَّات، تحت الآیۃ: ۱۷-۱۸، ص ۱۶۶، ج ۱، الدَّارِیَّات، تحت الآیۃ: ۱۷-۱۸، ص ۲۷۹/۷، ملقطاً۔

ہے جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اور فرماتا ہے ”کوئی ایسا ہے جو مجھ سے دعا کرے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی ایسا ہے جو مجھ سے سوال کرے تاکہ میں اسے عطا کروں، کوئی ایسا ہے جو مجھ سے معافی چاہے تاکہ میں اسے بخش دوں۔“^(۱)

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝۱۹

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور بے نصیب کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان کے مالوں میں مانگنے والے اور محروم کا حق تھا۔

﴿وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ﴾: اور ان کے مالوں میں حق تھا۔ ﴿اس آیت میں پرہیزگاروں کے بارے میں بیان کیا گیا کہ ان کے مالوں میں مانگنے والے اور محروم کا حق تھا۔ مانگنے والے سے مراد وہ ہے جو اپنی حاجت کے لئے لوگوں سے سوال کرے اور محروم سے مراد وہ ہے جو حاجت مند ہو اور حیا کی وجہ سے سوال بھی نہ کرے۔﴾^(۲)

پرہیزگاروں کی ۴ صفات

اس آیت سے پرہیزگاروں کی ۴ صفات معلوم ہوئیں:

- (۱).....ان کے مال میں غریبوں کا حصہ ہوتا ہے۔
- (۲).....وہ ہر قسم کے فقیر کو دیتے ہیں چاہے اسے پہچانتے ہوں یا نہیں۔
- (۳).....ان کا دینا مسائل کے مانگنے پر موقوف نہیں، وہ مانگنے والوں کو بھی دیتے ہیں اور تلاش کر کے ان مساکین کو بھی دیتے ہیں جو حیا اور شرم کی وجہ سے مانگ نہ سکیں۔
- (۴).....وہ فقیروں کو دے کر ان پر اپنا احسان نہیں جتاتے بلکہ اپنی کمائی میں ان کا حق سمجھتے ہیں اور ان کا احسان مانتے ہیں کہ انہوں نے ہمارا مال قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے کے مسلمانوں کو بھی یہ اوصاف اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

①.....بخاری، کتاب التَّهَجُّد، باب الدَّعَاءِ وَالصَّلَاةِ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، ۳۸۸/۱، الحدیث: ۱۱۴۵۔

②.....مدارک، الذَّارِیَّات، تحت الآیة: ۱۹، ص ۱۱۶۷۔

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور زمین میں یقین والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ﴾ اور زمین میں نشانیاں ہیں۔ یعنی زمین میں پہاڑ، دریا، درخت، پھل اور نباتات وغیرہ ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت و حکمت پر دلالت کرنے والی نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں۔^(۱)

زمین میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیاں

زمین میں اپنی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلا یا اور اس میں پہاڑ اور نہریں بنائیں اور زمین میں ہر قسم کے پھل دودو طرح کے بنائے، وہ رات سے دن کو چھپا لیتا ہے، بیشک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ اور زمین کے مختلف حصے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتی اور کھجور کے درخت ہیں ایک جڑ سے اگے ہوئے اور الگ الگ اگے ہوئے، سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے

وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشَى اللَّيْلُ النَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۱﴾ وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجَوِّرَاتٌ وَجُدَّتْ مِنْ أَعْنَابٍ وَزُرْعٌ وَنَخِيلٌ صُوفَانٌ وَغَيْرُ صُوفَانٍ يُسْقَى بِسَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفِضَ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

۱..... جلالین، الذاریت، تحت الآیة: ۲۰، ص ۴۳۳، ملخصاً.

لَقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ (۱)

سے بہتر بناتے ہیں، بیشک اس میں عقل مندوں کے لیے
نشانیوں ہیں۔

اور ارشاد فرمایا:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا
أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ إِنَّ
الَّذِينَ أَحْيَاهَا لُحْيِي الْمَوْتَى ۚ إِنَّهُ عَلَى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تو
زمین کو بے قدر پر پڑی ہوئی دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی
اتارتے ہیں تو لہلہانے لگتی ہے اور بڑھ جاتی ہے۔ بیشک
جس نے اس کو زندہ کیا وہ ضرور مردوں کو زندہ کرنے والا
ہے۔ بیشک وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۚ (۳۱) وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا
تُوعَدُونَ ۚ (۳۲)

ترجمہ کنز الایمان: اور خود تم میں تو کیا تمہیں سوچتا نہیں۔ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور خود تمہاری ذاتوں میں، تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ جس کا تم سے
وعدہ کیا جاتا ہے۔

﴿وَفِي أَنْفُسِكُمْ﴾: اور خود تمہاری ذاتوں میں۔ یعنی تمہاری پیدائش کے مراحل میں، تمہارے اعضاء کی بناوٹ اور
ترتیب میں، تمہارے جسم کے اندرونی نظام میں، پیدائش کے بعد مرحلہ وار تمہارے حالات کے بدلنے میں، تمہاری
شکلوں، صورتوں اور زبانوں کے اختلاف میں، تمہاری ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کے مختلف ہونے میں اور تمہارے

1..... رعد: ۴، ۳۔

2..... حم السجدة: ۳۹۔

ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ایسے بے شمار عجائبات موجود ہیں جن میں غور کر کے تم اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بارے میں جان سکتے ہو اور جب وہ ان عجیب و غریب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے تو اے کافرو! تمہیں مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔

﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ﴾: اور آسمان میں تمہارا رزق ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ آسمان میں تمہارا رزق ہے کہ اسی طرف سے بارش نازل کر کے زمین کو پیداوار سے مالا مال کیا جاتا ہے اور آخرت کا وہ ثواب و عذاب بھی آسمان میں لکھا ہوا ہے جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا ہے۔^(۱)

فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقُّ مِثْلِ مَا أَنْتُمْ تَطْفُنُونَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بیشک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم! بیشک یہ حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو۔

﴿فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾: تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم! ﴿﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ آسمان اور زمین کے رب کی قسم! بیشک یہ قرآن حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے فرشتے نے اسے اسی زبان میں بیان کیا ہے جو تم بولتے ہو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے لوگو! آسمان اور زمین کے رب کی قسم! میں نے تم سے جو بات کہی کہ تمہارا رزق آسمان میں ہے یہ ویسے ہی حق ہے جیسے تمہارے نزدیک وہ بات حق ہے جو تم (قسم کھا کر) کہتے ہو۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ آسمان اور زمین کے رب کی قسم! بیشک تم سے جو آخرت کے ثواب اور عذاب کا وعدہ کیا جا رہا ہے یہ ویسے ہی حق ہے جیسے تمہارے نزدیک وہ بات حق ہے جو تم (قسم کھا کر) کہتے ہو۔^(۲)

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ﴿۲۳﴾

①..... جلالین، الذاریات، تحت الآیة: ۲۲، ص ۴۳۳، ملخصاً.

②..... تفسیر کبیر، الذاریات، تحت الآیة: ۲۳، ۱۰۷۲/۱، تفسیر طبری، الذاریات، تحت الآیة: ۲۳، ۱۱/۱، ۴۶۱-۴۶۲، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے حبیب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔

﴿هَلْ أُنَبِّئُكَ: اے محبوب! کیا تمہارے پاس آئی۔﴾ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان فرمائے تاکہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات سن کر سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک قلب کو تسلی حاصل ہو۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ اس لئے بیان فرمایا کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد تمام انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آپ کی اولاد میں سے ہی تشریف لائے اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی بعض چیزوں میں ان کے طریقے کو اختیار فرمایا اور اس واقعے کو بیان کرنے سے مقصود حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قوم کو (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈرانا بھی ہے۔^(۱)

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کیا آپ کے پاس ان فرشتوں کی خبر آئی جو حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں معزز مہمان بن کر حاضر ہوئے تھے۔ ان فرشتوں کی تعداد دس یا بارہ تھی اور ان میں حضرت جبریل امین عَلَیْہِ الصَّلَام بھی شامل تھے۔^(۲)

نوٹ: یاد رہے کہ یہ واقعہ پارہ نمبر ۱۴ کے رکوع نمبر ۳ اور ۴ میں بھی گزر چکا ہے۔

اِذْ دَخَلُوا عَلَیْہِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ ۭ قَوْمٌ مُّٰسِرُوْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: جب وہ اس کے پاس آ کر بولے سلام کہا سلام ناشناسا لوگ ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: جب وہ اس کے پاس آئے تو کہا: سلام، (ابراہیم نے) فرمایا، ”سلام“، اجنبی لوگ ہیں۔



①.....تفسیر کبیر، الذاریات، تحت الآیۃ: ۲۴، ۱۰/۱۷۳، ملخصاً.

②.....جلالین، الذاریت، تحت الآیۃ: ۲۴، ص ۴۳۳.

﴿ادْخُلُوا عَلَيْهِ: جب وہ اس کے پاس آئے۔﴾ جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: سلام۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جواب میں سلام فرمایا اور کہا کہ یہ اجنبی لوگ ہیں۔ (۱) یہ آپ نے دل میں فرمایا کہ میں ان سے واقف نہیں، مُنْكَر بمعنی اجنبی ہے، اسی لئے قبر کے فرشتوں کو مُنْكَر و نکیر کہا جاتا ہے کہ وہ اجنبی ہوتے ہیں۔

آیت: ﴿ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبُيُوتَ﴾ سے معلوم ہونے والا مسئلہ

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے

- (۱)..... سلام بڑی پرانی سنت ہے کہ دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دین میں بھی تھی بلکہ حدیث مبارک سے ثابت ہے کہ سلام کا طریقہ حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا۔
- (۲)..... آنے والا بیٹھتے ہوئے کو سلام کرے خواہ سارے لوگ سلام کریں یا ان میں سے ایک ظاہر یہ ہے کہ یہاں سب نے سلام کیا۔

فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشِّرُوْهُ
بِغُلَامٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر اپنے گھر گیا تو ایک فر بہ بچھڑا لے آیا۔ پھر اُسے ان کے پاس رکھا کہا کیا تم کھاتے نہیں۔ تو اپنے جی میں اُن سے ڈرنے لگا وہ بولے ڈرئے نہیں اور اُسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر ابراہیم اپنے گھر والوں کی طرف گئے تو ایک موٹا تازہ بچھڑا لے آئے۔ پھر اسے ان کے پاس

۱..... جلالین، الذَّارِئَاتُ، تحت الآیة: ۲۵، ص ۴۳۳، ملخصاً.

رکھ دیا تو فرمایا: کیا تم کھاتے نہیں؟ تو اپنے دل میں ان سے خوف محسوس کیا، (فرشتوں نے) عرض کی: آپ نہ ڈریں اور انہوں نے اسے ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی۔

﴿فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ﴾ پھر ابراہیم اپنے گھر گئے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ سلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے گھر تشریف لے گئے اور ایک موٹا تازہ اور نفیس پکھڑا بھون کر لے آئے، پھر اسے ان مہمانوں کے پاس رکھ دیا تاکہ اسے کھائیں اور یہ میزبان کے آداب میں سے ہے کہ مہمان کے سامنے کھانا پیش کرے۔ جب اُن فرشتوں نے نہ کھایا تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تم کھاتے نہیں؟ فرشتوں نے کوئی جواب نہ دیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دل میں ان سے خوف محسوس کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس وقت آپ کے دل میں بات آئی کہ یہ فرشتے ہیں اور عذاب کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خوف دیکھ کر فرشتوں نے عرض کی: آپ ڈریں نہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس کے بعد ان فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی۔^(۱)

فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ﴿۲۹﴾
قَالُوا كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿۳۰﴾

ترجمہ کنز الایمان: اس پر اس کی بی بی چلاتی آئی پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ۔ انہوں نے کہا تمہارے رب نے یونہی فرما دیا ہے اور وہی حکیم دان ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: تو ابراہیم کی بیوی چلاتی ہوئی آئی پھر اپنے چہرے پر ہاتھ مارا اور کہا: کیا بوڑھی بانجھ عورت (بچہ جنے گی)۔ فرشتوں نے کہا: تمہارے رب نے یونہی فرمایا ہے، بیشک وہی حکمت والا، علم والا ہے۔

﴿فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ﴾ تو ابراہیم کی بیوی چلاتی ہوئی آئی۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ

①.....حازن، الذاریات، تحت الآیة: ۲۶-۲۸، ۱۸۳/۴، مدارك، الذاریات، تحت الآیة: ۲۶-۲۸، ص ۱۱۶۹، ملقطاً.

ہے کہ جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی تو یہ بات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی سن لی، اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چلائی ہوئی آئیں اور حیرت سے اپنے چہرے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا: کیا وہ عورت بچہ جنے گی جو (90 یا 99 برس کی) بوڑھی ہے اور اس کے ہاں کبھی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ اس بات سے ان کا مطلب یہ تھا کہ ایسی حالت میں بچہ ہونا انتہائی تعجب کی بات ہے۔ فرشتوں نے کہا: جو بات ہم نے کہی آپ کے رب عزوجل نے یونہی فرمایا ہے، بیشک وہی اپنے افعال میں حکمت والا ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔^(۱)

۱..... جلالین، الذاریت، تحت الآیة: ۲۹-۳۰، ص ۴۳۳، مدارك، الذاریات، تحت الآیة: ۲۹-۳۰، ص ۱۶۹، ملقطاً.

ستائیسواں پارہ

(قَالَ فَبَاخْطَبُكُمْ)

پارہ نمبر ۲۷

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٣١﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَابَةً مِّنْ طِينٍ ﴿٣٣﴾ مُّسَوِّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿٣٤﴾

ترجمہ کنز الایمان: ابراہیم نے فرمایا تو اے فرشتو تم کس کام سے آئے۔ بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ کہ اُن پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں۔ جو تمہارے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں کے لیے نشان کئے رکھے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: ابراہیم نے فرمایا: تو اے بھیجے ہوئے فرشتو! پھر تمہارا کیا مقصد ہے؟ انہوں نے کہا: بیشک ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ ان پر گارے کے پتھر برسائیں۔ جن پر تمہارے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں کے لیے نشان لگائے ہوئے ہیں۔

﴿قَالَ: ابراہیم نے فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جان گئے کہ آنے والے مہمان فرشتے ہیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: اے فرشتو! کیا تم صرف بیٹے کی بشارت دینے آئے ہو یا اس کے علاوہ تمہارا اور بھی کوئی کام ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ ہم حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ (ان کی بستیوں کو الٹ پلٹ کرنے کے بعد) ان پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں جن پر آپ کے رب عزوجل کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کے لیے نشان لگائے ہوئے ہیں۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ ان پتھروں پر ایسے نشان تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ دنیا کے پتھروں میں سے نہیں ہیں اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ ہر ایک پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جو اس پتھر سے ہلاک کیا جانے والا تھا۔^(۱)

①.....حازن، الذَّٰرِئَاتُ، تحت الآیة: ۳۱-۳۴، ۱۸۳/۴، مدارك، الذَّٰرِئَاتُ، تحت الآیة: ۳۱-۳۴، ص ۱۱۷۰، ملتقطاً.

فَاُخْرِجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے نکال لیے۔ تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ہم نے اس شہر میں موجود ایمان والوں کو نکال لیا۔ تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا۔

﴿فَاُخْرِجْنَا﴾: تو ہم نے نکال لیا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اس شہر پر عذاب آیا جس میں حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے لوگ آباد تھے تو پہلے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان پر ایمان لانے والے حضرات کو اللہ تعالیٰ نے نکال لیا اور اس شہر میں ایک ہی گھر کے لوگ مسلمان تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی دونوں صاحب زادیاں تھیں اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اہل بیت میں سے جن لوگوں نے نجات پائی ان کی تعداد 13 تھی۔^(۱)

وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٣٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے اس میں نشانی باقی رکھی ان کے لیے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی باقی رکھی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔

﴿وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً﴾: اور ہم نے اس میں نشانی باقی رکھی۔ ﴿یعنی ہم نے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے اس شہر میں کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد ان کی تباہی اور بربادی کی نشانی ان لوگوں کے لیے باقی رکھی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور ان لوگوں جیسے افعال کرنے سے باز رہیں اور وہ نشانی ان کے

①.....حازن، الذریت، تحت الآیة: ۳۵-۳۶، ۱۸۴/۴، ابو سعود، الذریت، تحت الآیة: ۳۵-۳۶، ۶۳۱/۵، ملتقطاً.

اُجڑے ہوئے شہر تھے، یا وہ پتھر تھے جن سے وہ ہلاک کئے گئے، یا وہ کالا بدبودار پانی تھا جو اس سرزمین سے نکلتا تھا۔^(۱)

اور اہل بیت کے لئے نشانِ عبرت

حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم جس جرم کی بنا پر تباہ و برباد کر دی گئی اور دنیا میں انہیں عبرت کا نشان بنا دیا گیا وہ مردوں کا آپس میں اور لڑکوں کے ساتھ بد فعلی کرنا تھا، ان کے دردناک انجام کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو فی زمانہ مردوں کے ساتھ ہم جنس پرستی کرنے اور اس کی ترغیب دینے کے لئے باقاعدہ تقریبات منعقد کرنے اور اسے قانونی جواز مہیا کرنے میں مصروف ہیں۔

وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۖ فَتَوَلَّىٰ وِرْكُهُ
وَقَالَ سِحْرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝۳۹

ترجمہ کنزالایمان: اور موسیٰ میں جب ہم نے اُسے روشن سند لے کر فرعون کے پاس بھیجا۔ تو اپنے لشکر سمیت پھر گیا اور بولا جادوگر ہے یا دیوانہ۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور موسیٰ میں (بھی نشانی ہے) جب ہم نے اُسے روشن سند کے ساتھ فرعون کی طرف بھیجا۔ اور وہ (فرعون) اپنے لشکر سمیت پھر گیا اور بولا: (موسیٰ تو) جادوگر ہے یا دیوانہ۔

﴿وَفِي مُوسَىٰ﴾ اور موسیٰ میں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے میں بھی (عبرت کی) نشانی رکھی ہے اور ان کا واقعہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان روشن معجزات کے ساتھ فرعون کی طرف بھیجا جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے پیش فرمائے تو فرعون نے اپنی جماعت کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے سے اعراض کیا اور ان کی شان میں یہ کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو جادوگر یا دیوانہ ہیں (جو مجھ جیسے جابر بادشاہ

۱..... ابو سعود، الذریت، تحت الآیة: ۳۷، ۶۳۱/۵، جلالین، الذریت، تحت الآیة: ۳۷، ص ۴۳۳، ملئقطاً.

کا مقابلہ کرنے آئے ہیں۔^(۱)

فَاَخَذْنَاهُ وَجُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ط ۴۰

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ (خود کو) ملامت کر رہا تھا۔

﴿فَاَخَذْنَاهُ وَجُودَهُ﴾ اور ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو پکڑا۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ جب فرعون اور اس کی قوم نے سرکشی کی تو ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا اور اس وقت اس کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا کہ اس نے رب ہونے کا دعویٰ کیوں کیا اور وہ کیوں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہ لایا اور کیوں ان پر اعتراضات کئے۔^(۲)

وَفِي عَادٍ اِذَا رُسُلُنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحُ الْعَقِيمِ ۝ مَاتَدْرُ مِنْ شَيْءٍ ۝

اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالْاَرْمِيَمِ ط ۴۱

ترجمہ کنزالایمان: اور عاد میں جب ہم نے اُن پر خشک آندھی بھیجی۔ جس چیز پر گزرتی اسے گلی ہوئی چیز کی طرح کر چھوڑتی۔



۱.....خازن، الذریت، تحت الآیة: ۳۸-۳۹، ۱۸۴/۴، ملخصاً.

۲.....ابو سعود، الذریت، تحت الآیة: ۴۰، ۶۳۱/۵، جلالین، الذریت، تحت الآیة: ۴۰، ص ۴۳۴، ملنقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: اور قوم عاد میں (بھی نشانی ہے) جب ہم نے ان پر خشک آندھی بھیجی۔ وہ جس چیز پر گزرتی تھی اسے گلی ہوئی چیز کی طرح کر چھوڑتی۔

﴿وَفِي عَادٍ﴾ اور عاد میں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قوم عاد کو ہلاک کرنے میں بھی قابلِ عبرت نشانیاں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر خشک آندھی بھیجی جس میں کچھ بھی خیر و برکت نہ تھی اور یہ ہلاک کرنے والی ہوا تھی اور یہ ہوا آدمی، جانور یا دیگر اموال میں سے جس چیز کو بھی چھو جاتی تھی تو اسے ہلاک کر کے ایسا کر دیتی تھی کہ گویا وہ مدتوں کی ہلاک شدہ اور گلی ہوئی ہے۔﴾^(۱)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر صرف اس حلقہ یعنی انگوٹھی کے حلقہ کے برابر ہوا بھیجی، پھر آپ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی: ”إِذَا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ﴿۳۶﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالْأَرْمِيمِ“۔“^(۲)

وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَسْبَعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۳۷﴾ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ
فَاخَذَتْهُمْ الصَّعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ﴿۳۸﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَمَا
كَانُوا مُنْصِرِينَ ﴿۳۹﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ کنزالعرفان: اور ثمود میں جب ان سے فرمایا گیا ایک وقت تک برت لو۔ تو انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کی آنکھوں کے سامنے انہیں کڑک نے آلیا۔ تو وہ نہ کھڑے ہو سکے اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے۔ اور ان سے پہلے قوم نوح کو ہلاک فرمایا، بے شک وہ فاسق لوگ تھے۔

①.....حازن، الذریت، تحت الآیة: ۴۱-۴۲، ۱۸۴/۴، ملخصاً.

②.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الذاریات، ۱۸۱/۵، الحدیث: ۳۲۸۴.

ترجمہ کنزالعرفان: اور شمود میں (نشانی ہے) جب ان سے فرمایا گیا: ایک وقت تک فائدہ اٹھا لو۔ تو انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کی آنکھوں کے سامنے انہیں کڑک نے آلیا۔ تو وہ نہ کھڑے ہو سکے اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے۔ اور ان سے پہلے قوم نوح کو ہلاک فرمایا، بیشک وہ فاسق لوگ تھے۔

﴿وَفِي شُودٍ﴾ اور شمود میں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ قوم شمود کو ہلاک کرنے میں بھی عبرت کی نشانیاں ہیں۔ جب انہوں نے اپنے رب غزو جَلَّ کے حکم سے سرکشی کی اور حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا اور ان کی اونٹنی کی رگیں کاٹ دیں تو ان سے فرمایا گیا کہ تین دن تک دنیا میں اپنی زندگی سے فائدہ اٹھاؤ، یہی زمانہ تمہاری مہلت کا ہے اور جب تین دن گزر گئے تو ان کی آنکھوں کے سامنے انہیں کڑک نے آلیا اور وہ ہولناک آواز کے عذاب سے ہلاک کر دیئے گئے اور عذاب نازل ہونے کے وقت نہ وہ کھڑے ہو کر بھاگ سکے اور نہ ہی وہ اس سے بدلہ لے سکتے تھے جس نے انہیں ہلاک کیا۔﴾^(۱)

﴿وَقَوْمٌ نُّوحٌ مِّن قَبْلُ﴾ اور ان سے پہلے قوم نوح کو ہلاک فرمایا۔ ﴿یعنی ہلاک کی جانے والی ان قوموں سے پہلے ہم نے حضرت نوح عَلَيْهِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَام کی قوم کو ہلاک کیا اور انہیں ہلاک کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کر کے کفر اور گناہوں پر قائم رہے۔﴾^(۲)

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا يَدٍ وَإِنَّا لَنُوسِعُونَ ﴿٢٧﴾ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا
فَنِعْمَ الْهَادُونَ ﴿٢٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور آسمان کو ہم نے ہاتھوں سے بنایا اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں۔ اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے۔

①..... جلالین مع جمل، الذاریات، تحت الآية: ۴۳-۴۵، ۲۸۷/۷، ملخصاً.

②..... روح البیان، الذاریات، تحت الآية: ۴۶، ۱۶۹/۹.

ترجمہ کنزالعرفان: اور آسمان کو ہم نے (اپنی) قدرت سے بنایا اور بیشک ہم وسعت و قدرت والے ہیں۔ اور زمین کو ہم نے فرش بنایا تو ہم کیا ہی اچھا بچھانے والے ہیں۔

﴿وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا يَٰيُسُ: اور آسمان کو ہم نے (اپنی) قدرت سے بنایا۔﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت کے دلائل ذکر کئے جا رہے ہیں اور اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ہم نے آسمان کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور بے شک ہم اسے اتنی وسعت دینے والے ہیں کہ زمین اپنی فضا کے ساتھ اس کے اندر اس طرح آجائے جیسے کہ ایک وسیع و عریض میدان میں گیند پڑی ہو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ ہم نے آسمان کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور بیشک ہم اپنی مخلوق پر رزق وسیع کرنے والے ہیں۔^(۱)

﴿وَالْأَرْضَ رَاضٍ فَدَرَسْنَاهَا: اور زمین کو ہم نے فرش بنایا۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو فرش بنایا کہ زمین اس قدر وسیع ہے کہ گول ہونے کے باوجود فرش کی طرح نیچھی ہوئی معلوم ہوتی ہے، نیز نہ تو لوہے کی طرح سخت ہے کہ اس پر چلنا پھرنا دشوار ہو جائے اور نہ پانی کی طرح تپلی کہ مخلوق اس میں ڈوب جائے۔ یہ رب تعالیٰ کی قدرت کی بڑی دلیل ہے۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا ذُرِّيَّتًا لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑ بنائے کہ تم دھیان کرو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں بنائیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

﴿وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا ذُرِّيَّتًا: اور ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں بنائیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اور ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں بنائیں جیسے آسمان اور زمین، سورج اور چاند، رات اور دن، خشکی اور تری، گرمی اور سردی، جن اور انسان، روشنی اور تاریکی، ایمان اور کفر، سعادت اور بدبختی، حق اور باطل اور زو مادہ وغیرہ اور یہ قسمیں اس لئے بنائیں تاکہ تم ان میں

۱..... حازن، الذریت، تحت الآیة: ۴۷، ۱۸۴/۴.

غور کر کے یہ بات سمجھ سکو کہ ان تمام قسموں کو پیدا کرنے والی ذات واحد ہے، نہ اس کی نظیر ہے، نہ اس کا شریک ہے، نہ اس کا کوئی مد مقابل ہے اور نہ اس کا کوئی مثل ہے، لہذا صرف وہی عبادت کا مستحق ہے۔^(۱)

فی زمانہ سائنس کی تحقیق سے یہ پتہ لگ چکا ہے کہ درخت اور پتھروں میں بھی نر اور مادہ دو قسمیں ہیں، جب نر درخت سے ہوا لگ کر مادہ درخت سے چھوٹی ہے تو پھل زیادہ آتا ہے اگرچہ نر درخت دور ہو، ان چیزوں کی بھی نسل ہے مگر نسل کا طریقہ جدا گانہ ہے۔

فَقِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ ۱۰ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۱۱ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ
الْهَآ اٰخَرَ ۱۲ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۱۳

ترجمہ کنزالایمان: تو اللہ کی طرف بھاگو بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح ڈرسانے والا ہوں۔
اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ، بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح ڈرسانے والا ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ کی طرف بھاگو بیشک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے کھلم کھلا ڈرسانے والا ہوں۔
اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ بیشک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے کھلم کھلا ڈرسانے والا ہوں۔

﴿فَقِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ﴾ اور اللہ کی طرف بھاگو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾ آپ فرمادیں کہ جب عبادت کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اے لوگو! تم کفر سے ایمان کی طرف، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اطاعت کی طرف، اپنے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی طرف دوڑتے ہوئے آؤ اور اس کے علاوہ سب کو چھوڑ کر صرف اسی کی عبادت کرو تا کہ تم اس کے عذاب سے نجات پا جاؤ اور اس کی طرف سے ثواب حاصل کر کے کامیاب ہو جاؤ، بیشک میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفر اور نافرمانی پر اس کے عذاب

۱.....حازن، الذَّيْنِيت، تحت الآية: ۴۹، ۱۸۴-۱۸۵، مدارك، الذَّيْنِيت، تحت الآية: ۴۹، ص ۱۷۱، ملقطاً.

سے کھلم کھلا ڈرسانے والا ہوں۔^(۱)

كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ
مَجْنُونٌ ۝۵۲ أَتَوَاصُوهُمْ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۝۵۳

ترجمہ کنزالایمان: یونہی جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی بولے کہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔
کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ مرے ہیں بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یونہی جب ان سے پہلے لوگوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو وہ یہی بولے کہ (یہ) جادوگر
ہے یا دیوانہ۔ کیا انہوں نے ایک دوسرے کو اس بات کی وصیت کی تھی بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔

﴿كَذَلِكَ﴾: یونہی۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جیسے آپ کی قوم کے کفار نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے آپ کو جادوگر اور مجنون
کہا ایسے ہی جب کفار مکہ سے پہلے لوگوں کے پاس میری طرف سے کوئی رسول تشریف لایا اور اس نے اپنی قوم کو مجھ پر
ایمان لانے اور میری اطاعت کرنے کی دعوت دی تو ان کے بارے میں بھی کفار نے یہی کہا کہ یہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔
سابقہ کفار نے اپنے بعد والوں کو یہ وصیت تو نہیں کی کہ تم انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تکذیب کرتے رہنا اور ان
کی شان میں اس طرح کی باتیں بنانا لیکن چونکہ سرکشی اور نافرمانی کی علت دونوں میں ہے اس لئے یہ گمراہی میں ایک
دوسرے کے موافق رہے اور اسی چیز نے انہیں اس طرح کی باتیں کرنے پر ابھارا لہذا آپ اپنی قوم کے جھٹلانے اور
اس طرح کی باتیں کرنے سے غمزدہ نہ ہوں۔^(۲)

فَقَوْلٌ عَنْهُمْ مِمَّا أَنْتَ بِمَلُومٌ ۝۵۴ وَذَكَرْنَاكَ لِلدَّارِ الْكُورِ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝۵۵

①.....حازن، الذریت، تحت الآیة: ۵۰-۵۱، ۴/۱۸۵، قرطبی، الذاریات، تحت الآیة: ۵۰-۵۱، ۹/۴۱، الجزء السابع عشر،
ابو سعود، الذریت، تحت الآیة: ۵۰-۵۱، ۵/۶۳۲-۶۳۳، ملقطاً.

②.....حازن، الذریت، تحت الآیة: ۵۲-۵۳، ۴/۱۸۵، روح البیان، الذاریات، تحت الآیة: ۵۲-۵۳، ۹/۱۷۴، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: تو اے محبوب! تم اُن سے منہ پھیر لو تو تم پر کچھ الزام نہیں۔ اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اے حبیب! تم ان سے منہ پھیر لو تو تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اور سمجھاؤ کہ سمجھانا ایمان والوں کو فائدہ دیتا ہے۔

﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ﴾ تو اے محبوب! تم ان سے منہ پھیر لو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، آپ ان کفار سے منہ پھیر لیں کیونکہ آپ رسالت کی تبلیغ فرما چکے اور اسلام کی دعوت اور ہدایت دینے میں انتہائی محنت کر چکے اور آپ نے اپنی کوشش میں معمولی سی بات بھی نہ چھوڑی تو ان کے ایمان نہ لانے سے آپ پر کوئی ملامت نہیں۔

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت نمبر 55 سے معلوم ہوا کہ نیک کاموں کی ترغیب دیتے اور برے کاموں سے منع کرتے رہنا چاہئے، اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے سمجھایا جائے اس کے بارے میں امید ہوتی ہے کہ وہ برے کام چھوڑ کر نیک کام کرنے لگے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ نیک کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے۔ سمجھانے اور نصیحت کرنے کے ان فوائد کو قرآن پاک میں ایک اور مقام پر اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

وَإِذْ قَالَتْ أُمَةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تُعْطُونَ قَوْمًا اللّٰهُ مُهِلَّكُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعذِرَتُنَا إِلَىٰ رَبِّنَا وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (۱)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا: تم ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا ہے؟ انہوں نے کہا: تمہارے رب کے حضور عذر پیش کرنے کے لئے اور شاید یہ ڈریں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۵۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾: اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔
 ارشاد فرمایا کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف دنیا طلب کرنے اور اس طلب میں مُہمک ہونے کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ انہیں اس لئے بنایا ہے تاکہ وہ میری عبادت کریں اور انہیں میری معرفت حاصل ہو۔^(۱)

جنوں اور انسانوں کی پیدائش کا اصل مقصد

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسانوں اور جنوں کو بیکار پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ان کی پیدائش کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ^(۲)
 ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟

اور ارشاد فرمایا:

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ^(۳)
 ترجمہ کنزالعرفان: بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضے میں ساری بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے اور وہی عزت والا، بخشنش والا ہے۔

۱..... صاوی، الذاریات، تحت الآية: ۵۶، ۲۰۲۶/۵، حازن، الذریت، تحت الآية: ۵۶، ۱۸۵/۴.

۲..... مومنون: ۱۱۵.

۳..... ملک: ۲۰۱.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے انسان! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرا سیدہ غنا سے بھردوں گا اور تیری محتاجی کا دروازہ بند کردوں گا اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرے دونوں ہاتھ مصروفیات سے بھردوں گا اور تیری محتاجی کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔“^(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پیدائش کے مقصد کو سمجھے اور اس مقصد کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ هُوَ
الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝۵۸

ترجمہ کنزالایمان: میں اُن سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں۔ بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں۔ بیشک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا، قدرت والا ہے۔

﴿مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ﴾: میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ عادت کریمہ ایسی نہیں ہے جیسی بندوں کی اپنے غلاموں اور نوکروں کے ساتھ ہے کیونکہ بندے اپنے پاس غلام اور نوکر اس لئے رکھتے ہیں تاکہ وہ معاشی معاملات میں ان کی مدد کریں جبکہ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ رزق یا کسی بھی معاملے میں بندوں کا محتاج نہیں بلکہ ہر ایک کو رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور سب کی روزی کا کفیل بھی وہی ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ بندوں سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اس کی مخلوق کے لئے کھانا دیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہی بڑا رزق دینے والا ہے، وہی ہر کسی کو رزق دیتا ہے، وہ قوت والا ہے اسی لئے مخلوق تک رزق پہنچانے میں اسے

۱.....ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، ۳۰-باب، ۲۱۱/۴، الحديث: ۲۴۷۴.

کسی کی مدد کی ضرورت نہیں اور رزق پیدا کرنے پر قدرت رکھنے والا ہے، سب کو وہی دیتا اور سب کو وہی پالتا ہے۔^(۱)

فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُنُوبًا مِّثْلَ ذُنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥٩﴾
فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٦٠﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو بیشک ان ظالموں کے لیے عذاب کی ایک باری ہے جیسے ان کے ساتھ والوں کے لیے ایک باری تھی تو مجھ سے جلدی نہ کریں۔ تو کافروں کی خرابی ہے ان کے اس دن سے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو بیشک ان ظالموں کے لیے عذاب کا ایک حصہ ہے جیسے ان کے ساتھیوں کے عذاب کا حصہ تھا تو یہ مجھ سے (عذاب مانگنے میں) جلدی نہ کریں۔ تو کافروں کیلئے ان کے اس دن سے خرابی ہے جس کی انہیں وعید سنائی جاتی ہے۔

﴿فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ تو بیشک ان ظالموں کے لیے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ بے شک ان ظالموں کے لیے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ایسے ہی عذاب کا ایک حصہ ہے جیسے سابقہ امتوں کے کفار کا عذاب اور ہلاکت میں حصہ تھا جو کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانے میں ان کے ساتھی تھے، لہذا اگر میں نے ان سے قیامت تک کے لئے عذاب مؤخر کر دیا ہے تو انہیں چاہئے کہ مجھ سے عذاب نازل کرنے کی جلدی نہ کریں۔^(۲)

①..... جلالین مع صاوی، الذاریات، تحت الآية: ۵۷-۵۸، ۲۰۲۶-۲۰۲۷، حازن، الذریت، تحت الآية: ۵۷-۵۸،

۱۸۵/۴-۱۸۶، روح البیان، الذاریات، تحت الآية: ۵۷-۵۸، ۱۸۰/۹-۱۸۱، ملقطاً.

②..... جلالین، الذریت، تحت الآية: ۵۹، ص ۴۳-۴۳۵، حازن، الذریت، تحت الآية: ۵۹، ۱۸۶/۴، ملقطاً.

سُورَةُ الطُّورِ

سورۃ طور کا تعارف

حکم نزول

سورۃ طور مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔^(۱)

آیات کلمات اور حروف کی تعداد

اس میں 2 رکوع، 49 آیتیں، 312 کلمے اور 1500 حروف ہیں۔^(۲)

مطلوبہ نام رکھنے کی وجہ

طور ایک پہاڑ کا نام ہے، اور اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کی قسم ارشاد فرمائی، اس مناسبت سے اس کا نام ”سورۃ طور“ رکھا گیا۔

سورۃ طور سے جملہ دلائل و آیات

(1)..... اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت اُمّ سلمہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں نے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنی بیماری کی شکایت کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لو، چنانچہ میں نے طواف کیا اور حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بَيْتُ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (نماز میں) سورۃ طور کی تلاوت فرمائی۔⁽³⁾

(2)..... حضرت جبیر بن مطعم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے مغرب کی نماز میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سورۃ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا، جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان آیات پر پہنچے:

أَمْ خَلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿۳۵﴾
ترجمہ کنز العرفان: کیا وہ کسی شے کے بغیر ہی پیدا کر دیئے

①.....خازن، تفسیر سورۃ الطور، ۱۸۶/۴.

②.....خازن، تفسیر سورۃ الطور، ۱۸۶/۴.

③.....بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الطور، ۱-باب، ۳۳۵/۳، الحدیث: ۴۸۵۳.

گئے ہیں یا وہ خود ہی اپنے خالق ہیں؟ یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے ہیں؟ بلکہ وہ یقین نہیں کرتے۔ یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں؟ یا وہ بڑے حاکم ہیں۔“

أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بَلَلَا
يُوقِنُونَ ۚ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ
هُمْ الْمَصِيطُونَ

تو (انہیں سن کر) مجھے لگا کہ میرا دل (سینے سے نکل کر) اڑ جائے گا۔^(۱)

سورۃ الطور کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کفار کے اعتراضات کے بڑے پر جلال انداز میں جوابات دیئے گئے ہیں، نیز اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں:

(۱)..... اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ۵ چیزوں کی قسم ذکر کر کے ارشاد فرمایا کہ کفار کو جس عذاب کی وعید سنائی گئی ہے وہ قیامت کے دن ان پر ضرور واقع ہوگا۔

(۲)..... آخرت کی ہولناکیوں اور شدتوں کا ذکر کیا گیا اور قیامت کے دن کفار کے برے انجام اور پرہیزگاروں کو ملنے والی نعمتوں اور ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرنے کا بیان فرمایا گیا۔

(۳)..... اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رسالت کی تبلیغ جاری رکھنے اور کفار کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے رہنے کا حکم دیا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی معبودیت اور وحدانیت پر قطعی دلیلیں قائم فرمائیں اسی طرح اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت اور صداقت کو قطعی دلیلوں سے ثابت فرمایا۔

(۴)..... اس سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دی اور کفار کی اذیتوں پر صبر کرنے اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینے اور تمام اوقات میں اپنے رب تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

سورۃ الطور کے ساتھ مناسبت

سورۃ طور کی اپنے سے ماقبل سورت ”ذاریات“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں کی ابتداء میں قیامت کے دن متقی مسلمانوں کا حال بیان کیا گیا اور دونوں سورتوں کے آخر میں کفار کا حال بیان کیا گیا ہے۔

①..... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الطور، ۱-باب، ۳۳۶/۳، الحدیث: ۴۸۵۴.

دوسری مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کفار سے اعراض کرنے اور مسلمانوں کو نصیحت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

وَالطُّورِ ۱ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ۲ فِي رَاقٍ مَّشْهُورٍ ۳ وَالْبَيْتِ
الْمَعْمُورِ ۴ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ ۵ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ۶

ترجمہ کنزالایمان: طور کی قسم۔ اور اس نوشتہ کی۔ جو کھلے دفتر میں لکھا ہے۔ اور بیت معمور۔ اور بلند چھت۔ اور سلگائے ہوئے سمندر کی۔

ترجمہ کنزالعرفان: طور کی قسم۔ اور لکھی ہوئی کتاب کی۔ (جو) کھلے ہوئے صفحات میں (ہے)۔ اور بیت معمور کی۔ اور بلند چھت کی۔ اور سلگائے جانے والے سمندر کی۔

﴿وَالطُّورِ﴾: طور کی قسم۔ یعنی اس پہاڑ کی قسم جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو کلامِ الہی سننے کا شرف عطا فرمایا۔ (۱)

اس پہاڑ کو یہ عظمت اس لئے حاصل ہوئی کہ وہاں کلامِ الہی سنا گیا اور اسے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے نسبت حاصل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر اور پہاڑ کو اللہ تعالیٰ کے نبی سے نسبت

ہو جائے وہ بھی عظمت والا ہو جاتا ہے۔

﴿وَكُتِبَ مَسْطُورًا﴾ اور لکھی ہوئی کتاب کی قسم۔ ﴿لکھی ہوئی کتاب کے مصداق کے بارے میں مفسرین کے مختلف قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس کتاب سے مراد، توریت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے اعمال لکھنے والے فرشتوں کے دفتر مراد ہیں اور اس کی نظیر یہ آیت مبارکہ ہے:

وَكُلُّ إِنْسَانٍ لَّزِمْنَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ عَشِيرَتِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا^(۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے میں لگا دی ہے اور ہم اس کیلئے قیامت کے دن ایک

نامہ اعمال نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ لکھی ہوئی کتاب سے مراد قرآن پاک ہے۔^(۲)

﴿وَالْبَيْتِ الْمَعْبُورِ﴾ اور بیت معمور کی قسم۔ ﴿بیت المعمور ساتویں آسمان میں عرش کے سامنے کعبہ شریف کے بالکل اوپر ہے۔ آسمانوں میں اس کی حرمت ایسے ہی ہے جیسے زمین پر کعبہ معظمہ کی حرمت ہے۔ یہ آسمان والوں کا قبلہ ہے اور ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں طواف اور نماز کے لئے حاضر ہوتے ہیں، پھر کبھی انہیں واپس یہاں آنے کا موقع نہیں ملتا بلکہ ہر روز نئے ستر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔^(۳)

حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیت المعمور کو ملاحظہ فرمایا

حدیث معراج میں صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے معراج کی رات ساتویں آسمان میں بیت المعمور کو ملاحظہ فرمایا تھا، چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے، سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”پھر میرے لئے بیت المعمور ظاہر فرمایا گیا، میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: یہ بیت المعمور ہے، اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں، جب وہ پڑھ کر نکل جاتے ہیں تو ان کی پھر کبھی باری نہیں آتی۔^(۴)

①.....بنی اسرائیل: ۱۳.

②.....خازن، الطور، تحت الآية: ۳، ۱۸۶/۴، روح البیان، الطور، تحت الآية: ۲، ۱۸۵/۹، ملتقطاً.

③.....خازن، الطور، تحت الآية: ۴، ۱۸۶/۴.

④.....بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائكة، ۳۸۰/۲، الحديث: ۳۲۰۷، مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم السموات... الخ، ص ۱۰۱، الحديث: ۲۶۴ (۱۶۴).

﴿وَالسَّافِفِ الْمَرْفُوعِ﴾ اور بلند کی ہوئی چھت کی قسم۔ ﴿اس چھت سے مراد آسمان ہے جو زمین کے لئے چھت کی طرح ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ اس سے مراد عرش ہے جو جنت کی چھت ہے۔^(۱)

﴿وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ﴾ اور بھڑکائے جانے والے سمندر کی قسم! ﴿مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام سمندروں کو آگ کر دے گا جس سے جہنم کی آگ میں اور بھی زیادتی ہو جائے گی۔^(۲)

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۚ مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ ۚ

ترجمہ کنز الایمان: بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک تیرے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔

﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ﴾ بیشک تیرے رب کا عذاب۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کی قسم فرما کر اپنی قدرت کی عظمت کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کے رب غَوَّجَلْ کا وہ عذاب جس کا کفار کو وعدہ دیا گیا ہے آخرت میں ضرور واقع ہونے والا ہے اور کوئی اسے ٹال دینے کی قدرت نہیں رکھتا۔

حضرت جبریل بن مسلم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اسلام قبول کرنے کا سب

حضرت جبریل بن مسلم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، (اسلام قبول کرنے سے پہلے) میں مدینہ منورہ میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بدر کے قیدیوں کے بارے میں بات چیت کروں، اس وقت آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے صحابہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور آپ کی تلاوت کی آواز مسجد سے باہر سنائی دے رہی تھی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سورۃ وَالطُّور کی تلاوت فرمائی اور جب اس مقام پر پہنچے ”إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۚ مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ“ تو ان آیات کو سن کر میرا دل ایسے ہو گیا جیسے ابھی

①.....قرطبی، الطور، تحت الآیة: ۵، ۶/۹، الجزء السابع عشر۔

②.....خازن، الطور، تحت الآیة: ۶، ۱۸۶/۴۔

پھٹ جائے گا اور مجھے ایسے لگا جیسے ابھی میرے یہاں سے ہٹنے سے پہلے ہی مجھ پر عذاب نازل ہو جائے گا چنانچہ میں نے عذاب نازل ہو جانے کے خوف سے اسی وقت ایمان قبول کر لیا۔^(۱)

آیت ”إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ“ پڑھنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت ”إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ“ تلاوت فرمائی تو آپ کا سانس پھول گیا اور اس کی وجہ سے بیس دن تک بار بار یہی کیفیت بنتی رہی۔^(۲) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی وہ آیات جن میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ذکر ہے ان کی تلاوت کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر جانا ہمارے بزرگان دین کا طریقہ ہے لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ ایسی آیات کی تلاوت کرتے وقت اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف پیدا کریں اور خود کو عذاب الہی سے ڈرائیں۔

يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا ۙ وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۚ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۚ
الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ۚ

ترجمہ کنز الایمان: جس دن آسمان ہلنا سا ہلنا لیں گے۔ اور پہاڑ چلنا سا چلنا چلیں گے۔ تو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ وہ جو مشغلہ میں کھیل رہے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: جس دن آسمان سختی سے ہلے گا۔ اور پہاڑ تیزی سے چلیں گے۔ تو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ وہ جو شغل میں پڑے کھیل رہے ہیں۔

﴿يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا﴾: جس دن آسمان سختی سے ہلے گا۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل ہونے کا وقت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ عذاب اس دن ضرور واقع ہوگا جس

①.....حازن، الطور، تحت الآية: ۸، ۱۸۶-۱۸۷۔

②.....کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، فضائل الفاروق رضی اللہ عنہ، ۶/۲۶۴، الجزء الحادی عشر، الحدیث:

دن آسمان چکی کی طرح گھومیں گے اور اس طرح ڈولنے لگیں گے جس طرح کشتی اپنے سواروں کے ساتھ ڈولتی ہے اور ایسی حرکت میں آئیں گے کہ اُن کے اجزاء بکھر جائیں گے اور پہاڑ تیزی سے ایسے چلیں گے جیسے کہ غبار ہوا میں اڑتا ہے اور یہ قیامت کے دن ہوگا۔^(۱)

﴿فَوَيْلٌ لِلْيَوْمِينِ﴾: تو اس دن خرابی ہے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس دن وہ عذاب واقع ہوگا تو اس دن ان لوگوں کے لئے خرابی ہے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو جھٹلاتے رہے اور وہ اپنے کفر و باطل کے شغل میں پڑے کھیلتے رہے۔^(۲)

يَوْمَ يُدْعُونَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ دَعَاً ۖ هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا
تُكَذِّبُونَ ۚ أَفَسِحْرُ هَٰذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ۚ ۝۱۵ اَصْلَوْهَا فَاِصْبِرُوا
اَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ ۖ اِنَّمَا تُجْرُونَ ۚ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۶

ترجمہ کنزالایمان: جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے۔ یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔ تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوچتا نہیں۔ اس میں جاؤ اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو سب تم پر ایک سا ہے تمہیں اسی کا بدلہ جو تم کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جس دن انہیں جہنم کی طرف سختی سے دھکیلا جائے گا۔ یہ وہ آگ ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔ تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں دکھائی نہیں دے رہا۔ اس میں داخل ہو جاؤ، تو اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو، سب تم پر برابر ہے، تمہیں اسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کرتے تھے۔

﴿يَوْمَ يُدْعُونَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ دَعَاً﴾: جس دن انہیں جہنم کی طرف سختی سے دھکیلا جائے گا۔ ﴿اس آیت اور اس

①.....خازن، الطور، تحت الآية: ۹-۱۰، ۴/۱۸۶-۱۸۷، جلالین، الطور، تحت الآية: ۹-۱۰، ص ۴۳۵، ملقطاً.

②.....ابو سعود، الطور، تحت الآية: ۱۱-۱۲، ۵/۶۳۶، جلالین، الطور، تحت الآية: ۱۱-۱۲، ص ۴۳۵، ملقطاً.

کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو جھٹلانے والے جس دن جہنم کی طرف دھکادے کر دھکیلے جائیں گے اور جہنم کے خازن کافروں کے ہاتھ گردنوں، پاؤں اور پیشانیوں سے ملا کر باندھیں گے اور انہیں منہ کے بل جہنم میں دھکیل دیں گے (تو اس دن ان کے لئے خرابی ہے) اور جب وہ آگ میں پہنچ جائیں گے تو جہنم کے خازن ان سے کہیں گے: یہ وہ آگ ہے جسے تم دنیا میں جھٹلاتے تھے تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں دکھائی نہیں دے رہا۔ یہ اُن سے اس لئے کہا جائے گا کہ وہ دنیا میں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف جادو کی نسبت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہماری نظر بندی کر دی ہے۔ اور ان سے کہا جائے گا اس جہنم میں داخل ہو جاؤ، تو اب چاہے اس عذاب پر صبر کرو یا نہ کرو، سب تم پر برابر ہے، نہ کہیں بھاگ سکتے ہو اور نہ عذاب سے بچ سکتے ہو اور یہ عذاب تمہیں اسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم دنیا میں کفر و تکذیب کرتے تھے۔^(۱)

إِنَّ السَّاقِطِينَ فِي جَنَّتٍ وَنَعِيمٍ ۝۱۷ فَاَلَمْ يَكُنْ لَهُمُ آيَاتُهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَّعَهُمُ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝۱۸ كَلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۹ مُتَكِبِّينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۝۲۰ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ۝۲۱

ترجمہ کنزالایمان: بے شک پرہیزگار باغوں اور چین میں ہیں۔ اپنے رب کی دین پرشادشاہ اور انہیں ان کے رب نے آگ کے عذاب سے بچالیا۔ کھاؤ اور پیو خوشگوار سے صلہ اپنے اعمال کا۔ تختوں پر تکیہ لگائے جو قطار لگا کر بچھے ہیں اور ہم نے انہیں بیاہ دیا بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک پرہیزگار باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ اپنے رب کی عطاؤں پر خوش ہو رہے ہوں گے اور انہیں ان کے رب نے آگ کے عذاب سے بچالیا۔ اپنے اعمال کے بدلے میں خوشگوار نعمتیں کھاؤ اور پیو۔ وہ قطار در قطار بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور ہم نے بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کر دیا۔

۱..... خازن، الطور، تحت الآية: ۱۳-۱۶، ۱۸۷/۴، ملخصاً.

﴿إِنَّ السَّافِقِينَ: بیشک پرہیزگار۔﴾ کفار کا انجام بیان کرنے کے بعد اب اہل ایمان کی جزایمان فرمائی جا رہی ہے۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک کفر اور گناہوں سے بچنے والے آخرت میں باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ نعمتوں، کرامتوں اور اس بات پر خوش ہو رہے ہوں گے کہ انہیں ان کے رب عَزَّوَجَلَّ نے جہنم کے عذاب سے بچالیا اور اُن سے کہا جائے گا کہ اپنے ان اعمال کے بدلے میں جنت کی خوشگوار نعمتیں کھاؤ اور پیو جو تم نے دنیا میں کئے کہ ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت اختیار کی، وہ جنت کی نعمتیں کھانے کے وقت قطار در قطار بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور ہم نے بڑی آنکھوں والی حسین حوروں کو ان کی بیویاں بنادیا۔^(۱)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ۝۳۱

ترجمہ کنزالایمان: اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی (جس) اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم نے ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیا اور ان (والدین) کے عمل میں کچھ کمی نہ کی، ہر آدمی اپنے اعمال میں گروی ہے۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا: اور جو لوگ ایمان لائے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی جس اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اس اولاد کو اپنے فضل و کرم سے جنت میں ان کے ساتھ ملا دیں گے کہ اگرچہ باپ دادا کے درجے بلند ہوں تو بھی ان کی خوشی کے لئے اُن کی اولاد اُن کے ساتھ ملا دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و

①.....خازن، الطور، تحت الآية: ۱۷-۲۰، ۱۸۷/۴، روح البیان، الطور، تحت الآية: ۱۷-۲۰، ۱۹۰/۹-۱۹۱، ملقطاً.

کرم سے اس اولاد کو بھی وہ درجہ عطا فرمائے گا اور ان والدین کے عمل کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی بلکہ انہیں ان کے اعمال کا پورا ثواب دیا جائے گا اور اولاد کے درجے اپنے فضل و کرم سے بلند کئے جائیں گے۔ (۱)

جنت میں اولاد کو ماں باپ کا وسیلہ کام آئے گا

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جنت میں اولاد کو ان کے ماں باپ کا وسیلہ کام آئے گا کہ ماں باپ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ اولاد کے درجات بلند فرمادے گا، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نیک لوگوں کا وسیلہ مقبول ہے۔ ﴿كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ﴾ ہر آدمی اپنے اعمال میں گروی رکھا ہوا ہے۔ ﴿اس سے مراد یہ ہے کہ ہر کافر اپنے کفری عمل کی وجہ سے جہنم کے اندر (دائمی طور پر) ایسے قید ہے جیسے وہ چیز جسے رہن رکھا ہوا ہو جبکہ مومن اپنے عمل (کی وجہ سے) دائمی طور پر جہنم) میں گروی نہیں رکھا ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۖ إِلَّا أَصْحَابُ
الْيَمِينِ (۲) ترجمہ کنز العرفان: ہر جان اپنے کمائے ہوئے اعمال میں
گروی رکھی ہے۔ مگر دائیں طرف والے۔ (۳)

وَأَمَدُّ لَهُمْ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۖ إِلَّا أَصْحَابُ
الْيَمِينِ (۲)

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے ان کی مدد فرمائی میوے اور گوشت سے جو چاہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور پھلوں، میووں اور گوشت جو وہ چاہیں گے ان کے ساتھ ہم نے ان کی مدد کی۔

﴿وَأَمَدُّ لَهُمْ﴾ ہم ان کی مدد کرتے رہیں گے۔ ﴿اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جن کا اہل ایمان سے وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جنت میں پھل، میوے اور گوشت جو وہ چاہیں گے وہ مہیا کر کے ہم ان کی مدد کرتے رہیں گے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کا احسان یہ ہوگا کہ ان کی نعمتیں دم بدم بڑھتی ہی جائیں

①.....خازن، الطور، تحت الآية: ۲۱، ۴/۱۸۷-۱۸۸، ملخصاً.

②.....مدثر: ۳۸، ۳۹.

③.....خازن، الطور، تحت الآية: ۲۱، ۴/۱۸۸.

گی کبھی کم نہ ہوں گی۔

يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَا لَعَفُوفِيهَا وَلَا تَأْتِيهِمْ ۝۲۳

ترجمہ کنزالایمان: ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بے ہودگی اور نہ کنہکاری۔

ترجمہ کنزالعرفان: جنتی لوگ جنت میں ایسے جام ایک دوسرے سے لیں گے جس میں نہ کوئی بیہودگی ہوگی اور نہ گناہ کی کوئی بات۔

﴿يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا﴾ جنتی لوگ جنت میں شراب کے جام ایک دوسرے سے لیں گے۔ یعنی جنتی لوگ جنت میں شراب کے ایسے لذیذ اور پاکیزہ جام ایک دوسرے سے ہنسی خوشی لیں گے جس میں نہ کوئی بیہودگی ہوگی اور نہ گناہ کی کوئی بات جیسا کہ دنیا کی شراب میں طرح طرح کی خرابیاں تھیں کیونکہ جنت کی شراب پینے سے نہ عقل زائل ہوتی ہے، نہ عادتیں خراب ہوتی ہیں نہ پینے والا بے ہودہ بکتا ہے اور نہ کنہکار ہوتا ہے۔^(۱)

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكَنُونٌ ۝۲۴

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کے خدمت گار لڑکے ان کے گرد پھریں گے گویا وہ موتی ہیں چھپا کر رکھے گئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان کے خدمت گار لڑکے ان کے گرد پھریں گے گویا وہ چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہیں۔

﴿وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ﴾ اور ان کے خدمت گار لڑکے ان کے گرد پھریں گے۔ ارشاد فرمایا کہ اہل جنت کے خدمت گار لڑکے ان کی خدمت کے لئے ان کے ارد گرد پھریں گے اور ان کے حسن، صفائی اور پاکیزگی کا یہ عالم ہوگا کہ گویا وہ چھپا کر رکھے ہوئے ایسے موتی ہیں جنہیں کوئی ہاتھ ہی نہیں لگا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما

①.....حازن، الطور، تحت الآية: ۲۳، ۱۸۸/۴، ملخصاً.

فرماتے ہیں کہ کسی جنتی کے پاس خدمت میں دوڑنے والے غلام ہزار سے کم نہ ہوں گے اور ہر غلام جُدا جُدا خدمت پر مقرر ہوگا۔^(۱) اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر جنتی کو جنت میں خدمتگار ملیں گے چاہے اس کا مرتبہ اعلیٰ ہو یا نہ ہو۔

وَاقْبَلْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي
أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَّنَا عَذَابَ السُّوْمِ ﴿٢٧﴾
إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اُن میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے۔ بولے بے شک ہم اس سے پہلے اپنے گھروں میں سہمے ہوئے تھے۔ تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں اُلو کے عذاب سے بچالیا۔ بے شک ہم نے اپنی پہلی زندگی میں اس کی عبادت کی تھی بے شک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور آپس میں سوال کرتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے۔ کہیں گے: بیشک ہم اس سے پہلے اپنے گھر والوں میں ڈرنے والے تھے۔ تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں (جہنم کی) سخت گرم ہوا کے عذاب سے بچالیا۔ بیشک ہم اس سے پہلے (دنیا میں) اللہ کی عبادت کرتے تھے، بیشک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے۔

﴿وَاقْبَلْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾: اور آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں جنتی ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کہ وہ دنیا میں کس حال میں تھے اور کیا عمل کرتے تھے اور کس بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان نعمتوں سے سرفراز ہوئے، یہ دریافت کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اعتراف کرنے کیلئے ہوگا، چنانچہ وہ کہیں گے کہ بیشک ہم جنت میں داخل ہونے سے پہلے اپنے گھروں میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اس اندیشہ سے سہمے ہوئے تھے کہ نفس و شیطان ایمان میں خلل کا باعث نہ ہو جائیں اور نیکیوں کو روک لئے جانے اور بدیوں پر گرفت کئے جانے کا بھی اندیشہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحمت اور مغفرت فرما کر احسان

کیا اور ہمیں جہنم کی سخت گرم ہوا کے عذاب سے بچا لیا بیشک ہم دنیا میں اخلاص کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور اسی سے جہنم کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے، بیشک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے کہ جب کوئی اس کی عبادت کرے تو اسے ثواب عطا فرماتا ہے اور جب کوئی اس سے دعا کرے تو وہ قبول فرماتا ہے۔^(۱)

جہنم کی سخت گرم ہوا سے پناہ مانگا کریں

آیت نمبر 27 میں جہنم کی جس گرم ہوا کے عذاب کا ذکر ہوا، اس کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اگر اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر (انگی کے) ایک پورے کی مقدار گرم ہوا کے عذاب کو کھول دے تو زمین اور اس پر موجود تمام چیزیں جل جائیں گی۔^(۲) ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جہنم کی اس گرم ہوا سے پناہ طلب کیا کرے، اس سے متعلق دو واقعات ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ اس آیت ”فَمَنْ أَلَّهِ عَلَيْهِ نَارٌ وَقَدْ نَعَدَ ابَ السُّمُورِ“ کی تلاوت فرمائی تو (خوف کی وجہ سے یہ) دعا مانگی ”اللَّهُمَّ مَنْ عَلَيْنَا وَقَدْ نَعَدَ ابَ السُّمُورِ، إِنَّكَ أَنْتَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ“ اے اللہ اعزوجل، ہم پر احسان فرما اور ہمیں گرم ہوا کے عذاب سے بچالے، بے شک تو ہی احسان فرمانے والا مہربان ہے۔^(۳)

(2)..... حضرت عباد بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور وہ اس آیت ”فَمَنْ أَلَّهِ عَلَيْهِ نَارٌ وَقَدْ نَعَدَ ابَ السُّمُورِ“ کی تلاوت فرما رہی تھیں، یہ آیت تلاوت فرمانے کے بعد رک گئیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (گرم ہوا کے عذاب سے) پناہ مانگنے لگیں اور دعا کرنے لگیں۔ اس دوران میں بازار کسی کام سے گیا اور جب اپنا کام پورا کر کے واپس لوٹا تو ابھی تک حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (گرم ہوا کے عذاب سے) پناہ مانگ رہی تھیں اور دعا کر رہی تھیں۔^(۴)

①..... جلالین، الطور، تحت الآیة: ۲۵-۲۸، ص ۴۳۶، مدارك، الطور، تحت الآیة: ۲۵-۲۸، ص ۱۱۷۵، ملقطاً.

②..... در منثور، الطور، تحت الآیة: ۲۷، ۶۳۴/۷.

③..... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب صلاة التطوع والامامة، فی الرجل یصلی فیمرّ بآیة رحمة او آیة عذاب، ۱۱۵/۲، الحدیث: ۲.

④..... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب صلاة التطوع والامامة، فی الرجل یصلی فیمرّ بآیة رحمة او آیة عذاب، ۱۱۵/۲، الحدیث: ۳.

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس عذاب سے محفوظ رکھے اور اس سے پناہ مانگنے کی توفیق عطا فرمائے، امین۔

سورہ طور کی آیت نمبر 275-276 سے حاصل ہونے والی معلومات

ان سے تین باتیں معلوم ہوئیں،

- (1).....جنتیوں کو اپنی دنیاوی مصروفیات یاد ہوں گی جن کا وہ تذکرہ کریں گے۔
- (2).....اللہ تعالیٰ کا خوف تقویٰ کی جڑ ہے کہ نیک عمل کرنے کے باوجود بھی اس سے ڈرے۔
- (3).....دنیا کا خوف آخرت کی بے خونی کا ذریعہ ہے۔

فَذَكِّرْ مَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ٢٧٩

ترجمہ کنزالایمان: تو اے محبوب! تم نصیحت فرماؤ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اے محبوب! تم نصیحت فرماؤ تو تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو، اور نہ ہی مجنون۔

﴿فَذَكِّرْ﴾: تو اے محبوب! تم نصیحت فرماؤ۔ اس رکوع میں کفار کی طرف سے تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کئے جانے والے اعتراضات اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے جوابات بیان ہوئے ہیں، ان جوابات کا انداز بیان دیکھ کر اللہ رَبُّ الْعِزَّت کی بارگاہ میں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مقام و مرتبہ اور آپ کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے رہیں اور کفار مکہ جو آپ کو کاہن اور مجنون کہتے ہیں اس وجہ سے آپ نصیحت کرنے سے باز نہ رہیں کیونکہ آپ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے نہ غیب کی جھوٹی خبریں دینے والے ہیں اور نہ ہی دیوانے ہیں۔^(۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مبلغ کو نیکی کی دعوت دینے کے دوران اگر لوگوں کی طرف سے طعن و تشنیع کا سامنا ہو تو اس سے دلبرداشتہ ہو کر نیکی کی دعوت دینا چھوڑ نہیں دینا چاہئے، بلکہ اسے صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نیکی کی دعوت دیتے رہنا چاہئے۔

①.....مدارک، الطور، تحت الآیۃ: ۲۹، ص ۱۱۷۵، جلالین، الطور، تحت الآیۃ: ۲۹، ص ۴۳۶، ملقطاً۔

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمُنُونِ ۚ قُلْ تَرَبُّصُوا
فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَرِبِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: یا کہتے ہیں یہ شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادثِ زمانہ کا انتظار ہے۔ تم فرماؤ انتظار کئے جاؤ میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں۔

ترجمہ کنز العرفان: بلکہ کافر کہتے ہیں: یہ شاعر ہیں، ہم ان پر گردشِ زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ تم فرماؤ: تم انتظار کرتے رہو، پس بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

﴿أَمْ يَقُولُونَ﴾ بلکہ کافر کہتے ہیں۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یہ کفار مکہ آپ کی شان میں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں اور ہم ان پر گردشِ زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں کہ جیسے ان سے پہلے شاعر مر گئے اور ان کے جتھے ٹوٹ گئے یہی حال ان کا ہونا ہے اور وہ کفار یہ بھی کہتے ہیں کہ جس طرح ان کے والد کی موت جوانی میں ہوئی ہے ان کی بھی ایسی ہی ہوگی۔ تو اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان سے فرمادیں: تم میرے انتقال کرنے کا انتظار کرتے رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے۔ چنانچہ یہ ہوا اور وہ کفار بدر میں قتل اور قید کے عذاب میں گرفتار کئے گئے۔ (۱)

۱۔ اور اہل رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کفار کے اعتراضات اور اللہ تعالیٰ کے جوابات

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور مقامات پر بھی سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کافروں کے ایسے فضول اعتراضات کو دفع کرتے ہوئے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مجنون، کاہن اور شاعر ہونے کی نفی فرمائی ہے، چنانچہ جنون کی نفی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

مَا أَنتَ بِمُجْنُونٍ ۚ الرَّبُّ لَمْ يَجْعَلْ لِّلرَّسُولِ سُلْطٰنًا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا نَذِيرٌ ۚ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہو۔

۱.....حازن، الطور، تحت الآية: ۳۰-۳۱، ۱۸۸/۴-۱۸۹، ملخصاً.

۲.....قلم: ۲.

اور ارشاد فرمایا:

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ (۱)

ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہارے صاحب مجنون نہیں۔

شاعر اور کاہن ہونے کی نفی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۖ
وَمَا هُوَ بِقَوْلِ
شَاعِرٍ ۖ قَلِيلًا مَّا تُوْمَنُونَ ۖ
وَلَا يَقُولِ
كَاهِنٌ ۖ قَلِيلًا مَّا تَدَّكَّرُونَ ۖ
تَنْزِيلٌ مِّنْ
رَّبِّ الْعَالَمِينَ (۲)

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول
سے باتیں ہیں۔ اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں ہے۔ تم بہت
کم یقین رکھتے ہو۔ اور نہ کسی کاہن کی بات ہے۔ تم بہت کم
نصیحت مانتے ہو۔ یہ قرآن سارے جہانوں کے رب کی
طرف سے اتارا ہوا ہے۔

اور ارشاد فرمایا ہے:

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا
ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ (۳)

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے نبی کو شعر کہنا نہ سکھایا اور
نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن
قرآن۔

أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَاءُ لَهُمْ بِهَذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: کیا ان کی عقلیں انہیں یہی بتاتی ہیں یا وہ سرکش لوگ ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا ان کی عقلیں انہیں یہی حکم دیتی ہیں؟ بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔

﴿أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَاءُ لَهُمْ بِهَذَا﴾ کیا ان کی عقلیں انہیں یہی حکم دیتی ہیں۔ ﴿اور ارشاد فرمایا﴾ کیا ان مشرکین کی عقلیں
انہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں شاعر، جادوگر، کاہن اور مجنون کہنے کا حکم دیتی ہیں؟ ایسا کہنا
بالکل عقل کے خلاف ہے اور ان کی سب سے عجیب بات تو یہ ہے کہ مجنون بھی کہتے ہیں اور شاعر، جادوگر اور کاہن بھی

اور اس کے ساتھ اپنے عقلمند ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں حالانکہ انہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ کاہن، شاعر اور جادوگر بہر حال عقلمند ہوتے ہیں جبکہ مجنون تو بے عقل ہوتا ہے اور یہ اوصاف ایک شخص میں جمع ہو ہی نہیں سکتے۔ آخر میں ارشاد فرمایا کہ ان کی عقلیں انہیں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیتیں بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں کہ دشمنی اور عناد میں اندھے ہو رہے ہیں اور کفر و سرکشی میں حد سے گزر گئے ہیں۔^(۱)

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ
إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: یا کہتے ہیں اُنھوں نے یہ قرآن بنالیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔ تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اس نبی نے یہ قرآن خود ہی بنالیا ہے بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اگر یہ سچے ہیں تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں۔

﴿أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ﴾: بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اس نبی نے یہ قرآن خود ہی بنالیا ہے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا کفار مکہ یہ کہتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دل سے یہ قرآن بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسی بات نہیں جیسی یہ گمان کر رہے ہیں بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ کفار ایمان نہیں لاتے اور ان اعتراضات کا باطل ہونا جاننے کے باوجود دشمنی اور نفیس کی خباثت کی وجہ سے ایسے اعتراض کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر حجت قائم کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اگر ان کے خیال میں قرآن جیسا کلام کوئی انسان بنا سکتا ہے اور یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو اس جیسی ایک بات تو بنا کر لے آئیں جو حسن و خوبی اور فصاحت و بلاغت

①.....حازن، الطور، تحت الآية: ۳۲، ۱۸۹/۴، مدارک، الطور، تحت الآية: ۳۲، ص ۱۱۷۵، جلالین مع صاوی، الطور، تحت الآية: ۳۲، ۲۰۴/۵، ملتقطاً.

میں اس کے مثل ہو۔^(۱)

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخُلُقُونَ ۝۲۵

ترجمہ کنزالایمان: کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا وہ کسی شے کے بغیر ہی پیدا کر دیئے گئے ہیں یا وہ خود ہی (اپنے) خالق ہیں؟

﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ﴾: کیا وہ کسی شے کے بغیر ہی پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ جب کفار مکہ نے سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھٹلایا اور انہیں شاعر، کاہن اور مجنون کہنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ان چیزوں سے بڑی ہونا بیان فرمایا، اب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی تکذیب کے باطل ہونے اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سچے ہونے پر دلائل ارشاد فرمائے اور سب سے پہلے اپنی ذات سے ابتدا فرمائی، گویا کہ ارشاد فرمایا اے کافرو! تم میرے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تو حید اور حشر و شرکی بات میں کیسے جھٹلاتے ہو حالانکہ ان کی سچائی کی دلیل تو تمہاری اپنی ذات میں موجود ہے۔ تم غور کرو کہ کیا تم ماں باپ سے پیدا نہ ہوئے اور کیا تم بے جان اور بے عقل ہو کہ جن پر حجت قائم نہ کی جائے گی، ایسا تو ہر گز نہیں ہے۔ (یا) کیا تم نطفہ سے پیدا نہیں ہوئے اور کیا تمہیں خدا نے نہیں بنایا یا تم خود ہی اپنے خالق ہو کہ تم نے اپنے آپ کو خود ہی بنالیا ہو، اور جب یہ بھی محال ہے تو لامحالہ تمہیں اس بات کا اقرار کرنا پڑے گا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، اور جب تم یہ اقرار بھی کرتے ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے اور بتوں کو پوجتے ہو اور کیا وجہ ہے کہ تم مرنے کے بعد زندہ کئے جانے اور جزا و سزا کا انکار کرتے ہو۔^(۲)

أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَلْ لَا يُؤْقِنُونَ ۝۲۶

①.....حازن، الطور، تحت الآية: ۳۳-۳۴، مدارك، الطور، تحت الآية: ۳۳-۳۴، ص ۱۱۷۶، ملقطاً.

②.....تفسير كبير، الطور، تحت الآية: ۳۵، ۲۱۵-۲۱۶، جلالين، الطور، تحت الآية: ۳۵، ص ۴۳۶، قرطبي، الطور، تحت الآية: ۳۵، الجزء السابع عشر، ملقطاً.

ترجہ کنزالایمان: یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے بلکہ انھیں یقین نہیں۔

ترجہ کنزالعرفان: یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے ہیں؟ بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے۔

﴿أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾: یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے ہیں؟ ﴿اس آیت میں ایک اور دلیل ارشاد فرمائی کہ کیا آسمان اور زمین ان مشرکین نے پیدا کئے ہیں؟ جب یہ بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا آسمان و زمین پیدا کرنے کی کوئی قدرت ہی نہیں رکھتا تو کیوں یہ لوگ اس کی عبادت نہیں کرتے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت اور خالقیت کا یقین نہیں کرتے، اگر انہیں اس بات کا یقین ہوتا تو ضرور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتے۔^(۱)

أَمْرُ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ لَهُمُ الْمَضْيَطُّونَ ۖ ط

ترجہ کنزالایمان: یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ کڑوڑے ہیں۔

ترجہ کنزالعرفان: یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں؟ یا وہ بڑے حاکم ہیں۔

﴿أَمْرُ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ﴾: یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں؟ یعنی اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے والوں کے پاس آپ کے رب عزوجل کے رزق اور اس کی رحمت وغیرہ کے خزانے ہیں کہ اس وجہ سے انہیں اختیار ہو کہ جہاں چاہیں خرچ کریں اور جسے چاہیں نبوت دیں اور جسے چاہیں نبوت سے محروم کر دیں یا وہ بڑے حاکم اور خود مختار ہیں کہ جو چاہے کریں اور کوئی انہیں پوچھنے والا نہ ہو، ایسا نہیں ہے۔^(۲) بلکہ کفار کا حال تو یہ ہے کہ اگر بالفرض وہ رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو خرچ ہو جانے کے

①.....جالین، الطور، تحت الآیة: ۳۶، ص ۴۳۶، حازن، الطور، تحت الآیة: ۳۶، ۱۸۹/۴، ملقطاً.

②.....جالین مع جمل، الطور، تحت الآیة: ۳۷، ۳۰۷/۷، حازن، الطور، تحت الآیة: ۳۷، ۱۸۹/۴، روح البیان، الطور،

تحت الآیة: ۳۷، ۲۰۳/۹، ملقطاً.

خوف سے کنجوسی کی وجہ سے انہیں روک لیتے، جیسا کہ ایک اور مقام ارشاد فرمایا:

قُلْ لَّوْ أَنْتُمْ تَعْبُدُونَ خِزَّيْنَ رَحْمَةً رَّحِيٍّ
إِذَا لَّا مَسْكُكُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ ۖ وَكَانَ
الْإِنْسَانُ قَتُورًا (۱)

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماد: اگر تم لوگ میرے رب کی
رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو خرچ ہو جانے کے
ڈر سے تم انہیں روک رکھتے اور آدمی بڑا کنجوس ہے۔

أَمَلَهُمْ سَلَمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۚ فَلَيَاتِ مُسْتَعِمْهُمْ بِسُلْطَنٍ مُّبِينٍ ۖ ط

ترجمہ کنز الایمان: یا ان کے پاس کوئی زینہ ہے جس میں چڑھ کر سن لیتے ہیں تو ان کا سننے والا کوئی روشن سند لائے۔

ترجمہ کنز العرفان: یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس میں چڑھ کر وہ سن لیتے ہیں۔ (اگر ایسا ہے) تو ان کے اس طرح
سننے والے کو کوئی روشن دلیل لانی چاہیے۔

﴿أَمَلَهُمْ سَلَمٌ﴾: یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ یا ان مشرکین کے پاس کوئی سیڑھی ہے اور وہ آسمان
کی طرف لگی ہوئی ہے جس پر چڑھ کر وہ فرشتوں کی باتیں سن لیتے ہیں اور انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کون پہلے ہلاک ہوگا
اور کس کی فتح ہوگی۔ اگر انہیں اس بات کا دعویٰ ہو تو ان کے اس طرح سننے والے کو کوئی روشن دلیل لانی چاہیے جیسا کہ
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صداقت پر دلیل پیش فرمائی ہے۔ (۲)

أَمَلَهُ الْبِنْتُ وَلَكُمْ الْبُتُونُ ۖ ط

ترجمہ کنز الایمان: کیا اس کو بیٹیاں اور تم کو بیٹے۔

ترجمہ کنز العرفان: کیا اللہ کیلئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے ہیں؟

۱..... بنی اسرائیل: ۱۰۰۔

۲..... جلالین، الطور، تحت الآیة: ۳۸، ص ۴۳۶، مدارك، الطور، تحت الآیة: ۳۸، ص ۱۱۷۶، تفسیر طبری، الطور، تحت
الآیة: ۳۸، ۴۹۶/۱۱، ملقطاً۔

﴿أَمَرَ لَهُ الْبَلَتْ﴾: کیا اللہ کیلئے بیٹیاں ہوں؟۔ اس آیت میں کفار کی حماقت اور بے وقوفی کا بیان ہے کہ وہ اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے ہیں حالانکہ بیٹیوں کو وہ خود اپنے لئے برا جانتے ہیں، جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا صَرَبَ لِلرَّحْمَنِ
مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ^(۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور جب ان میں کسی کو اس چیز کی خوشخبری سنائی جائے جس کے ساتھ اس نے رحمن کو متصف کیا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غم و غصے میں بھرا رہتا ہے۔

أَمَرْتَهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرٍ مُّثْقَلُونَ^ط

ترجمہ کنز الایمان: یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ جہتی کے بوجھ میں دبے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو کہ (جس سے) وہ تاوان کے بوجھ میں دبے ہوئے ہیں۔

﴿أَمَرْتَهُمْ أَجْرًا﴾: یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو۔ کفار نے شریعت کے احکام کو پس پشت ڈالا اور اپنی عقل کے مطابق جو انہیں اچھا لگا اس کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے شریعت کے احکام پس پشت ڈالنے پر اور اس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی چھوڑ دینے پر ابھارا، کیا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دین کی تعلیم دینے پر تم سے کوئی اجرت مانگی ہے کہ اس کی وجہ سے تم تاوان کے بوجھ میں دبے ہوئے ہو اور اس بوجھ کی وجہ سے اسلام قبول نہیں کرتے، جب یہ بھی نہیں ہے تو پھر اسلام قبول نہ کرنے کا تمہارے پاس کیا عذر ہے۔^(۲) اس سے معلوم ہوا کہ دین کے احکام پر عمل نہ کرنا اور اپنی عقل کے مطابق جو اچھا لگے اسی کی پیروی کرنا کفار کا طریقہ ہے اور انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ فی زمانہ ہمارے معاشرے میں کچھ ایسے لوگ بھی پائے جاتے

①..... زخرف: ۱۷۔

②..... تفسیر کبیر، الطور، تحت الآیۃ: ۴۰، ۲۱۹/۱۰، حازن، الطور، تحت الآیۃ: ۴۰، ۱۸۹/۴، ملتقطاً۔

ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے، اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے اور خود کو مسلمانوں میں شمار کرتے ہیں جبکہ ان کا حال یہ ہے کہ دین کے وہ احکام جو ان کی عقل کے ترازو پر پورے نہیں اترتے، ان کا مذاق اڑاتے، انہیں انسانیت کے برخلاف بتاتے اور قرآن وحدیث کی غلط تفسیر و تشریح کر کے اپنی طرف سے احکام گھڑتے اور اسے دین اسلام کی تعلیم بتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے، اور اپنی اس روش کو ترک کر کے اس طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بتایا ہے، امین۔

أَمْرٌ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: یا اُن کے پاس غیب ہیں جس سے وہ حکم لگاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یا ان کے پاس غیب ہے کہ وہ (اس کے ذریعے فیصلہ) لکھتے ہیں۔

﴿أَمْرٌ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ﴾: یا ان کے پاس غیب ہے۔ یعنی شریعت کے احکام پس پشت ڈالنے والے مشرکین کے پاس کیا غیب کا علم ہے جس کی وجہ سے وہ یہ حکم لگاتے ہیں کہ مرنے کے بعد نہیں اٹھیں گے اور اٹھے بھی تو انہیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ جب یہ بات بھی نہیں ہے تو وہ کیوں اسلام قبول نہیں کرتے۔

امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس جو کچھ اسرار، احکام اور کثیر خبروں کا علم غیب ہے وہ وحی کے ذریعے انہیں حاصل ہوا ہے۔“ (۱)

أَمْ يَرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿۳۲﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۖ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: یا کسی داؤں کے ارادہ میں ہیں تو کافروں پر ہی داؤں پڑنا ہے۔ یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا

1.....تفسیر کبیر، الطور، تحت الآیۃ: ۴۱، ۲۲۱/۱۰، مدارک، الطور، تحت الآیۃ: ۴۱، ص ۱۷۶، ملتقطاً.

ہے اللہ کو پاکی ان کے شرک سے۔

ترجمہ کنز العرفان: یا وہ کسی فریب کا ارادہ کر رہے ہیں تو کافر خود ہی (اپنے) فریب کا شکار ہونے والے ہیں۔ یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے؟ اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

﴿أَمْرٌ يُرِيدُونَ كَيْدًا﴾: یا وہ کسی فریب کا ارادہ کر رہے ہیں۔ ﴿لَعَنَىٰ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، یہ مشرکین زبانی طور پر ہی آپ کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ وہ کسی فریب کا ارادہ کر رہے ہیں اور دائر الٹڈ وہ میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے حبیب نبی، ہادی برحق صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نقصان پہنچانے اور قتل کرنے کے مشورے کر رہے ہیں تو کافر خود ہی اپنے فریب کا شکار ہونے والے ہیں اور ان کی دھوکہ دہی اور فریب کا وبال انہیں پر پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مشرکین کے فریب سے محفوظ رکھا اور بدر میں مشرکین کو ہلاک کر دیا۔^(۱) ﴿أَمْرٌ لَهُمُ اللّٰهُ غَيْرُ اللّٰهِ﴾: یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے؟ ﴿لَعَنَىٰ کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ مشرکین کا کوئی اور خدا ہے جو انہیں روزی دیتا ہو اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکتا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود ہی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے۔^(۲)

وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا دیکھیں تو کہیں گے تہ بہ تہ بادل ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر وہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا ہو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ تہ بہ تہ بادل ہے۔

﴿وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا﴾: اور اگر وہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا ہو دیکھیں گے۔ ﴿كُفَّارٍ مَّكَّةَ﴾ نے تاجدار رسالت سے مطالبہ کیا تھا کہ

①.....روح البیان، الطور، تحت الآية: ۴۲، ۲۰/۴/۹، جلالین، الطور، تحت الآية: ۴۲، ص ۴۳۷، ملقطاً.

②.....خازن، الطور، تحت الآية: ۴۳، ۱۸۹/۴، مدارک، الطور، تحت الآية: ۴۳، ص ۱۱۷۶، ملقطاً.

أَوْ تُسْقِطُ السَّمَاءَ كَمَا دَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسْفًا^(۱) ترجمہ کنزالعرفان: یا تم ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دو جیسا تم نے کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے اس مطالبے کے جواب میں فرماتا ہے کہ ان کا کفر اور عناد اس حد پر پہنچ گیا ہے کہ اگر ان پر ایسا ہی کیا جائے کہ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دیا جائے اور یہ لوگ آسمان سے اُسے گرتے ہوئے دیکھ بھی لیں تو بھی اپنے کفر سے باز نہیں آئیں گے اور عناد کی وجہ سے یہی کہیں گے کہ یہ تو تہہ در تہہ بادل ہے اور ہم اس سے سیراب ہوں گے۔^(۲) اس کی نظیر یہ آیت مبارکہ ہے:

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ^(۳) لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْجُورُونَ^(۴) ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر ہم ان کے لیے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیتے تا کہ دن کے وقت اس میں چڑھ جاتے۔ جب بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری نگاہوں کو بند کر دیا گیا ہے بلکہ

ہم ایسی قوم ہیں جن پر جادو کیا ہوا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے نصیب میں ایمان نہ ہو تو بڑا معجزہ دیکھ کر بھی اسے ہدایت نہیں مل سکتی۔

فَدَّرُ هُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ^(۵)

ترجمہ کنزالایمان: تو تم انھیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش ہوں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو تم انھیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بیہوش کر دیئے جائیں گے۔

﴿فَدَّرُ هُمْ﴾: تو تم انھیں چھوڑ دو۔ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جب یہ مشرکین عناد میں اس حد تک پہنچ چکے ہیں اور یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ وہ اپنے کفر سے نہیں پھریں گے تو آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور ان کی طرف توجہ نہ فرمائیں یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش کر دیئے جائیں گے۔ اس دن

①..... بنی اسرائیل: ۹۲۔

②..... خازن، الطور، تحت الآية: ۴۴، ۱۸۹/۴-۱۹۰۔

③..... حجر: ۱۵۴۔

سے مراد پہلی بار صور پھونکے جانے کا دن ہے اور بعض مفسرین نے اس سے موت کا دن بھی مراد لیا ہے۔^(۱)

يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٣٦﴾

ترجمہ کنز الایمان: جس دن ان کا دواؤں کچھ کام نہ دے گا اور نہ ان کی مدد ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: جس دن ان کا کوئی فریب انہیں کچھ کام نہ دے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی۔

﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا﴾: جس دن ان کا کوئی فریب انہیں کچھ کام نہ دے گا۔ یعنی مشرکین کو بے ہوش کر دیئے جانے کا دن وہ ہے جس دن ان کا کوئی فریب انہیں کچھ کام نہ دے گا بلکہ اُلٹا انہیں نقصان پہنچائے گا اور نہ ان سے عذاب دور کر دینے میں کسی کی طرف سے ان کی مدد ہوگی۔^(۲)

یاد رہے کہ کافروں کو ان کے فریب تو کچھ کام نہ دیں گے جبکہ دنیا میں ایمان قبول کرنے والوں کو قیامت کے دن ان کا ایمان لانا ضرور کام آئے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ
لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ^(۳)

ترجمہ کنز العرفان: اللہ نے فرمایا: یہ (قیامت) وہ دن ہے جس میں بچوں کو ان کا سچ نفع دے گا ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا بَآدًا ۖ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٧﴾

①..... جلالین مع صاوی، الطور، تحت الآیة: ۴۵، ۲۰۴۳/۶، مدارك، الطور، تحت الآیة: ۴۵، ص ۱۱۷۷، ملتقطاً.

②..... تفسیر طبری، الطور، تحت الآیة: ۴۶، ۴۹۸/۱۱، روح البیان، الطور، تحت الآیة: ۴۶، ۲۰۵/۹، ملتقطاً.

③..... مائتہ: ۱۱۹.

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک ظالموں کے لیے اس سے پہلے ایک عذاب ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ظالموں کے لیے اس سے پہلے ایک عذاب ہے مگر ان میں اکثر لوگ جانتے نہیں۔

﴿وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ﴾ اور بیشک ظالموں کے لیے اس سے پہلے ایک عذاب ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ ان کافروں کے لئے اُن کے کفر کی وجہ سے آخرت کے عذاب سے پہلے دنیا میں بھی ایک عذاب ہے مگر ان میں اکثر لوگ (غفلت اور جہالت کی وجہ سے) اپنے انجام کو جانتے نہیں اور نہ انہیں یہ معلوم ہے کہ وہ عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔ آخرت سے پہلے والے عذاب سے مراد یا تو بدر میں قتل ہونا ہے یا بھوک و قحط کی سات سالہ مصیبت یا عذابِ قبر مراد ہے۔ (۱)

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اس آیت سے عذابِ قبر (کاحق ہونا) ثابت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی قبر میں زندگی عطا فرمائے گا اور اسے ویسی ہی عقل عطا فرمائے گا جیسی دنیا میں اسے ملی تھی تاکہ وہ خود سے کئے گئے سوالات اور اس کی طرف سے دیئے گئے جوابات کو سمجھ سکے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جو انعامات یا عذابات تیار کئے ہیں ان کا فہم اسے حاصل ہو۔“ (۲)

وَأَصْدِرُ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۝
وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بیشک تم ہماری نگہداشت میں ہو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو۔ اور کچھ رات میں اس کی پاکی بولو اور تاروں کے پیٹھ دیتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اے محبوب! تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بیشک تم ہماری نگاہوں (حفاظت) میں ہو اور

①.....حازن، الطور، تحت الآية: ۴۷، ۱۹۰/۴۔

②.....روح البیان، الطور، تحت الآية: ۴۷، ۲۰۵/۹۔

اپنے قیام کے وقت اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے پاکی بیان کرو۔ اور رات کے کچھ حصے میں اس کی پاکی بیان کرو اور تاروں کے جانے کے بعد۔

﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ: اور اے محبوب! تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو حکم دیا ہے آپ اس پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرتے اور ممنوعات سے رکے رہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچاتے رہیں اور جو مہلت ان مشرکین کو دی گئی ہے اس پر دل تنگ نہ ہوں بیشک آپ ہماری حفاظت میں ہیں وہ آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔^(۱)

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ: اور اپنے قیام کے وقت اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے پاکی بیان کرو۔﴾ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ نماز کے لئے اپنے قیام کے وقت اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی تعریف کرتے ہوئے پاکی بیان کرو۔ اس صورت میں حمد سے تکبیرِ اولیٰ کے بعد سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنا مراد ہے۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ جب سو کر اٹھیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کیا کریں۔

تیسرا معنی یہ ہے کہ ہر مجلس سے اٹھتے وقت حمد اور تسبیح کیا کریں۔^(۲)

مجلس سے اٹھتے وقت کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس نے مجلس میں بہت سی لغو باتیں کیں تو اٹھنے سے پہلے یہ کلام کہے، اس کی لغو باتوں کی مغفرت ہو جائے گی، ”سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوبُ اِلَيْكَ“ یعنی اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، تیری پاکی اور حمد بیان کرتے ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں، میں تم سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔^(۳)

①.....تفسیر طبری، الطور، تحت الآیۃ: ۴۸، ۵۰/۱۱، جلالین، الطور، تحت الآیۃ: ۴۸، ص ۴۳۷، ملقطاً.

②.....مدارک، الطور، تحت الآیۃ: ۴۸، ص ۱۱۷۷.

③.....ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا قام من مجلسہ، ۲۷۳/۵، الحدیث: ۳۴۴۴.

انما سے پہلے پڑھا جائے والا وظیفہ

حضرت عاصم بن حمید رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے سوال کیا کہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کس طرح اپنی رات کی نماز شروع فرماتے تھے، آپ نے جواب دیا: تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی اور نے نہیں پوچھی، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو دس مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتے، دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتے، دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہتے، دس مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتے، دس مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہتے، پھر یوں دعا مانگتے ”اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَ اٰہْدِنِيْ وَ اَرْزُقْنِيْ وَ عَافِنِيْ“ یعنی اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ مجھے بخش دے اور مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے رزق دے اور مجھے عَافِیَّت دے۔ پھر آپ قیامت کے دن جگہ کی تنگی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔^(۱)

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ: اور رات کے کچھ حصے میں۔﴾ یعنی رات کے کچھ حصے میں اور تاروں کے چھپ جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد بیان کرو۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ان آیات میں تسبیح سے مراد نماز ہے۔^(۲)

①..... ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب ما یستفتح بہ الصلاة من الدعاء، ۲۹۷/۱، الحدیث: ۷۶۶.

②..... مدارک، الطور، تحت الآیة: ۴۹، ص ۱۱۷۷.

سُورَةُ النِّجْمِ

سورہ نجم کا تحارف

مستطاب منقول

سورہ نجم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ (۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 3 رکوع، 62 آیتیں، 360 کلمے، اور 1405 حروف ہیں۔ (۲)

نجم نام رکعت کی سورہ

عربی میں ستارے کو نجم کہتے ہیں نیز یہ ایک مخصوص ستارے کا نام بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی پہلی آیت میں ”نجم“ کی قسم ارشاد فرمائی اسی مناسبت سے اس کا نام ”سورہ نجم“ رکھا گیا۔

سورہ نجم کے فضائل

(۱)..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سجدہ والی سورتوں میں سب سے پہلے ”سورہ نجم“ نازل ہوئی، اس کی تلاوت کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور جتنے لوگ بھی آپ کے پیچھے تھے (مسلمان یا کافر) ان میں سے ایک کے علاوہ سب نے سجدہ کیا، میں نے اس (سجدہ نہ کرنے والے) کو دیکھا کہ اس نے اپنے ہاتھ میں مٹی لے کر اس پر سجدہ کر لیا اور اس (دن) کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل ہوا پڑا تھا اور وہ امیہ بن خلف تھا۔ (۳)

(۲)..... علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ احمد بن موسیٰ المعروف ابن مرددویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”سورہ نجم“ یہ وہ پہلی سورت ہے جس کا رسول

①..... خازن، تفسیر سورة النجم، ۱۹۰/۴۔

②..... خازن، تفسیر سورة النجم، ۱۹۰/۴۔

③..... بخاری، کتاب التفسیر، سورة النجم، باب فاسجدوا لله واعبدوا، ۳۳۸/۳، الحدیث: ۴۸۶۳۔

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا اور حرم شریف میں مشرکین کے سامنے پڑھی۔^(۱)

سورۃ نجم کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور قیامت کے دن مخلوق کو دوبارہ زندہ کئے جانے کے بارے میں بیان کیا گیا ہے، نیز اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں۔

(۱)..... اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے قسم ارشاد فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و شان بیان فرمائی۔

(۲)..... واقعہ معراج کا کچھ حصہ بیان کیا گیا اور معراج کو جھٹلانے والے مشرکین کا رد فرمایا گیا۔

(۳)..... ان بتوں کا ذکر کیا گیا جن کی مشرکین پوجا کرتے تھے اور ان کے معبود ہونے کو اور ان کی شفاعت سے متعلق کفار کے نظریے کا رد کیا گیا، نیز جو کفار فرشتوں کے نام عورتوں جیسے رکھتے تھے ان کا رد اور کفار کے علم کی حد بیان فرمائی گئی۔

(۴)..... کبیرہ گناہوں سے بچنے والوں کی جزاء بیان کی گئی اور ریاکاری کی مذمت فرمائی گئی۔

(۵)..... اسلام قبول کر کے اس سے منحرف ہونے والے ایک کافر کی مذمت فرمائی گئی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ مضمون بیان فرمایا جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں میں ذکر فرمایا گیا تھا کہ کوئی دوسرے کے گناہ پر پکڑا نہیں جائے گا اور آدمی اپنی ہی نیکیوں سے فائدہ پاتا ہے۔

(۶)..... قیامت کے دن اعمال دیکھے جانے اور ان کے مطابق جزا ملنے کا ذکر کیا گیا اور یہ بیان فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی زندگی اور موت دیتا ہے اور وہی مرنے کے بعد لوگوں کو زندہ کرے گا۔

(۷)..... اس سورت کے آخر میں قوم عاد، قوم ثمود، حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم اور حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر آنے والے عذابات کا ذکر کیا گیا تاکہ ان کا انجام سن کر کفار مکہ عبرت حاصل کریں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلانے سے باز آجائیں۔

①..... روح المعانی، سورۃ النجم، ۶۳/۱۴۔

سورہ نجم کے ساتھ مناسب

سورہ نجم کی اپنے سے ماقبل سورت ”طور“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ سورہ طور کے آخر میں ستاروں کا ذکر ہوا اور سورہ نجم کی ابتداء میں بھی ستارے کا ذکر ہوا۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ سورہ طور میں کفار کا یہ اعتراض ذکر کیا گیا کہ قرآن مجید نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی طرف سے بنالیا ہے، اور سورہ نجم کی ابتداء میں کفار کے اس اعتراض کا رد کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۝۱

ترجمہ کنزالایمان: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تارے کی قسم، جب وہ اترے۔

﴿وَالنَّجْمِ﴾ تارے کی قسم۔ ﴿﴾ اس آیت میں نجم سے کیا مراد ہے اس بارے میں مفسرین کے بہت سے قول ہیں اور ان اقوال کے اعتبار سے آیت کے معنی بھی مختلف ہیں۔

پہلا قول: اس سے مراد ”نُجُیَا“ ہے، اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ثریا تارے کی قسم! جب وہ فجر کے وقت غروب ہو۔ یاد رہے کہ اگرچہ ثریا کئی تارے ہیں لیکن ان پر نجم کا اطلاق عرب والوں کی عادت ہے۔

دوسرا قول: نجم سے نجوم کی جنس یعنی تمام تارے مراد ہیں۔ اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ

آسمان کے تمام تاروں کی قسم! جب وہ غروب ہوں۔

تیسرا قول: اس سے وہ نباتات مراد ہیں جو تناہیں رکھتیں بلکہ زمین پر پھیلتی ہیں۔ اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ زمین پر پھیلے ہوئے بیل بوٹوں کی قسم! جب وہ جنبش کریں۔

چوتھا قول: نجم سے مراد قرآن پاک ہے۔ اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ قرآن کی قسم! جب وہ رفتہ رفتہ نازل ہو۔

پانچواں قول: نجم سے مراد تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ مبارکہ ہے، اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ (اس پیارے چمکتے) تارے محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قسم! جب وہ معراج کی رات آسمانوں سے اترے۔^(۱)

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝۲

ترجمہ کنزالایمان: تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ ٹیڑھا راستہ چلے۔

﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ﴾: تمہارے صاحب نہ بہکے۔ ﴿اس آیت میں ”صَاحِبٌ“ سے مراد نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور ”نہ بہکے“ کے معنی یہ ہیں کہ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی حق اور ہدایت کے راستے سے عدول نہیں کیا اور ہمیشہ اپنے رب غُزَّوَجَلَّ کی توحید پر اور عبادت کرنے میں رہے، آپ کے دامنِ عِصْمَت پر کبھی کسی مکروہ کام کی گرد نہ آئی اور ”ٹیڑھا راستہ نہ چلنے“ سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیشہ رُشد و ہدایت کی اعلیٰ منزل پر فائز رہے، فاسد عقائد کا شائبہ بھی کبھی آپ کی مبارک زندگی تک نہ پہنچ سکا۔^(۲)

مکی اور مدنی فرق

یہاں ایک نکتہ قابل ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صفیٰ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بارے میں قرآن

①.....خازن، النجم، تحت الآية: ۱، ۴/۱۹۰، قرطبی، النجم، تحت الآية: ۱، ۶۲/۹، الجزء السابع عشر، ملتقطاً.

②.....ابو سعود، النجم، تحت الآية: ۲، ۶۴۱/۵.

پاک میں ارشاد فرمایا:

وَعَصَىٰ أَدَمُ رَبَّاهُ فَقَوَّي (۱)

ترجمہ کنزالعرفان: اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مقصد چاہا تھا وہ نہ پایا۔

اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ارشاد فرمایا:

مَا صَلَّيْ صَاحِبُكُمْ وَمَا عَوَّي

ترجمہ کنزالعرفان: تمہارے صاحب نہ بیکے اور نہ ٹیڑھا راستہ چلے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلند ہے۔

مفسر خود قرآن کریم کے نام اقدس کے ساتھ لفظ ”صاحب“ کے لفظ کا شرعی حکم

یہاں ایک شرعی مسئلہ یاد رہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اطلاق صاحب خود قرآن عظیم میں وارد ”وَالْتَّجْمُ إِذَا هَوَىٰ ۖ مَا صَلَّي صَاحِبُكُمْ وَمَا عَوَّي“ مگر نام اقدس کے ساتھ اس طور پر لفظ ”صاحب“ کا ملانا (جیسے محمد صاحب کہنا) یہ آریوں اور پادریوں کا شعار ہے، وہ اسے معروف تعظیم میں لاتے ہیں جو زید و عمر کے لئے رائج ہے کہ شیخ صاحب، مرزا صاحب، پادری صاحب، پنڈت صاحب، لہذا اس سے احتراز چاہئے، ہاں یوں کہا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے صاحب ہیں، آقا ہیں، مالک ہیں، مولیٰ ہیں۔ (۲)

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ ۚ إِنَّ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے۔

①..... طہ: ۱۶۱۔

②..... فتاویٰ رضویہ، کتاب السیر، ۶۱۳/۱۴۔

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ کوئی بات خواہش سے نہیں کہتے۔ وہ وحی ہی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔

﴿وَمَا يُنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار کہتے تھے: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ محمد (صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اسے اپنی طرف سے بنا لیا ہے، اس کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جو کلام تمہارے پاس لے کر آئے ہیں اس کی کوئی بات وہ اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اس قرآن کی ہر بات وہ وحی ہی ہوتی ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے ذریعے کی جاتی ہے۔^(۱)

عَلَيْهِ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝ ذُو مِرَّةٍ ۖ فَاسْتَوَىٰ ۝۶

ترجمہ کنز الایمان: انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا۔

ترجمہ کنز العرفان: انہیں سخت قوتوں والے، طاقت والے نے سکھایا، پھر اس نے قصد فرمایا۔

﴿عَلَيْهِ شَدِيدُ الْقُوَىٰ﴾: انہیں سخت قوتوں والے نے سکھایا۔ ﴿یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف وحی فرمائی وہ انہیں سخت قوتوں والے، طاقت والے نے سکھایا۔ بعض مفسرین نے یہ فرمایا ہے کہ سخت قوتوں والے، طاقتور سے مراد حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام ہیں اور سکھانے سے مراد اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے سکھانا یعنی اللہ تعالیٰ کی وحی کو حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک قلب تک پہنچانا ہے۔

حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کی شہادت اور قوت کا حال

حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کی شدت اور قوت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کی بستیوں کو زمین کی جڑ سے اکھاڑ کر اپنے پروں پر رکھ لیا اور آسمان کی طرف اتنا بلند کر دیا کہ ان لوگوں کے مرغوں کی بانگ اور کتوں کے بھونکنے کی آواز فرشتوں نے سنی، پھر ان بستیوں کو پلٹ کر پھینک دیا۔ ان کی طاقت کا یہ حال تھا کہ ارض مقدّسہ کی گھاٹی میں ابلیس کو حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کلام کرتے دیکھا تو انہوں نے اپنے پر سے پھونک

①.....خازن، النجم، تحت الآیة: ۳-۴، ۱۹۱/۴، جلالین، النجم، تحت الآیة: ۳-۴، ص ۴۳۷، ملقطاً.

مار کر ایلئس کو ہند کی سرزمین کے دور دراز پہاڑ پر پھینک دیا۔ ان کی شدت کی یہ کیفیت تھی کہ قومِ شمو داؤ اپنی کثیر تعداد اور بھرپور قوت کا مالک ہونے کے باوجود حضرت جبریل علیہ السلام کی ایک ہی چیخ سے ہلاک ہو گئی۔ ان کی طاقت کا یہ حال تھا کہ پلک جھکنے میں آسمان سے زمین پر نازل ہوتے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تک وحی پہنچا کر دوبارہ آسمان پر پہنچ جاتے۔

حضرت حسن بصری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ ”شَدِيدُ الْقَوَامِ“ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور اُس نے اپنی قدرت کے اظہار کے لئے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا۔ اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہیں کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے کسی واسطہ کے بغیر تعلیم فرمائی۔^(۱)

﴿فَاسْتَوٰی﴾ پھر اس نے قصد فرمایا۔ عام مفسرین نے ”فَاسْتَوٰی“ کا فاعل بھی حضرت جبریل علیہ السلام کو قرار دیا ہے اور اس کے یہ معنی مراد لئے ہیں کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام اپنی اصلی صورت پر قائم ہوئے، اور اصلی صورت پر قائم ہونے کا سبب یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت جبریل کو ان کی اصلی صورت میں ملاحظہ فرمانے کی خواہش ظاہر فرمائی تو حضرت جبریل علیہ السلام مشرق کی جانب میں حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے نمودار ہوئے اور ان کے وجود سے مشرق سے مغرب تک کا علاقہ بھر گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سوا کسی انسان نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھا۔^(۲)

امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھنا تو صحیح ہے اور حدیث سے ثابت ہے لیکن یہ حدیث میں نہیں ہے کہ اس آیت میں حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھنا مراد ہے بلکہ ظاہری طور پر تفسیر یہ ہے کہ ”فَاسْتَوٰی“ سے مراد سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بلند جگہ اور اعلیٰ مقام میں اِستَوٰی فرمانا ہے۔^(۳) تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اَفْقِ اَعْلٰی یعنی آسمانوں کے اوپر اِستَوٰی فرمایا اور حضرت جبریل علیہ السلام سِدْرۃ الْمُنْتَبٰی پر رک گئے اس سے آگے نہ بڑھ سکے اور عرض کی کہ اگر میں ذرا بھی آگے

①.....روح البیان، النجم، تحت الآیۃ: ۵، ۱۲، ۹، ۲۱۴، ۲۱۸، قرطبی، النجم، تحت الآیۃ: ۶، ۹، ۶۴، الجزء السابع عشر، ملتقطاً.

②.....ابو سعود، النجم، تحت الآیۃ: ۶، ۵، ۶۴۲.

③.....تفسیر کبیر، النجم، تحت الآیۃ: ۷، ۱۰، ۲۳۸-۲۳۹.

بڑھوں گا تو اللہ تعالیٰ کی تجلیات مجھے جلاؤ الیس گی، پھر حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آگے بڑھ گئے اور عرش کے اوپر سے بھی گزر گئے۔^(۱)

حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قول یہ ہے کہ اس آیت میں اِشْتَوٰی فرمانے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔^(۲)
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے ترجمے سے بھی اسی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہاں اِشْتَوٰی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔

وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ آسمانِ بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس حال میں کہ وہ آسمان کے سب سے بلند کنارہ پر تھے۔

﴿وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى﴾: اس حال میں کہ وہ آسمان کے سب سے بلند کنارہ پر تھے۔ ﴿یہاں بھی عام مفسرین اسی طرف گئے ہیں کہ یہ حال جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کا ہے لیکن امام رازی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ حال تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہے کہ آپ اُفُقِ اَعْلٰی یعنی آسمانوں کے اوپر تھے، اور (اس کی دلیل یہ ہے کہ) جس طرح کہنے والا کہتا ہے کہ میں نے چھت پر چاند دیکھا یا پہاڑ پر چاند دیکھا، تو اس بات کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ چاند چھت پر یا پہاڑ پر تھا بلکہ یہی معنی ہوتے ہیں کہ دیکھنے والا چھت یا پہاڑ پر تھا، اسی طرح یہاں بھی مراد یہ ہے کہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آسمانوں کے اوپر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی تجلی آپ کی طرف متوجہ ہوئی۔^(۳)

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝



①..... روح البیان، النجم، تحت الآية: ۶، ۲۱۷/۹.

②..... تفسیر قرطبی، النجم، تحت الآية: ۶، ۶۵/۹، الجزء السابع عشر.

③..... تفسیر کبیر، النجم، تحت الآية: ۷، ۲۳۸/۱۰.

ترجمہ کنزالایمان: پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا۔ تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر وہ جلوہ قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہو گیا۔ تو دو کمانون کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

﴿ثُمَّ دَنَا: پھر وہ قریب ہوا۔﴾ کون کس کے قریب ہوا اس کے بارے میں مفسرین کے کئی قول ہیں۔

(1)..... اس سے حضرت جبریل علیہ السلام کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ہونا مراد ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اپنی اصلی صورت دکھا دینے کے بعد حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قرب میں حاضر ہوئے پھر اور زیادہ قریب ہوئے۔

(2)..... اس سے تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے قرب سے مُشْرِف ہونا مراد ہے اور آیت میں قریب ہونے سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اوپر چڑھنا اور ملاقات کرنا مراد ہے اور اتر آنے سے نازل ہونا، لوٹ آنا مراد ہے۔ اس قول کے مطابق آیت کا حاصل معنی یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے قرب میں باریاب ہوئے پھر وصال کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر مخلوق کی طرف متوجہ ہوئے۔

(3)..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ ربُّ الْعَزَّتِ اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی۔ یہ تیسرا قول صحیح تر ہے اس کی تائید صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اور جَبَّارُ رَبُّ الْعَزَّتِ قریب ہوا۔“ (1)

(4)..... اس آیت کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ رُبُوبِیَّت میں مُقَرَّب ہو کر سجدہ طاعت ادا کیا۔ (2)

①..... بخاری، کتاب التوحید، باب قوله تعالى: و كلم الله موسى تكليماً، ۵۸۰/۴، الحديث: ۷۵۱۷.

②..... تفسير كبير، النجم، تحت الآية: ۸، ۲۳۹/۱۰، قرطبي، النجم، تحت الآية: ۸، ۶۶/۹، الجزء السابع عشر، روح البيان، النجم، تحت الآية: ۱۲، ۲۱۸/۹-۲۱۹، ملقطاً.

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰپنے مشہور کلام ”قصیدہ معراجیہ“ میں اسی آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب فرماتے ہیں:

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتہً فعل تھا ادھر کا تزلزلوں میں ترقی افزا دَنَی تَدَلّے کے سلسلے تھے
ہوایہ آخر کہ ایک بحر اتمّٰج بحرِ ہو میں اُبھرا دَنی کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیے تھے
اٹھے جو قصرِ دنی کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے
﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی﴾: تو دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ ﴿اس آیت میں مذکور لفظ
”قَوْسَيْنِ“ کا ایک معنی ہے دو ہاتھ (یعنی دو شرعی گز) اور ایک معنی ہے دو کمانیں۔ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ حضرت
جبریل اور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درمیان اتنا قرب ہوا کہ دو ہاتھ یا دو کمانوں کے برابر بلکہ اس
سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جلوے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
کے درمیان اتنی نزدیکی ہوئی کہ دو ہاتھ یا دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔^(۱)

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”فاصلے کی یہ مقدار بتانے میں انتہائی قرب کی طرف اشارہ
ہے کہ قرب اپنے کمال کو پہنچا اور باادب احباب میں جو نزدیکی تصوّر کی جاسکتی ہے وہ اپنی انتہاء کو پہنچی۔ مزید فرماتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس قدر قُرْبت سے معلوم ہوا کہ جو تاجدارِ رسالت
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں مقبول ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی مقبول ہے اور جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے مُردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بھی مردود ہے۔^(۲)

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب فرماتے ہیں،

وہ کہ اُس در کا ہوا خلقِ خدا اُس کی ہوئی وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ۱۰

①.....تفسیر قرطبی، النجم، تحت الآیۃ: ۹، ۶۶/۹، ۶۸، الجزء السابع عشر.

②.....روح البیان، النجم، تحت الآیۃ: ۱۲، ۲۱۹/۹.

ترجمہ کنزالایمان: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر اس نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو اس نے وحی فرمائی۔

﴿فَاَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدٍ مَّا أَوْحَىٰ﴾: پھر اس نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو اس نے وحی فرمائی۔ بعض مفسرین نے اس آیت کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف وہ وحی فرمائی جو حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائی اور اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وحی فرمائی جو اس نے وحی فرمائی۔ یہاں جو وحی فرمائی گئی اس کی عظمت و شان کی وجہ سے یہ بیان نہیں کیا گیا کہ وہ وحی کیا تھی۔^(۱)

حضرت جعفر صادق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی، یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا اور یہ خدا اور رسول کے درمیان کے اسرار ہیں جن پر ان کے سوا کسی کو اطلاع نہیں۔

بقلی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو تمام مخلوق سے مخفی رکھا اور یہ نہ بیان فرمایا کہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیا وحی فرمائی اور محبت و محبوب کے درمیان ایسے راز ہوتے ہیں جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ علماء نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس رات میں جو آپ کو وحی فرمائی گئی وہ کئی قسم کے علوم تھے، ان میں سے چند علوم یہ ہیں:

- (۱)..... شرعی مسائل اور احکام کا علم جن کی سب کو تبلیغ کی جاتی ہے۔
- (۲)..... اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے ذرائع جو خواص کو بتائے جاتے ہیں۔
- (۳)..... علوم دُوقِیَہ کے حقائق اور نتائج جو صرف اَخْصُ الخواص کو تلقین کئے جاتے ہیں۔
- (۴)..... اور ان علوم کی ایک قسم وہ اسرار ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرَّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں کوئی انہیں برداشت نہیں کر سکتا۔^(۲)

①..... جلالین مع جمل، النجم، تحت الآية: ۱۰، ۳۱۶/۷۔

②..... روح البیان، النجم، تحت الآية: ۱۲، ۲۲۱/۹-۲۲۲۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى ۝

ترجمہ کنز الایمان: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

ترجمہ کنز العرفان: دل نے اسے جھوٹ نہ کہا جو (آنکھ نے) دیکھا۔

﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى﴾: دل نے اس کو جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ یعنی سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قلبِ مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشمِ مبارک نے دیکھا۔ مراد یہ ہے کہ آنکھ سے دیکھا، دل سے پہچانا اور اس دیکھنے اور پہچاننے میں شک اور تردد دے راہ نہ پائی۔

مفسرین اور مفسرین کی بات کہ رب تعالیٰ کا یہ بارے

اب رہی یہ بات کہ کیا دیکھا، اس بارے میں بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا، لیکن صحیح مذہب یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا۔ اور یہ دیکھنا کیا سر کی آنکھوں سے تھا یا دل کی آنکھوں سے، اس بارے میں مفسرین کے دونوں قول پائے جاتے ہیں ایک یہ کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رب عَزَّوَجَلَّ کو اپنے قلبِ مبارک سے دیکھا۔

اور مفسرین کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رب عَزَّوَجَلَّ کو حقیقتاً چشمِ مبارک سے دیکھا۔

یہ قول حضرت انس بن مالک، حضرت حسن اور حضرت عکرمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو خَلَّت اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو کلام اور سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا۔ حضرت کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے دو بار کلام فرمایا اور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ دیکھا^(۱) لیکن حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا۔

①.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة والنجم، ۱۸۴/۵، الحدیث: ۳۲۸۹۔

وَسَلَّمَ کے دیدارِ الہی کا انکار کیا اور اس آیت کو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے دیدار پر محمول کیا اور فرمایا کہ جو کوئی کہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے ربَّ عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا اس نے جھوٹ کہا اور اس بات کی دلیل کے طور پر یہ آیت ”لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ“ تلاوت فرمائی۔

اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے یہاں چند باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا قول نفی میں ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا اثبات میں اور جب نفی اور اثبات میں ٹکراؤ ہو تو مثبت ہی مقدم ہوتا ہے کیونکہ نفی کرنے والا کسی چیز کی نفی اس لئے کرتا ہے کہ اُس نے نہیں سنا اور کسی چیز کو ثابت کرنے والا اثبات اس لئے کرتا ہے کہ اس نے سنا اور جانا تو علم ثابت کرنے والے کے پاس ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے یہ کلام حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نقل نہیں کیا بلکہ آیت سے جو آپ نے مسئلہ اخذ کیا اس پر اعتماد فرمایا اور یہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی اپنی رائے ہے جبکہ درحقیقت آیت میں ادراک یعنی احاطہ کی نفی ہے دیکھ سکنے کی نفی نہیں ہے۔

صحیح مسئلہ یہ ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دیدارِ الہی سے مُشْرِف فرمائے گئے، مسلم شریف کی حدیث مرفوع سے بھی یہی ثابت ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جو کہ حَبْرُ الْأُمَمَتِ ہیں وہ بھی اسی پر ہیں۔ حضرت حسن بصری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قسم کھاتے تھے کہ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شبِ معراج اپنے ربَّ عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا۔ امام احمد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے تھے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے ربَّ عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا اُس کو دیکھا اُس کو دیکھا۔ امام صاحب یفرماتے ہی رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہو گیا (پھر آپ نے دوسرا سانس لیا)۔ (۱)

أَفْتَبُّوْهُ عَلَى مَا يَرَى ۝ وَلَقَدْ رَأَا نَزْلَةَ الْخُرَى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ

الْبُتْهِ ۝

①.....خازن، النجم، تحت الآية: ۱۱، ۱۸، ۱۹۲/۴، ۱۹۴، روح البیان، النجم، تحت الآية: ۱۲، ۲۲۲/۹، ۲۲۳، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔ اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا۔ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی کے پاس۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔ اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا۔ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی کے پاس۔

﴿اَفْتُمْ وَنَا﴾: تو کیا تم ان سے جھگڑتے ہو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین کو جب معراج شریف کے واقعات معلوم ہوئے تو انہوں نے ان واقعات کا انکار کر دیا اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے طرح طرح کے سوالات کرنے لگے، کبھی کہتے کہ ہمارے سامنے بیٹ المقدس کے اوصاف بیان کریں اور کبھی کہتے کہ راستوں میں سفر کرنے والے ہمارے قافلوں کے بارے میں خبر دیں تو اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میرے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ان کے دیکھے ہوئے کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ انہوں نے تو سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی کے پاس وہ جلوہ بار بار دیکھا کیونکہ نمازوں میں تخفیف کی درخواست کرنے کیلئے چند بار چڑھنا اور اترنا ہوا۔ (۱)

یہاں ہم صحیح بخاری کی وہ روایت بیان کرتے ہیں جس میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بار بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ذکر ہے، چنانچہ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”معراج کی رات مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پھر میں واپس ہوا تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے کہا: آپ کو کیا حکم دیا گیا؟ میں نے کہا ”ہر دن میں پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کہا: آپ کی امت ہر دن پچاس نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھے گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کی اور بنی اسرائیل کو تو خوب آزمایا ہے، لہذا آپ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف لوٹے اور اس سے اپنی امت کے لیے آسانی مانگئے۔ چنانچہ میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر میں جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس آیا تو انہوں نے پہلے جیسا کلام کیا، میں پھر رب تعالیٰ کی طرف لوٹا تو اس نے مجھ سے

①.....حازن، النجم، تحت الآية: ۱۲-۱۴، ۱۹۲/۴، ملخصاً.

دس معاف فرمادیں، میں پھر حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے پاس آیا، انہوں نے پھر پہلے جیسا کلام کیا، میں پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دس اور معاف کر دیں، میں پھر حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی طرف لوٹا، انہوں نے پھر وہی کہا، میں پھر لوٹا تو مجھے ہر دن دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں پھر حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی طرف لوٹا، انہوں نے پھر وہی کہا، میں پھر لوٹا تو مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں پھر حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی طرف لوٹا اور انہوں نے کہا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا ”ہر دن پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پانچ نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی، میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کر لی ہے اور بنی اسرائیل کو تو میں نے اچھی طرح آزمایا ہے، آپ پھر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف لوٹئے، آپ اس سے اپنی امت کے لیے کمی کا سوال کریں۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کہا ”میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے اتنے سوال کر لیے کہ اب شرم کرتا ہوں، لیکن میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔“ (۱)

اس روایت میں حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے جن خدشات کا ذکر ہے ان کا ثبوت فی زمانہ عام نظر آتا ہے اور آج مسلمانوں کے لئے جتنا مشکل پانچ نمازیں ادا کرنا ہے شاید ہی کوئی چیز ان کے لئے اتنی مشکل ہو۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

﴿سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى: سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى﴾ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى بیری کا ایک درخت ہے، اس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان میں پھیلی ہیں جبکہ بلندی میں وہ ساتویں آسمان سے بھی گزر گیا ہے، اس کے پھل مقام ہجر کے منکوں جیسے اور پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں۔

مفسرین نے اس درخت کو سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى کہنے کی مختلف وجوہات بیان کی ہیں۔ ان میں سے دو وجوہات درج

ذیل ہیں:

- (۱)..... فرشتے، شہداء اور متقی لوگوں کی ارواح اس سے آگے نہیں جاسکتیں اس لئے اسے سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى کہتے ہیں۔
- (۲)..... زمین سے اوپر جانے والی چیزیں اور اوپر سے نیچے آنے والی چیزیں اس تک آ کر رک جاتی ہیں اس لئے اسے سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى کہتے ہیں۔ (۲)

①..... بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، ۵۸۴/۲، الحدیث: ۳۸۸۷۔

②..... صاوی، النجم، تحت الآیة: ۱۴، ۲۰۴۷/۶، قرطبی، النجم، تحت الآیة: ۱۴، ۷۱/۹، الجزء السابع عشر، ملقطاً۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ”جب تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معراج کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا اور سدرہ چھٹے آسمان پر ہے، زمین سے اوپر جانے والی چیزیں سدرہ پر آکر رک جاتی ہیں، پھر انہیں وصول کیا جاتا ہے اور اوپر سے نیچے آنے والی چیزیں اس تک آکر رک جاتی ہیں پھر انہیں وصول کیا جاتا ہے۔ (۱)

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰی ۱۵ اِذْ یُعْشٰی السِّدْرَةَ مَا یُعْشٰی ۱۶ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۱۷

ترجمہ کنز الایمان: اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھار ہاتھ جو چھار ہاتھ تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

ترجمہ کنز العرفان: اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھار ہاتھ جو چھار ہاتھ تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی۔

﴿جَنَّةُ الْمَأْوٰی: جنت الماویٰ﴾۔ یہ وہ جنت ہے جہاں حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قیام فرمایا تھا اور اسی جنت سے آپ زمین پر تشریف لائے تھے۔ (۲)

﴿اِذْ یُعْشٰی السِّدْرَةَ: جب سدرہ پر چھار ہاتھ تھا﴾۔ یعنی سدرہ کو فرشتوں نے اور انوار نے گھیرا ہوا تھا۔ (۳)

﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ: آنکھ نہ کسی طرف پھری﴾۔ یعنی اس دیدار کے وقت آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ ادب کی حد سے بڑھی۔ اس میں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قوت کے کمال کا اظہار ہے کہ اُس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں آپ ثابت قدم رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہوئے، دائیں بائیں کسی طرف

①.....مسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرۃ المنتہی، ص ۱۰۶، الحدیث: ۲۷۹ (۱۷۳)۔

②.....صاوی، النجم، تحت الآیۃ: ۱۵، ۲۰۴۸/۶۔

③.....خازن، النجم، تحت الآیۃ: ۱۶، ۱۹۳/۴۔

توجہ نہ فرمائی اور نہ مقصود کے دیدار سے آنکھ پھیری، نہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی طرح بے ہوش ہوئے بلکہ اس مقام میں ثابت رہے۔^(۱)

مُسْتَدْرِكُ مَسْنَدِ اَللّٰہِ عَلٰی عَزَّ وَ اَلٰہِ وَسَلَّم کی طاقت

اس سے معلوم ہوا کہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طاقت حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی طاقت سے زیادہ ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام تجلّی دیکھ کر بے ہوش ہو گئے اور حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھا تو نہ آنکھ چھکی، نہ دل گھبرایا اور نہ ہی بے ہوش ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اسی آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نگاہ نبوت کا عالم بیان فرماتے ہیں:

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال دھوم و آنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۱۸

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اس نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾: بیشک اس نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔ ﴿یعنی بے شک حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شب معراج اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی اور عظیم نشانیاں دیکھیں اور ملک و ملکوت کے عجائبات کو ملاحظہ فرمایا اور آپ کا علم تمام غیبی ملکوتی معلومات پر محیط ہو گیا۔^(۲)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

سرِ عرش پر ہے تری گز ردلِ فرش پر ہے تری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

①.....جلالین، النجم، تحت الآیۃ: ۱۷، ص ۴۳۸، حازن، النجم، تحت الآیۃ: ۱۷، ۱۹۳/۴، ملنقطاً.

②.....روح البیان، النجم، تحت الآیۃ: ۱۸، ۲۲۹/۹، ۲۳۲.

اَفَرَعَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزَّىٰ ۱۹ وَمَنْوَةَ الثَّالِثَةِ الْاُخْرٰی ۲۰

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ۔ اور اس تیسری منات کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو (اے لوگو!) کیا تم نے لات اور عزیٰ دیکھا۔ اور ایک اور تیسری منات کو۔

﴿اَفَرَعَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزَّىٰ﴾: تو کیا تم نے لات اور عزیٰ دیکھا۔ ﴿﴾ یہاں سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں لات، عزیٰ اور منات کا ذکر ہوا، یہ ان بتوں کے نام ہیں جنہیں مشرکین پوجتے تھے اور ان آیات میں ارشاد فرمایا گیا کہ کیا تم نے ان بتوں کو تحقیق اور انصاف کی نظر سے دیکھا ہے؟ اگر تم نے اس طرح دیکھا ہو تو تمہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ بت محض بے قدرت ہیں اور اللہ تعالیٰ جو کہ قادر اور برحق معبود ہے اسے چھوڑ کر ان بے قدرت بتوں کو پوجنا اور اس کا شریک ٹھہرنا کس قدر عظیم ظلم اور عقل و دانش کے خلاف ہے۔^(۱)

اَلَكُمْ الذِّكْرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی ۲۱ تِلْكَ اِذَا قَسَبَ ضُبُّی ۲۲

ترجمہ کنزالایمان: کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی۔ جب تو یہ سخت بھونڈی تقسیم ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تمہارے لئے بیٹا اور اس کیلئے بیٹی ہے۔ جب تو یہ غیر منصفانہ تقسیم ہے۔

﴿اَلَكُمْ الذِّكْرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی﴾: کیا تمہارے لئے بیٹا اور اس کیلئے بیٹی ہے۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین مکہ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ بت اور فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تمہارے لئے بیٹا اور اس کیلئے بیٹی ہے حالانکہ بیٹی تمہارے نزدیک ایسی بری چیز ہے کہ جب تم میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ بگڑ جاتا ہے اور رنگ سیاہ ہو جاتا ہے اور لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے حتیٰ کہ تم بیٹیوں سے اتنی

۱..... حازن، النجم، تحت الآية: ۱۹، ۱۹۵/۴، جلالین، النجم، تحت الآية: ۱۹-۲۰، ص ۴۳۸، ملقطاً.

نفرت کرتے ہو کہ انہیں زندہ درگور کر ڈالتے ہو پھر بھی اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتاتے ہو۔ یہ کتنی غیر منصفانہ تقسیم ہے کہ جو چیز اپنے لئے بری سمجھتے ہو وہ خدا کے لئے تجویز کرتے ہو۔^(۱)

إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْبَاءٌ سَبَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۖ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَى ۝۲۳

ترجمہ کنزالایمان: وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں حالانکہ بے شک ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آئی۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ تو صرف چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان (کی حقانیت) پر کوئی سند نہیں اتاری، وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں حالانکہ بیشک ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آ چکی ہے۔

﴿إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْبَاءٌ﴾: یہ تو صرف چند نام ہیں۔ یعنی ان بتوں کا نام الہ اور معبود تم نے اور تمہارے باپ دادا نے بالکل غلط طور پر رکھ لیا ہے، نہ یہ حقیقت میں الہ ہیں نہ معبود ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی حَقَّانیت پر کوئی سند نہیں اتاری بلکہ مشرکین کا بتوں کو پوجنا عقل، علم اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے خلاف نفس اور خواہشات کی اتباع اور وہم پرستی کی بنا پر ہے حالانکہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن پاک اور اللہ تعالیٰ کے رسول تشریف لائے ہیں اور انہوں نے صراحت کے ساتھ بار بار بتایا ہے کہ بت معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں۔^(۲)

①.....خازن، النجم، تحت الآية: ۲۱-۲۲، ۱۹۵/۴.

②.....خازن، النجم، تحت الآية: ۲۳، ۱۹۵/۴-۱۹۶، ملخصاً.

أَمْرٌ لِلْإِنْسَانِ مَا تَتَّبِعُ ﴿٢٢﴾ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا آدمی کو مل جائے گا جو کچھ وہ خیال باندھے۔ تو آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا انسان کو ہر وہ چیز حاصل ہے جس کی اس نے تمنا کی؟ تو آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے۔

﴿أَمْرٌ لِلْإِنْسَانِ مَا تَتَّبِعُ﴾: کیا انسان کو ہر وہ چیز حاصل ہے جس کی اس نے تمنا کی؟ ﴿یہاں انسان سے مراد مشرک ہے اور اس کی تمنا سے مراد بتوں کی شفاعت ہے اور آیت کا معنی یہ ہے کہ کافربتوں کے ساتھ جو جھوٹی امیدیں وابستہ رکھتے ہیں کہ وہ ان کی شفاعت کریں گے اور ان کے کام آئیں گے، یہ امیدیں باطل ہیں۔^(۱)

﴿فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ﴾: تو آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے۔ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسے ہی کچھ عطا فرماتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی پیروی کی ہو اور اپنی خواہشات کو چھوڑ دیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کا مالک ہے۔^(۲)

اس آیت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کافر اپنے من پسند معبودوں کی عبادت کر رہے ہیں (یہ جان لیں کہ) آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، وہ کافر کو اس کے کفر کی سزا چاہے دنیا میں دے یا آخرت تک اسے مہلت دیدے، یہ اس کی مرضی ہے۔^(۳)

وَكَمْ مِنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿٢١﴾

۱.....خازن، النجم، تحت الآية: ۲۴، ۱۹۶/۴، ملخصاً.

۲.....صاوی، النجم، تحت الآية: ۲۵، ۲۰۵۱/۶.

۳.....خازن، النجم، تحت الآية: ۲۵، ۱۹۶/۴.

ترجمہ کنزالایمان: اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جبکہ اللہ اجازت دے دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جبکہ اللہ اجازت دیدے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے۔

﴿وَكَمْ مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ﴾ اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں۔ ﴿لِعَنِ اللّٰه تَعَالٰی كِی بَارْكَاهُ مِی قَرَبُ اور مقام رکھنے کے باوجود فرشتے صرف اس کے لئے شفاعت کریں گے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے مومن کے لئے فرشتے شفاعت کریں گے اور جب شفاعت کے معاملے میں فرشتوں کا یہ حال ہے تو بتوں سے شفاعت کی اُمید رکھنا انتہائی جہالت اور حماقت ہے کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہ قرب حاصل ہے اور نہ کفار شفاعت کے اہل ہیں۔^(۱)

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيَسْئُونَ الْمَلِكَةَ تَسْبِيَةَ الْإِنثَى ۚ
وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۚ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي
مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ ۲۸ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّن تَوَلَّى ۚ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ
إِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۚ ۲۹ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: بے شک وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ملائکہ کا نام عورتوں کا سارکھتے ہیں۔ اور انہیں اس کی کچھ خبر نہیں وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں اور بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا۔ تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی۔

۱.....حازن، النجم، تحت الآية: ۲۶، ۱۹۶/۴، روح البیان، النجم، تحت الآية: ۲۶، ۲۳۷/۹، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک آخرت پر ایمان نہ رکھنے والے فرشتوں کے عورتوں جیسے نام رکھتے ہیں۔ اور انہیں اس کا کوئی علم نہیں، وہ تو صرف گمان کے پیچھے ہیں اور بیشک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا۔ تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھر اور اس نے صرف دنیاوی زندگی کو چاہا۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ﴾: بیشک وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بے شک وہ لوگ جو آخرت میں دوبارہ زندہ ہونے پر یقین نہیں رکھتے، وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو اس کی بیٹیاں بتا کر ان کے عورتوں جیسے نام رکھتے ہیں حالانکہ انہیں خود بھی اس بات کا کوئی یقینی علم نہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں بلکہ وہ تو فرشتوں کو عورتیں کہنے میں صرف گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یقین کی جگہ گمان کچھ کام نہیں دیتا کیونکہ حقیقتِ حال علم اور یقین سے معلوم ہوتی ہے نہ کہ وہم و گمان سے، لہذا اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اس سے منہ پھیر لیں جو ہمارے قرآن پر ایمان لانے سے پھر اور اس نے صرف دُنْیوی زندگی کو چاہا اور آخرت پر ایمان نہ لایا کہ اس کا طلبگار ہوتا اور آخرت کے لئے کچھ عمل کرتا۔^(۱)

﴿وَأَنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾: اور بیشک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا۔ ﴿اس مقام پر ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ علماء کرام نے جن شرعی مسائل کا حکم قرآن پاک یا احادیثِ طیبہ وغیرہ میں نہ پایا تو ان مسائل کا شرعی حکم قرآن و حدیث وغیرہ میں موجود ان جیسے دیگر مسائل پر قیاس کرتے ہوئے بیان فرمایا اور وہ قیاس جو قرآن پاک، حدیث پاک اور اجماع کے موافق ہو وہ بالکل حق ہے جبکہ وہ قیاس جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان کے مقابلے میں ہو وہ ناحق بلکہ بعض صورتوں میں کفر ہے اور یہاں آیت میں بھی اسی گمان کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان کے مقابلے میں ہو نہ کہ اس گمان کا ذکر ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان کے موافق ہو۔ قرآن و حدیث میں اس قیاس کے جائز ہونے کا ثبوت موجود ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان کے موافق ہو، جیسے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا دُنْیوی انجام بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ^(۲) ترجمہ کنزالعرفان: تو اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔

①.....حازن، النجم، تحت الآية: ۲۷-۲۹، ۱۹۶/۴.

②.....حشر: ۲.

یعنی ہر شخص اپنی عملی حالت کو ان کفار کی حالت پر قیاس کر لے تو اسے اپنا انجام خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ اور سنن ابوداؤد میں ہے کہ جب نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یمن کی طرف بھیجے کا ارادہ فرمایا تو ان سے ارشاد فرمایا: ”جب تمہارے سامنے مقدمہ پیش ہوگا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے۔ حضرت معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں (اس کا حکم) نہ پاؤ (تو کیسے فیصلہ کرو گے)۔ حضرت معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت سے فیصلہ کروں گا۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت میں (اس کا حکم) نہ پاؤ اور نہ ہی کتاب اللہ میں پاؤ (تو کیسے فیصلہ کرو گے) حضرت معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور حقیقت تک پہنچنے میں کوتاہی نہ کروں گا۔ (ان کی بات سن کر) حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے سینے کو تھپکا اور فرمایا: ”خدا عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ جس نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بھیجے ہوئے کو اس چیز کی توفیق بخشی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خوش کرے۔“ (۱)

لہذا زیر تفسیر آیت کو قیاس کا مطلقاً انکار کرنے کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

﴿وَلَمْ يُولَدِ إِلَّا الْحَيَوَةُ الدُّنْيَا﴾: اور اس نے صرف دنیاوی زندگی کو چاہا۔ ﴿﴾ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکین نہ آخرت کو مانتے ہیں اور نہ وہاں کے لئے تیاری کرتے ہیں بلکہ ان کی ہر کوشش دنیا کے لئے ہوتی ہے، اور فی زمانہ مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ کفار کی طرح آخرت کا انکار تو نہیں کرتے بلکہ انہیں قیامت قائم ہونے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور قیامت کے دن اعمال کے حساب اور ان کی جزا و سزا پر ایمان ہے لیکن وہ آخرت کی تیاری سے انتہائی غافل اور صرف اپنی دنیا سنوارنے میں لگے ہوئے ہیں۔ آج مسلمان اپنی اولاد کو دُنْیوی علوم و فنون کی تعلیم دینے اور اس تعلیم پر آنے والے بھاری اخراجات برداشت کرنے پر اس لئے تیار ہیں کہ ان کی دنیا سنور جائے گی جبکہ دینی اور مذہبی تعلیم دینے سے اس لئے کتراتے ہیں کہ کہیں ان کی دنیا خراب نہ ہو جائے اور یہی وجہ ہے کہ آج کل دینی مدارس میں زیادہ تر

①..... ابو داؤد، کتاب الاقضية، باب اجتہاد الرأی فی القضاء، ۴/۲۴، الحديث: ۳۵۹۲.

تعداد ان طالب علموں کی نظر آتی ہے جن کا تعلق غریب گھرانوں سے ہے۔

حضرت موسیٰ بن یسار رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں فرمائی جو اسے دنیا سے زیادہ ناپسندیدہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا پیدا فرمائی ہے تب سے اس کی طرف نظر نہیں فرمائی۔^(۱)

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اصل مقصود نہیں بنایا بلکہ اسے مقصود تک پہنچنے کا راستہ بنایا ہے۔^(۲) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے اور آخرت کی تیاری کی توفیق دے، آمین۔

ذٰلِكَ مَبْلَعُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۖ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ
وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَن اهْتَدَى ۝۳۰

ترجمہ کنزالایمان: یہاں تک ان کے علم کی پہنچ ہے بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے جس نے راہ پائی۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ ان کے علم کی انتہا ہے۔ بیشک تمہارا رب اسے خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے جس نے ہدایت پائی۔

﴿ذٰلِكَ مَبْلَعُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ﴾: یہ ان کے علم کی انتہا ہے۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ وہ کفار اس قدر کم عقل اور کم علم ہیں کہ انہوں نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دے دی ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اُن کے علم کی انتہا وہم اور گمان ہیں جو انہوں نے باندھ رکھے ہیں کہ (مَعَآذَ اللہ) فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں، وہ ان کی شفاعت کریں گے اور اس باطل وہم پر

①..... شعب الایمان، الحادی والسبعون من شعب الایمان... الخ، ۳۳۸/۷، الحدیث: ۱۰۵۰۰.

②..... روح البیان، النجم، تحت الآیة: ۳۰، ۲۴۰/۹.

بھروسہ کر کے اُنہوں نے ایمان اور قرآن کی پرواہ نہ کی۔^(۱)

اسی طرح ایک اور مقام پر کفار کے علم کی حد بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ (۲)
ترجمہ کنزالعرفان: آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی کو جانتے ہیں اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں۔

وَاللّٰهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَءَوْا بِاٰبَا
عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ بُرائی کرنے والوں کو ان کے کئے کا بدلہ دے اور نیک کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، تاکہ بُرائی کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے۔

﴿وَاللّٰهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ یعنی جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس نے کائنات کی تخلیق اس لئے فرمائی تاکہ مخلوق میں سے جس نے اس کی نافرمانی کی اور برے اعمال میں مصروف رہا اسے جہنم کی سزا دے اور جنہوں نے دنیا میں اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی اور نیک اعمال کئے انہیں انتہائی اچھا صلہ یعنی جنت عطا فرمائے۔^(۳)

الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبِيْرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشِ اِلَّا اللَّيْمَ ط اِنَّ رَبَّكَ

①.....حازن، النجم، تحت الآية: ۳۰، ۱۹۶/۴.

②.....روم: ۷.

③.....تفسير طبري، النجم، تحت الآية: ۳۰، ۵۲۵/۱۱، مدارك، النجم، تحت الآية: ۳۱، ص ۱۸۱، ملقطاً.

وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَإِذْ
 أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ
 بِمَنِ اتَّقَى ۚ ۞

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے بیشک
 تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے وہ تمہیں خوب جانتا ہے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں
 حمل تھے تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بناؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے بیشک
 تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے، وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں
 کے پیٹ میں حمل کی صورت میں تھے تو تم خود اپنی جانوں کی پاکیزگی بیان نہ کرو، وہ خوب جانتا ہے اسے جو پرہیزگار ہوا۔

﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ﴾: وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں۔ ﴿كَبِيرَ الْإِثْمِ﴾ گناہ وہ عمل
 ہے جس کا کرنے والا عذاب کا مستحق ہو یا یوں کہہ لیں کہ ناجائز کام کرنے کو گناہ کہتے ہیں۔ بہر حال گناہ کی دو قسمیں
 ہیں: (1) صغیرہ۔ (2) کبیرہ۔ کبیرہ گناہ وہ ہے جس کے کرنے پر دنیا میں حد جاری ہو جیسے قتل، زنا اور چوری وغیرہ یا
 اس پر آخرت میں عذاب کی وعید ہو جیسے غیبت، چغل خوری، خود پسندی اور ریا کاری وغیرہ اور فواحش میں ہر قبیح قول،
 فعل اور تمام صغیرہ، کبیرہ گناہ داخل ہیں، البتہ یہاں فواحش سے وہ کبیرہ گناہ مراد ہیں جن کی قباحت اور فساد بہت زیادہ
 ہو جیسے زنا کرنا، قتل کرنا اور چوری کرنا وغیرہ اور صغیرہ گناہ وہ ہے جس میں بیان کردہ باتیں نہ پائی جاتی ہوں۔ آیت کا
 خلاصہ یہ ہے کہ نیکی کرنے والے وہ لوگ ہیں جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس
 گئے اور رک گئے کہ اتنا تو کبیرہ گناہوں سے بچنے کی برکت سے معاف ہو جاتا ہے، بیشک تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ کی مغفرت

وسیع ہے تو وہ جو گناہ چاہے بغیر توبہ کے معاف کر دے۔^(۱)

گناہوں کی معافی کے معاملے میں اصول

یاد رہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت بہت وسیع ہے، وہ چاہے تو بڑے سے بڑے گناہگار مسلمان کو بغیر توبہ کے معاف فرما دے البتہ گناہوں کی معافی کے معاملے میں اصول یہ ہے کہ کبیرہ گناہ سچی توبہ کرنے سے معاف ہوتے ہیں اور صغیرہ گناہ کبیرہ گناہوں سے بچنے کی برکت سے بھی معاف ہو جاتے ہیں لیکن اگر کوئی صغیرہ گناہ مسلسل کرتے رہیں تو وہ صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”توبہ کرنے سے کبیرہ گناہ باقی نہیں رہتا اور صغیرہ گناہ کرتے رہنے سے صغیرہ نہیں رہتا (بلکہ کبیرہ بن جاتا ہے)۔“^(۲)

کبیرہ گناہوں سے بچنے کی نصیحت

کبیرہ گناہوں سے بچنے کی فضیلت کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُهْمُونَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمُ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلَ كَرِيمٍ^(۳)
ترجمہ کنز العرفان: اگر کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے دوسرے گناہ بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جو بندہ پانچوں نمازیں ادا کرتا رہتا ہے، رمضان کے روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔“^(۴)

①.....خازن، النجم، تحت الآیۃ: ۳۲، ۱۹۶/۴-۱۹۷، مدارك، النجم، تحت الآیۃ: ۳۲، ص ۱۱۸۱، ابو سعود، النجم، تحت الآیۃ: ۳۲، ۶۴۸/۵، ملقطاً.

②.....مسند شہاب، ۵۵۵- لا کبیرۃ مع استغفار، ۴۴/۲، الحدیث: ۸۵۳.

③.....نساء: ۳۱.

④.....سنن نسائی، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة، ص ۳۹۹، الحدیث: ۲۴۳۵.

نوٹ: کبیرہ گناہوں سے متعلق مزید معلومات کے لئے سورہ نساء کی آیت نمبر 31 کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیں،

نیز اس موضوع پر علامہ ابن حجر مکی کی تالیف ”الزَّوْاجِرُ عَنْ اقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ“ کا مطالعہ بھی بہت مفید ہے۔

﴿هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ﴾: وہ تمہیں خوب جانتا ہے۔ ﴿شانِ نزول﴾: یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو نیکیاں کرتے اور اپنے عملوں کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہمارے حج۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! تم فخر یہ طور پر اپنی نیکیوں کی تعریف نہ کرو اور جس کی حقیقت کے بارے میں تم نہیں جانتے اس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں اس سے بہتر ہوں، میں اس سے زیادہ پاکیزہ ہوں اور میں زیادہ متقی ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات کو خود جاننے والا ہے، وہ اُن کی ہستی کی ابتدا سے لے کر آخری ایام تک کے جملہ احوال جانتا ہے، وہ ان بندوں کو خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں اور اسی کا جاننا کافی ہے کیونکہ وہی جزا دینے والا ہے لہذا دوسروں پر اپنے اعمال کا اظہار اور نام و نمود سے کیا فائدہ۔^(۱)

ریا کاری، نام و نمود اور خود پسندی کی مذمت

ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اس آیت میں ریا کاری، اپنی نمود و نمائش اور خود پسندی کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے البتہ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اعتراف اور اطاعت و عبادت پر مسرت اور اس کے ادائے شکر کے لئے نیکیوں کا ذکر کیا جائے تو جائز ہے۔“^(۲)

عبادت اور اطاعت کے معاملے میں خود پسندی بہت بڑی حماقت ہے کہ ہماری عبادتوں کی اوقات ہی کیا ہے جس پر ناز کیا جائے یا جس کی بنا پر خود کو اچھا سمجھا جائے۔ امام غزالی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اسی بات کو منہاج العابدین میں بہت پیاری مثالوں کے ساتھ سمجھایا ہے۔ تفصیلی مطالعہ کیلئے مذکورہ کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں صرف ایک مثال دی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں: جب کوئی بڑا بادشاہ تھفہ اور تحائف پیش کرنے کی اجازت دے اور اس کی خدمت میں امیر ترین لوگ، بادشاہ، بڑے بڑے مرتبے اور منصب والے، رئیس اور عقلمند لوگ طرح طرح کے قیمتی جواہرات، بہترین ذخیرے اور بے حساب مال و دولت کے تحائف پیش کرنے لگیں، پھر اگر کوئی سبزی بیچنے والا معمولی قسم کی سبزی

①.....خازن، النجم، تحت الآية: ۳۲، ۱۹۸/۴، مدارك، النجم، تحت الآية: ۳۲، ص ۱۱۸۲.

②.....مدارك، النجم، تحت الآية: ۳۲، ص ۱۱۸۲ ملخصاً.

یا کوئی دیہاتی کم قیمت انگور کا خوشہ لے کر ان بڑے بڑے رئیسوں اور دولت مندوں کی جماعت میں گھس جائے جو بہترین، عمدہ اور قیمتی تحائف لے کر کھڑے ہیں اور بادشاہ کی خدمت میں ہدیے اور نذرانے کے طور پر وہ سبزی یا انگور کا خوشہ پیش کرے، پھر وہ بادشاہ اس کا نذرانہ قبول کر لے اور اس کے لئے بہترین اور نفیس شاہانہ لباس دینے اور اس کی عزت و احترام کرنے کا حکم دے تو کیا یہ اُس بادشاہ کا اس کے ساتھ انتہائی فضل و کرم نہ ہوگا اور پھر اگر یہ سبزی بیچنے والا یا دیہاتی بادشاہ پر احسان جتانے لگے اور اپنے اس ہدیے پر اترائے اور اسے بہت بڑا سمجھے اور بادشاہ کے احسان و انعام کو فراموش کر دے تو کیا ایسے شخص کو دیوانہ، بدحواس، بے وقوف، بے ادب، گستاخ اور انتہائی جاہل و نا سمجھ نہیں کہا جائے گا، لہذا (اے مسلمان!) تم پر لازم ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رات کے وقت نماز پڑھو اور دو رکعت نماز کی ادائیگی سے فارغ ہو کر غور و فکر تو کرو کہ روئے زمین کے مختلف خطوں اور گوشوں میں اس رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نجانے کتنے خُدام کھڑے ہوں گے، اسی طرح سمندروں میں، جنگلوں میں، صحراؤں میں، پہاڑوں میں اور شہروں میں کتنے اللہ تعالیٰ کے بندے بارگاہِ الہی میں دست بستہ کھڑے ہوں گے اور صدیقین، خائفین، مشتاقین، مجتہدین اور عاجزی کرنے والوں کی کتنی جماعتیں اللہ تعالیٰ کے لئے کھڑی ہوں گی اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں کتنی ستھری عبادت اور کتنی خالص بندگی ڈرنے والی جانوں، پاکیزہ زبانوں، رونے والی آنکھوں، خوفزدہ دلوں، کدورتوں سے پاک سینوں اور پرہیزگار اعضاء کی طرف سے پیش ہو رہی ہوں گی اور تمہاری نماز، اگرچہ تم نے اسے اچھی طرح ادا کرنے، اس کے احکام اور اخلاص کی رعایت کرنے میں بھرپور کوشش کی ہوگی لیکن پھر بھی اس بزرگ و برتر بادشاہ کے دربار میں پیش ہونے کے کہاں لائق ہوگی اور ان عبادتوں کے مقابلے میں اس کی کوئی حقیقت نہیں جو وہاں پیش ہو رہی ہیں اور کیوں نہ ہو کہ تم نے ان عبادتوں کو غافل دل سے ادا کیا اور اس میں طرح طرح کے عیوب و نقائص بھی ہیں اور بدن بھی گناہوں کی پلیدی سے نجس و ناپاک ہے اور زبان قسم قسم کے گناہوں اور بیہودگیوں سے آلودہ ہے تو ایسی ناقص نماز کہاں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے کے قابل ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسا ہدیہ پیش کرنے کی جرأت کون کر سکتا ہے؟^(۱)

①.....منہاج العابدین، العقبة السادسة، القادح الثانی، فصل فی من یعجب بعمله وینسی فضل اللہ علیہ، ص ۱۸۷-۱۸۸.

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى ۖ وَأَعْطَى قَلِيلًا وَأَكْدَى ۚ (۳۳)

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا۔ اور کچھ تھوڑا سا دیا اور روک رکھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا تم نے اسے دیکھا جو پھر گیا۔ اور اس نے تھوڑا سا مال دیا اور روک رکھا۔

﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى﴾: تو کیا تم نے اسے دیکھا جو پھر گیا۔ ﴿وَأَعْطَى قَلِيلًا وَأَكْدَى﴾: اس آیت کے شان نزول کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ان کے دین میں پیروی کی تھی، جب بعض مشرکین نے اسے عار دلائی اور کہا کہ تو نے اپنے بزرگوں کا دین چھوڑ دیا اور تو گمراہ ہو گیا ہے تو اُس نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے ایسا کیا ہے۔ عار دلانے والے کافر نے اس سے کہا کہ اگر تو شرک کی طرف لوٹ کر آئے اور اتنا مال مجھے دے تو تیرا عذاب میں اپنے ذمے لیتا ہوں۔ اس پر ولید اسلام سے مُخْرِف اور مُرْتَد ہو کر پھر شرک میں مبتلا ہو گیا اور جس شخص کو مال دینا ٹھہرا تھا، اسے ولید نے تھوڑا سا مال دیا اور باقی سے منع کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے اسے دیکھا جو ایمان اور اسلام سے پھر گیا اور اس نے عذاب اپنے ذمے لینے والے کو طے شدہ مال میں سے تھوڑا سا مال دیا اور باقی مال روک لیا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت عاص بن وائل سہمی کے بارے میں نازل ہوئی، وہ اکثر کاموں میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تائید و موافقت کیا کرتا تھا، پھر اس سے پھر گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی کہ اس نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کی قسم! محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہمیں بہترین اخلاق کا حکم فرماتے ہیں۔ اس صورت میں اس آیت اور بعد والی آیت کے معنی یہ ہیں کہ کیا تم نے اسے دیکھا جس نے تھوڑا سا اقرار کیا اور لازم حق میں سے تھوڑا سا ادا کیا اور باقی حق کی ادائیگی سے باز رہا یعنی ایمان نہ لایا۔^(۱)

أَعِنْدَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهَوَّيَرَى ۚ (۳۵)

1..... حازن، النجم، تحت الآية: ۳۳-۳۴، ۱۹۸/۴.

ترجہ کنز الایمان: کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے۔

ترجہ کنز العرفان: کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے۔

﴿اعْنِدَ كَعْلَمِ الْغَيْبِ﴾: کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ کیا اس شخص کے پاس غیب کا علم ہے جس کے ساتھی نے اس کے اُخروی عذاب کو اپنے ذمے لیا ہے اور اس غیب کے علم کی بنا پر اسے معلوم ہو گیا ہے کہ واقعی اس کا ساتھی اس کے گناہوں کا بوجھ اٹھالے گا اور اس کے اُخروی عذاب کو اپنے ذمے لے لے گا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔^(۱)

أَمْ لَمْ يُنَبِّأْ بِأَنِّي صُحُفٌ مُّوسَىٰ ۖ وَإِبْرَاهِيمَ الذِّمِّيَّ وَفِي ۙ

ترجہ کنز الایمان: کیا اُسے اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے موسیٰ کے۔ اور ابراہیم کے جو احکام پورے بجالایا۔

ترجہ کنز العرفان: یا کیا اسے اس کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے۔ اور ابراہیم کے جس نے (احکام کو) پوری طرح ادا کیا۔

﴿أَمْ لَمْ يُنَبِّأْ بِأَنِّي صُحُفٌ مُّوسَىٰ﴾: یا کیا اسے اس کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے۔ ﴿اس آیت میں صحیفوں سے مراد یا تو ریت شریف کی تختیاں ہیں یا وہ صحیفے مراد ہیں جو توریت شریف سے پہلے نازل ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلے ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ ان کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں کفار قریش سے زیادہ قریب ہے۔^(۲)

﴿وَإِبْرَاهِيمَ الذِّمِّيَّ وَفِي﴾: اور ابراہیم کے جس نے (احکام کو) پوری طرح ادا کیا۔ ﴿اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا بیان ہے کہ انہیں جو کچھ حکم دیا گیا تھا وہ انہوں نے پورے طور پر ادا کیا، اس میں بیٹے کو ذبح کرنا بھی داخل ہے اور اپنا آگ میں ڈالنا بھی شامل ہے اور اس کے علاوہ اور احکامات بھی داخل ہیں۔^(۳)

①..... جلالین، النجم، تحت الآية: ۳۵، ص ۴۳۹، تفسیر طبری، النجم، تحت الآية: ۳۵، ۵۳۱/۱۱، ۵۳۲، ملقطاً.

②..... جلالین مع صاوی، النجم، تحت الآية: ۳۶، ۲۰۵۴/۶.

③..... ابو سعود، النجم، تحت الآية: ۳۷، ۶۴۹/۵، ۶۵۰، ملخصاً.

أَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۖ (۳۸)

ترجمہ کنزالایمان: کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی۔

ترجمہ کنزالعرفان: (وہ بات یہ ہے) کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

﴿أَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ ﴿اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے وہ مضمون بیان فرمایا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں میں ذکر فرمایا گیا تھا، چنانچہ ارشاد فرمایا: وہ بات یہ ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور کوئی دوسرے کے گناہ پر پکڑا نہیں جائے گا۔ اس میں اس شخص کے قول کو باطل کر دیا گیا ہے جو ولید بن مغیرہ کے عذاب کا ذمہ دار بننا تھا اور اس کے گناہ اپنے ذمے لینے کو کہتا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے پہلے لوگ آدمی کو دوسرے کے گناہ پر بھی پکڑ لیتے تھے، اگر کسی نے کسی کو قتل کیا ہوتا تو اس قاتل کی بجائے اس کے بیٹے یا بھائی یا بیوی یا غلام کو قتل کر دیتے تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آیا تو آپ نے اس کی ممانعت فرمائی اور ان تک اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پہنچایا کہ کوئی کسی کے گناہوں کے بوجھ کی وجہ سے پکڑا نہیں جائے گا۔^(۱)

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۖ (۳۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یہ کہ انسان کیلئے وہی ہوگا جس کی اس نے کوشش کی۔

﴿وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ﴾ اور یہ کہ انسان کیلئے وہی ہوگا جس کی اس نے کوشش کی۔ ﴿اس سے مراد یہ ہے

①..... حازن، النجم، تحت الآية: ۳۸، ۱۹۹/۴۔

کہ آدمی اپنی ہی نیکیوں سے فائدہ پاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ مضمون بھی حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے صحیفوں کا ہے، اور کہا گیا ہے کہ یہ اُن ہی امتوں کے لئے خاص تھا جبکہ اس امت کے لئے ان کا اپنا عمل بھی ہے اور وہ عمل بھی ہے جو ان (کو ثواب پہنچانے) کے لئے کیا گیا ہو۔ اس آیت کے بارے میں مفسرین کے اور بھی اقوال ہیں:

(۱)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ یہ حکم ہماری شریعت میں اس آیت ”الْحَقُّنَا بِهِمْ دُرِّيَّاتَهُمْ“ سے منسوخ ہو گیا۔

(۲)..... یہاں انسان سے کافر مراد ہے اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ کافر کو کوئی بھلائی نہ ملے گی البتہ اس نے دنیا میں جو بھلائی کی ہوگی تو دنیا ہی میں رزق کی وسعت یا تندرستی وغیرہ کے ذریعے اس کا بدلہ اسے دے دیا جائے گا تا کہ آخرت میں اس کا کچھ حصہ باقی نہ رہے۔

(۳)..... مفسرین نے اس آیت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا ہے کہ آدمی عدل کے تقاضے کے مطابق وہی پائے گا جو اس نے کیا ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جو چاہے عطا فرمائے۔^(۱)

ابو نیکو کو نیک اعمال کا جو ثواب پہنچایا جاتا ہے

اس مقام پر ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ میت کو نیک اعمال کا جو ثواب پہنچایا جاتا ہے وہ اسے پہنچتا ہے اور یہ بات کثیر الاحادیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ایک شخص نے بارگاہ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں عرض کی: میری والدہ ماجدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں، میرا خیال ہے کہ اگر وہ کوئی بات کرتیں تو صدقہ دینے کا کہتیں، اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو کیا انہیں ثواب ملے گا۔ ارشاد فرمایا: ہاں۔^(۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، میری والدہ کا انتقال ہو گیا تھا اور میں ان کے پاس موجود نہیں تھا، اگر میں ان کی طرف سے کوئی خیرات کروں تو کیا انہیں ثواب پہنچے گا۔ تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”ہاں۔ حضرت سعد بن عبادہ

①..... خازن، النجم، تحت الآیۃ: ۳۹، ۱۹۹/۴، مدارک، النجم، تحت الآیۃ: ۳۹، ص ۱۸۲، ملقطاً.

②..... بخاری، کتاب الجنائز، باب موت الفجأة البغۃ، ۱/۶۸، الحدیث: ۱۳۸۸.

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی: میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرا خراف نامی باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔^(۱)

حضرت سعد بن عبادہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”میں نے (ایک مرتبہ) بارگاہ رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، سعد کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، تو کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا ”پانی۔ چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور کہا ”هَذِهِ لَأُمِّ سَعْدٍ“ یہ سعد کی والدہ (کے ایصالِ ثواب) کے لئے ہے۔^(۲)

نیز ایصالِ ثواب کے درست ہونے پر صحیح العقیدہ علماء امت کا اجماع ہے اور فقہ کی کتابوں میں بھی بکثرت مقامات پر اس کا جواز مذکور ہے، اسی لئے مسلمانوں میں جو یہ معمول ہے کہ وہ اپنے مُردوں کو فاتحہ، سوم، چہلم، برسی اور عرس وغیرہ میں عبادات اور صدقات سے ثواب پہنچاتے رہتے ہیں، ان کا یہ عمل احادیث کے بالکل مطابق ہے۔ نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ ایصالِ ثواب کے لئے شریعت کی طرف سے کوئی دن خاص نہیں بلکہ جب چاہیں جس وقت چاہیں ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں اور اگر عزیز رشتہ داروں یا دوست احباب کی سہولت کے لئے دن مُعَیَّن کر کے ایصالِ ثواب کیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَامِي ۚ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءُ الْأَوَّلَىٰ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔ پھر اس کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔ پھر اسے اس کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا۔

﴿وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَامِي ۚ اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ عنقریب قیامت کے دن ہر شخص کے اعمال اسے نظر آئیں گے۔ اس کی ایک صورت یہ ہوگی کہ اس کا نامہ اعمال اسے دیا جائے گا اور وہ اپنے نامہ اعمال میں اور میزان میں اپنے عمل دیکھے گا۔ اس میں مومن کے لئے بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے نیک اعمال دکھائے گا تاکہ اسے خوشی حاصل ہو اور کافر (کے لئے وعید ہے کہ وہ) اپنے برے اعمال (دیکھ کر ان)

①.....بخاری، کتاب الوصایا، باب اذا قال: ارضی او بستانی صدقة عن امی فهو جائز... الخ، ۲/۲۳۹، الحدیث: ۲۷۵۶.

②.....ابو داؤد، کتاب الزکاة، باب فی فضل سقی الماء، ۱۸۰/۲، الحدیث: ۱۶۸۱.

کی وجہ سے غمزدہ ہوگا۔ اور دوسری صورت یہ ہوگی کہ اچھے اعمال کو حسین و جمیل شکل عطا کی جائے گی اور برے اعمال کو بری صورت میں ڈھال دیا جائے گا تاکہ انہیں دیکھنا مومن کیلئے خوشی اور کافر کیلئے غم کا باعث ہو۔^(۱)

﴿ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْآخِرَ﴾: پھر اسے اس کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا۔ یعنی اعمال دیکھنے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کے اچھے اور برے اعمال کا بھرپور بدلہ دے گا۔^(۲)

وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُسْتَهْلَىٰ

ترجمہ کنز الایمان: اور یہ کہ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یہ کہ بیشک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے۔

﴿وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُسْتَهْلَىٰ﴾: اور یہ کہ بیشک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ غم نہ کریں کیونکہ تمام مخلوق کی انتہا آپ کے رب عزوجل کی طرف ہے اور آخرت میں انہیں اسی کی طرف لوٹنا ہے، وہی نیک اور بد انسان کو اس کے اعمال کی جزا دے گا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گناہگار کو ڈراتے ہوئے اور نیکوکار کو ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے سننے والو! بے شک تمام مخلوق کی انتہا تمہارے رب عزوجل کی طرف ہے، یہ بات اس لئے ارشاد فرمائی تاکہ گناہگار اپنے گناہوں سے باز آجائے اور نیکوکار اپنے نیک اعمال اور زیادہ کرے۔^(۳)

وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ

①.....روح البیان، النجم، تحت الآیة: ۴۰، ۲۵۲/۹، خازن، النجم، تحت الآیة: ۴۰، ۱۹۹/۴، جلالین مع صاوی، النجم، تحت الآیة: ۴۰، ۲۰۵۶/۶، ملتقطاً.

②.....روح البیان، النجم، تحت الآیة: ۴۱، ۲۵۳/۹، ملخصاً.

③.....تفسیر طبری، النجم، تحت الآیة: ۴۲، ۵۳۴/۱۱، خازن، النجم، تحت الآیة: ۴۲، ۱۹۹/۴-۲۰۰، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ کہ وہی ہے جس نے ہنسایا اور رو لایا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یہ کہ وہی ہے جس نے ہنسایا اور رو لایا۔

﴿وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكٌ وَابْكِي﴾ اور یہ کہ وہی ہے جس نے ہنسایا اور رو لایا۔ یعنی ایک ہی محل میں مختلف اوقات میں ایک دوسرے کے مخالف دو چیزوں، رونے اور ہنسنے کو پیدا کرنے پر اللہ تعالیٰ ہی قادر ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی قضاء، قدرت اور اس کے پیدا کرنے سے ہیں۔ اس کے علاوہ مفسرین نے اس آیت کے اور معنی بھی بیان فرمائے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں،

(۱)..... اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں داخل کر کے ہنسائے گا اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کر کے رُلائے گا۔

(۲)..... اللہ تعالیٰ دنیا والوں میں سے جسے چاہتا ہے ہنساتا ہے اور جسے چاہتا ہے رُلاتا ہے۔

(۳)..... اللہ تعالیٰ زمین کو نباتات کے ذریعے ہنساتا ہے اور آسمان کو بارش کے ذریعے رُلاتا ہے۔^(۱)

وَأَنَّهُ هُوَ أَمْاتٌ وَأَحْيَا ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ کہ وہی ہے جس نے مارا اور جلایا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یہ کہ وہی ہے جس نے موت اور زندگی دی۔

﴿وَأَنَّهُ هُوَ أَمْاتٌ وَأَحْيَا﴾ اور یہ کہ وہی ہے جس نے موت اور زندگی دی۔ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی دنیا میں موت دی اور وہی آخرت میں زندگی عطا فرمائے گا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی باپ دادا کو موت دی اور ان کی اولاد کو زندگی بخشی۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو کفر کی موت سے ہلاک کیا اور ایمانداروں

①..... حازن، النجم، تحت الآية: ۴۳، ۲۰۰/۴، تفسیر طبری، النجم، تحت الآية: ۴۳، ۵۳۴/۱۱، ملقطاً.

کو ایمانی زندگی بخشی۔ (۱)

وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۖ مِن تُفْطَةٍ إِذَا تُسْنَىٰ ۖ

ترجمہ کنز الایمان: اور یہ کہ اسی نے دو جوڑے بنائے نر اور مادہ۔ نطفہ سے جب ڈالا جائے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یہ کہ اسی نے نر اور مادہ دو جوڑے بنائے۔ نطفہ سے جب اسے ڈالا جائے۔

﴿وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ﴾: اور یہ کہ اسی نے دو جوڑے بنائے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب رحم میں نطفہ ڈالا جائے تو اس نطفہ سے انسانوں اور حیوانات کے نر اور مادہ دو جوڑے اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے (۲) اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت معلوم ہوئی کہ سانچہ ایک ہے مگر اس میں بننے والے برتن مختلف ہیں کہ ایک رحم، ایک ہی نطفہ مگر کبھی اس سے لڑکا بنتا ہے کبھی لڑکی، کبھی نر کبھی مادہ۔ سُبْحَانَ اللَّهِ۔

وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشَاطَ الْآخِرَىٰ ۖ وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ۖ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشَّعْرَىٰ ۖ

ترجمہ کنز الایمان: اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے پچھلا اٹھانا۔ اور یہ کہ اسی نے غنی دی اور قناعت دی۔ اور یہ کہ وہی ستارہ شعرئ کا رب ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یہ کہ دوبارہ زندہ کرنا اسی کے ذمہ ہے۔ اور یہ کہ وہی ہے جس نے غنی کیا اور قناعت دی۔ اور یہ کہ وہی شعرئ (نامی ستارے) کا رب ہے۔

①.....مدارك، النجم، تحت الآية: ۴۴، ص ۱۱۸۳.

②.....روح البيان، النجم، تحت الآية: ۴۵-۴۶، ۲۵۵/۹.

﴿وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشَآءَ الْأُخْرَىٰ﴾: اور یہ کہ دوبارہ زندہ کرنا اسی کے ذمہ ہے۔ ﴿اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر زندہ کرنا واجب ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت میں زندہ فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے اپنے وعدے کو پورا فرمانے کے لئے اللہ تعالیٰ مخلوق کو اس کی موت کے بعد زندہ فرمائے گا۔ (۱)

﴿وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ﴾: اور یہ کہ وہی ہے جس نے غنی کیا۔ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ ہی لوگوں کو مال و دولت سے نواز کر غنی کرتا ہے اور قناعت کی نعمت سے بھی وہی نوازتا ہے۔ (۲)

﴿وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشُّعْرَىٰ﴾: اور یہ کہ وہی شعریٰ کا رب ہے۔ ﴿شعریٰ ایک ستارہ ہے جو کہ شدید گرمی کے موسم میں جوزاء ستارے کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ دور جاہلیت میں خزاعہ قبیلے کے لوگ اس کی عبادت کرتے تھے اور ان میں سب سے پہلے عبادت کا یہ طریقہ ان کے ایک سردار ابو کبشہ نے جاری کیا۔ اس آیت میں انہیں بتایا گیا کہ سب کا رب اللہ تعالیٰ ہے اور جس ستارے کی تم پوجا کرتے ہو اس کا رب بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ (۳)

وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادَ الْأُولَىٰ ۝ وَثَمُودَ أَنْبَا ابْنِ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک فرمایا۔ اور ثمود کو تو کوئی باقی نہ چھوڑا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک فرمایا۔ اور ثمود کو تو اس نے (کسی کو) باقی نہ چھوڑا۔

﴿وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادَ الْأُولَىٰ﴾: اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک فرمایا۔ ﴿قوم عاد دو ہیں، ایک حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم، یہ چونکہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے پہلے تیز آندھی سے ہلاک ہوئے تھے اس لئے انہیں پہلی عاد کہتے ہیں اور ان کے بعد والوں کو دوسری عاد کہتے ہیں کیونکہ وہ انہیں کی اولاد میں سے تھے۔ (۴)﴾
﴿وَتَمُودَ أَنْبَا ابْنِ﴾: اور ثمود کو تو اس نے (کسی کو) باقی نہ چھوڑا۔ ﴿ثمود حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم تھی، اس

①.....روح البیان، النجم، تحت الآية: ۴۷، ۲۵۶/۹.

②.....روح البیان، النجم، تحت الآية: ۴۸، ۲۵۶/۹.

③.....مدارک، النجم، تحت الآية: ۴۹، ص ۱۱۸۳، حازن، النجم، تحت الآية: ۴۹، ۲۰۰/۴، ملقطاً.

④.....حازن، النجم، تحت الآية: ۵۰، ۲۰۰/۴.

قوم کو اللہ تعالیٰ نے (حضرت جبریل علیہ السلام کی) چیخ سے ہلاک کیا اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔^(۱)

وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغٰی ۝۵۲

ترجمہ کنزالایمان: اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو بے شک وہ ان سے بھی ظالم اور سرکش تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو (ہلاک کیا) بیشک وہ ان (دوسروں) سے بھی زیادہ ظالم اور سرکش تھے۔

﴿وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ﴾: اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو۔ ﴿یعنی عاد اور ثمود سے پہلے﴾ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو غرق کر کے ہلاک کیا بیشک وہ ان عاد اور ثمود سے بھی زیادہ ظالم اور سرکش تھے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان میں ایک ہزار برس کے قریب تشریف فرما رہے، لیکن انہوں نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت قبول نہ کی اور ان کی سرکشی بھی کم نہ ہوئی۔^(۲)

وَالْمُتَفَكِّهَةِ أَهْوٰی ۝۵۳ فَغَشَّاهَا مَا غَشٰی ۝۵۴ فَبَآءِ ۤالْآءِ رَٰبِّكَ
تَبَّٰرَکَ ۝۵۵

ترجمہ کنزالایمان: اور اُس نے اُلٹنے والی بستی کو نیچے گرایا۔ تو اس پر چھایا جو کچھ چھایا۔ تو اے سننے والے اپنے رب کی کوئی نعمتوں میں شک کرے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس نے اُلٹنے والی بستیوں کو نیچے گرایا۔ پھر ان بستیوں کو اس نے ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپ لیا۔ تو اے بندے! تو اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں میں شک کرے گا؟

①.....خازن، النجم، تحت الآية: ۵۱، ۴/۲۰۰.

②.....خازن، النجم، تحت الآية: ۵۲، ۴/۲۰۰، جلالین، النجم، تحت الآية: ۵۲، ص ۴۳۹، ملقطاً.

﴿وَالْمُوتِفَكَّةَ أَهْوَى﴾ اور اس نے اللہ والی بستیوں کو نیچے گرایا۔ ﴿ان بستیوں سے مراد حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی بستیاں ہیں جنہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھا کر اوندھا کر کے زمین پر ڈال دیا اور ان بستیوں کو زیر و زبر کر دیا۔^(۱)

﴿فَعَشِمَ هَامَا عَشَى﴾ پھر ان بستیوں کو اس نے ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپ لیا۔ ﴿یعنی بستیوں کو اللہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان بستیوں کو نشان لگے ہوئے پتھروں کی خوفناک بارش سے ڈھانپ دیا۔^(۲)

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَكَاهَى﴾ تو اے بندے! تو اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں میں شک کرے گا؟ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرنے والی نعمتیں بے شمار ہیں جن میں سے بعض کا اوپر تذکرہ ہوا، پھر اے بندے! تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرنے والی کون کون سی نعمتوں میں شک کرے گا؟

هَذَا نَذِيرٌ مِّنَ النَّذِرِ الْأُولَى ۝ أَرَفَتِ الْأَرْفَةَ ۝ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: یہ ایک ڈرسانے والے ہیں اگلے ڈرانے والوں کی طرح۔ پاس آئی پاس آنے والی۔ اللہ کے سوا اس کا کوئی کھولنے والا نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ پہلے ڈرسانے والوں میں سے ایک ڈرسانے والے ہیں۔ قریب آنے والی (قیامت) قریب آگئی۔ اللہ کے سوا اسے کوئی کھولنے والا نہیں۔

﴿هَذَا نَذِيرٌ﴾ یہ ایک ڈرسانے والے ہیں۔ ﴿یعنی اے لوگو! جس طرح پہلے ڈرسانے والے اپنی قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے اسی طرح تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ایک ڈرسانے والے عظیم رسول ہیں جو

①..... جلالین، النجم، تحت الآية: ۵۳، ص ۴۳۹-۴۴۰.

②..... خازن، النجم، تحت الآية: ۵۴، ۲۰۱/۴.

تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔^(۱)

﴿أَزَقْتُ الْأَرْقَةَ﴾: قریب آنے والی قریب آگئی۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ قیامت قریب آچکی ہے اور جب قیامت قائم ہونے کا وقت آئے گا تو اسے اللہ تعالیٰ ہی ظاہر فرمائے گا۔ اسی سے متعلق ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسُهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۖ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمُ إِلَّا بَغْتَةً^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کے قائم ہونے کا وقت کب ہے؟ تم فرماؤ: اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے، اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا، وہ آسمانوں اور زمین میں بھاری پڑ رہی ہے، تم پر وہ اچانک ہی آجائے گی۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ قیامت قریب آگئی ہے اور جب قیامت قائم ہوگی تو اس کی ہولناکیوں اور شدتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ انہیں دور نہ فرمائے گا۔^(۳)

أَفِئْتُمْ هَذَا الْحَدِيثَ تَعْجَبُونَ ۖ ۵۹ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَتَّبِعُونَ ۖ ۶۰
وَأَنْتُمْ سِيدُونَ ۖ ۶۱ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۖ ۶۲

ترجمہ کنز الایمان: تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو۔ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ اور تم کھیل میں پڑے ہو۔ تو اللہ کے لیے سجدہ اور اس کی بندگی کرو۔

ترجمہ کنز العرفان: تو کیا اس بات پر تم تعجب کرتے ہو؟ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو۔ اور تم غفلت میں پڑے ہوئے

۱.....حازن، النجم، تحت الآية: ۵۶، ۲۰۱/۴.

۲.....اعراف: ۱۸۷.

۳.....مدارک، النجم، تحت الآية: ۵۷-۵۸، ص ۱۱۸۴.

ہو۔ تو اللہ کے لیے سجدہ کرو اور عبادت کرو۔

﴿أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ﴾: تو کیا اس بات پر تم تعجب کرتے ہو؟ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے کی وجہ سے اس قرآن کا انکار کرتے ہو اور اس کا مذاق اڑاتے ہوئے ہنستے ہو اور اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کی جو وعیدیں اس میں بیان ہوئی ہیں انہیں سن کر روتے نہیں حالانکہ تم نافرمان ہو اور اس قرآن میں ذکر کی گئی عبرت اور نصیحت انگیز باتوں سے غفلت میں پڑے ہوئے ہو اور اس کی آیتوں سے منہ پھیرتے ہو۔^(۱)

﴿فَأَسْجُدْ لِلَّهِ﴾: تو اللہ کے لیے سجدہ کرو۔ ﴿یعنی اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو ہدایت عطا فرمائی ہے، اس کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کیونکہ اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔^(۲)

نوٹ: یاد رہے کہ یہ آیت آیات سجدہ میں سے ہے، اسے پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے۔

①.....تفسیر طبری، النجم، تحت الآية: ۵۹-۶۱، ۱۱/۵۴۱.

②.....خازن، النجم، تحت الآية: ۶۲، ۴/۲۰۱.

سُورَةُ الْقَمَرِ

سورة قمر کا تعارف

تمام جدول

سورة قمر اس آیت ”سَيَهْرُمُ الْجُمْعُ“ کے علاوہ مکہ ہے۔ (1)

آیات کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 3 رکوع، 55 آیتیں، 342 کلمے اور 1423 حروف ہیں۔ (2)

قمر کا نام رکھنے کی وجہ

عربی میں چاند کو قمر کہتے ہیں۔ اس سورت کی پہلی آیت میں چاند کے پھٹ جانے کا بیان کیا گیا ہے، اس مناسبت سے اس کا نام ”سورة قمر“ رکھا گیا ہے۔

سورة قمر کے فضائل

(1)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”سورة اِقْتَرَبَ کی تلاوت کرنے والے (کا چہرہ قیامت کے دن روشن ہوگا کہ اس سورت) کو تورات میں ”مُبِیَّضَةُ“ یعنی روشن کرنے والی پکارا جاتا ہے کیونکہ یہ اپنی تلاوت کرنے والے کا چہرہ اس دن روشن کرے گی جس دن چہرے سیاہ ہوں گے۔ (3)

(2)..... حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے رات میں سورة سجدہ، سورة قمر اور سورة ملک کی تلاوت کی تو یہ سورتیں، شیطان اور شرک سے اس کی حفاظت کریں گی اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے درجات میں بلندی عطا کرے گا۔ (4)

①..... حازن، تفسیر سورة القمر، ۲۰۱/۴، جلالین، سورة القمر، ص ۴۴۰.

②..... حازن، تفسیر سورة القمر، ۲۰۱/۴.

③..... شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی فضائل السور والآیات، ۴۹۰/۲، الحدیث: ۲۴۹۵.

④..... کنز العمال، کتاب الاذکار، قسم الاقوال، الباب السابع، الفصل الاول، ۲۶۹/۱، الجزء الاول، الحدیث: ۲۴۱۰.

سورہ قمر کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور قرآن مجید کی صداقت وغیرہ اسلام کے بنیادی عقائد کے بارے میں بیان کیا گیا ہے، نیز اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں

(1)..... اس سورت کی ابتداء میں تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک معجزہ اور کفار مکہ کے طرزِ عمل کو بیان فرمایا گیا۔

(2)..... حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین سے اعراض کرنے اور انہیں قیامت قریب آنے اور اس دن انہیں پہنچنے والی سختیوں سے ڈرانے کا حکم دیا گیا۔

(3)..... حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے اختصار کے ساتھ سابقہ امتوں میں سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم، قوم عاد، قوم ثمود، حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم اور فرعون کی قوم کے حالات اور ان کا انجام بیان کیا گیا اور کفارِ قریش کو مخاطب کر کے ان امتوں کے انجام سے ڈرایا گیا۔

(4)..... اس سورت کے آخر میں بد بخت کفار کا حال اور سعادت مند متقی لوگوں کی جزا کو بیان فرمایا گیا۔

سورہ نجم کے مضامین و مباحث

سورہ قمر کی اپنے سے ماقبل سورت ”نجم“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورہ نجم کی طرح اس سورت میں بھی اپنے رسولوں کو جھٹلانے والی سابقہ امتوں کے احوال اور ان کا انجام بیان کیا گیا ہے۔^(۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

1..... تناسق الدرر، سورۃ القمر، ص ۲۰ ملخصاً۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ①

ترجمہ کنزالایمان: پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔

ترجمہ کنز العرفان: قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ: قیامت قریب آگئی﴾ یعنی قیامت کے نزدیک ہونے کی نشانی ظاہر ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ سے چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹ گیا۔ چاند کا دو ٹکڑے ہونا جس کا اس آیت میں بیان ہے، یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روشن معجزات میں سے ہے۔^(۱)

اشارے کا ترجمہ

صحاح ستہ کی کثیر احادیث میں اس عظیم معجزے کے مختلف پہلو بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اہل مکہ نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایک معجزہ دکھانے کی درخواست کی تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چاند ٹکڑے کر کے دکھایا۔^(۲)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے، تب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گواہ رہو۔^(۳)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا تو کفار قریش نے کہا: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے جادو سے ہماری نظر بند کر دی ہے، اس پر ان کی جماعت کے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ ہماری نظر بندی ہے تو باہر کہیں بھی کسی کو چاند کے دو حصے نظر نہ آئے ہوں

①.....حازن، القمر، تحت الآية: ۱، ۲۰۱/۴۔

②.....بخاری، کتاب المناقب، باب سؤال المشركين ان يريهم النبي صلى الله عليه وسلم آية... الخ، ۵۱۱/۲، الحديث: ۳۶۳۷۔

③.....بخاری، کتاب التفسير، سورة اقتربت الساعة القمر، باب وانشق القمر... الخ، ۳۳۹/۳، الحديث: ۴۸۶۴۔

گے۔ اب جو قافلے آنے والے ہیں اُن کی جستجو رکھو اور مسافروں سے دریافت کرو، اگر دوسرے مقامات سے بھی چاند کا ٹکڑے ہونا دیکھا گیا ہے تو بے شک معجزہ ہے۔ چنانچہ سفر سے آنے والوں سے دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ اس روز چاند کے دو حصے ہو گئے تھے۔^(۱) اب مشرکین کو انکار کی گنجائش نہ رہی لیکن وہ جاہلانہ طور پر اسے جادو ہی جادو کہتے رہے۔

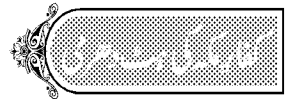
ان کے علاوہ صحاح ستہ کی اور احادیث میں بھی اس عظیم معجزے کا بیان ہے اور یہ خبر شہرت کے اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ اس کا انکار کرنا عقل و انصاف سے دشمنی اور بے دینی ہے۔

وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعَرِّضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَبِرٌّ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر کفار کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ تو کوئی دائمی جادو ہے۔

﴿وَإِنْ يَرَوْا آيَةً﴾ اور اگر کفار کوئی نشانی دیکھتے ہیں۔ ﴿اس آیت میں کفار مکہ کی ایک عادت بیان کی گئی کہ وہ اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور نبوت پر دلالت کرنے والی کوئی نشانی جیسے چاند کا دو ٹکڑے ہونا یا کوئی اور نشانی دیکھتے ہیں تو اس نشانی میں غور کر کے اس کی حقیقت جاننے، اس کی تصدیق کرنے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو کچھ ہمیں دکھا رہے ہیں یہ تو کوئی دائمی طاقتور جادو ہے۔^(۲)



اس آیت میں کفار مکہ کا جو حال بیان ہوا کہ ان کا مطالبہ پورا بھی کر دیا جائے تو بھی یہ ایمان نہیں لاتے، اس کا

①.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة القمر، ۱۸۹/۵، الحدیث: ۳۳۰۰، جامع الاصول فی احادیث الرسول، حرف النون، الكتاب الاول، الباب الخامس، الفصل السابع، ۳۶۷/۱۱، الحدیث: ۸۹۳۷.

②.....مدارک، القمر، تحت الآیة: ۲، ص ۱۸۵، روح البیان، القمر، تحت الآیة: ۲، ۲۶۷/۹، ملقطاً.

بیان اور آیات میں بھی کیا گیا ہے، جیسے کفار مکہ نے کہا کہ

وَلَنْ نُؤْمِنَ بِرُوحَيْكَ حَتَّىٰ تَنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا

نُفَرِّدُكَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں۔

ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَكَسَوْهُ

بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا

إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر ہم کاغذ میں کچھ لکھا ہوا آپ پر اتار دیتے پھر یہ اسے چھو لیتے تب بھی کافر کہہ دیتے کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

کفار مکہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

سُقِطَ السَّمَاءُ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسْفًا (۳)

ترجمہ کنز العرفان: تم ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دو جیسا تم نے کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا

سَحَابٌ مَّرْكُومٌ (۴)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر وہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ تہہ در تہہ بادل ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ

يَعْرِجُونَ ﴿٣٦﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا

بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ (۵)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر ہم ان کے لیے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیتے تاکہ دن کے وقت اس میں چڑھ جاتے۔ جب بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری نگاہوں کو بند کر دیا گیا ہے بلکہ ہم ایسی قوم ہیں جن پر جادو کیا ہوا ہے۔

۴.....طور: ۴۴۔

۵.....حجر: ۱۴، ۱۵۔

۱.....بنی اسرائیل: ۹۳۔

۲.....انعام: ۷۔

۳.....بنی اسرائیل: ۹۲۔

کفار مکہ نے تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہمارے مُردوں کو زندہ کر دیجئے تاکہ ہم ان سے پوچھیں کہ آپ جو فرماتے ہیں وہ حق ہے یا نہیں اور ہمیں فرشتے دکھائیے جو ہمارے سامنے آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لائیے۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّآ نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ
النُّوٓى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا
كَانُوا الْيَوۡمَ مَوۡءَاۤءَ اِلَّا اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنۡ
اَكۡثَرُهُمۡ يَجۡہَلُوۡنَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اُتار دیتے اور مردے ان سے باتیں کرتے اور ہم ہر چیز ان کے سامنے جمع کر دیتے جب بھی وہ ایمان لانے والے نہ تھے مگر یہ کہ خدا چاہتا لیکن ان میں اکثر لوگ جاہل ہیں۔

وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا اَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرِ مُسْتَقَرٌّ ۝۲

ترجمہ کنز الایمان: اور انھوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام قرار پا چکا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام قرار پا چکا ہے۔

﴿وَكَذَّبُوا﴾ اور انہوں نے جھٹلایا۔ ارشاد فرمایا کہ کفار مکہ نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اور ان معجزات کو جھٹلایا جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور وہ اپنی ان باطل خواہشوں کے پیچھے ہوئے جو شیطان نے ان کے دل میں ڈال دی تھیں (کہ اگر انہوں نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات کی تصدیق کی تو ان کی سرداری تمام عالم میں مانی جائے گی اور قریش کی کچھ بھی عزت اور قدر باقی نہ رہے گی) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہر کام اپنے وقت پر ہونے ہی والا ہے، کوئی اس کو روکنے والا نہیں اور سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ (۲)

وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّنَ الْاَنْبِآءِ مَا فِيْہِ مُّرۡدَجَرٌ ۝۳

①.....انعام: ۱۱۱۔

②.....ابو سعود، القمر، تحت الآیۃ: ۳، ۶۵۳/۵، بغوی، القمر، تحت الآیۃ: ۳، ۲۳۵/۴-۲۳۶، ملتقطاً۔

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک ان کے پاس وہ خبریں آئیں جن میں کافی روک تھی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ان کے پاس وہ خبریں آچکی جن میں کافی ڈانٹ ڈپٹ تھی۔

﴿وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ﴾ اور بیشک ان کے پاس وہ خبریں آچکی۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ کفار مکہ کے پاس قرآن پاک کے ذریعے پچھلی امتوں کے ان لوگوں کی خبریں آچکی ہیں جو اپنے رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے اور ان خبروں میں کفار مکہ کے لئے کفر اور تکذیب سے کافی روک اور انتہا درجہ کی نصیحت تھی۔^(۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے حالات معلوم کرنا عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے بہت فائدہ مند ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے۔

حِكْمَةُ بَالِغَةٍ فَمَا تُعْنِ النَّذْرُ ۝

ترجمہ کنزالایمان: انتہاء کو پہنچی ہوئی حکمت پھر کیا کام دیں ڈرسانے والے۔

ترجمہ کنزالعرفان: (یہ قرآن) انتہاء کو پہنچی ہوئی حکمت ہے تو (ایسوں کو) ڈرانے والے امور فائدہ نہیں دیتے۔

﴿حِكْمَةُ بَالِغَةٍ﴾ انتہاء کو پہنچی ہوئی حکمت۔ ﴿﴾ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ یہ قرآن انتہاء کو پہنچی ہوئی حکمت سے بھرپور ہے تو جب کافر ڈرسانے والوں کی مخالفت کریں گے اور انہیں جھٹلائیں گے تو یہ انہیں کیا فائدہ دیں گے۔^(۲) اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

قُلْ اَنْظَرُوا مَا ذَا فِي السَّلَوتِ وَالْاَرْضِ ط
وَمَا تُعْنِي الْاٰلِیْتُ وَ النَّذْرُ عَنْ قَوْمِ
لَا یُؤْمِنُوْنَ^(۳)

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: تم دیکھو کہ آسمانوں اور زمین میں کیا کیا (نشانیاں) ہیں اور نشانیاں اور رسول ان لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دیتے جو ایمان نہیں لاتے۔

①.....جلالین، القمر، تحت الآية: ۴، ص ۴۴۰، مدارك، القمر، تحت الآية: ۴، ص ۱۸۵، ملقطاً.

②.....حازن، القمر، تحت الآية: ۵، ۲۰۲/۴.

③.....یونس: ۱۰۱.

دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ قرآن انتہاء کو پہنچی ہوئی حکمت سے بھرپور ہے تو (کافروں کو پھر بھی) ڈرانے والے امور جیسے سابقہ امتوں پر آنے والے عذابات نے فائدہ نہ دیا۔^(۱)

فَقَوْلَ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَى شَيْءٍ تُكْرِهُونَ ۖ خُشْعًا أَبْصَارُهُمْ
يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ ۚ مُمْهِطِينَ إِلَى
الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكُفْرُ وَنَ هَذَا يَوْمُ عَسَرٍ ۝

ترجمہ کنزالایمان: تو تم ان سے منہ پھیر لو جس دن بلانے والا ایک سخت بے پہچانی بات کی طرف بلائے گا۔ نیچی آنکھیں کئے ہوئے قبروں سے نکلیں گے گویا وہ ٹیڑی ہیں پھیلی ہوئی۔ بلانے والے کی طرف لپکتے ہوئے کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو تم ان سے منہ پھیر لو، جس دن پکارنے والا ایک سخت انجان بات کی طرف بلائے گا۔ (تو) ان کی آنکھیں نیچے جھکی ہوئی ہوں گی۔ قبروں سے یوں نکلیں گے گویا وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہیں۔ اس بلانے والے کی طرف دوڑتے ہوئے کافر کہیں گے: یہ بڑا سخت دن ہے۔

﴿فَقَوْلَ عَنْهُمْ: تو تم ان سے منہ پھیر لو﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ان کفار کی سرکشی کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ ان سے منہ پھیر لیں کیونکہ وہ نصیحت کرنے اور ڈرسانے سے عبرت حاصل کرنے والے نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت جہاد والی آیت سے منسوخ ہو چکی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں کیونکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان کفار سے منہ پھیر لیں اور ان سے کلام کرنے کی بجائے ان کے ساتھ جہاد فرمائیں۔^(۲)

①..... جلالین مع صاوی، القمر، تحت الآية: ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳

﴿يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَى شَيْءٍ مُّشْكٍ﴾: جس دن پکارنے والا ایک سخت انجان بات کی طرف بلائے گا۔ ﴿آیت کے

اس حصے اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ وہ دن یاد کریں جب حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام بیٹُ الْمُقَدَّس کی چٹان پر کھڑے ہو کر ایک ایسی سخت انجان بات کی طرف بلائیں گے کہ اس جیسی سختی کبھی لوگوں نے نہ دیکھی ہوگی اور وہ بات قیامت اور حساب کی بولنا کی ہے۔ اس وقت لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی اور وہ اپنی قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ کثرت کی وجہ سے گویا وہ ہر طرف پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہیں اور وہ خوف اور حیرت کی وجہ سے یہ نہیں جانتے ہوں گے کہ کہاں جائیں، حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام کی آواز کی طرف دوڑتے ہوئے ان میں سے کافر کہیں گے: یہ کافروں پر بڑا سخت دن ہے۔^(۱)

ان آیات میں قیامت قائم ہوتے وقت کی جو حالت بیان کی گئی اس کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور مقام پر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو اسی وقت وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلے جائیں گے۔ کہیں گے: ہائے ہماری خرابی! کس نے ہمیں ہماری نیند سے جگا دیا؟ یہ وہ ہے جس کا رحمن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ فرمایا تھا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿۱﴾ قَالُوا أَيْؤَيِّلَنَا مِنْ بَعَثْنَا مِنْ مُّزْقِنًا ۖ هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْبُرْسُلُونَ ﴿۲﴾

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: جس دن قبروں سے جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے گویا وہ نشانوں کی طرف لپک رہے ہیں۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی، ان پر ذلت چڑھ

يَوْمَ يُخْرِجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَانَتْهُمْ إِلَىٰ نُصَبٍ يُّؤْفَضُونَ ﴿۳﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذُلَّةٌ ۚ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا

①.....خازن، القمر، تحت الآية: ۶-۸، ۴/۲۰۲-۲۰۳، مدارك، القمر، تحت الآية: ۶-۸، ص ۱۱۸۵-۱۱۸۶، جلالین مع صاوی، القمر، تحت الآية: ۶-۸، ۶/۲۰۶-۲۰۷، ملتقطاً.

②.....یس: ۵۱، ۵۲.

(۱) يُوعَدُونَ

رہی ہوگی، یہ ان کا وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کی سختیوں اور ہولناکیوں سے امن نصیب فرمائے، آمین۔

قیامت کا دن کافروں پر سخت ہوگا جو مکمل ایمان والوں پر سخت نہیں ہوگا

آیت نمبر 8 سے معلوم ہوا کہ قیامت کا دن کافروں پر سخت ہوگا اور مکمل ایمان والوں پر سخت نہیں ہوگا۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں ارشاد فرمایا:

أَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اس دن سچی بادشاہی رحمن کی ہوگی اور کافروں پر وہ بڑا سخت دن ہوگا۔

اور ارشاد فرمایا:

فَإِذَا نُفِخَ فِي الْنَّاقُوسِ ۚ فَذُكِّرَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۚ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب صور میں پھونکا جائے گا۔ تو وہ دن سخت دن ہوگا۔ کافروں پر آسان نہیں ہوگا۔

اور نیک اعمال کرنے والے مومنین کے بارے میں ارشاد فرمایا:

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۚ وَهُمْ مِنْ فَزَعِ يَوْمِئِذٍ آمِنُونَ (۴)

ترجمہ کنز العرفان: جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر صلہ ہے اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن و چین میں ہوں گے۔

اور ارشاد فرمایا:

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَ أَحْسَنُ مَقِيلًا (۵)

ترجمہ کنز العرفان: جنت والے اس دن ٹھکانے کے اعتبار سے بہتر اور آرام کے اعتبار سے سب سے اچھے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان خوش نصیب حضرات کے گروہ میں شامل فرمائے جنہیں قیامت کے دن امن اور چین

۴.....نمل: ۸۹۔

۵.....فرقان: ۲۴۔

۱.....معارج: ۴۳، ۴۴۔

۲.....فرقان: ۲۶۔

۳.....مدثر: ۸-۱۰۔

نصیب ہوگا، امین۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ⑨
فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَأَنْتَصِرْ ⑩

ترجمہ کنزالایمان: ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندے کو جھوٹا بتایا اور بولے وہ مجنون ہے اور اُسے جھڑکا۔ تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے۔

ترجمہ کنز العرفان: ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو انہوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا کہا اور کہنے لگے: یہ پاگل ہے اور نوح کو جھڑکا گیا۔ تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو تو (میرا) بدلہ لے۔

﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ﴾ ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا۔ ﴿اس آیت سے﴾ اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان فرمائے ہیں تاکہ ان کے حالات سن کر اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی حاصل ہو۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار قریش سے پہلے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم نے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا اور انہوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا کہا اور انہیں دھمکی دی کہ اگر تم اپنے وعظ و نصیحت اور دین کی دعوت دینے سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے اور سنگسار کر ڈالیں گے اور ان کی شان میں کہنے لگے: یہ پاگل ہے اور انہوں نے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دین کی دعوت دینے پر جھڑکا تو (بہت عرصہ ان کی اُفویسوں پر صبر کرنے کے بعد) حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے رب غَزَّوَجَلَّ سے دعا کی کہ اے اللہ! غَزَّوَجَلَّ، میں مغلوب ہوں تو تو ان سے میرا بدلہ لے۔ (۱)

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّثَمَرٍ ⑪ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا

①.....خازن، القمر، تحت الآیۃ: ۹-۱۰، ۲۰۳/۴، مدارک، القمر، تحت الآیۃ: ۹-۱۰، ص ۱۱۸۶، ملتنقطاً.

فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۚ ﴿۱۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے بہتے پانی سے۔ اور زمین چشمے کر کے بہادی تو دونوں پانی مل گئے اس مقدار پر جو مقدار تھی۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ہم نے زور کے بہتے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اور زمین کو چشمے کر کے بہادیا تو پانی اس مقدار پر مل گیا جو مقدار تھی۔

﴿فَفَتْحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ﴾: تو ہم نے زور کے بہتے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ جب حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم پر عذاب بھیج دیا، اسی عذاب کا ذکر کرتے ہوئے اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد فرمایا کہ ہم نے زور کے بہتے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور وہ پانی چالیس دن تک نہ تھا اور زمین سے اس قدر پانی نکالا کہ زمین چشموں کی طرح ہو گئی اور آسمان سے برسنے والے اور زمین سے ابلنے والے دونوں پانی اس مقدار پر مل گئے جو ان کیلئے مقدار تھی اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی تھی کہ طوفان اس حد تک پہنچے گا۔^(۱)

وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ الْأَوَاحِ وَدُسِّرَ ۚ ﴿۱۳﴾ تَجَرَّيْ بِأَعْيُنِنَا ۖ جَزَاءً لِّمَن ۖ كَانَ كُفِرًا ۚ ﴿۱۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے نوح کو سوار کیا تختوں اور کیلوں والی پر۔ کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا۔

①.....خازن، القمر، تحت الآیة: ۱۱-۱۲، ۴/۳۰، مدارك، القمر، تحت الآیة: ۱۱-۱۲، ص ۱۱۸، ملقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی (کشتی) پر سوار کیا۔ جو ہماری نگاہوں کے سامنے بہہ رہی تھی (سب کچھ) اس (نوح) کو جزا دینے کیلئے (ہوا) جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا۔

﴿وَحَمَلْنَاهُ﴾ اور ہم نے نوح کو سوار کیا۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر عذاب آیا تو ہم نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تختوں اور کیلوں والی ایسی کشتی پر سوار کیا جو ہماری حفاظت میں بہہ رہی تھی اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نجات دینا اور ان کی کافر قوم کو غرق کر دینا اس پیارے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جزا دینے کیلئے ہوا جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا۔^(۱)

وَلَقَدْ تَرَكْنَهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝۱۵

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے اسے نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے اس واقعہ کو نشانی بنا چھوڑا تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

﴿وَلَقَدْ تَرَكْنَهَا آيَةً﴾ اور ہم نے اسے نشانی بنا چھوڑا۔ ﴿﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ہم نے اس واقعہ کو کہ کفار غرق کر کے ہلاک کر دیئے گئے اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نجات دی گئی، آنے والی امتوں کے لئے نشانی بنا چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا جو اس واقعہ سے نصیحت اور عبرت حاصل کرے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ ہم نے اس کشتی کو آنے والی امتوں کیلئے نشانی بنا چھوڑا تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا جو اس سے نصیحت حاصل کرے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو جزیرہ کی سرزمین میں اور بعض مفسرین کے نزدیک جو دی پہاڑ پر مدتوں باقی رکھا یہاں تک کہ ہماری اُمت کے پہلے لوگوں نے بھی اس کشتی کو دیکھا۔^(۲)

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي ۝۱۶

①.....خازن، القمر، تحت الآية: ۱۳-۱۴، ۲۰۳/۴.

②.....خازن، القمر، تحت الآية: ۱۵، ۲۰۳/۴، مدارك، القمر، تحت الآية: ۱۵، ص ۱۸۷، ملقطاً.

ترجمہ کنز الایمان: تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میری دھمکیاں۔

ترجمہ کنز العرفان: تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟

﴿فَكَيْفَ كَانَ: تو کیسا ہوا۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، (آپ دیکھیں کہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا! کیا میرے رسول کو جھٹلانے والوں کو عذاب پہنچا، یا نہیں! اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جب آپ کو ان کے حالات معلوم ہو چکے تو آپ (کفار کی اذیتوں پر) صبر کیجئے، آپ کے (ساتھ کفار کے) معاملے کا انجام بھی اسی طرح ہوگا جیسے سابقہ رسولوں (کے ساتھ کفر کرنے والوں) کا ہوا۔^(۱)

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرمادیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے/نصیحت لینے کیلئے آسان فرمادیا تو ہے کوئی یاد کرنے/نصیحت لینے والا؟

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ: اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے/نصیحت لینے کیلئے آسان فرمادیا۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بے شک ہم نے عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے آپ کی قوم کی زبان میں قرآن مجید نازل فرما کر ان کے لئے آسان کر دیا اور طرح طرح کی نصیحتوں اور عبرتوں سے قرآن کو بھر دیا اور اس میں وعدوں اور وعیدوں کو بیان کر دیا تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا جو اس سے نصیحت حاصل کرے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لئے آسان کر دیا تو ہے کوئی جو اسے یاد کرے۔^(۲)

قرآن مجید یاد کرنے کے لئے آسان ہے

حضرت علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت میں قرآن کریم کی تعلیم

①.....تفسیر کبیر، القمر، تحت الآیة: ۱۶، ۱۰، ۲۹۹-۳۰۰، ملخصاً.

②.....ابو سعود، القمر، تحت الآیة: ۱۷، ۵، ۶۵۵، مدارك، القمر، تحت الآیة: ۱۷، ص ۱۸۷، ملتقطاً.

حاصل کرنے، قرآن پاک کی تعلیم دینے، اس میں مشغول رہنے اور اسے حفظ کرنے کی ترغیب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک یاد کرنے والے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے اور اس کو حفظ کرنا سہل و آسان فرما دینے ہی کا ثمرہ ہے کہ عربی، عجمی، بڑے چٹے کہ بچے تک بھی اس کو یاد کر لیتے ہیں اور اس کے علاوہ کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں ہے جو یاد کی جاتی ہو اور سہولت سے یاد ہو جاتی ہو۔^(۱)

حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ قرآن سننے والے سے دنیا کی مصیبتیں دور کر دیتا ہے اور قرآن پڑھنے والے سے آخرت کی مصیبتیں دور کر دیتا ہے۔ قرآن پاک کی ایک آیت سننا سونے کے خزانے سے بہتر ہے اور اس کی ایک آیت پڑھنا عرش کے نیچے موجود چیزوں سے افضل ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو اس نے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے فرمایا تو جس نے قرآن میں الحاد کیا (یعنی بے دینی کا کوئی معاملہ کیا) یا قرآن کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ کہا تو اس نے کفر کیا اور اگر اللہ تعالیٰ قرآن پاک کو لوگوں کی زبانوں پر آسان نہ فرما دیتا کوئی شخص بھی رحمن کے کلام کا تکلم کرنے پر قادر نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ
ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لیے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا؟^(۲)

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي ۝۱۸

ترجمہ کنز الایمان: عاد نے جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرے ڈر دلانے کے فرمان۔

ترجمہ کنز العرفان: عاد نے جھٹلایا تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟

﴿كَذَّبَتْ عَادٌ: عاد نے جھٹلایا۔﴾ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان کرنے کے بعد قوم عاد کا واقعہ بیان کیا

①..... خزائن العرفان، التمر تحت الآیہ: ۷، ص ۹۷۷، ملخصاً۔

②..... مسند الفردوس، باب البیاء، ۲۵۹/۵، الحدیث: ۸۱۲۲۔

گیا کیونکہ عاد، ارم بن سام بن حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے تھا۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قوم عاد نے اپنے نبی حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا، اس پر وہ عذاب میں مبتلا کئے گئے تو ان پر میرا عذاب آنا کیسا ہوا اور میرے عذاب سے ڈر لانے کے فرامین کیسے ہوئے جو عذاب نازل ہونے سے پہلے ان کے پاس آچکے تھے۔ (۱)

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَاءً فِي يَوْمٍ نَحْسٍ مُّسْتَبِرٍّ ۚ
تَنْزِعُ النَّاسَ ۚ كَانَتْهُمْ أَعْجَازٌ نَّخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۚ (۲۰)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ہم نے اُن پر ایک سخت آندھی بھیجی ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لیے رہی۔
لوگوں کو یوں دے مارتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے ڈنڈ ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ہم نے ان پر ایسے دن میں ایک سخت آندھی بھیجی جس کی نحوست (ان پر) ہمیشہ کے لیے رہی۔
وہ آندھی لوگوں کو یوں اکھیر مارتی تھی گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے سوکھے تنے ہوں۔

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَاءً﴾ بیشک ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔ ﴿اس آیت سے قوم عاد پر آنے والے عذاب کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ہم نے قوم عاد پر ایسے دن میں ایک بہت تیز چلنے والی، نہایت ٹھنڈی اور سخت سنائے والی آندھی بھیجی جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لیے رہی حتیٰ کہ ان میں سے کوئی نہ بچا اور وہ سب ہلاک ہو گئے۔ وہ آندھی لوگوں کو زمین سے یوں اکھیر دیتی تھی گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے سوکھے تنے ہوں اور پھر سر کے بل انہیں زمین پر اس طرح دے مارتی کہ ان کے سر تن سے جدا ہو جاتے تھے اور جس دن وہ آندھی آئی تھی وہ دن مہینے کا آخری بدھ تھا۔ (۲)

نوٹ: بعض لوگ مہینے کے آخری بدھ کو نحوس کہتے ہیں اور اس کی دلیل کے طور پر یہ آیت پیش کرتے ہیں، مگر

①.....جلالین مع صاوی، القمر، تحت الآية: ۱۸، ۶/۲۰۶۴-۲۰۶۵.

②.....جلالین مع صاوی، القمر، تحت الآية: ۱۹-۲۰، ۶/۲۰۶۵، خازن، القمر، تحت الآية: ۱۹-۲۰، ۴/۲۰۴، ملتقطاً.

یہ غلط ہے کیونکہ اس بدھ کی نحوست صرف قوم عاد کے لئے تھی۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي ۲۱

ترجمہ کنزالایمان: تو کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟

﴿فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي﴾: تو کیسا ہوا میرا عذاب۔ علامہ اسماعیل حقّی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ قَوْمِ عاد کے واقعہ میں دو مرتبہ ”فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي“ فرمائے جانے کی ایک وجہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے مقام پر دُئیوی عذاب کا ذکر ہے اور اس مقام پر اُخروی عذاب کا ذکر ہے، جیسا کہ ایک اور مقام پر ان کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنزالعرفان: تو ہم نے ان پر (ان کے) منحوس دنوں میں ایک تیز آندھی بھیجی تاکہ دنیا کی زندگی میں ہم انہیں رسوائی کا عذاب چکھائیں اور بیشک آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کن ہے اور ان کی مدد نہ ہوگی۔

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْا فِيْ أَيَّامٍ نَّحْسَاتٍ لِّنُنذِرَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزٰى وَهُمْ لَا يُصْزَوْنَ (۱)

اور ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ پہلے مقام پر قوم عاد کو ان کی ہلاکت سے پہلے ڈرایا گیا ہے اور اس مقام پر قوم عاد کی ہلاکت کے بعد دوسروں کو ان پر آنے والے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ (۲)

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّذَكِّرٍ ۲۲

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

۱.....خم السجدة: ۱۶.

۲.....روح البیان، القمر، تحت الآية: ۲۱، ۲۶/۲۷.

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے/ نصیحت لینے کیلئے آسان کر دیا تو ہے کوئی یاد کرنے/ نصیحت لینے والا؟

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ﴾ اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے/ نصیحت لینے کیلئے آسان کر دیا۔ ﴿قرآن پاک کے علاوہ جتنی آسمانی کتابیں نازل ہوئیں وہ صرف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو زبانی یاد تھیں اور ان کی امت کے لوگ صرف دیکھ کر ہی ان کی تلاوت کر سکتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ ان میں چھوٹوں سے لے کر بڑوں تک بے شمار ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں قرآن پاک زبانی یاد ہے۔ حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا: ”جَعَلْتُ مِنْ أُمَّتِكَ أَقْوَامًا قُلُوبُهُمْ أَنَا جِئُهُمْ“ (۱) اس کی وضاحت کچھ یوں ہے کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، میں آپ کی امت میں ایسے لوگ پیدا کروں گا جن کے دلوں میں قرآن اس طرح محفوظ ہوگا جیسے سابقہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دلوں میں انجیل محفوظ تھی۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۲۳

ترجمہ کنز الایمان: ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔

ترجمہ کنز العرفان: ثمود نے ڈرسانے والوں (رسولوں) کو جھٹلایا۔

﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ﴾ ثمود نے ڈرسانے والوں (رسولوں) کو جھٹلایا۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ قوم ثمود نے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والی باتوں اور ان نصیحتوں کو جھٹلایا جو انہوں نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی تھیں۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ قوم ثمود نے اپنے نبی حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کا انکار کر کے اور ان پر ایمان نہ لاکر انہیں جھٹلایا۔

یاد رہے کہ قوم ثمود نے اگرچہ صرف حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا تھا مگر چونکہ ایک نبی کا انکار سارے نبیوں کا انکار شمار ہوتا ہے کیونکہ سب کا عقیدہ ایک ہی ہے اس لئے یہاں آیت میں جمع کا صیغہ ”النُّذُرُ“ ذکر

①..... تہذیب الآثار للطبری، مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، ۴۳۳/۲، السفر الاول، الحدیث: ۷۲۷.

(۱) کیا گیا۔

فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ ۚ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝۳۳

ترجمہ کنزالایمان: تو بولے کیا ہم اپنے میں کے ایک آدمی کی تابعداری کریں جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو انہوں نے کہا: کیا ہم اپنے میں سے ہی ایک آدمی کی تابعداری کریں جب تو ہم ضرور گمراہ ہی اور دیوانگی میں ہیں۔

﴿فَقَالُوا﴾: تو انہوں نے کہا۔ ﴿حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اپنی قوم کے لوگوں سے فرمایا تھا کہ اگر تم نے میری پیروی نہ کی تو تم گمراہ اور بے عقل ہو۔ اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے میں سے ہی ایک آدمی کے کس طرح تابع ہو جائیں حالانکہ ہماری تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ اکیلا ہے، یونہی وہ نہ تو بادشاہ ہے اور نہ ہی کوئی سردار ہے، ہم ایسا نہیں کریں گے کیونکہ اگر ایسا کریں جب تو ہم ضرور گمراہ ہی اور دیوانگی میں ہیں۔﴾ (۲)

ءَالْفَى الذِّكْرِ عَلَيْهِم مِّنْ بَيْنَابِلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝۳۵ سَيَعْلَمُونَ
غَدًا مِّنَ الْكَذَّابِ الْآشِرِ ۝۳۶

ترجمہ کنزالایمان: کیا ہم سب میں سے اس پر ذکر اُتارا گیا بلکہ یہ سخت جھوٹا اتر ونا ہے۔ بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا اتر ونا۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا ہم سب میں سے (صرف) اس پر وحی ڈالی گئی؟ بلکہ یہ بڑا جھوٹا، متکبر ہے۔ بہت جلد کل جان جائیں گے کہ کون بڑا جھوٹا، متکبر تھا۔

①..... ابو سعود، القمر، تحت الآية: ۲۳، ۶۵۶/۵، ملقطاً.

②..... مدارك، القمر، تحت الآية: ۲۴، ص ۱۸۸، جلالين، القمر، تحت الآية: ۲۴، ص ۴۱، ملقطاً.

﴿عَلَىٰ الذِّكْرِ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا﴾: کیا ہم سب میں سے (صرف) اس پر وحی ڈالی گئی؟۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم ثمود نے انہیں جھٹلاتے ہوئے کہا کہ کیا ہم سب میں سے صرف حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل کی گئی ہے حالانکہ ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے پاس دولت کی کثرت ہے اور ان کا حال بھی بہت اچھا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ بڑا جھوٹا، متکبر ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر کے بڑا آدمی بننا چاہتا ہے۔ (مَعَاذَ اللَّهِ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ”جب وہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے تو بہت جلد خود ہی جان جائیں گے کہ ان میں سے کون بڑا جھوٹا اور متکبر تھا۔“ (۱)

إِنَّا مَرْسِلُوا النَّاقَةَ فِتْنَةً لَهُمْ فَأَرْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۚ وَنَبِّئْهُمْ
أَنَّ الْمَاءَ قُسِمَ بَيْنَهُمْ كُلُّ شَرْبٍ مُحْتَضَرٌ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کی جانچ کو تو اے صالح تو راہ دیکھ اور صبر کر۔ اور انہیں خبر دے دے کہ پانی ان میں حصوں سے ہے ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ہم ان کی آزمائش کیلئے اونٹنی کو بھیجنے والے ہیں تو (اے صالح!) تم ان کا انتظار کرو اور صبر کرو۔ اور انہیں خبر دے دو کہ ان کے درمیان پانی تقسیم ہے، ہر باری پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے۔

﴿إِنَّا مَرْسِلُوا النَّاقَةَ﴾: بیشک ہم اونٹنی کو بھیجنے والے ہیں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ کہا تھا کہ آپ پتھر سے ایک اونٹنی نکال دیجئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کے ایمان قبول کرنے کی شرط مقرر فرما کر یہ بات منظور کر لی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے

۱..... روح البیان، القمر، تحت الآية: ۲۵-۲۶، ۲۷۷/۹، حازن، القمر، تحت الآية: ۲۵-۲۶، ۲۰۴/۴، جلالین، القمر، تحت الآية: ۲۵-۲۶، ص ۴۱، ملتقطاً.

اونٹنی بھیجنے کا وعدہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بیشک ہم ان کی آزمائش کیلئے اونٹنی کو بھیجنے والے ہیں تو اے صالح! عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام، تم اس بات کا انتظار کرو کہ وہ کیا کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے اور ان کی ایذا پر صبر کرو اور انہیں خبر دے دو کہ ان کے درمیان پانی کی باری تقسیم کی گئی ہے کہ ایک دن اونٹنی کا ہے اور ایک دن ان کا ہے، لہذا جو دن اونٹنی کا ہے اُس دن صرف اونٹنی ہی پانی پینے آئے اور جو دن قوم کا ہے اُس دن قوم پانی لینے آئے۔^(۱)

فَنَادُوا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ ۝۲۹

ترجمہ کنزالایمان: تو انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا تو اس نے لے کر اس کی کوچیں کاٹ دیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا: تو اس نے (اونٹنی کو) پکڑا پھر (اس کی) کوچیں کاٹ دیں۔

﴿فَنَادُوا صَاحِبَهُمْ: تو انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا۔﴾ قوم شمو دا یک عرصہ تک اس طریقے پر قائم رہی، پھر انہیں اپنی چراگاہوں میں اور مویشیوں پر پانی کی تنگی کی وجہ سے افسوس ہوا تو وہ لوگ اونٹنی کو قتل کرنے پر متفق ہو گئے اور اس کام کے لئے اپنے ساتھی کو پکارا جس کا نام قد ار بن سالف تھا، تو اس نے اونٹنی کو پکڑا اور تیز تلوار سے اس کی کوچیں کاٹ دیں اور اسے قتل کر ڈالا۔^(۲)

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي ۝۳۰

ترجمہ کنزالایمان: پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟

﴿فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي: تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ میرا عذاب اور

①.....حازن، القمر، تحت الآية: ۲۷-۲۸، ۴/۲۰، جلالین، القمر، تحت الآية: ۲۷-۲۸، ص ۴۴۱-۴۴۲، ملتقطاً.

②.....جلالین مع صاوی، القمر، تحت الآية: ۲۹، ۶/۲۶۷، ملخصاً.

میرے ڈر کے فرمان جو عذاب نازل ہونے سے پہلے ان کے پاس میری طرف سے آئے تھے اور اپنے موقع پر واقع ہوئے وہ کیسے ہوئے۔^(۱)

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے کفارِ قریش! جب میں نے قومِ ثمود کو عذاب دیا تو انہیں میرا عذاب دینا کیسا ہوا؟ کیا میں نے انہیں زلزلے سے ہلاک نہیں کیا اور میں نے جس عذاب سے انہیں ہلاک کیا اس سے بعد والی امتوں کو میرا ڈرانا کیسا ہوا!^(۲)

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۝۳۱

ترجمہ کنز الایمان: بیشک ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی جہی وہ ہو گئے جیسے گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک ہم نے ان پر ایک زوردار چیخ بھیجی تو اسی وقت وہ باڑ بنانے والے شخص کی بچ جانے والی روندی ہوئی خشک گھاس کی طرح ہو گئے۔

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً﴾: بیشک ہم نے ان پر ایک زوردار چیخ بھیجی۔ ﴿اس آیت میں قومِ ثمود پر آنے والے عذاب کی کیفیت بیان کی گئی ہے، چنانچہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس دن انہوں نے اونٹنی کو قتل کیا تو اس کے چوتھے دن ان پر حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک زوردار چیخ ماری جس کی وجہ سے ان کی حالت ایسے ہو گئی جس طرح چرواہے جنگل میں اپنی بکریوں کی حفاظت کے لئے گھاس کانٹوں کا احاطہ بنا لیتے ہیں، اس میں سے کچھ گھاس بچی رہ جاتی ہے اور وہ جانوروں کے پاؤں میں روند کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔^(۳)

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝۳۲

①..... جلالین، القمر، تحت الآية: ۳۰، ص ۴۴۲.

②..... تفسیر طبری، القمر، تحت الآية: ۳۰، ۵۶۱/۱۱.

③..... صاوی، القمر، تحت الآية: ۳۱، ۲۰۶۷/۶، مدارك، القمر، تحت الآية: ۳۱، ص ۱۸۸، ملتقطاً.

توجہ کنز الایمان: اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

توجہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے/نصیحت لینے کیلئے آسان کر دیا تو ہے کوئی یاد کرنے/نصیحت لینے والا؟

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ﴾ اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے/نصیحت لینے کیلئے آسان کر دیا۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ ہم نے اس شخص کے لئے قرآن پاک کو آسان کر دیا جو اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہے تو ہے کوئی ایسا شخص جو قرآن سے نصیحت حاصل کرے اور ان تمام چیزوں کو چھوڑ دے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔^(۱)

قرآن پاک یاد کرنے کا عام اور فضائل

قرآن پاک کی ایک آیت حفظ کرنا ہر مکلف مسلمان پر فرض عین ہے اور پورا قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور سورہ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کے مثل، مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کو حفظ کرنا واجب عین ہے۔^(۲)

احادیث میں قرآن مجید یاد کرنے کے بہت فضائل بیان ہوئے ہیں، ترغیب کے لئے یہاں دو احادیث درج ذیل ہیں،

(۱)..... حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کر لیا، اس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا، اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے شخصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔^(۳)

(۲)..... حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھ اور چڑھ اور اسی طرح ترتیل کے ساتھ پڑھ جس طرح دنیا میں

①..... تفسیر طبری، القمر، تحت الآیة: ۳۲، ۱۱/۵۶۳.

②..... رد المحتار مع در المختار، کتاب الصلاة، ۲/۳۱۵.

③..... ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل قارئ القرآن، ۴/۴۱۴، الحدیث: ۲۹۱.

ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا، آخری آیت جو تو پڑھے گا، وہاں تیری منزل ہے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید یاد کرنے اور اپنے بچوں کو یاد کروانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالْبُذُرِ ۖ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ۖ نِعْمَةٌ مِّنْ عِنْدِنَا ۚ كَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ بیشک ہم نے ان پر پتھراؤ بھیجا سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم نے انہیں پچھلے پہر بچالیا۔ اپنے پاس کی نعمت فرما کر ہم یونہی صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر کرے۔

ترجمہ کنزالعرفان: لوط کی قوم نے ڈرسانے والوں (رسولوں) کو جھٹلایا۔ بیشک ہم نے ان پر ایک پتھراؤ بھیجا سوائے لوط کے گھر والوں کے، ہم نے انہیں رات کے آخری پہر بچالیا۔ اپنے پاس سے احسان فرما کر، ہم یونہی شکر کرنے والے کو صلہ دیتے ہیں۔

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالْبُذُرِ﴾ لوط کی قوم نے ڈرسانے والوں (رسولوں) کو جھٹلایا۔ ﴿یہاں سے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا حال بیان فرمایا گیا کہ انہوں نے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کر کے سب رسولوں کو جھٹلایا کیونکہ ایک نبی کا انکار کرنا گویا تمام پیغمبروں کا انکار ہے۔

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا﴾ بیشک ہم نے ان پر ایک پتھراؤ بھیجا۔ ﴿یہاں سے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر آنے والے عذاب اور ان کی ہلاکت کے بارے میں بتایا گیا، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانے اور ان کا انکار کرنے کی سزا میں ہم نے ان لوگوں پر چھوٹے چھوٹے سنگریزے برسائے اور ہم نے اپنے پاس سے احسان فرما کر حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی دونوں صاحب زادیوں کو اس عذاب سے محفوظ رکھا اور انہیں صبح ہونے سے پہلے بچالیا، اور یہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والوں کی خصوصیت نہیں بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرنے والے ہر بندے کو یونہی صلہ دیتے ہیں کہ

①..... ابو داؤد، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القراءة، ۱۰/۴، الحدیث: ۱۴۶۴۔

انہیں مشرکین کے ساتھ عذاب نہیں دیتے۔ یاد رہے کہ شکر گزار بندہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے اور ان کی اطاعت کرے۔^(۱)

وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝۳۶ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ
ضَيْفِهِ فَطَسَّنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ۝۳۷

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک اس نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا تو انہوں نے ڈر کے فرمانوں میں شک کیا۔ انہوں نے اسے اس کے مہمانوں سے پھسلانا چاہا تو ہم نے انکی آنکھیں میٹ دیں فرمایا چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک اس نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا تو انہوں نے ڈر کے فرامین میں شک کیا۔ انہوں نے اسے اس کے مہمانوں کے متعلق پھسلانا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھوں کو مٹا دیا (اور فرمایا) میرے عذاب اور میرے ڈر کے فرامین کا مزہ چکھو۔

﴿وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا﴾ اور بیشک اس نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا۔ ﴿یعنی﴾ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں ہماری گرفت اور ہمارے عذاب سے ڈرایا تو انہوں نے ڈر کے فرمانوں میں شک کیا اور ان کی تصدیق کرنے کی بجائے انہیں جھٹلانے لگے۔^(۲)

﴿وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ﴾ انہوں نے اسے اس کے مہمانوں کے متعلق پھسلانا چاہا۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے﴾ کہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے انہیں ان کے معزز مہمانوں کے متعلق پھسلانا چاہا اور حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ آپ ہمارے اور اپنے مہمانوں کے درمیان دخل اندازی نہ کریں اور انہیں ہمارے حوالے کر دیں۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے یہ بات فاسد نیت اور خبیث ارادے سے کہی تھی۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام

①..... جلالین مع صاوی، القمر، تحت الآية: ۳۵-۳۴، ۲۰۶۸/۶، حازن، القمر، تحت الآية: ۳۴-۳۵، ۲۰۵/۴، ملتقطاً.

②..... حازن، القمر، تحت الآية: ۳۶، ۲۰۵/۴.

کے مہمان فرشتے تھے، انہوں نے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ آپ انہیں چھوڑ دیجئے اور گھر میں آنے دیجئے۔ جیسے ہی وہ گھر میں آئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک دستک دی تو ہم نے ان کی آنکھوں کو مٹا دیا جس سے وہ فوراً اندھے ہو گئے اور ان کے آنکھیں ایسی ناپید ہو گئیں کہ ان کا نشان بھی باقی نہ رہا اور چہرے سپاٹ ہو گئے۔ وہ لوگ حیرت زدہ مارے مارے پھرتے تھے اور دروازہ ان کے ہاتھ نہ آتا تھا، حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں دروازے سے باہر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے ان سے ارشاد فرمایا کہ میرے عذاب اور میرے ڈر کے فرمانوں کا مزہ چکھو جو تمہیں حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنائے تھے۔^(۱)

وَلَقَدْ صَبَحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ ۖ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِي ۚ (۳۹)
وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ ۚ (۴۰)

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک صبح تڑکے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا۔ تو چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان۔ اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک صبح سویرے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا۔ تو میرے عذاب اور میرے ڈر کے فرمانوں کا مزہ چکھو۔ اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے/ نصیحت لینے کیلئے آسان کر دیا تو ہے کوئی یاد کرنے/ نصیحت لینے والا؟

﴿وَلَقَدْ صَبَحَهُمْ بُكْرَةً﴾ اور بیشک صبح سویرے ان پر آیا۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ بیشک حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر صبح سویرے ٹھہرنے والا عذاب آیا جو کہ آخرت تک باقی رہے گا۔ مراد یہ ہے کہ دُنیوی عذاب برزخی عذاب سے اور برزخی عذاب اخروی عذاب سے ملا ہوا ہے لہذا نفس عذاب دائمی اور قائم ہے۔ اس آیت سے عذاب قبر کا ثبوت بھی ہوتا ہے کیونکہ اگر عذاب قبر حق نہ ہو تو ان کا عذاب مُسْتَقِرٌّ یعنی ٹھہرنے والا نہیں رہتا۔

①.....خازن، القمر، تحت الآية: ۳۷، ۴/۵، مدارك، القمر، تحت الآية: ۳۷، ص ۱۱۸۹، جلالین، القمر، تحت الآية: ۳۷، ص ۴۴۲، ملقطاً.

﴿فَذُوقُوا عَذَابِيَ وَتُنذِرُ﴾: تو میرے عذاب اور میرے ڈر کے فرمانوں کا مزہ چکھو۔ ﴿دوسری بار یہ بات اس لئے فرمائی گئی کہ ان پر عذاب دوم مرتبہ نازل ہوا تھا، پہلا عذاب خاص ان لوگوں پر ہوا تھا جو حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں داخل ہوئے تھے اور دوسرا عذاب سب کو عام تھا۔﴾^(۱)

وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كَلْهَافًا خَذْنُهَا
أَخَذَ عَزِيزٌ مُّقْتَدِرٌ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک فرعون والوں کے پاس رسول آئے۔ انہوں نے ہماری سب نشانیاں جھٹلائیں تو ہم نے ان پر گرفت کی جو ایک عزت والے اور عظیم قدرت والے کی شان تھی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک فرعونوں کے پاس ڈر سنانے والے (رسول) آئے۔ انہوں نے ہماری سب نشانیاں کو جھٹلایا دیا تو ہم نے ان پر ایسی گرفت کی جیسی ایک عزت والے، عظیم قدرت والے کی گرفت کی شان ہوتی ہے۔

﴿وَلَقَدْ جَاءَ﴾ اور بیشک آئے۔ ﴿یہاں سے فرعون اور اس کی قوم کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک فرعونوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والے رسول حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام آئے تو فرعونی اُن پر ایمان نہ لائے اور انہوں نے ہماری ان سب نشانیاں کو جھٹلایا جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئیں تھیں تو ہم نے اس جھٹلانے کی وجہ سے ان پر عذاب کے ساتھ ایسی گرفت کی جیسی ایک عزت والے، عظیم قدرت والے کی گرفت ہوتی ہے کہ قدرت والے کی پکڑ سے کوئی چھڑ نہیں سکتا۔﴾^(۲)

﴿فَاخَذْنَاهُمْ﴾ أَخَذَ عَزِيزٌ مُّقْتَدِرٌ: تو ہم نے ان پر ایسی گرفت کی جیسی ایک عزت والے، عظیم قدرت والے کی گرفت کی شان ہوتی ہے ﴿سابقہ امتوں نے جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر کے، اس کے رسول کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں



①.....تفسیر کبیر، القمر، تحت الآیۃ: ۳۹، ۳۱۸/۱۰، ملخصاً.

②.....روح البیان، القمر، تحت الآیۃ: ۴۱-۴۲، ۲۸۱/۹-۲۸۲، ملخصاً.

میں مصروف رہ کر اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب سے ڈرانے کے فرمان آنے اور مہلت ملنے کے باوجود اپنی حالت کو نہ سدھارا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بہت سخت گرفت فرمائی اور سابقہ امتوں کی تباہی و بربادی کے واقعات سننے سے مقصود اس امت کے لوگوں کو اس بات سے ڈرانا ہے کہ اگر انہوں نے بھی ان جیسے اعمال اختیار کئے، اللہ اور اس کے رسول کے فرامین کو پس پشت ڈالا تو ان کی بھی بڑی سخت گرفت ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنَ وَهِيَ
خَالِيَةٌ ۖ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور تیرے رب کی گرفت ایسی ہی ہوتی ہے جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جبکہ وہ بستی والے ظالم ہوں بیشک اس کی پکڑ بڑی شدید دردناک ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَن خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۖ
ذَلِكَ يَوْمٌ مَّجْجُومٌ ۖ لَهُ النَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمٌ
مَّشْهُودٌ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: بیشک اس میں اُس کیلئے نشانی ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے۔ وہ ایسا دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن ایسا ہے جس میں ساری مخلوق موجود ہوگی۔

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے اور جب اس کی پکڑ فرمالیتا ہے تو پھر اسے مہلت نہیں دیتا۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنَ وَهِيَ
خَالِيَةٌ ۖ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: اور تیرے رب کی گرفت ایسی ہی ہوتی ہے جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جبکہ وہ بستی والے ظالم ہوں بیشک اس کی پکڑ بڑی شدید دردناک ہے۔ (۴)

①.....ہود: ۱۰۲۔

②.....ہود: ۱۰۳۔

③.....ہود: ۱۰۲۔

④.....بخاری، کتاب التفسیر، باب وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ... الخ، ۳/۴۷، الحدیث: ۴۶۸۶۔

لہذا اس امت کے ہر ایک فرد کو ان آیات میں غور کرنا چاہئے اور ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی سے بچے تاکہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے محفوظ رہے۔

اَكْفَارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا تمہارے کافران سے بہتر ہیں یا کتابوں میں تمہاری چھٹی لکھی ہوئی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تمہارے کافران (پہلوں) سے بہتر ہیں یا کتابوں میں تمہارے لئے نجات لکھی ہوئی ہے؟

﴿اَكْفَارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ﴾: کیا تمہارے کافران سے بہتر ہیں۔ ﴿اس آیت میں کفار مکہ کو ڈراتے ہوئے فرمایا گیا کہ اے اہل مکہ! کیا تمہارے کافر حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم، عاد، ثمود، حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم اور فرعون کی قوم سے زیادہ طاقتور اور توانا ہیں یا وہ کفر و عناد میں کچھ ان سے کم ہیں۔ مراد یہ ہے کہ تم سے پہلے کے کافر تم سے زیادہ مضبوط اور طاقتور تھے، اس کے باوجود ان کی سرکشی کی بنا پر جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ تم نے سن لیا، تو کیا تمہیں یہ امید ہے کہ تمہیں ان جیسا عذاب نہیں ہوگا حالانکہ تمہارا حال ان سے بہت بدتر ہے، یا یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں تمہارے لئے نجات لکھی ہوئی ہے کہ تمہارے کفر کی گرفت نہ ہوگی اور تم عذاب الہی سے امن میں رہو گے اور اس وجہ سے تم اپنے کفر و سرکشی پر ڈٹے ہوئے ہو۔ ایسا تو ہرگز نہیں ہے۔ (۱)

اَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَبِيحٌ مُّتَنَصِّرٌ ﴿۳۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: یا یہ کہتے ہیں کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے۔ اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پٹھیں پھیر دیں گے۔

①.....خازن، القمر، تحت الآية: ۴۳، ۲۰۵/۴، مدارك، القمر، تحت الآية: ۴۳، ص ۱۱۸۹، روح البيان، القمر، تحت الآية:

۴۳، ۲۸۲/۹، ملقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: یا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم سب بدلہ لے لیں گے۔ عنقریب سب بھگادیئے جائیں گے اور وہ پیٹھ پھیر دیں گے۔

﴿أَمْرٌ يَقُولُونَ﴾: یا وہ یہ کہتے ہیں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا کفار قریش اپنی جہالت اور قوت و شوکت کی وجہ سے یہ کہتے ہیں کہ ہم سب مل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بدلہ لیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عنقریب کفار مکہ کے گروہ میں شامل سب لوگ بھگادیئے جائیں گے اور وہ پیٹھ پھیر دیں گے اور اس طرح بھاگیں گے کہ ان میں سے ایک بھی قائم نہ رہے گا۔ شان نزول: جب غزوہ بدر کے دن ابو جہل نے کہا کہ ہم سب مل کر بدلہ لیں گے تو یہ آیت نازل ہوئی ”سَيَهْرَمُنَّ أَجْمَعُ وَيُؤْلُونَ الدُّبُرَ“ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زرہ پہن کر یہ آیت تلاوت فرمائی اور پھر ایسا ہی ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فتح نصیب ہوئی اور کفار کو ہزیمت و شکست سے دوچار ہونا پڑا۔^(۱)

بعض علماء کے نزدیک یہ آیت مدنی ہے اور بعض کے نزدیک مکی ہے، ان دونوں اقوال میں تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ یہ آیت ایک مرتبہ مکے میں اور ایک مرتبہ مدینے میں نازل ہوئی۔

بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَىٰ وَأَمَرٌ ۝۳۶

ترجمہ کنزالایمان: بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی۔

ترجمہ کنزالعرفان: بلکہ ان کا وعدہ قیامت ہے اور قیامت سب سے زیادہ سخت اور سب سے زیادہ کڑوی ہے۔

﴿بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ﴾: بلکہ ان کا وعدہ قیامت ہے۔ ﴿یعنی بدر کی شکست کفارِ مکہ کا پورا عذاب نہیں بلکہ اس عذاب کے بعد انہیں قیامت کے دن اصل عذاب کا وعدہ ہے اور قیامت سب سے زیادہ سخت اور سب سے زیادہ کڑوی ہے کہ دُنیوی عذاب کے مقابلے میں اس کا عذاب بہت زیادہ سخت ہے کیونکہ دُنیوی عذاب جیسے قید ہونا، قتل ہونا اور شکست

①..... جالین مع صاوی، القمر، تحت الآیة: ۴۴ - ۴۵، ۶/ ۲۰۶۹ - ۲۰۷۰، روح البیان، القمر، تحت الآیة: ۴۴ - ۴۵،

کھانا وغیرہ تو اُخروی عذاب کی ایک جھلک ہے۔^(۱)

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعْرٍ ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک مجرم گمراہی اور دیوانگی میں ہیں۔

﴿إِنَّ الْمُجْرِمِينَ: بیشک مجرم﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے، اس کے رسولوں کو جھٹلانے والے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اور حشر کا انکار کرنے والے مشرکین دنیا میں گمراہ اور دیوانے ہیں کہ نہ سمجھتے ہیں اور نہ راہ یاب ہوتے ہیں۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ تمام مشرکین دنیا میں حق سے گمراہ ہیں اور آخرت میں جہنم میں ہوں گے۔^(۲)

يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: جس دن آگ میں اپنے مونہوں پر گھیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آج۔

ترجمہ کنزالعرفان: جس دن وہ آگ میں اپنے چہروں کے بل گھیٹے جائیں گے (فرمایا جائے گا)، دوزخ کا چھونا چکھو۔

﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ: جس دن وہ آگ میں اپنے چہروں کے بل گھیٹے جائیں گے۔﴾ اس آیت مبارکہ میں کفار کو جہنم میں منہ کے بل گھیٹے جانے کا ذکر ہے اور حدیث پاک میں بعض ایسے مسلمانوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جنہیں منہ کے بل گھیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص کے متعلق

①.....روح البیان، القمر، تحت الآية: ۴۶، ۲۸۲/۹-۲۸۳.

②.....تفسیر کبیر، القمر، تحت الآية: ۴۷، ۱۰/۳۲۴-۳۲۵، روح البیان، القمر، تحت الآية: ۴۷، ۲۸۳/۹، ملئقطاً.

فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا، اس کو بلایا جائے گا اور اسے اس کی نعمتیں دکھائی جائیں گی، جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرمائے گا ”تم نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کام کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، بلکہ تو نے اس لئے جہاد کیا تھا تا کہ تجھے بہادر کہا جائے، لہذا وہ تجھے کہہ دیا گیا۔ پھر اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا حتیٰ کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ایک ایسے شخص کو بلایا جائے گا جس نے علم حاصل کیا، لوگوں کو تعلیم دی اور قرآن پڑھا، اسے اس کی نعمتیں دکھائی جائیں گی، جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو (اللہ تعالیٰ) اس سے ارشاد فرمائے گا ”تم نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کام کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے علم حاصل کیا اور اس علم کو سکھایا اور تیرے لئے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”تو جھوٹ بولتا ہے، تم نے اس لئے علم حاصل کیا تا کہ تجھے عالم کہا جائے، تم نے قرآن اس لئے پڑھا تا کہ تجھے قاری کہا جائے، سو تمہیں (عالم اور قاری) کہہ دیا گیا۔ پھر اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ایک ایسے شخص کو بلایا جائے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے وسعت کی اور اسے ہر قسم کا مال عطا فرمایا، اسے بھی اس کی نعمتیں دکھائی جائیں گی اور جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”تم نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کام کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے ہر اس راستے میں مال خرچ کیا جس میں مال خرچ کرنا تجھے پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”تو جھوٹ بولتا ہے، تم نے یہ کام اس لئے کئے تا کہ تجھے خنی کہا جائے، لہذا وہ تمہیں کہہ دیا گیا پھر اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا حتیٰ کہ اسے بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔^(۱)

إِنَّا كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۝ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ

بِالْبَصَرِ ۝

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔ اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے جیسے

۱.....مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للرياء والسعۃ استحق النار، ص ۱۰۵۵، الحدیث: ۱۵۲ (۱۹۰۵)۔

پلک مارنا۔

ترجہ کنز العرفان: بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔ اور ہمارا کام تو صرف ایک بات ہے جیسے پلک جھپکنا۔

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾: بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ بیشک ہم نے ہر چیز حکمت کے تقاضے کے مطابق ایک اندازے سے پیدا فرمائی ہے۔^(۱) شان نزول: یہ آیت ان لوگوں کے رد میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے منکر ہیں اور نئے واقعات کو ستاروں وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

تقدیر کے منکر لوگوں کے بارے میں احادیث

یہاں تقدیر کے منکر لوگوں کے بارے میں دو احادیث ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ہر امت میں مجوسی ہوتے تھے اور اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو کہیں گے کہ تقدیر کوئی چیز نہیں۔ ان میں سے کوئی مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک نہ ہونا اور جو ان میں سے بیمار پڑے اس کی عیادت نہ کرنا، وہ دجال کے ساتھی ہیں اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ انہیں دجال کے ساتھ ملا دے۔“^(۲)

(۲)..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بے شک اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا انکار کرتے ہیں، اگر وہ لوگ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا، اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازے میں حاضر نہ ہونا اور اگر تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے تو انہیں سلام تک نہ کرنا۔“^(۳)

یاد رہے کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان لائے اور تقدیر کے بارے میں بحث نہ کرے کہ یہ ایمان کی بربادی کا سبب بن سکتی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول

①..... مدارك، القمر، تحت الآية: ۴۹، ص ۱۱۹۰.

②..... ابو داؤد، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه، ۴/۲۹۴، الحديث: ۴۶۹۲.

③..... ابن ماجه، كتاب السنة، باب في القدر، ۷۰/۱، الحديث: ۹۲.

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ تقدیر کی اچھائی اور برائی پر ایمان نہ لائے، اسی طرح جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ جو مصیبت اسے پہنچی ہے وہ اس سے ٹلنے والی نہ تھی اور جو مصیبت اس سے ٹل گئی وہ اسے پہنچنے والی نہ تھی۔“ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم تقدیر کے بارے میں ایک دوسرے سے بحث کر رہے تھے (یہ دیکھ کر) آپ کو اتنا جلال آیا کہ چہرہ اقدس ایسے سرخ ہو گیا جیسے آپ کے مبارک رخساروں پر انار نچوڑ دیا گیا ہو۔ آپ نے فرمایا ”کیا تمہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے یا اسی بات کے لئے میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں؟ تم سے پہلے لوگوں نے جب اس (تقدیر کے) بارے میں اختلاف کیا تو وہ ہلاک ہو گئے، میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ اس کے بارے میں مت جھگڑو۔“ (۲)

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسی عظیم ہستیوں کو تقدیر کے بارے میں بحث کرنے سے روک دیا گیا تو ہمیں اس سے بدرجہ اولیٰ باز رہنا چاہئے۔

﴿وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ﴾ اور ہمارا کام تو صرف ایک بات ہے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہم جس چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمائیں تو وہ ہمارے صرف ایک مرتبہ حکم فرمانے کے ساتھ ہی اتنی دیر میں ہو جاتی ہے جتنی دیر تم میں سے کسی کو پلک جھپکنے میں لگتی ہے۔“ (۳)

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مَّدَكِرٍ ۝۵۱

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے تمہاری وضع کے ہلاک کر دیئے تو ہے کوئی دھیان کرنے والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے تمہارے جیسے (بہت سے گروہ) ہلاک کر دیئے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

①.....ترمذی، کتاب القدر، باب ماجاء انّ الایمان بالقدر خیرہ وشرہ، ۵۷/۴، الحدیث: ۲۱۵۱۔

②.....ترمذی، کتاب القدر، باب ماجاء من التشدید فی الخوض فی القدر، ۵۱/۴، الحدیث: ۲۱۴۰۔

③.....مدارک، القمر، تحت الآیة: ۵۰، ص ۱۱۹۰۔

﴿وَلَقَدْ أَهَلَكْنَا أَشْيَاءَكُمْ﴾ اور بیشک ہم نے تمہارے جیسے (بہت سے گروہ) ہلاک کر دیئے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلانے والے کفارِ قریش سے فرمایا کہ اے کفارِ قریش! بے شک ہم نے پہلی امتوں میں سے بہت سے کفار کے گروہ ہلاک کر دیئے ہیں، وہ بھی تمہاری طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے اور اس کے رسولوں کو جھٹلاتے تھے تو تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو ان کے انجام سے عبرت اور نصیحت حاصل کرے۔ (۱)

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ۝۵۲

ترجمہ کنزالایمان: اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور انہوں نے جو کچھ کیا وہ سب کتابوں میں موجود ہے۔

﴿وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ﴾ اور انہوں نے جو کچھ کیا۔ ﴿مزید ارشاد فرمایا کہ اے کفارِ قریش! پہلی امتوں میں سے تم جیسے کفار نے جو کچھ کیا وہ سب ان کتابوں میں موجود ہے جنہیں ان پر مقرر فرشتوں نے لکھا ہے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ بندوں کے تمام افعال اعمال لکھنے والے فرشتوں کے صحیفوں میں موجود ہیں۔ (۲)

امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی فرماتے ہیں ”اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پہلی امتوں کے کفار کی ہلاکت کے بعد ان کا کام ختم نہیں ہو گیا بلکہ ان کی ہلاکت تو ان کا وہ عذاب ہے جو ان پر دنیا میں آیا اور ان کا آخری عذاب ابھی آئے گا جو کہ ان کے اُن اعمال کے بدلے میں تیار کیا گیا ہے جو ان کے اعمال ناموں میں لکھے ہوئے ہیں۔ (۳)

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌّ ۝۵۳

①.....تفسیر طبری، القمر، تحت الآیة: ۵۱، ۵۲/۱۱، ۵۷۰.

②.....تفسیر طبری، القمر، تحت الآیة: ۵۲، ۵۳/۱۱، ۵۷۰، جلالین، القمر، تحت الآیة: ۵۲، ص ۴۴۳، ملقطاً.

③.....تفسیر کبیر، القمر، تحت الآیة: ۵۲، ۵۳/۱۰، ۳۳۰.

ترجمہ کنز الایمان: اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

﴿وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَقَرٌّ﴾: اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ ﴿یعنی چھوٹے اور بڑے تمام اعمال اپنی تفصیل کے ساتھ لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔﴾^(۱)



ان آیات میں ہر مسلمان کے لئے بڑی نصیحت ہے کہ اس کے تمام اعمال لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں اور اعمال لکھنے والے فرشتے بھی اپنے صحیفوں میں اس کا ہر عمل لکھ رہے ہیں اور پھر قیامت کے دن ہر شخص ان اعمال ناموں کو اپنے سامنے پائے گا۔ اس نازک ترین مرحلے کی منظر کشی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: اور نامہ اعمال رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس میں جو (لکھا ہوا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے: ہائے ہماری خرابی! اس نامہ اعمال کو کیا ہے کہ اس نے ہر چھوٹے اور بڑے گناہ کو گھیرا ہوا ہے اور لوگ اپنے تمام اعمال کو اپنے سامنے موجود پائیں گے اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ
مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يُوَيِّتُنَا مَا لِ هَذَا الْكِتَابِ
لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا
وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ
رَبُّكَ أَحَدًا^(۲)

اور ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: (یا ذکرو) جس دن ہر شخص اپنے تمام اچھے اور برے اعمال اپنے سامنے موجود پائے گا تو تمنا کرے گا کہ کاش اس کے درمیان اور اس کے اعمال

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ
مُّحْضَرًا ۖ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ
بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ۚ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ

۱..... روح البیان، القمر، تحت الآية: ۵۳، ۲۸۵/۹.

۲..... کہف: ۴۹.

نَفْسُهُ ۖ وَاللَّهُ شَهِيدٌ بِالْعِبَادِ (۱)

کے درمیان کوئی دور دراز کی مسافت (حائل) ہو جائے
اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر
بڑا مہربان ہے۔

لہذا ہر ایک کو چاہئے کہ وہ چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے بچے اور جو گناہ سرزد ہو چکے ان سے اللہ تعالیٰ کی
بارگاہ میں سچی توبہ کر لے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”جسے یہ معلوم ہے کہ اس کے اعمال
قیامت کے دن اس کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور ان اعمال کے مطابق اسے جزا دی جائے گی تو اسے چاہئے کہ
اپنے کام درست کرنے کی کوشش کرے اور اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرے اور جو گناہ اس سے ہو چکے ان سے لازمی
توبہ کر لے۔ (۲) اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۖ فِي مَقْعَدِ صَدَقٍ عِنْدَ مَلِيٍّ ۖ
مُقْتَدِرٍ ۖ (۵۳)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک پرہیزگار باغوں اور نہروں میں ہیں۔ سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک پرہیزگار لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور سچ کی
مجلس میں ہوں گے۔

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ﴾ بیشک پرہیزگار لوگ۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں متقی لوگوں کی جزاء بیان کی گئی ہے کہ
بے شک وہ لوگ جو کفر اور گناہوں سے بچے رہے، وہ ایسے عظیم الشان باغوں میں ہوں گے جن میں موجود نعمتوں اور
ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی چیزوں کے اوصاف بیان سے باہر ہیں اسی طرح ان کے باغوں اور گھروں میں پانی،

①.....ال عمران: ۳۰۔

②.....روح البیان، القمر، تحت الآية: ۵۳، ۲۸۵/۹۔

شراب، شہد اور دودھ کی نہریں ہوں گی اور وہ عظیم قدرت والے بادشاہ کی بارگاہ کے مُقَرَّب ہوں گے۔^(۱)
جو باغ اور نہریں مُتقی لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہیں ان کا حال بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ

ارشاد فرماتا ہے:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ
مِّنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ ۚ وَأَنْهَارٌ مِّنْ لَّيْنٍ لَّمْ
يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ ۚ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَبَرٍ لَّدَاةٍ لِلَّذِينَ لَا يَشْرَبُونَ
وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن
كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: اس جنت کا حال جس کا پرہیزگاروں
سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں خراب نہ ہونے والے
پانی کی نہریں ہیں اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ
بدلے اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کیلئے سراسر
لذت ہے اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں اور ان کے
لیے اس میں ہر قسم کے پھل اور ان کے رب کی طرف سے
مغفرت ہے۔



①.....روح البیان، القمر، تحت الآیة: ۵۴-۵۵، ۲۸۵/۹، ملخصاً.

②.....سورہ محمد: ۱۵.

سُورَةُ الرَّحْمَنِ

سورہ رحمن کا تعارف

مقام نزول

سورہ رحمن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں ۳ رکوع، ۷۸ آیات، ۳۵۱ کلمے اور ۱۶۳۶ حروف ہیں۔^(۲)

اس سورہ رحمن کی وجہ

اس سورت کا نام ”سورہ رحمن“ اس لئے رکھا گیا کہ اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ایک اسم ”الرَّحْمَنُ“ سے کی گئی ہے۔

سورہ رحمن کے فضائل

(۱)..... حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہر چیز کی ایک زینت ہے اور قرآن کی زینت سورہ رحمن ہے۔“^(۳)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”چند وجہ سے سورہ رحمن کو قرآن کی ولہن، زینت فرمایا گیا۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا ذکر ہے اور ذات و صفات پر اعتقاد ایمان کی زینت ہے۔ اس سورت میں جنت کی حوروں، ان کے حسن و جمال، ان کے زیورات کا ذکر ہے (اور) یہ چیزیں جنت کی زینت ہیں۔ اس سورت میں آیت مبارکہ ”قِيَامِي الْآخِرَةِ بِكُمَا تَكُونِي“ ۳۱ جگہ ارشاد ہوا اس سے سورت کی زینت زیادہ ہو گئی۔“^(۴)

①..... خازن، تفسیر سورة الرحمن، ۲۰۸/۴۔

②..... جلالین، سورة الرحمن، ص ۴۴۳، خازن، تفسیر سورة الرحمن، ۲۰۸/۴، ملقطاً۔

③..... شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی فضائل السور والآیات، ۴۹۰/۲، الحدیث: ۲۴۹۴۔

④..... المرأة المناجیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الثالث، ۲۸۱/۳-۲۸۲، تحت الحدیث: ۲۰۷۷۔

(2)..... حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”سورہ حدید، سورہ واقعہ اور سورہ رحمن کی تلاوت کرنے والے کو زمین و آسمان کی بادشاہت میں جنت الفردوس کا سکین پکارا جاتا ہے۔“ (۱)

(3)..... اس سورت کی آیات اگرچہ چھوٹی چھوٹی ہیں لیکن ان کی تاثیر بہت مضبوط ہے۔ مروی ہے کہ حضرت قیس بن عاصم مثنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اسلام قبول کرنے سے پہلے) سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے میرے سامنے اس کی تلاوت کیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سامنے سورہ رحمن پڑھی تو اس نے عرض کی: اسے دوبارہ پڑھئے، حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (اس کے کہنے پر) تین مرتبہ سورہ رحمن کو پڑھا۔ (سورہ رحمن سن کر) اس نے عرض کی: خدا کی قسم! یہ سورت بہت ہی خوبصورت ہے، اس میں بہت حلاوت ہے، اس کا نیچے والا حصہ سرسبز ہے اور اوپر والا حصہ پھل دار ہے اور یہ کسی انسان کا کلام ہی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (2)

سورہ رحمن کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کے اللہ تعالیٰ کی وحی ہونے پر دلائل بیان کئے گئے ہیں، نیز اس میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں:

(1)..... اس سورت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم نعمتوں جیسے قرآن پاک کو نازل کرنے، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی تعلیم دینے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا و آخرت کی تمام چیزوں کی تعلیم دینے کا ذکر فرمایا۔

(2)..... اس کے بعد سورج، چاند، زمین پر اُگی ہوئی بیلوں، درختوں، آسمانوں، زمینوں، باغات میں پھولوں اور کھیتوں میں فصلوں کا ذکر فرمایا۔

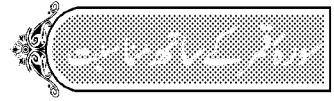
①..... شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی فضائل السور والآیات، ۲/ ۴۹۰، الحدیث: ۲۴۹۶.

②..... تفسیر قرطبی، تفسیر سورۃ الرحمن، ۱۱۳/۹، الجزء السابع عشر.

(3)..... حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اور ابلیس کی پیدائش، بیٹھے اور کھاری سمندروں اور ان سے موتیوں کے نکلنے کو بیان فرمایا گیا۔

(4)..... اس جہاں کے فنا ہونے اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے باقی رہنے اور تمام مخلوق کے اللہ تعالیٰ کا محتاج ہونے کا ذکر فرمایا گیا۔

(5)..... اس سورت کے آخر میں قیامت، جنت کی نعمتوں اور جہنم کی سختیوں اور ہولناکیوں وغیرہ کا ذکر ہے۔



سورہ رحمن کی اپنے سے ماقبل سورت ”قمر“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورہ قمر میں قیامت، جہنم کی ہولناکیوں، مجرموں کا عذاب، مُتَشٰی مسلمانوں کا ثواب اور جنت کے اوصاف اجمالی طور پر بیان کئے گئے اور سورہ رحمن میں یہ چیزیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

الرَّحْمٰنُ ۱ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۲

ترجمہ کنزالایمان: رحمن نے۔ اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔

ترجمہ کنزالعرفان: رحمن نے، قرآن سکھایا۔

﴿الرَّحْمٰنُ: رحمن﴾۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ جب سورہ فرقان کی آیت نمبر 60

نازل ہوئی جس میں رحمن کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو کفار مکہ نے کہا کہ رحمن کیا ہے ہم نہیں جانتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمن نازل فرمائی کہ رحمن جس کا تم انکار کرتے ہو وہی ہے جس نے قرآن نازل فرمایا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اہل مکہ نے جب کہا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو کوئی بشر سکھاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ رحمن نے قرآن اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سکھایا۔^(۱)

اور رحمن کی آیت نمبر ۱ اور ۲ کے مابین جو آیتیں ہیں ان کی معلومات

اس معنی کے اعتبار سے ان آیات سے ۵ باتیں معلوم ہوئیں،

- (۱)..... قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اسی لئے سب سے پہلے اس کا ذکر فرمایا۔
- (۲)..... حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قرآن پاک بظاہر حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے آیا لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن سکھایا۔
- (۳)..... مخلوق میں سے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی استاذ نہیں بلکہ آپ کا علم مخلوق کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔
- (۴)..... حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پاک کے متشابہات کا علم بھی دیا گیا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے سارا قرآن اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سکھادیا تو اس میں متشابہات کا علم بھی آگیا کہ یہ بھی قرآن پاک کا حصہ ہی ہیں۔

(۵)..... اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا^(۲) ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے

نام سکھادیے۔

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زہر بنانا سکھائی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ^(۳) ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے تمہارے فائدے کیلئے اسے

①..... حازن، الرحمن، تحت الآية: ۲-۱، ۲۰۸/۴، ملخصاً.

②..... بقرہ: ۳۱.

③..... انبیاء: ۸۰.

(جنگی) لباس کی صنعت سکھا دی۔

حضرت سلیمان عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو پرندوں کی زبان سکھائی، جیسا کہ حضرت سلیمان عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْنَا مَنَطِقُ الطَّيْرِ (۱)
ترجمہ کنز العرفان: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔

حضرت عیسیٰ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو طب، تورات اور انجیل کا علم عطا فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ (۲)
ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ اسے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھائے گا۔

حضرت خضر عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو علم لدنی عطا فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:
وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا (۳)
ترجمہ کنز العرفان: اور اسے اپنا علم لدنی عطا فرمایا۔

اور اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جو کچھ سکھایا اس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ
الرَّحْمَنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْآنَ
ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَإِنَّكَ لَتَلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ (۴)
ترجمہ کنز العرفان: اور (اے محبوب!) بیشک آپ کو حکمت والے، علم والے کی طرف سے قرآن سکھایا جاتا ہے۔

اور ایک جگہ واضح طور پر فرمادیا کہ
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (۵)
ترجمہ کنز العرفان: اور آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا علم تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بلکہ

④.....نمل: ۶۰.

①.....نمل: ۱۶.

⑤.....النساء: ۱۱۳.

②.....ال عمران: ۴۸.

③.....کہف: ۶۵.

تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۲ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۳

ترجمہ کنزالایمان: انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کا بیان انہیں سکھایا۔

ترجمہ کنزالعرفان: انسان کو پیدا کیا۔ اسے بیان سکھایا۔

﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ: انسان کو پیدا کیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ”انسان“ اور ”بیان“ کے مصداق کے بارے میں مفسرین کے مختلف قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں انسان سے مراد دوعالم کے سردار محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور بیان سے ”مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ“ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہوگا، کا بیان مراد ہے کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اولین و آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں انسان سے مراد حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں اور بیان سے مراد تمام چیزوں کے اسماء اور تمام زبانوں کا بیان مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہاں انسان سے اس کی جنس یعنی حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی تمام اولاد مراد ہے اور بیان سے مراد گفتگو کی صلاحیت ہے جس کی وجہ سے انسان دیگر حیوانوں سے ممتاز ہوتا ہے۔^(۱)

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۵

ترجمہ کنزالایمان: سورج اور چاند حساب سے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: سورج اور چاند حساب سے ہیں۔

﴿الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ: سورج اور چاند حساب سے ہیں۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آسمانی نعمتوں میں دو ایسی نعمتیں بیان فرمائیں جو ظاہری طور پر نظر آتی ہیں اور وہ نعمتیں سورج اور چاند ہیں، ان نعمتوں کی اہمیت کا اندازہ

①.....خازن، الرحمن، تحت الآية: ۳-۴، ۲۰۸/۴، صاوی، الرحمن، تحت الآية: ۳-۴، ۲۲۷۳/۶-۲۲۷۴، ملتقطاً.

اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر سورج نہ ہوتا تو اندھیرا کبھی ختم ہی نہ ہوتا اور اگر چاند نہ ہوتا تو بہت ساری ظاہری نعمتیں ختم ہو کر رہ جاتیں اور ان کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ سورج اور چاند مُعَيَّن اندازے کے ساتھ اپنے اپنے بُرج اور منازل میں حرکت کرتے ہیں کیونکہ اگر سورج حرکت کرنے کی بجائے ایک ہی جگہ کھڑا رہے تو اس سے کوئی بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور اگر اس کی گردش لوگوں کو معلوم نہ ہو تو وہ معاملات ٹھیک طرح سے سرانجام نہیں دے سکتے اور ان کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اوقات کے حساب سالوں اور مہینوں کا شمار انہیں کی رفتار سے ہوتا ہے۔^(۱)

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بغیر تنے والی نباتات اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔

﴿وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ﴾: اور بغیر تنے والی نباتات اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔ ﴿یہاں ”نجم“ سے مراد زمین سے پیدا ہونے والی وہ نباتات ہیں جو تنائیں رکھتیں جیسے سبزہ اور انگور کی بیل وغیرہ اور ”شجر“ سے مراد وہ نباتات ہیں جو تنارکھتی ہیں جیسے گندم، جو اور درخت وغیرہ اور ان کے سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کے سائے سجدہ کرتے ہیں، اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے:

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَّقِيُوا
ظِلَّهُ عَنِ الْيَسِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ
وَهُمْ دُخْرُونَ^(۲)

ترجمہ کنزالعرفان: اور کیا انہوں نے اس طرف نہ دیکھا کہ اللہ نے جو چیز بھی پیدا فرمائی ہے اس کے سائے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں جھکتے ہیں اور وہ سائے عاجزی کر رہے ہیں۔

اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے فرمانبردار ہیں۔^(۳)

①.....تفسیر کبیر، الرحمن، تحت الآیۃ: ۵، ۳۳۹/۱۰، مدارک، الرحمن، تحت الآیۃ: ۵، ص ۱۱۹۱، ملقطاً.

②.....نحل: ۴۸.

③.....ابو سعود، الرحمن، تحت الآیۃ: ۶، ۶۶۰/۵، تفسیر کبیر، الرحمن، تحت الآیۃ: ۶، ۳۴۱/۱۰، خازن، الرحمن، تحت الآیۃ: ۶، ۲۰۸-۲۰۹، ملقطاً.

سُورَةُ هُودٍ ۱۰۱ کی اہمیت

یاد رہے کہ سبزے اور درخت زمین پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں اور ان نعمتوں کی اہمیت کا کچھ اندازہ یوں لگا سکتے ہیں کہ اگر یہ نہ ہوں تو انسان رزق کے وافر حصے سے محروم ہو جائے گا اور جانوروں کا گوشت کھانے کو ترس جائے گا کیونکہ جانوروں کی نشو و نما انہیں سے ہوتی ہے اور جب یہ سبزے نہ ہوں گے تو جانور کیسے پلئیں بڑھیں گے اور جب جانور پلئیں بڑھیں گے نہیں تو انسان ان کا گوشت کہاں سے حاصل کریں گے۔

وَالسَّمَاءَ رَافِعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝ (۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا اور ترازو رکھی۔ کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا اور ترازو رکھی۔ کہ تولنے میں نا انصافی نہ کرو۔

﴿وَالسَّمَاءَ رَافِعَهَا﴾ اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا۔ ﴿اللہ تعالیٰ نے آسمان کو نکل اور رتبے کے اعتبار سے بلند پیدا فرمایا ہے۔ محل کے اعتبار سے بلندی تو ظاہر ہے کہ آسمان زمین سے اونچا ہے جبکہ رتبے کے اعتبار سے آسمان کی بلندی یہ ہے کہ وہ فرشتوں کا مسکن ہے اور یہیں سے اللہ تعالیٰ کے احکام صادر ہوتے ہیں۔^(۱)

﴿وَوَضَعَ الْمِيزَانَ﴾ اور ترازو رکھی۔ ﴿ایک قول یہ ہے کہ یہاں میزان سے مراد عدل کرنا ہے، اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (مخلوق کے درمیان تمام معاملات میں) عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ میزان سے مراد وہ تمام آلات ہیں جن سے اشیاء کا وزن کیا جائے اور ان کی مقداریں معلوم ہو سکیں جیسے ترازو، اشیاء ناپنے کے آلات اور پیمانے وغیرہ۔ اس صورت میں آیت کے اس حصے اور اس کے بعد والی آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اشیاء ناپنے اور تولنے کے آلات پیدا فرمائے اور اپنے بندوں پر لین دین کے معاملات میں عدل قائم رکھنے اور برابری کرنے کے احکام نافذ فرمائے تاکہ وہ ناپ تول میں نا انصافی نہ کریں اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔^(۲)

①..... ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ۷، ۶۶۱/۵، ملخصاً.

②..... خازن، الرحمن، تحت الآية: ۷-۸، ۲۰۹/۴، مدارك، الرحمن، تحت الآية: ۷-۸، ص ۱۱۹۲، ملقطاً.

ہم اپنے تو نے کے آیت کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کی جس نعمت کا بیان اس آیت میں ہوا اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے با آسانی لگایا جاسکتا ہے کہ لوگ اپنے ساتھ غبن اور دھوکہ دہی پسند نہیں کرتے اور نہ ہی کوئی اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ دوسرا شخص کسی چیز میں اس پر غالب آجائے چاہے وہ چیز معمولی سی ہی کیوں نہ ہو، لہذا اگر ناپ تول کے معاملات میں عدل و انصاف اور برابری نہ ہو تو معاشرے میں جو جھگڑے اور فسادات برپا ہوں گے اور آپس میں جو بغض و عناد پیدا ہوگا وہ کسی عقلمند سے ڈھکا چھپا نہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”اے انسان! تو دوسروں کے ساتھ اسی طرح انصاف کر جس طرح تجھے پسند ہے کہ تیرے ساتھ انصاف کیا جائے اور تو دوسروں کو اسی طرح پورا پورا ناپ تول کر دے جیسے تجھے پورا پورا ناپ تول کر لینا پسند ہے کیونکہ عدل و انصاف ہی سے لوگوں کے حالات درست رہ سکتے ہیں۔“ (۱)

وَأَقِيمُوا الزُّنْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ①

ترجمہ کنز الایمان: اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ۔

ترجمہ کنز العرفان: اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ۔

﴿وَأَقِيمُوا الزُّنْنَ بِالْقِسْطِ﴾: اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو۔ یعنی جب تم لوگوں کے لئے کوئی چیز ناپو یا تولو تو انصاف کے ساتھ ناپ تول کرو اور اس چیز کا وزن کم نہ کرو۔

ناپ تول میں انصاف کرنے کا حکم دیا گیا

ناپ تول میں انصاف کرنے کا حکم دیتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: اور جب ماپ کرو تو پورا ماپ کرو اور

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزَنُوا بِالْقِسْطِ

①.....تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآية: ۸، ۵۷۶/۱۱

الْمُسْتَقِيمُ ۖ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (۱)

بالکل صحیح ترازو سے وزن کرو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے اچھا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْبَخْسِينَ ۚ
وَزِنُوا بِالْقِسْطِ أَلْتَسْتَقِيمُ ۚ وَلَا تَبْخَسُوا
النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ
مُفْسِدِينَ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: (اے لوگو!) ناپ پورا کرو اور ناپ تول کو گھٹانے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور بالکل درست ترازو سے تولو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔

اور کم ناپنے تولنے والوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۚ إِذَا كُنَّا لَآءِ عَلَى
النَّاسِ سِتْرٌ فَنَزَلْنَا ۚ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوَّزْنُوهُمْ
يُخْسِرُونَ ۚ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ
لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۚ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ
الْعَالَمِينَ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: کم تولنے والوں کیلئے خرابی ہے۔ وہ لوگ کہ جب دوسرے لوگوں سے ناپ لیں تو پورا وصول کریں۔ اور جب انہیں ناپ یا تول کر دیں تو کم کر دیں۔ کیا یہ لوگ یقین نہیں رکھتے کہ انہیں اٹھایا جائے گا۔ ایک عظمت والے دن کے لیے۔ جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا ”اے مہاجرین! جب تم پانچ باتوں میں مبتلا کر دیئے جاؤ اور میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان باتوں کو پاؤ۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب کسی قوم میں بے حیائی کے کام اعلانیہ ہونے لگ جائیں تو ان میں طاعون اور وہ بیماریاں عام ہو جاتی ہیں جو پہلے کبھی ظاہر نہ ہوئی تھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو ان پر قحط اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور بادشاہ ان پر ظلم کرتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ

①..... بنی اسرائیل: ۳۵۔

②..... شعراء: ۱۸۱-۱۸۳۔

③..... مطفین: ۶۔

جب لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش کو روک دیتا ہے، اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے غیروں میں سے دشمنوں کو مُسلط کر دیتا ہے تو وہ ان کا مال وغیرہ چھین لیتے ہیں۔ پانچویں بات یہ ہے کہ جب مسلمان حکمران اللہ تعالیٰ کے قانون کو چھوڑ کر دوسرا قانون اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کچھ لیتے اور کچھ چھوڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اختلاف پیدا فرما دیتا ہے۔^(۱)

وَالْأَرْضُ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ۚ فِيهَا فَاكِهَةٌ ۚ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ۚ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ ۚ وَالرَّيْحَانُ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۱۳

ترجمہ کنز الایمان: اور زمین رکھی مخلوق کے لیے۔ اس میں میوے اور غلاف والی کھجوریں۔ اور بھس کے ساتھ اناج اور خوشبو کے پھول۔ تو اے جن و انس! تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اس نے مخلوق کے لیے زمین رکھی۔ اس میں پھل میوے اور غلاف والی کھجوریں ہیں۔ اور بھوسے والا اناج اور خوشبودار پھول ہیں۔ تو (اے جن و انسان!) تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿وَالْأَرْضُ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ﴾ اور اس نے مخلوق کے لیے زمین رکھی۔ ﴿فِيهَا فَاكِهَةٌ﴾ اس میں پھل میوے ہیں۔ ﴿وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ﴾ ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین میں بے شمار اقسام کے پھل میوے اور غلاف والی کھجوریں ہیں جن میں بہت برکت ہے اور بھوسے والا اناج جیسے گندم اور جو وغیرہ پیدا فرمایا ہے، بھوسے کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں اناج دیر تک محفوظ رہے گا اور جب تم اناج استعمال کر لو تو وہ بھوسا تمہارے

۱..... ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، ۳۶۷/۴، الحدیث: ۴۰۱۹.

جانوروں کے چارے میں کام آئے گا اور زمین میں طرح طرح کے خوشبودار پھول پیدا فرمائے تاکہ ان کی خوشبو سونگھ کر تمہیں فرحت حاصل ہو اور وہ پھول تمہاری زیب و زینت میں کام آئیں۔

﴿فَيَأْتِي الْآخِرَ بِكُمْ كُنُوزًا لِّبَنٍ: تو اے جن و انسان! تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن و انس کے گروہ! جو نعمتیں تمہارے سامنے بیان کی گئیں، ان میں سے تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟^(۱)

ہدایت اور نصیحت کرنے کا بہترین اسلوب

اس سورۃ مبارکہ میں یہ آیت 31 بار آئی ہے اور اس سورت میں بار بار نعمتوں کا ذکر فرما کر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ یہ ہدایت اور نصیحت کرنے کا بہترین اسلوب ہے اور اس اسلوب کو اختیار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سننے والے کے نفس کو تنبیہ ہو اور اسے اپنے جرم اور کوتاہی کا حال معلوم ہو جائے کہ اُس نے کس قدر نعمتوں کو جھٹلایا ہے اور اسے اپنے کرتوتوں پر شرم آئے اور اس طرح وہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور فرمانبرداری کرنے کی طرف مائل ہو اور یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی اس پر بے شمار نعمتیں ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ کے پاس تشریف لائے اور ان کے سامنے سورۃ رحمن شروع سے لے کر آخر تک پڑھی۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ یہ سورت سن کر خاموش رہے تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”میں نے یہ سورت جَنّات کو سنائی تو انہوں نے تم سے اچھا جواب دیا، جب میں یہ آیت ”فَيَأْتِي الْآخِرَ بِكُمْ كُنُوزًا لِّبَنٍ“ پڑھتا تو وہ کہتے: اے ہمارے رب! عَزَّوَجَلَّ، ہم تیری کسی نعمت کو بھی نہیں جھٹلاتے اور تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔“^(۲)

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝۱۳

ترجمہ کنزالایمان: اس نے آدمی کو بنایا بھتی مٹی سے جیسے ٹھیکری۔

①.....تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآیۃ: ۱۳، ۵۸۱/۱۱۔

②.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الرحمن، ۱۹۰/۵، الحدیث: ۳۳۰۲۔

ترجہ کنز العرفان: اس نے انسان کو ٹھیکری جیسی بننے والی سوکھی مٹی سے پیدا کیا۔

﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ﴾ اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بننے والی سوکھی مٹی سے پیدا کیا۔ ﴿یہاں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی کیفیت کا ایک انداز بیان فرمایا ہے،

قرآن پاک میں دیگر مقامات پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی کیفیت کے اور انداز بھی بیان فرمائے گئے ہیں، چنانچہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ (۱)

ترجہ کنز العرفان: وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ (۲)

ترجہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے انسان کو چنی ہوئی

مٹی سے بنایا۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّنْ طِينٍ لَّازِبٍ (۳)

ترجہ کنز العرفان: بیشک ہم نے انہیں چپکنے والی مٹی سے

بنایا۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَبٍ مَّسْنُونٍ (۴)

ترجہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے انسان کو خشک بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو ایسے سیاہ گارے کی تھی جس سے بو آتی تھی۔

ان سب آیات کا معنی ایک ہی ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے ہر قسم کی مٹی جمع فرمائی گئی، پھر اسے پانی سے گوندھا گیا تو وہ مٹی ایسا سیاہ گارہ بن گئی جس سے بو آتی تھی، اس سے اللہ تعالیٰ

③..... صافات: ۱۱.

①..... مؤمن: ۶۷.

④..... حجر: ۲۶.

②..... مؤمنون: ۱۲.

نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک بنایا اور جب وہ مٹی خشک ہو گئی تو ہوا گزرنے کی وجہ سے ٹھیکری کی طرح بجنے لگی۔

وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿١٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لوکے سے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس نے جن کو بغیر دھوئیں والی آگ کے خالص شعلے سے پیدا کیا۔ تو (اے جن و انسان!) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ﴾ اور اس نے جن کو بغیر دھوئیں والی آگ کے خالص شعلے سے پیدا کیا۔ ﴿یہاں جن سے مراد ابلیس ہے۔﴾^(۱)

ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے آگ سے پیدا فرمایا، جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُومِ ﴿۲﴾ ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے اس سے پہلے جن کو بغیر دھوئیں والی آگ سے پیدا کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا، ابلیس کو خالص آگ سے پیدا کیا گیا اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس طرح پیدا کیا گیا جس طرح تمہارے سامنے (اللہ تعالیٰ نے قرآن میں) بیان کیا۔“^(۳)

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾ تو اے جن و انسان! تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿یعنی اے

①.....جلالین، الرحمن، تحت الآیة: ۱۵، ص ۴۴۴.

②.....حجر: ۲۷.

③.....مسلم، کتاب الزهد والرفاق، باب فی احادیث متفرقة، ص ۱۵۹۷، الحدیث: ۶۰ (۲۹۹۶).

جن انسان کے گروہ! تمہاری تخلیق کی مختلف ہیئتوں میں اللہ تعالیٰ نے تم پر جو نعمتیں فرمائیں حتیٰ کہ تمہیں مُرکبات میں سے افضل اور کائنات کا خلاصہ بنا دیا، ان میں سے تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۱)

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: دونوں پورب کارب اور دونوں پچھم کارب۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ دونوں مشرقوں کا رب ہے اور دونوں مغربوں کا رب ہے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ﴾ وہ دونوں مشرقوں کا رب ہے۔ ﴿اس آیت میں دونوں مشرق اور دونوں مغرب سے گرمیوں اور سردیوں کے موسم میں سورج طلوع اور غروب ہونے کے دونوں مقام مراد ہیں۔﴾ (۲)

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿یعنی سردی اور گرمی کے دونوں مشرقوں اور مغربوں میں جو بے شمار فوائد ہیں جیسے ہوا کا معتدل ہونا، مختلف موسموں جیسے سردی گرمی بہار اور خزاں کا آنا اور ہر موسم کی مناسبت سے مختلف چیزوں کا پیدا ہونا وغیرہ، تو ان میں سے تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ (۳)

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ﴿۲۰﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۳﴾

①.....بیضاوی، الرحمن، تحت الآية: ۱۶، ۲۷۵/۵.

②.....خازن، الرحمن، تحت الآية: ۱۷، ۲۱۰/۴.

③.....بیضاوی، الرحمن، تحت الآية: ۱۸، ۲۷۵/۵.

ترجمہ کنزالایمان: اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے۔ اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس نے دو سمندر بہائے کہ دونوں ملے ہوئے (لگتے) ہیں۔ ان کے درمیان ایک آڑ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ان سمندروں سے موتی اور مرجان (موتی) نکلتا ہے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿مَرْجَ الْبَحْرَيْنِ﴾ اس نے دو سمندر بہائے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میٹھے اور کھاری دو ایسے سمندر بہائے کہ دیکھنے میں ان کی سطح آپس میں ملی ہوئی لگتی ہے کیونکہ ان کے درمیان فاصلہ کرنے کے لئے ظاہری طور پر کوئی چیز حائل نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کے درمیان ایک آڑ ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے بلکہ ہر ایک اپنی حد پر رہتا ہے اور دونوں میں سے کسی کا ذائقہ بھی تبدیل نہیں ہوتا حالانکہ پانی کی خاصیت یہ ہے کہ وہ دوسرے پانی میں فوراً مل جاتا ہے اور اس کا ذائقہ بھی تبدیل کر دیتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: دو سمندر کا ذکر

ان سمندروں کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ
فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا
بَرْزَخًا وَجُجْرًا مَّحْجُورًا (۱)
ترجمہ کنزالعرفان: اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو
ملا دیا (ان میں) یہ (ایک) میٹھا نہایت شیریں ہے اور یہ (ایک)
کھاری نہایت تلخ ہے اور ان کے بیچ میں اس نے ایک پردہ
اور روکی ہوئی آڑ بنادی۔

اور ارشاد فرمایا:

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ ۚ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ
ترجمہ کنزالعرفان: اور دونوں سمندر برابر نہیں (ان میں

شَرَابُهُ وَهَذَا اَمْدَحُ اُجَاجٌ وَمِنْ كُلِّ تَاكُلُونَ
لَحْصًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حَلِيَّةً تَلْبَسُونَهَا
وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاجِدٌ لِّتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۱)

سے ایک) یہ میٹھا خوب میٹھا ہے اس کا پانی خوشگوار ہے اور یہ
(دوسرا) نمکین بہت کڑوا ہے اور (ان دونوں سمندروں میں سے)
ہر ایک سے تم (مچھلی کا) تازہ گوشت کھاتے ہو اور وہ زیور (قیمتی
موتی) نکالتے ہو جسے تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو اس میں پانی کو
چیرتے ہوئے دیکھ گاتا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ
تم شکر ادا کرو۔

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿یعنی اے جن انسان کے
گروہ! اللہ تعالیٰ نے میٹھے اور کھاری دو سمندر بہا کر اور ان میں تمہارے پہننے کا زیور رکھ کر تم پر جو انعام کیا، تم ان نعمتوں
میں سے اپنے رب غزو جَلَّی کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ (۲)
﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿یعنی اے جن اور انسان کے
گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان سمندروں میں منافع پیدا فرما کر تم پر جو انعام کیا تم ان نعمتوں میں سے اپنے رب
غزو جَلَّی کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ (۳)

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٣﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبِينَ ﴿٢٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت
جھٹلاؤ گے۔

۱..... فاطر: ۱۲.

۲..... تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآية: ۲۱، ۵۸۸/۱۱.

۳..... تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآية: ۲۳، ۵۹۰/۱۱.

ترجمہ کنز العرفان: اور دریا میں پہاڑوں جیسی اٹھی ہوئی کشتیاں اسی کی ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ﴾ اور دریا میں پہاڑوں جیسی اٹھی ہوئی کشتیاں اسی کی ہیں۔ یعنی جن چیزوں سے وہ کشتیاں بنائی گئیں وہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اور ان کو ترکیب دینے اور کشتی بنانے اور کاریگری کرنے کی عقل بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور دریاؤں میں ان کشتیوں کا چلنا اور تیرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔ (۱)
﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے فائدے کے لئے سمندر میں (پہاڑوں کی مانند) بڑی بڑی کشتیاں جاری فرما کر تم پر جو انعام فرمایا تم ان نعمتوں میں سے اپنے رب عزوجل کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۲)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۚ وَيَبْقَىٰ وَجْهٌ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٤﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٢٨﴾

ترجمہ کنز الایمان: زمین پر جتنے ہیں سب کوفنا ہے۔ اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنز العرفان: زمین پر جتنی مخلوق ہے سب فنا ہونے والی ہے۔ اور تمہارے رب کی عظمت اور بزرگی والی ذات باقی رہے گی۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾ زمین پر جتنی مخلوق ہے سب فنا ہونے والی ہے۔ یعنی زمین پر جتنے جاندار ہیں سب ہلاک ہونے والے ہیں کیونکہ دنیا میں انسان (اور دیگر جانداروں) کا وجود عارضی ہے لہذا وہ باقی نہیں رہے گا اور جو چیز باقی نہ رہے وہ

①..... ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ۲۴، ۶۶۳/۵.

②..... تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآية: ۲۵، ۵۹۱/۱۱.

فانی ہوتی ہے۔ (۱)

سیرتِ نذیر کو ایک دن، نبی سے رخصت ہو کر واپس آئے

تفسیر روح البیان میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فرشتوں نے کہا کہ انسان ہلاک ہو گئے اور جب یہ آیت ”كُلُّ نَفْسٍ ذَا آتِقَةِ الْمَوْتِ“ نازل ہوئی تو فرشتوں کو اپنی موت کا بھی یقین ہو گیا۔ (۲)

﴿وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ اور تمہارے رب کی عظمت اور بزرگی والی ذات باقی رہے گی۔ یعنی اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، زمین پر موجود تمام مخلوق فنا ہو جائے گی اور صرف تمہارے رب عزوجل کی ذات باقی رہے گی جو عظمت و کبریائی والی ہے اور وہ اپنی عظمت و جلالت کے باوجود اپنے انبیاء، اولیاء اور اہل ایمان پر لطف و کرم فرمائے گا اور مخلوق کے فنا ہونے کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کرے گا اور انہیں ابدی زندگی عطا فرمائے گا۔ (۳)

سیرتِ نذیر کی آیت نمبر ۲۷ کے آخری الفاظ ”ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“ کی برکت

اس آیت کے آخری الفاظ کو اپنی دعا میں شامل کرنے کی برکت سے دعا قبول ہو جاتی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس دعا ”يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“ کو لازم پکڑ لو اور اس کی کثرت کیا کرو۔ (۴)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو ”يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“ کہہ رہا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا: ”بے شک تیری دعا قبول کر لی جائے گی تو دعا مانگ۔ (۵)

﴿فِي آيِ الْآلَاءِ رَبِّكَ مَا تَكْتُمُ لِنَا﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو چھپلاؤ گے؟ یعنی جو نعمتیں سب کے فنا ہونے پر مُرتَّب ہیں جیسے دوبارہ زندہ ہونا، دائمی زندگی ملنا اور ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتیں عطا ہونا وغیرہ، تم دونوں ان میں سے

①.....خازن، الرحمن، تحت الآية: ۲۶، ۲۱۰/۴.

②.....روح البیان، الرحمن، تحت الآية: ۲۶، ۲۹۷/۹-۲۹۸.

③.....خازن، الرحمن، تحت الآية: ۲۷، ۲۱۱/۴، ملقطاً.

④.....ترمذی، کتاب الدعوات، ۹۱-باب، ۳۱۱/۵، الحدیث: ۳۵۳۵.

⑤.....مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، ما ذکر فیمن سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یعلمہ ما يدعو به فعلمہ، ۵۶۷/۷، الحدیث: ۷.

اپنے رب عزوجل کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟^(۱)

فہرست میں ایک اعتبار سے نعمت ہے

حضرت عبداللہ بن احمد نسفی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”فنا ہونا اس اعتبار سے نعمت ہے کہ ایمان والے موت کے بعد ابدی اور سرمدی نعمتوں کو پائیں گے۔“^(۲)

جیسا کہ حضرت ابو قتادہ بن ربیع النصارى رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَرَمَاتے ہیں کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا: ”مُسْتَرِیْحٌ وَمُسْتَرَا حٌ مِنْہُ“ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، مُسْتَرِیْحٌ اور مُسْتَرَا حٌ مِنْہُ سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: ”مومن بندہ جب مرتا ہے تو وہ مصیبتوں سے نجات پا کر اللّٰہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں جانا چاہتا ہے اور بدکار آدمی جب مرتا ہے تو اس کے مرجانے سے اللّٰہ تعالیٰ کے بندے، شہر، درخت اور جانور بھی راحت پانا چاہتے ہیں۔“^(۳)

اور حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رَحْمَةُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”موت کو خوش آمدید ہو کیونکہ یہ وہ چیز ہے جو حبیب کو حبیب کے قریب کر دیتی ہے۔“^(۴)

يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۚ

فَبِاٰیِ الْاَعْرَاسِ بَكْمَا تَكْذِبُن ۝۳۰

توجہ کنز الایمان: اسی کے مثل میں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں اُسے ہر دن ایک کام ہے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

①..... بیضاوی، الرحمن، تحت الآیة: ۲۸، ۲۷۶/۵.

②..... مدارك، الرحمن، تحت الآیة: ۲۸، ص ۱۱۹۳.

③..... بخاری، کتاب الرقاق، باب سكرات الموت، ۴/۲۵۰، الحديث: ۶۵۱۲.

④..... مدارك، الرحمن، تحت الآیة: ۲۸، ص ۱۱۹۳.

ترجمہ کنز العرفان: آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اسی کے سوالی ہیں، وہ ہر دن کسی کام میں ہے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اسی کے سوالی ہیں۔﴾ یعنی آسمانوں میں رہنے والے فرشتے ہوں یا زمین پر بسنے والے جن، انسان یا اور کوئی مخلوق، الغرض کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں بلکہ سب کے سب اس کے فضل کے محتاج ہیں اور زبانِ حال اور قال سے اسی کی بارگاہ کے سوالی ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال کی طرف اشارہ ہے کہ ہر مخلوق چاہے وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، وہ اپنی ضروریات کو از خود پورا کرنے سے عاجز ہے اور اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔^(۱)

﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾: وہ ہر دن کسی کام میں ہے۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ آیت ان یہودیوں کے رد میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہفتے کے دن کوئی کام نہیں کرتا، چنانچہ اس آیت میں ان کے قول کا باطل ہونا ظاہر فرمایا گیا۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے آثار ظاہر فرماتا ہے، کسی کو روزی دیتا ہے، کسی کو مارتا ہے اور کسی کو زندہ کرتا ہے، کسی کو عزت دیتا ہے اور کسی کو ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے، کسی کو مالدار کرتا ہے اور کسی کو محتاج، کسی کے گناہ بخشتا ہے اور کسی کی تکلیف دور کرتا ہے۔^(۲)

یہاں اسی سے متعلق دو احادیث اور ایک حکایت ملاحظہ ہو،

(۱)..... حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت ”كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ“ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ گناہ بخشتا ہے، مَصائب و آلام دور کرتا ہے، کسی قوم کو بلندی عطا فرماتا ہے اور کسی قوم کو پستی سے دوچار کر دیتا ہے۔“^(۳)

(۲)..... حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت ”كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ“ کے بارے میں مروی ہے ”اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ پریشان حال کی پریشانی دور کرتا ہے، دعا کرنے والے کی دعا قبول فرماتا ہے، مریض کو شفا دیتا

①..... حازن، الرحمن، تحت الآية: ۲۹، ۴/۲۱۱، جلالین، الرحمن، تحت الآية: ۲۹، ص ۴۴۴، ملقطاً.

②..... جلالین، الرحمن، تحت الآية: ۲۹، ص ۴۴۴، حازن، الرحمن، تحت الآية: ۲۹، ۴/۲۱۱، ملقطاً.

③..... ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فیما انکرت الجہمیۃ، ۱۳۳/۱، الحدیث: ۲۰۲.

ہے اور مانگنے والے کو عطا کرتا ہے۔^(۱)

منقول ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے معنی دریافت کئے تو اُس نے ایک دن کی مہلت چاہی اور انتہائی پریشان و غمزہ ہو کر اپنے مکان پر چلا آیا۔ اس کے ایک حبشی غلام نے وزیر کو پریشان دیکھ کر کہا: اے میرے آقا! آپ کو کیا مصیبت پیش آئی ہے؟ بیان تو کیجئے۔ جب وزیر نے ساری بات اس کے سامنے بیان کر دی تو غلام نے کہا ”میں اس کے معنی بادشاہ کو سمجھا دوں گا۔ وزیر نے اس حبشی غلام کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا تو غلام نے کہا: اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں، مردے سے زندہ نکالتا ہے اور زندے سے مردہ، بیمار کو تندرستی دیتا ہے اور تندرست کو بیمار کرتا ہے، مصیبت زدہ کو رہائی دیتا ہے اور بے غموں کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے، عزت والوں کو ذلیل کرتا ہے اور ذلیلوں کو عزت دیتا ہے، مالداروں کو محتاج کرتا ہے اور محتاجوں کو مالدار بناتا ہے۔ بادشاہ کو غلام کا جواب بہت پسند آیا اور اس نے وزیر کو حکم دیا کہ اس غلام کو وزارت کی خلعت پہنا دے۔ غلام نے وزیر سے کہا: اے آقا! یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک شان ہے۔^(۲)

نوٹ: اس مقام پر ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ”مصرف“ اور ”مشغول“ کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان اوصاف سے پاک ہے۔

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یعنی اے جن و انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ کے جو احسانات بیان ہوئے ان کا مشاہدہ کرنے کے باوجود تم دونوں اپنے رب عزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟^(۳)

سَفَرُكُمْ إِلَيْهِ الثَّقَلَيْنِ ﴿٣١﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٣٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: جلد سب کام نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ۔ تو اپنے رب

①.....مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، کلام عبید بن عمیر، ۲۸/۸، الحدیث: ۹.

②.....مدارک، الرحمن، تحت الآية: ۲۹، ص ۱۱۹۴.

③.....ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ۳۰، ۶۶۴/۵.

کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

توجہ! کنز العرفان: اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! ابھی ہم تمہارے حساب کا قصد فرمائیں گے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿آيَةُ الثَّقَلَيْنِ﴾: اے جن اور انسانوں کے گروہ! ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو خوف دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے جن اور انسانوں کے گروہ! عنقریب ہم تم سے حساب لینے اور تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دینے کا قصد فرمائیں گے۔

جہات اور انسانوں کے ”ثَقَلَانِ“ فرمانے کی وجوہات

مفسرین نے جنوں اور انسانوں کو ”ثَقَلَانِ“ فرمانے جانے کی مختلف وجوہات بیان کی ہیں، ان میں تین وجوہات درج ذیل ہیں:

(1)..... زمین پر موجود دیگر مخلوق کے مقابلے میں صرف جنوں اور انسانوں کو شرعی احکام کا مکلف بنایا گیا، ان کی اس عظمت کی وجہ سے انہیں ”ثَقَلَانِ“ فرمایا گیا۔

(2)..... زندگی اور موت دونوں صورتوں میں زمین پر ان کا وزن ہے، اس لئے انہیں ”ثَقَلَانِ“ فرمایا گیا۔

(3)..... انہیں ”ثَقَلَانِ“ اس لئے فرمایا گیا کہ یہ گناہوں کی وجہ سے بھاری ہیں۔^(۱)

تمام انسانوں کے لئے نصیحت

اس آیت میں تمام انسانوں کے لئے نصیحت ہے کہ دنیا میں وہ جیسے چاہیں زندگی گزاریں لیکن مرنے کے بعد انہیں بہر حال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے کئے ہوئے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور پھر جس طرح کے عمل کئے ہوں گے اسی طرح کی جزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گی۔

نوٹ: اس مقام پر ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ”فارغ“ کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ مصروفیت اور فراغت کے وصف سے پاک ہے۔ اس لئے یہاں آیت میں ”سَنَقَرُّهُ“ سے اس کا حقیقی معنی

①..... قرطبی، الرحمن، تحت الآیة: ۳۱، ۱۲۵/۹، الجزء السابع عشر، ملخصاً.

”فراغت“ مراد نہیں بلکہ اس کا مجازی معنی ”قصد کرنا“ مراد ہے۔

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ کا دیگر نعمتیں عطا کرنے کے ساتھ ساتھ قیامت کے دن اعمال کے حساب کے معاملے میں تمہیں تنبیہ کرنا بھی ایک نعمت ہے، تو تم دونوں اپنے اقوال اور اعمال کے ذریعے اپنے رب عزوجل کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟^(۱)

يُعْشَرُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ
السَّبُوتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۖ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۖ فَبِأَيِّ
الْآلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۳۳

ترجمہ کنزالایمان: اے جن و انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ، جہاں نکل کر جاؤ گے اُسی کی سلطنت ہے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ، تم جہاں نکل کر جاؤ گے (وہاں) اسی کی سلطنت ہے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿يُعْشَرُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ﴾: اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میری قضاء سے بھاگ سکتے ہو، میری سلطنت اور میرے آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو ان سے نکل جاؤ اور اپنی جانوں کو میرے عذاب سے بچالو لیکن تم اس بات پر قادر ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ تم جہاں بھی جاؤ گے وہیں میری سلطنت ہے۔ یہ حکم جنوں اور انسانوں کا عجز ظاہر کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔^(۲)

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یعنی اے جن اور انسان کے

①..... ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ۳۲، ۶۶۴/۵، ملخصاً.

②..... ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ۳۳، ۶۶۴/۵، جلالین، الرحمن، تحت الآية: ۳۳، ص ۴۴۴، ملقطاً.

گروہ! اللہ تعالیٰ نے سزا دینے پر قادر ہونے کے باوجود تمہیں تنبیہ کر کے، اپنے عذاب سے ڈرا کر، تم پر آسانی فرما کر اور تمہیں معافی سے نواز کر تم پر جو انعامات فرمائے، تم دونوں ان میں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟^(۱)

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شَوْاْظٌ مِّنْ نَّارٍ ۖ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ﴿٣٥﴾ فَيَأْتِيَا الْآءِ
رَٰبِكُمَا تَكْدِبْنِ ﴿٣٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم پر چھوڑی جائے گی بے دھویں کی آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا دھواں تو پھر بدلہ نہ لے سکو گے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم پر آگ کا بغیر دھویں والا خالص شعلہ اور بغیر شعلے والا کالا دھواں بھیجا جائے گا تو تم ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکو گے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شَوْاْظٌ مِّنْ نَّارٍ ۖ وَنُحَاسٌ﴾ تم پر آگ کا بغیر دھویں والا خالص شعلہ اور بغیر شعلے والا کالا دھواں بھیجا جائے گا۔ ارشاد فرمایا کہ اے (کافر) جن اور انسان! قیامت کے دن جب تم قبروں سے نکلو گے تو تم پر آگ کا بغیر دھویں والا خالص شعلہ اور بغیر شعلے والا کالا دھواں بھیجا جائے گا تو اس وقت تم اس عذاب سے نہ بچ سکو گے اور نہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کر سکو گے بلکہ یہ آگ کا شعلہ اور دھواں تمہیں محشر کی طرف لے جائیں گے۔^(۲)

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لَکَہُتے ہیں: حضرت مترجم فَدَسَ سِرُّہ (یعنی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) نے فرمایا: ”لپٹ (یعنی شعلے) میں دھواں ہو تو اس کے سب اجزاء جلانے والے نہ ہوں گے کہ (اس میں) زمین کے (وہ) اجزاء شامل ہیں جن سے دھواں بنتا ہے اور دھوئیں میں لپٹ ہو تو وہ پورا سیاہ اور اندھیرا

۱..... ابو سعود، الرحمن، تحت الآیۃ: ۳۴، ۶۶۴/۵، ملخصاً.

۲..... مدارک، الرحمن، تحت الآیۃ: ۳۵، ص ۱۱۹۵، حازن، الرحمن، تحت الآیۃ: ۳۵، ۲۱۲/۴، جلالین، الرحمن، تحت الآیۃ: ۳۵، ص ۴۴۴، ملقطاً.

نہ ہوگا کہ لپٹ کی رنگت شامل ہے، ان پر بے دھوئیں کی لپٹ بھیجی جائے گی جس کے سب اجزاء جلانے والے (ہوں گے) اور بے لپٹ کا دھواں (بھیجا جائے گا) جو سخت کالا، اندھیرا (ہوگا) اور (ہم اس عذاب سے) اسی کے وجہ کریم کی پناہ (چاہتے ہیں)۔ (۱)

یاد رہے کہ پہلے سے اس کی خبر دے دینا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے تاکہ اس کی نافرمانی سے باز رہ کر اپنے آپ کو اس بلا سے بچایا جاسکے۔

﴿فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا سَوَاءً لَكُمْ نِعْمَتُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُنْتُمْ كَافِرِينَ﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! کافر اور گناہگار کا انجام پہلے سے بیان کر دینا اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم اور نعمت ہے تو تم دونوں اپنے رب عزوجل کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۲)

فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٢٤﴾ فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا سَوَاءً لَكُمْ نِعْمَتُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُنْتُمْ كَافِرِينَ ﴿٢٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا جیسے سرخ نری۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول جیسا (سرخ) ہو جائے گا جیسے سرخ چڑا۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ﴾ پھر جب آسمان پھٹ جائے گا۔ ارشاد فرمایا کہ پھر جب قیامت کے دن آسمان اس طرح پھٹ جائے گا کہ جگہ جگہ سے چیرا ہوا ہوگا اور اس کا رنگ گلاب کے پھول کی طرح اور ایسا سرخ ہوگا جیسے بکرے کی رنگی

①..... خزائن العرفان، الرحمن، تحت الآية: ۳۵، ص ۹۸۳۔

②..... ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ۳۶، ۵/۶۶۵۔

ہوئی کھال ہوتی ہے تو یہ ایسا ہولناک منظر ہوگا جسے بول کر بیان نہیں کیا جاسکتا۔^(۱)

قیامت کے ہولناک مناظر کے بارے میں پڑھ کر رہنا

امام جلال الدین سیوطی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰخِرُ سَلَامٍ اپنی مشہور تفسیر ”در منثور“ میں نقل کرتے ہیں ”ایک مرتبہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک نوجوان کے پاس سے گزرے، وہ نوجوان یہ آیت ”فَاِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدًا کَا لِدَّہَا نِ“ پڑھ رہا تھا، آپ وہیں رک گئے اور دیکھا کہ اس نوجوان پر کچکی طاری ہوگئی ہے اور آنسوؤں نے اس کا گلابند کر دیا ہے، وہ روتا رہا اور یہی کہتا رہا: اس دن میری خرابی ہوگی جس دن آسمان پھٹ جائے گا۔ سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس نوجوان سے فرمایا ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تیرے رونے کی وجہ سے فرشتے بھی روئے ہیں۔“^(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں قیامت کے ہولناک مناظر بیان کئے گئے ہیں، ان کی تلاوت کرتے وقت خوفزدہ ہونا ہمارے بزرگان دین کا طریقہ ہے، لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ ایسے مقامات کی تلاوت کرتے وقت دل میں خوف پیدا کرنے اور آنسو بہانے کی کوشش کرنی اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگنی چاہئے کہ وہ ہمیں قیامت کی ہولناکیوں اور شدتوں میں امن و سکون نصیب فرمائے، آمین۔

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّکُمْ تَتْکَذَّبْنَ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یعنی جب قیامت کے دن آسمان اللہ تعالیٰ کی بیعت سے پھٹ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ مخلوق کے حساب کا حکم دے گا تو اس وقت وہی تمہیں قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے نجات دے گا، تو اے جن و انسان! تم دونوں اس نعمت کا انکار کس طرح کر سکتے ہو۔^(۳)

فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّکُمْ

تُکَذَّبْنَ ﴿۴۰﴾



①.....روح البیان، الرحمن، تحت الآیة: ۳۷، ۳۰۲/۹، ملخصاً.

②.....در منثور، الرحمن، تحت الآیة: ۳۷، ۷۰۳/۷.

③.....تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآیة: ۳۸، ۳۰۹/۳.

ترجمہ کنزالایمان: تو اس دن گنہگار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اس دن کسی آدمی اور جن سے اس کے گناہ کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فَيَوْمَئِذٍ تَوَسَّدَ دَن﴾۔ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور آسمان پھٹے گا تو اس دن فرشتے مجرموں سے دریافت نہیں کریں گے بلکہ ان کی صورتیں دیکھ کر ہی انہیں پہچان لیں گے اور ان سے سوال دوسرے وقت میں ہوگا جب کہ لوگ حساب کے مقام میں جمع ہوں گے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ جس دن آسمان پھٹے گا تو اس دن قبروں سے نکلتے ہی فوراً کسی آدمی اور جن سے اس کے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا بلکہ جب وہ حساب کی جگہ میں اکٹھے ہوں گے تو اس وقت ان سے پوچھا جائے گا۔^(۱)

﴿فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا بَلِّغُوا رُسُلَكُمْ﴾۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! تمہیں ان چیزوں کی خبر دینا جن سے ڈر کر تم گناہوں سے باز آ جاؤ اور دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر لو، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، تو تم دونوں اپنے رب غزو جَلَّیٰ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟^(۲)

يُعْرِفُ الْبُحْرُمُونَ بِسِيْلِهِمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ۚ

فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا بَلِّغُوا رُسُلَكُمْ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

①.....خازن، الرحمن، تحت الآية: ۳۹، ۲۱۲/۴، روح البیان، الرحمن، تحت الآية: ۳۹، ۳۰۳/۹، صاوی، الرحمن، تحت الآية: ۳۹، ۲۰۸۰/۶، ملقطاً.

②.....ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ۴۰، ۶۶۵/۵، ملقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے تو انہیں پیشانی اور پاؤں سے پکڑا جائے گا۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿يُعْرِفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ﴾: مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ﴾ (قیامت کے دن) مجرم اپنے چہروں سے اس طرح پہچانے جائیں گے کہ اُن کے منہ کالے اور آنکھیں نیلی ہوں گی، تو حساب کے بعد جہنم کے خازن انہیں پکڑیں گے اور ان کے ہاتھ گردن سے باندھ دیں گے اور ان کے پاؤں پیٹھ کے پیچھے سے لاکر پیشانیوں سے ملادیں گے، پھر انہیں چہروں کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیں گے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعض مجرم پیشانیوں سے گھسیٹے جائیں گے اور بعض پاؤں سے گھسیٹ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔^(۱)

﴿فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكْذِبُوا﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! فرشتوں کا تم میں سے مجرموں اور اطاعت گزاروں کو ان کی علامات سے پہچان لینا اور صرف مجرموں کو ذلت اور توہین سے دوچار کرنا اور اطاعت گزاروں کو محفوظ رکھنا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، تو تم دونوں اپنے رب عزوجل کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾^(۲)

هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٣٣﴾ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ
حَيْمٍ ۚ إِنِ ﴿٣٤﴾ فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكْذِبُوا ۚ ﴿٣٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں۔ پھیرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ وہ جہنم ہے جسے مجرم جھٹلاتے تھے۔ جہنمی جہنم اور انتہائی کھولتے ہوئے پانی میں چکر لگائیں گے۔

①..... خازن، الرحمن، تحت الآية: ۴۱، ۴/۲۱۳، تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآية: ۴۱، ۳/۳۰۹، ملقطاً.

②..... تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآية: ۴۲، ۴۲/۶۰۰.

تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿هٰذِهِ جَهَنَّمُ﴾: یہ وہ جہنم ہے۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے تھے وہ ان سے دور نہیں بلکہ ان کے قریب ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ جب کفار جہنم کے قریب ہوں گے تو اس وقت جہنم کے خازن ان سے کہیں گے کہ یہ وہ جہنم ہے جسے تم دنیا میں جھٹلاتے تھے۔^(۱)

﴿يَطْوُونَ﴾: جہنمی چکر لگائیں گے۔ ﴿اس آیت میں جہنمیوں کا حال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جہنمی جہنم اور اس کے انتہائی کھولتے ہوئے پانی میں چکر لگائیں گے۔ اس کی ایک صورت یہ ہوگی کہ جب وہ جہنم کی آگ سے جل بھن کر فریاد کریں گے تو انہیں اس جگہ لے جایا جائے گا جہاں کھولتے ہوئے پانی کا چشمہ ہے، وہاں انہیں جلتا اور کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور جب اس عذاب پر فریاد کریں گے تو انہیں اس جگہ لے جایا جائے گا جہاں آگ کا عذاب ہے۔ دوسری صورت یہ ہوگی کہ جہنمیوں پر بھوک کا عذاب مُسَلَّط کیا جائے گا، جب وہ کھانے کے لئے چیخیں گے تو انہیں تھوہڑ کھلایا جائے گا اور وہ ان کے حلق میں چبھ جائے گا، تب پانی کے لئے شور مچائیں گے تو پھر انہیں وہاں لے جایا جائے گا جہاں کھولتے ہوئے پانی کا چشمہ ہے۔ جب وہ پانی اپنے چہرے کے قریب کریں گے تو ان کے چہرے کا گوشت گل کر اس میں گر پڑے گا، پھر اسے پیئیں گے تو وہ ان کے پیٹوں میں جوش مارے گا اور ان میں موجود ہر چیز نکال دے گا۔ پھر ان پر بھوک مُسَلَّط کی جائے گی اور وہ اسی طرح جہنم کے ایک طبقے سے دوسرے طبقے میں چکر لگائیں گے۔^(۲)

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ کا اپنی نافرمانی کے اس انجام سے دنیا میں ہی آگاہ فرما دینا بھی اس کی نعمت ہے، تو تم دونوں اپنے رب عزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

وَلَيْسَ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۶﴾

①.....تفسیر کبیر، الرحمن، تحت الآیۃ: ۴۳، ۱۰/۳۶۸، تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآیۃ: ۴۳، ۳۰/۹/۳، ملقطاً.

②.....خازن، الرحمن، تحت الآیۃ: ۴۴، ۴/۲۱۳، جلالین، الرحمن، تحت الآیۃ: ۴۴، ص ۴۵، تفسیر سمرقندی، الرحمن،

تحت الآیۃ: ۴۴، ۳۰/۹/۳، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ﴾ اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے۔ ﴿یہاں سے اللہ تعالیٰ نے وہ نعمتیں بیان فرمائی ہیں جو اس نے اپنی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرنے والے متقی اور مومن بندوں کے لئے تیار فرمائی ہیں۔

اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ جسے دنیا میں قیامت کے دن اپنے رب عزوجل کے حضور حساب کی جگہ میں حساب کے لئے کھڑے ہونے کا ڈر ہو اور وہ گناہوں کو چھوڑ دے اور فرائض کی بجا آوری کرے تو اس کے لئے آخرت میں دو جنتیں ہیں۔^(۱)

اس معنی کی تائید اس آیت مبارکہ سے بھی ہوتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَعَىٰ النَّفْسَ
عَنِ الْهَوَىٰ ۖ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ^(۲)
ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے
ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا۔ تو بیشک جنت ہی
ٹھکانہ ہے۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ جو اس بات سے ڈرے کہ اس کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ اس کے اعمال کی نگرانی رکھتا ہے اور اس خوف کی وجہ سے وہ بندہ گناہ چھوڑ دے تو اس کے لئے آخرت میں دو جنتیں ہیں۔

اس معنی کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے:

أَفَسَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا
ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا وہ خدا جو ہر شخص پر اس کے اعمال

①.....مدارک، الرحمن، تحت الآیۃ: ۴۶، ص ۱۹۵، حازن، الرحمن، تحت الآیۃ: ۴۶، ۲۱۳/۴، ملتقطاً.

②.....نازعات: ۴۰، ۴۱.

گسبَت (۱)

کی گمرانی رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور کمزورے مومنین سے ڈرنے والے کو وہ جنتیں ملنے کی وجوہات

دو جنتوں سے مراد جنتِ عدن اور جنتِ نعیم ہے اور دو جنتیں ملنے کی وجوہات مفسرین نے مختلف بیان فرمائی ہیں۔

- (۱)..... ایک جنت اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا صلہ ہے اور ایک نفسانی خواہشات ترک کرنے کا صلہ ہے۔
- (۲)..... ایک جنت اس کے درست عقیدہ رکھنے کا صلہ ہے اور ایک جنت اس کے نیک اعمال کا صلہ ہے۔
- (۳)..... ایک جنت اس کے فرمانبرداری کرنے کا صلہ ہے اور ایک جنت گناہ چھوڑ دینے کا صلہ ہے۔
- (۴)..... ایک جنت ثواب کے طور پر ملے گی اور ایک جنت اللہ تعالیٰ کے فضل کے طور پر ملے گی۔
- (۵)..... ایک جنت اس کی رہائش کے لئے ہوگی اور دوسری جنت اس کی بیویوں کی رہائش کے لئے ہوگی۔ (۲)

اللہ تعالیٰ کا خوف بڑی اعلیٰ نعمت ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف بڑی اعلیٰ نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنا خوف نصیب کرے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانہ مبارک میں ایک نوجوان بہت متقی و پرہیزگار و عبادت گزار تھا، جتنی کہ حضرت عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی اس کی عبادت پر تعجب کیا کرتے تھے۔ وہ نوجوان نمازِ عشاء مسجد میں ادا کرنے کے بعد اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ راستے میں ایک خوبرو عورت اسے اپنی طرف بلاتی اور چھیڑتی تھی، لیکن یہ نوجوان اس پر توجہ دیئے بغیر نگاہیں جھکائے گزر جایا کرتا تھا۔ آخر کار ایک دن وہ نوجوان شیطان کے ورغلانے اور اس عورت کی دعوت پر برائی کے ارادے سے اس کی جانب بڑھا، لیکن جب دروازے پر پہنچا تو اسے اللہ تعالیٰ کا یہی فرمانِ عالیشان یاد آ گیا:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَٰئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ
ترجمہ کنز العرفان: بیشک جب شیطان کی طرف سے
پرہیزگاروں کو کوئی خیال آتا ہے تو وہ فوراً حکمِ خدا یاد کرتے

①..... رعد: ۳۳۔

②..... خازن، الرحمن، تحت الآية: ۴۶، صاوی، الرحمن، تحت الآية: ۴۶، ۲۰۸۱/۶، ملتقطاً۔

ہیں پھر اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

اس آیت پاک کے یاد آتے ہی اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ جب یہ بہت دیر تک گھر نہ پہنچا تو اس کا بوڑھا باپ اسے تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچا اور لوگوں کی مدد سے اسے اٹھوا کر گھر لے آیا۔ ہوش آنے پر باپ نے تمام واقعہ دریافت کیا، نوجوان نے پورا واقعہ بیان کر کے جب اس آیت پاک کا ذکر کیا، تو ایک مرتبہ پھر اس پر اللہ تعالیٰ کا شدید خوف غالب ہوا، اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا۔ راتوں رات ہی اس کے غسل و کفن و دفن کا انتظام کر دیا گیا۔ صبح جب یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ اُس کے باپ کے پاس تَعَزُّیَّت کے لئے تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا کہ ”آپ نے ہمیں اطلاع کیوں نہیں دی؟ (تاکہ ہم بھی جنازے میں شریک ہو جاتے)۔ اس نے عرض کی ”امیر المومنین! اس کا انتقال رات میں ہوا تھا (اور آپ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے بتانا مناسب معلوم نہ ہوا)۔ آپ نے فرمایا کہ ”مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔“ وہاں پہنچ کر آپ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٌ
ترجمہ کنز العرفان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے
ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

تو قبر میں سے اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا: یا امیر المومنین! بیشک میرے رب نے مجھے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔“ (۱)

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! جب اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعمال کے ثواب کے لئے جنت بنائی ہے تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ (۲)

ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ﴿۳۸﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۳۹﴾

①.....ابن عساکر، ذکر من اسمہ عمرو، عمرو بن جامع بن عمرو بن محمد... الخ، ۴۵/ ۴۵، ذمّ الہوی، الباب الثانی و

الثلاثون فی فضل من ذکر ربہ فترک ذنبہ، ص ۱۹۰-۱۹۱.

②.....تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآية: ۴۷، ۳/ ۳۱۰.

ترجمہ کنزالایمان: بہت سی ڈالوں والیاں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: شاخوں والی ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿ذَوَاتَا أَفْنَانٍ﴾: شاخوں والی ہیں۔ ﴿﴾ یہاں سے ان دو جنتوں کے اوصاف بیان کئے جا رہے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ان جنتوں کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ دونوں جنتیں پھلوں سے لدی ہوئی شاخوں والی ہیں اور ہر شاخ میں قسم قسم کے میوے ہیں۔^(۱)

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اطاعت گزاروں کو ایسا ثواب دے کر اللہ تعالیٰ نے جو تم پر انعام فرمایا تو ان میں سے تم دونوں اپنے رب عزوجل کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟^(۲)

فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَنِ ﴿۵۰﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان میں دو چشمے بہتے ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَنِ﴾: ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں۔ ﴿﴾ یہاں ان جنتوں کا ایک اور وصف بیان ہوا کہ ان میں سے ہر ایک جنت میں صاف اور میٹھے پانی کے دو چشمے بہہ رہے ہیں، ان میں سے ایک کا نام تسنیم اور دوسرے کا نام سلسبیل ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ایک چشمہ خراب نہ ہونے والے پانی کا ہے اور ایک چشمہ ایسی شراب کا ہے جو پینے والوں کے لئے لذت بخش ہے۔^(۳)



①.....روح البیان، الرحمن، تحت الآیۃ: ۴۸، ۳۰۶/۹، ملخصاً.

②.....تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآیۃ: ۴۹، ۶۰۴/۱۱.

③.....صاوی، الرحمن، تحت الآیۃ: ۵۰، ۲۰۸۲/۶.

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ چشمہ عطا کر کے تمہاری نعمت میں اضافہ فرمایا تو تم اس کی قدرت اور نعمت کا انکار کیسے کر سکتے ہو اور تم دونوں اپنے رب عزوجل کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ (۱)

فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٌ ﴿۵۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان دونوں جنتوں میں ہر پھل کی دو دو قسمیں ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٌ﴾: ان دونوں جنتوں میں ہر پھل کی دو دو قسمیں ہیں۔ ﴿دو قسموں سے مراد یہ ہے کہ بعض وہ پھل ہیں جو دنیا میں دیکھے گئے اور بعض وہ عجیب و غریب پھل ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے گئے۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ بعض پھل خشک ہیں اور بعض تر۔ یا یہ مراد ہے کہ بعض پھل خالص میٹھے ہیں اور بعض ترشی کی طرف مائل ہیں۔﴾ (۲)

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! تم ان لذیذ نعمتوں میں سے اپنے رب عزوجل کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ (۳)

مُتَكَبِّرِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَاطِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۖ وَجَنَّاتٍ دَانٍ ﴿۵۴﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۵﴾

۱.....تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآية: ۵۱، ۳۱۰/۳۔

۲.....روح البیان، الرحمن، تحت الآية: ۵۲، ۳۰۶/۹۔

۳.....روح البیان، الرحمن، تحت الآية: ۵۳، ۳۰۷/۹۔

ترجمہ کنزالایمان: ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے جن کا استرقا ویز کا اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: (جنتی) ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے اندرونی حصے موٹے ریشم کے ہیں اور دونوں جنتوں کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿مُتَّكِئِينَ عَلَى فُرُشٍ﴾: بچھونوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ یعنی جنتی لوگ بادشاہوں کی طرح آرام اور راحت سے ایسے بچھونوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہوں گے جن کے اندرونی حصے موٹے ریشم کے ہوں گے۔^(۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب اس بچھونے کے اندرونی حصے کا یہ حال ہے تو ظاہری حصے کا کیا حال ہوگا۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان بچھونوں کے اندرونی حصے کا حال تو بیان کر دیا لیکن ظاہری حصے کا بیان نہیں کیا کیونکہ زمین میں کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں جس سے ان کے ظاہری حصوں کا حال پہچانا جاسکے۔^(۲)

﴿وَجَنَّاتُ الْجَنَّةِ ذَاانٍ﴾: اور دونوں جنتوں کا پھل جھکا ہوا ہے۔ یعنی ان دونوں جنتوں کا پھل اتنا قریب ہوگا کہ کھڑا، بیٹھا اور لیٹا ہر شخص اسے چن لے گا جبکہ دنیا کے پھلوں میں یہ خاصیت نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ درخت اتنا قریب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے کھڑے یا بیٹھے جیسے چاہیں گے اس کا پھل چن لیں گے۔^(۳)

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! ان لذیذ اور باقی رہنے والی نعمتوں میں سے تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟^(۴)

①.....روح البیان، الرحمن، تحت الآية: ۳۰۷/۹، ۵۴.

②.....خازن، الرحمن، تحت الآية: ۲۱۳/۴، ۵۴.

③.....خازن، الرحمن، تحت الآية: ۲۱۴/۴، ۵۴.

④.....روح البیان، الرحمن، تحت الآية: ۳۰۷/۹، ۵۵.

فِيهِنَّ قُصَاتُ الظَّرَفِ لَمْ يَطْبُثَنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝۵۶
فِيَايِ الْاِئْرَاءِ بِكُمَا تَكْذِيبُنِ ۝۵۷

ترجمہ کنزالایمان: ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ان سے پہلے انہیں نہ چھو کسی آدمی اور نہ جن نے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان جنتوں میں وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں، جنہیں ان کے شوہروں سے پہلے نہ کسی آدمی نے چھوا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فِيهِنَّ قُصَاتُ الظَّرَفِ﴾: ان جنتوں میں وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ان جنتوں کے محلات میں جتنی مردوں کے لئے ایسی بیویاں ہوں گی جو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھیں گی اور ان میں سے ہر ایک اپنے شوہر سے کہے گی: مجھے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عزت و جلال کی قسم! جنت میں مجھے کوئی چیز تجھ سے زیادہ اچھی نہیں معلوم ہوتی، تو اس خدا عَزَّوَجَلَّ کی حمد ہے جس نے تمہیں میرا شوہر بنایا اور مجھے تمہاری بیوی بنایا۔ اور وہ بیویاں ایسی ہوں گی کہ انہیں ان کے جنتی شوہروں کے علاوہ نہ کسی آدمی نے چھوا ہوگا اور نہ ہی کسی جن نے۔ ان بیویوں سے مراد حورِ عین ہیں کیونکہ وہ جنت میں پیدا کی گئی ہیں، اس لئے ان کے شوہروں کے سوا انہیں کسی نے نہیں چھوا۔ بعض مفسرین نے فرمایا ان سے مراد دنیا کی عورتیں ہیں، انہیں دوبارہ کنواریاں پیدا کیا جائے گا اور اس پیدائش کے بعد انہیں ان کے شوہروں کے علاوہ کسی اور نے نہ چھوا ہوگا۔^(۱)

آیت: فِيهِنَّ قُصَاتُ الظَّرَفِ ۝۵۶۔ مائیں، ہونٹوں والی سموات

اس آیت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱)..... تقویٰ اور شرم و حیا عورت کا بہت بڑا کمال ہے۔

①..... روح البیان، الرحمن، تحت الآیة: ۵۶، ۳۰۷/۹-۳۰۸، خازن، الرحمن، تحت الآیة: ۵۶، ۲۱۴/۴، ملقطاً۔

(2)..... اجنبی عورت کا متقی پرہیزگار مرد سے بھی پردہ ہے کیونکہ جنت میں سب متقی ہوں گے، مگر ان سے بھی پردہ ہوگا۔

(3)..... پردہ اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہے جو جنت میں بھی ہوگی۔

(4)..... حوریں پیدا ہو چکی ہیں اور جنت کی تمام نعمتوں کی طرح وہ بھی موجود ہیں۔

(5)..... حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اگرچہ جنت میں رہے اور وہاں کی نعمتیں کھائیں، مگر آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام حوروں کی طرف مائل نہ ہوئے کیونکہ حوریں صرف جزا کے طور پر ملیں گی۔

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طبیعت کے موافق تمہارے لئے بیویاں بنائیں اور وہ تمہارے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں دیکھتیں تو تم اللہ تعالیٰ کا انکار کس طرح کرتے ہو اور تم دونوں اپنے رب غزوِ جَلِّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (1)

كَانَتْهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: گویا وہ لعل اور مونگا ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: گویا وہ لعل اور مرجان (موتی) ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿كَانَتْهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ﴾ گویا وہ لعل اور مرجان (موتی) ہیں۔ یعنی جنتی حوریں صفائی اور خوش رنگی میں لعل اور مونگے پتھر کی طرح ہیں۔ (2)

جنتی حوروں کی صفائی اور خوش رنگی

جنتی حوروں کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جنتی عورتوں کی پنڈلیوں کی سفیدی ستر جوڑوں کے نیچے سے نظر آئے گی یہاں تک کہ پنڈلیوں کا گودا بھی نظر آئے گا اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”كَانَتْهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ“

①..... تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآية: ۵۷، ۳/۳۱۰.

②..... مدارك، الرحمن، تحت الآية: ۵۸، ص ۱۱۹۶.

اور یا قوت ایک ایسا پتھر ہے کہ اگر اس میں دھاگہ ڈال کر باہر سے دیکھنا چاہو تو دیکھ سکتے ہو۔^(۱)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حورِ عین کی پنڈلی کا مغز (لباس کے) ستر جوڑوں کے نیچے گوشت اور ہڈی کے پیچھے سے اس طرح نظر آتا ہے جس طرح شیشے کی صراحی میں سرخ شراب نظر آتی ہے۔^(۲)

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہاری نگاہوں کی لذت ان حوروں کو دیکھنے میں رکھی تو تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی نعمت کا انکار کس طرح کر سکتے ہو اور تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟^(۳)

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦١﴾

ترجمہ کنزالایمان: نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ: نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے۔﴾ یعنی جو (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرا اور دنیا میں اس نے اچھے عمل کئے اور اپنے رب تعالیٰ کی فرمانبرداری کی تو آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس طرح احسان فرمائے گا کہ اسے اس کی دُنیوی نیکیوں پر وہ جزا عطا فرمائے گا جو ان آیات میں بیان ہوئی۔^(۴)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ جو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا قائل ہو اور نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت پر عامل ہو تو اس کی جزاء جنت ہے۔^(۵)

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے

①.....ترمذی، کتاب صفة الجنة والنار، باب فی صفة نساء اهل الجنة، ۲۳۹/۴، الحديث: ۲۵۴۱.

②.....کتاب الجامع فی آخر المصنف، باب الجنة وصفتها، ۳۴۵/۱۰، الحديث: ۲۱۰۳۱.

③.....تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآية: ۵۹، ۳۱۱/۳.

④.....تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآية: ۶۰، ۶۰۹/۱۱.

⑤.....خازن، الرحمن، تحت الآية: ۶۰، ۲۱۴/۴.

گروہ! تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کا انکار کس طرح کر سکتے ہو حالانکہ اس نے تمہاری نیکی کا ثواب جنت رکھی اور اسے تمہارے سامنے بیان کر دیا تاکہ تم نیک اعمال کر کے اللہ تعالیٰ کے ثواب اور اس کے احسان کو پا لو۔^(۱)

وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَيْنِ ﴿٢٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٢٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان کے علاوہ دو جنتیں (اور) ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَيْنِ﴾ اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔ یعنی جن دو جنتوں کا ذکر اوپر گزرا ان کے علاوہ دو جنتیں اور بھی ہیں مگر یہ دونوں ان پہلی جنتوں سے مرتبے، مقام اور فضیلت میں کم ہیں۔^(۲)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”دو جنتیں تو ایسی ہیں جن کے برتن اور سامان چاندی کے ہیں اور دو جنتیں ایسی ہیں کہ جن کے برتن اور سامان سونے کے ہیں۔“^(۳)

امام ضحاک رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”پہلی دو جنتیں سونے اور چاندی کی اور دوسری دو جنتیں یا قوت اور زبرد کی ہیں۔“^(۴)

جن جنتوں کا اس آیت میں بیان ہوا ان کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ دائیں جانب والوں کے لئے ہیں کیونکہ ان کا مرتبہ ان لوگوں سے کم ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ یہ دونوں جنتیں بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرنے والوں کے لئے ہیں۔^(۵)



①.....تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآیة: ۶۱، ۳/۳۱۱.

②.....روح البیان، الرحمن، تحت الآیة: ۶۲، ۹/۳۱۰، ملخصاً.

③.....بخاری، کتاب التفسیر، سورة الرحمن، باب ومن دونہما جنتان، ۳/۳۴۴، الحدیث: ۴۸۷۸.

④.....خازن، الرحمن، تحت الآیة: ۶۲، ۴/۲۱۵.

⑤.....صاوی، الرحمن، تحت الآیة: ۶۲، ۶/۲۰۸۴.

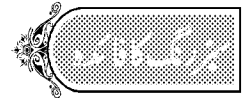
﴿فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لِيْن: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن و انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے پہلے متقی لوگوں کے لئے دو جنتوں کا ذکر فرمایا اور اب ان کی فضیلت و کرامت میں اضافہ کرتے ہوئے دو اور جنتوں کا ذکر فرمایا تو تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرامت کا انکار کس طرح کر سکتے ہو۔^(۱)

مُدْهَامَّتَيْنِ ﴿۶۴﴾ فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لِيْن ﴿۶۵﴾

توجہ کنز الایمان: نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

توجہ کنز العرفان: وہ دونوں جنتیں نہایت سبز درختوں کی وجہ سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿مُدْهَامَّتَيْنِ: وہ دونوں جنتیں نہایت سبز درختوں کی وجہ سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں۔﴾ اس آیت میں ان جنتوں کا وصف بیان کیا گیا ہے کہ ان کے درختوں کے پتے اتنے سبز ہیں کہ وہ سیاہی کی جھلک دے رہے ہیں۔



یہ انتہائی خوشنارنگ ہے اور نورِ نظر کے لئے بہت مفید ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”سبز رنگ کی طرف دیکھنے سے بصارت میں اضافہ ہوتا ہے۔“^(۲)

﴿فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لِيْن: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسانوں کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سبز جنتیں بنائیں کیونکہ سبز رنگ کی طرف دیکھنے سے بصارت میں اضافہ ہوتا ہے تو تم اس کی وحدانیت کا انکار کس طرح کر سکتے ہو۔^(۳)



①.....تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآية: ۶۳، ۳۱۱/۳.

②.....مسند الشہاب، الباب الاول، النظر الى الخضرة يزيد في البصر... الخ، ۱۹۳/۱، الحديث: ۲۸۹.

③.....تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآية: ۶۵، ۳۱۱/۳.

فِيهِمَا عَيْنَانِ نَصَّاحَتَيْنِ ﴿٢٦﴾ فَبَايَ الْآءِ رَايَ كَمَا تُكَدِّبُنِ ﴿٢٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان میں دو چھلکتے ہوئے چشمے ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فِيهِمَا عَيْنَانِ نَصَّاحَتَيْنِ﴾: ان میں دو چھلکتے ہوئے چشمے ہیں۔ ﴿يَعْنِي﴾ ان دونوں جنتوں میں پانی کے چھلکتے ہوئے دو چشمے ہیں جن کا پانی ٹوٹتا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں جنتوں میں اہل جنت پر خیر و برکت کے ساتھ پانی کے دو چھلکتے ہوئے چشمے ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں جنتوں میں اللہ تعالیٰ کے پیاروں پر مشک اور کافور (کی خوشبو) کے ساتھ پانی کے دو چھلکتے ہوئے چشمے ہیں۔
اور حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”اہل جنت کے گھروں میں مشک اور عنبر (کی خوشبو) کے ساتھ پانی کے دو چھلکتے ہوئے چشمے ہیں۔“ (۱)

﴿فَبَايَ الْآءِ رَايَ كَمَا تُكَدِّبُنِ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿يَعْنِي﴾ اے جن اور انسان کے گروہ! تم میں سے نیک اعمال کرنے والوں کو ایسا عظیم ثواب عطا کر کے اللہ تعالیٰ نے تم پر انعام کیا تو تم دونوں اپنے رب غَوَّجَلُ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۲)

فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ﴿٢٨﴾ فَبَايَ الْآءِ رَايَ كَمَا تُكَدِّبُنِ ﴿٢٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

①.....خازن، الرحمن، تحت الآية: ۶۶، ۲۱۵/۴.

②.....تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآية: ۶۷، ۶۱۳/۱۱.

ترجہ کنز العرفان: ان جنتوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹاؤ گے؟

﴿وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ﴾ اور کھجوریں اور انار۔ یعنی جنتوں میں ہر طرح کے میوے ہوں گے۔ کھجور اور انار اگرچہ میوے میں داخل ہے لیکن ان کی فضیلت اور شرف کی وجہ سے انہیں خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔^(۱)

کھجور اور انار کے فضائل

یہاں آیت میں کھجور اور انار کا بطور خاص ذکر کیا گیا، اسی مناسبت سے ہم یہاں کھجور اور انار کے چند فضائل بیان کرتے ہیں، چنانچہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”درختوں میں سے ایک ایسا بھی ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور اس کی مثال ایک مسلمان جیسی ہے، مجھے بتاؤ وہ کونسا ہے؟ لوگ جنگل کے درختوں کے بارے میں سوچنے لگے اور مجھے خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن مجھے (بولنے سے) شرم آئی (کیونکہ اس وقت بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے) پھر لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ خود بتا دیجئے کہ وہ کونسا درخت ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔^(۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے عائشہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا، جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ لوگ بھوکے ہیں، اے عائشہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا، جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ لوگ بھوکے ہیں، آپ نے یہ کلمات دو یا تین بار ارشاد فرمائے۔^(۳)

مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ”مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ زمین میں ایسا کوئی انار نہیں جس کے دانوں میں جنتی انار کے دانوں سے پیوند کاری نہ کی گئی ہو۔“^(۴)

①..... حازن، الرحمن، تحت الآية: ۶۸، ۲۱۵/۴.

②..... بخاری، کتاب العلم، باب قول المحدث: حدثنا او اخبرنا... الخ، ۳۷/۱، الحديث: ۶۱.

③..... مسلم، کتاب الاشربة، باب فی ادخال التمر ونحوه من الاقوات للعیال، ص ۱۱۳۱، الحديث: ۱۵۳ (۲۰۴۶).

④..... معجم الکبیر، ومن مناقب عبد اللہ بن عباس و اخباره، ۲۶۳/۱۰، الحديث: ۱۰۶۱۱.

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسے پھل پیدا کئے جنہیں کھانے سے تمہیں لذت حاصل ہوتی ہے تو تم دونوں اپنے رب عزوجل کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ (۱)

فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ﴿۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک صورت کی اچھی۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان میں اچھے اخلاق والی، حسین شکل والی عورتیں ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فِيهِنَّ﴾: ان میں عورتیں ہیں۔ ﴿یعنی ان دونوں جنتوں میں اخلاق کے اعتبار سے اچھی اور صورت کے اعتبار سے حسین و جمیل عورتیں ہیں۔﴾ (۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”جنت میں حورِ عین یہ نعمت گائیں گی ”نَحْنُ الْخَيْرَاتُ الْحِسَانُ حُبْسَنَا لَا زَوَاجَ كِرَامٍ“ ہم اچھی سیرت اور اچھی صورت والیاں ہیں، ہم معزز و محترم شوہروں کے لئے روکی گئی ہیں۔ (۳)

ان کی عادت اچھی صورت سے افضل ہے

یہاں اخلاقی اچھائی کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ذکر کیا، اس سے معلوم ہوا کہ اچھی عادت اچھی صورت سے افضل ہے، لہذا نکاح کے لئے کسی عورت کا رشتہ دیکھتے وقت اس کے حسن و جمال کے مقابلے میں اس کی اچھی سیرت، اس کے اچھے کردار، اس کی دینداری اور اس کی اچھی عادات کو زیادہ ترجیح دینی چاہئے۔ احادیث میں بھی اسی چیز کی ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ اس سے متعلق تین احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱)..... حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ

①..... روح البیان، الرحمن، تحت الآية: ۶۹، ۳۱۲/۹، ملخصاً.

②..... جلالین، الرحمن، تحت الآية: ۷۰، ص ۴۵.

③..... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، ما ذکر فی الجنۃ وما فیہا مما اعد لاهلہا، ۷۲/۸، الحدیث: ۳۵.

تقوے کے بعد مومن کے لیے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اگر وہ اسے حکم کرتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے اور اسے دیکھے تو وہ خوش کر دیتی ہے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کر دیتی ہے اور اگر کہیں کو چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرتی ہے (یعنی اس میں خیانت نہیں کرتی اور نہ ہی اسے ضائع کرتی ہے)۔^(۱)

(۲)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے (یعنی نکاح میں ان چار باتوں کا لحاظ ہوتا ہے) (۱) مال (۲) حسب نسب (۳) حسن و جمال اور (۴) دین۔ اور تم دین والی کو ترجیح دو۔“^(۲)

(۳)..... حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو کسی عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے نکاح کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ذلت میں اضافہ کرے گا اور جو کسی عورت سے اس کے مال کے سبب نکاح کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی محتاجی ہی بڑھائے گا اور جو کسی عورت سے اس کے حسب کی بنا پر نکاح کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کمینہ پن میں اضافہ فرمائے گا اور جو اس لیے نکاح کرے کہ ادھر ادھر نگاہ نہ اٹھے اور پاک دامنی حاصل ہو یا صلہ رحم کرے تو اللہ تعالیٰ اس مرد کے لیے اس عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لیے مرد میں برکت دے گا۔“^(۳)

﴿فَبَايَ الْاَءِءَ رَ بِّكُمَا تَكْذِبُنِ﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے جتنی عورتوں کے اوصاف بیان کر کے تم پر انعام فرمایا تو تم دونوں اپنے رب غزو و جَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟^(۴)

حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿۵۲﴾ فَبَايَ الْاَءِءَ رَ بِّكُمَا تَكْذِبُنِ ﴿۵۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

①..... ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب افضل النساء، ۴/۲، الحدیث: ۱۸۵۷.

②..... بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الذین، ۴۲۹/۳، الحدیث: ۵۰۹۰.

③..... معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ: ابراہیم، ۱۸/۲، الحدیث: ۲۳۴۲.

④..... روح البیان، الرحمن، تحت الآية: ۷۱، ۳۱۳/۹، ملخصاً.

ترجمہ کنزالعرفان: خیموں میں پردہ نشین حوریں ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿حُورٌ﴾ حوریں۔ ارشاد فرمایا کہ ان جنتوں میں خیموں میں پردہ نشین حوریں ہیں جو کہ اپنی شرافت اور کرامت کی وجہ سے ان خیموں سے باہر نہیں نکلتیں۔ (۱)

سچی حور و حوریں کے خیموں کا حال

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اگر جنتی عورتوں میں سے زمین کی طرف کسی ایک کی جھلک پڑ جائے تو آسمان وزمین کے درمیان کی تمام فضا روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے۔“ (۲)

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مؤمن کے لئے جنت میں ایک کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا، اس کی لمبائی 60 میل ہوگی، مؤمن کے اہل خانہ بھی اس میں رہیں گے، مؤمن ان کے پاس (حق زوجیت ادا کرنے کے لئے) چکر لگائے گا اور ان میں سے بعض بعض کو نہیں دیکھ سکیں گے۔“ (۳)

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے وہ نعمتیں پیدا فرمائیں جو تمہارے لئے پردہ نشین اور (دوسروں سے) چھپی ہوئی ہیں تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۴)

لَمْ يَطْمِئْنِ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٤٣﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جن نے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

①.....حازن، الرحمن، تحت الآية: ۷۲، ۴/۲۱۵.

②.....بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ۴/۲۶۴، الحديث: ۶۵۶۸.

③.....مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب في صفة خيام الجنة وما للمؤمنين فيها من الاهلين، ص ۱۵۲۲، الحديث: ۲۳ (۲۸۳۸).

④.....روح البيان، الرحمن، تحت الآية: ۷۳، ۹/۳۱۳.

ترجمہ کنزالعرفان: ان کے شوہروں سے پہلے انہیں نہ کسی آدمی نے چھوا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿لَمْ يَطْمِئِنَّ أَنْفُ قَبْلَهُمْ﴾: ان کے شوہروں سے پہلے انہیں نہ کسی آدمی نے چھوا۔ ﴿یعنی جیسے اُن دو جنتوں کی حوریں اپنے جنتی شوہروں کے علاوہ جن و انس کے چھونے سے محفوظ تھیں ایسے ہی ان دونوں جنتوں کی حوریں بھی محفوظ ہیں، لہذا آیت میں تکرار نہیں۔

﴿فَبِمَا مَلَائِكًا تَكْذِبِينَ﴾: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴿یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جنت میں وہ نعمتیں تیار کیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی ان نعمتوں کو جھٹلاؤ گے یا ان کے علاوہ دوسری نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (۱)

مُتَكِبِينَ عَلَى رَأْفٍ خَصِرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حَسَانٍ ﴿٤٦﴾ فَبِمَا مَلَائِكًا تَكْذِبِينَ

تَكْذِبِينَ ﴿٤٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: تکبیر لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منتقش خوبصورت چاندنیوں پر۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: (جنتی) سبز قالینوں اور انتہائی خوبصورت بچھونوں پر تکبیر لگائے ہوئے ہوں گے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿مُتَكِبِينَ﴾: تکبیر لگائے ہوئے ہوں گے۔ ﴿اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرنے والوں کو جو دو جنتیں عطا ہوں گی ان کے جنتی بچھونوں کا ظاہری حال بیان نہیں کیا گیا جیسا کہ آیت نمبر ۵۴ میں گزرا، کیونکہ ان بچھونوں کی شان بہت بلند ہے اور ان کا ظاہری حال عقل اور فہم کے ادراک سے باہر ہے جبکہ دوسری دو جنتوں میں اہل جنت کو جو

بچھونے عطا ہوں گے ان کا ظاہری حال یہاں بیان کر دیا گیا کہ وہ سبزاور مُنْقَش ہوں گے، اس سے ان بچھونوں میں فرق صاف ظاہر ہو رہا ہے۔^(۱)

﴿فَيَا أَيُّهَا الْعَبْرَاءُ كُنَّا تَكْدِلِينَ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ تم پر کوئی احسان فرمانے والا نہیں، تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟^(۲)

تَبَرَّكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۞

ترجمہ کنزالایمان: بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تمہارے رب کا نام بڑی برکت والا ہے جو عظمت اور بزرگی والا ہے۔

﴿تَبَرَّكَ اسْمُ رَبِّكَ: تمہارے رب کا نام بڑی برکت والا ہے۔﴾ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی باقی رہے گی اور دنیا کی تمام نعمتیں فانی ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت و بزرگی بیان فرما کر آخرت کی نعمتوں کے بیان کا اختتام فرمایا۔^(۳)

نماز کے حیرت انگیز حقائق

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین بار استغفار کرتے اور فرماتے ”اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“ یعنی اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، تو سلام ہے اور تجھ سے سلامتی ہے اور تو برکت والا ہے (اے) جلالت اور بزرگی والے۔^(۴)



①.....روح البیان، الرحمن، تحت الآية: ۷۶، ۳۱۵/۹، ملخصاً.

②.....جمل، الرحمن، تحت الآية: ۷۷، ۳۸۳/۷.

③.....خازن، الرحمن، تحت الآية: ۷۸، ۲۱۶/۴.

④.....مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بیان صفته، ص ۲۹۷، الحديث: ۱۳۵.

سُورَةُ الْوَاقِعَةِ

سورة واقعة کا الحارف

مقام نزول

سورة واقعة اس آیت ”أَفَبِهَذَا الْحَدِيثِ“ اور اس آیت ”ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ“ کے علاوہ مکہ ہے۔^(۱)

آیات کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 3 رکوع، 96 آیتیں، 378 کلمے اور 1703 حروف ہیں۔^(۲)

سورة واقعة نام رکبے کی مراد

”واقعة“ قیامت کا ایک نام ہے اور اس سورت کا نام ”واقعة“ اس کی پہلی آیت میں مذکور لفظ ”الْوَأَقَعَةُ“ کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔

سورة واقعة کے فضائل

(۱)..... حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو شخص روزِ اندرات کے وقت سورة واقعة پڑھے تو وہ فاقے سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔“^(۳)

(۲)..... حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اپنی عورتوں کو سورة واقعة سکھاؤ کیونکہ یہ سورة الغنی (یعنی محتاجی دور کرنے والی سورت) ہے۔“^(۴)

(۳)..... مروی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس وقت تشریف لائے جب وہ مرضِ وفات میں مبتلا تھے۔ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا ”آپ

①..... جلالین، تفسیر سورة الواقعة، ص ۴۴۵-۴۴۶۔

②..... خازن، تفسیر سورة الواقعة، ۲۱۶/۴، جلالین، تفسیر سورة الواقعة، ص ۴۴۶، ملقطاً۔

③..... شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، ۴۹۲/۲، الحدیث: ۲۵۰۰۔

④..... مسند الفردوس، باب العین، ۱۰/۳، الحدیث: ۴۰۰۵۔

کس چیز کی تکلیف محسوس کر رہے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا: اپنے گناہوں کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں۔ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ”آپ کو کس چیز کی آرزو ہے؟“ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا ”مجھے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کی آرزو ہے۔“ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ”آپ کسی طبیب کو کیوں نہیں بلوالیتے۔“ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا ”طبیب ہی نے تو مجھے مرض میں مبتلا کیا ہے۔“ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ”کیا ہم آپ کو کچھ (مال) عطا کرنے کا حکم نہ کریں! حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا ”مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔“ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ”ہم وہ مال آپ کی بیٹیوں کو دے دیتے ہیں۔“ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا ”انہیں بھی اس مال کی کوئی ضرورت نہیں، میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ سورۃ واقعہ پڑھا کریں کیونکہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ”جو شخص روزانہ رات کے وقت سورۃ واقعہ پڑھے تو وہ فاقے سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔“ (۱)

(۴)..... حضرت مسروق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”جسے یہ بات خوش کرے کہ وہ اولین و آخرین کا علم اور دنیا و آخرت کا علم جان جائے تو اسے چاہئے کہ سورۃ واقعہ پڑھے۔“ (۲)



اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل، حشر کے احوال اور لوگوں کا انجام بیان کیا گیا ہے اور اس میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں،

(۱)..... اس سورت کی ابتداء میں قیامت قائم ہونے اور اس وقت زمین کے تھر تھرانے اور پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہو جانے کا ذکر ہے۔

(۲)..... حساب کے وقت لوگوں کی تین قسمیں بیان کی گئیں۔ (۱) دائیں طرف والے۔ (۲) بائیں طرف والے۔ (۳) سبقت کرنے والے۔ پھر ان تینوں اقسام کے لوگوں کا حال اور قیامت کے دن ان کے لئے جو جزا تیار



①..... مدارك، الواقعة، تحت الآية: ۹۶، ص ۱۲۰۵.

②..... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، کلام مسروق، ۲۱۱/۸، روایت نمبر: ۹.

کی گئی ہے اسے بیان فرمایا گیا۔

(3)..... اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت کے دلائل، انسانوں کی تخلیق، نباتات کو پیدا کرنے اور پانی نازل کرنے میں اس کی قدرت کے کمال پر دلائل بیان کئے گئے۔

(4)..... قرآن پاک کا ذکر کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ قرآن پاک سب جہانوں کے پالنے والے رب تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے۔

(5)..... اس سورت کے آخر میں ان تین اقسام کے لوگوں کا حال اور ان کا انجام بیان کیا گیا۔ (1) سعادت مند۔ (2) بد بخت، اور (3) نیکیوں میں سبقت کرنے والے۔

سورہ رحمن کے ساتھ مناسبت

سورہ واقعہ کی اپنے سے ماقبل سورت ”رحمن“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں قیامت کے حالات، جنت کے اوصاف اور جہنم کی ہولناکیاں بیان کی گئی ہیں۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ جو چیز سورہ رحمن کے شروع میں ذکر کی گئی اسے سورہ واقعہ کے آخر میں بیان کیا گیا اور جو چیز سورہ رحمن کے آخر میں بیان کی گئی اسے سورہ واقعہ کی ابتداء میں بیان کیا گیا جیسے سورہ رحمن کے شروع میں قرآن مجید کا ذکر کیا گیا، پھر سورج اور چاند کا، پھر نباتات کا، پھر انسانوں اور جنات کی تخلیق کا ذکر کیا گیا، پھر قیامت، جہنم اور جنت کی صفات بیان کی گئیں اور سورہ واقعہ میں پہلے قیامت کی صفات اور اس کی ہولناکیاں بیان کی گئیں، پھر جنت اور جہنم کی صفات ذکر کی گئیں، پھر انسان کی تخلیق، نباتات، پانی اور آگ کا ذکر کیا گیا، اس کے بعد ستاروں کا اور آخر میں قرآن مجید کا ذکر کیا گیا۔^(۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۚ لَيْسَ لَوْقَعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: جب ہو لے گی وہ ہونے والی۔ اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی۔

ترجمہ کنزالعرفان: جب واقع ہونے والی واقع ہوگی۔ (اس وقت) اس کے واقع ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی۔

﴿إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ﴾: جب واقع ہونے والی واقع ہوگی۔ ﴿لَيْسَ لَوْقَعَتِهَا كَاذِبَةٌ﴾: اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی جو کہ ضرور قائم ہونے والی ہے تو اس وقت ہر ایک اس کا اعتراف کر لے گا اور اس کے واقع ہونے کا کوئی انکار نہیں کر سکے گا۔ اور قیامت چونکہ بہر صورت واقع ہوگی اس لئے اس کا نام واقعہ رکھا گیا ہے۔^(۱)

قیامت ضرور واقع ہوگی

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت ضرور واقع ہوگی اس لئے ہر ایک کو قیامت سے ڈرنا چاہئے اور اس دن کے لئے دنیا کی زندگی میں ہی تیاری کر لینی چاہئے، چنانچہ قیامت کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا
وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ
وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ^(۲)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان کسی دوسرے کی طرف سے بدلہ نہ دے گی اور نہ کوئی سفارش مانی جائے گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

اور ارشاد فرمایا:

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ
ثُمَّ تَوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر جان کو اس کی کمائی

①.....مدارک، الواقعة، تحت الآية: ۱-۲، ص ۱۹۸، تفسیر کبیر، الواقعة، تحت الآية: ۱-۲، ۳۸۴/۱۰، بیضاوی، الواقعة، تحت الآية: ۱-۲، ۲۸۳/۵، ملقطاً.

②.....بقرہ: ۴۸.

(١) يُظْلَمُونَ

بھر پوری دی جائے گی اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔

اور ارشاد فرمایا:

فَكَيْفَ إِذَا جَعَلْنَاهُمْ لَيُؤْمِرُ لَّا مَرِيبَ فِيهِ^{فت} تَرْجِيَةً كُنُزَ الْعَرْفَانِ: تو کیسی حالت ہوگی جب ہم انہیں
وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا تَرْجِيَةً كُنُزَ الْعَرْفَانِ: اس دن کے لئے اکٹھا کریں گے جس میں کوئی شک نہیں
يُظْلَمُونَ^(٢) اور ہر جان کو اس کی پوری کمائی دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

خَافِضَةُ سَّارِفَةٍ ٣

تَرْجِيَةً كُنُزَ الْإِيمَانِ: کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلندی دینے والی۔

تَرْجِيَةً كُنُزَ الْعَرْفَانِ: کسی کو نیچا کرنے والی، کسی کو بلندی دینے والی۔

﴿خَافِضَةُ: کسی کو نیچا کرنے والی۔﴾ اس آیت میں قیامت کا ایک وصف بیان کیا گیا کہ یہ کسی قوم کو اس کے اعمال کی وجہ سے جہنم میں گرا کر اسے نیچا کرنے والی ہے اور کسی قوم کو اس کے اعمال کی بنا پر جنت میں داخل کر کے اسے بلندی دینے والی ہے۔^(٣)

حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”قیامت اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو جہنم میں گرا کر ذلیل کرے گی اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو جنت میں داخل کر کے ان کے مرتبے بلند کرے گی۔“^(٤)

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ دنیا میں اُونچے بنتے تھے قیامت انہیں پست اور ذلیل کرے گی اور جو لوگ دنیا میں کمزور تھے (اور عاجزی و انکساری کیا کرتے تھے) ان

①..... بقرہ: ۲۸۱۔

②..... آل عمران: ۲۵۔

③..... تفسیر سمرقندی، الواقعة، تحت الآية: ۳، ۳۱۳/۳۔

④..... تفسیر ابن ابی حاتم، الواقعة، تحت الآية: ۳، ۳۳۶۹/۱۰۔

کے مرتبے بلند کرے گی۔^(۱)

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا^۳ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا^۴ فَكَانَتْ هَبَاءً
مُّبْتَلًا^۵

ترجمہ کنزالایمان: جب زمین کانپے گی تھر تھرا کر۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چُورا ہو کر۔ تو ہو جائیں گے جیسے
روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرے پھیلے ہوئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جب زمین بڑے زور سے ہلادی جائے گی۔ اور پہاڑ خوب چُورا چُورا کر دیئے جائیں گے۔ تو وہ
ہوا میں بکھرے ہوئے غبار جیسے ہو جائیں گے۔

﴿إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا﴾: جب زمین تھر تھرا کر کانپے گی۔ ﴿وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا﴾: اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے
کہ جب (قیامت قائم ہوگی تو اس وقت) زمین تھر تھرا کر کانپے گی جس سے اس کے اوپر موجود پہاڑ اور تمام عمارتیں گر جائیں
گی اور یہ اپنے اندر موجود تمام چیزیں باہر آ جانے تک کا پتی رہے گی اور پہاڑ چُورا ہو کر خشک ستو کی طرح ریزہ ریزہ
ہو جائیں گے اور وہ اس وجہ سے ہوا میں بکھرے ہوئے غبار جیسے ہو جائیں گے۔^(۲)

وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً^۶ فَأَصْحَبُ الْيَمِينِ^۷ مَا أَصْحَبُ الْيَمِينِ^۸
وَأَصْحَبُ الْشِّمَالِ^۹ مَا أَصْحَبُ الْشِّمَالِ^{۱۰} وَالسَّيْقُونِ^{۱۱}
السَّيْقُونِ^{۱۲}

①.....حازن، الواقعة، تحت الآية: ۳، ۲۵۹/۴.

②.....روح البيان، الواقعة، تحت الآية: ۴-۶، ۳۱۶/۹-۳۱۷.

ترجمہ کنزالایمان: اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے۔ تو دہنی طرف والے کیسے دہنی طرف والے۔ اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے۔ اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (اے لوگو!) تم تین قسم کے ہو جاؤ گے۔ تو دائیں جانب والے (جنتی) کیا ہی دائیں جانب والے ہیں۔ اور بائیں جانب والے (یعنی جہنمی) کیا ہی بائیں جانب والے ہیں۔ اور آگے بڑھ جانے والے تو آگے ہی بڑھ جانے والے ہیں۔

﴿وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً﴾ اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن مخلوق کا حال بیان فرمایا اور ان کی تین قسموں کے بارے خبر دی جن میں سے دو جنت میں جائیں گی اور ایک جہنم میں داخل ہوگی، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! تم قیامت کے دن تین قسموں میں تقسیم ہو جاؤ گے۔ پہلی قسم ان لوگوں کی ہوگی جو دائیں جانب والے ہوں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو میثاق کے دن حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں جانب تھے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن عرش کی دائیں جانب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے دائیں جانب والوں کی شان ظاہر کرنے کے لئے فرمایا کہ وہ کیا ہی اچھے ہیں کہ وہ بڑی شان رکھتے ہیں، سعادت مند ہیں اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

دوسری قسم ان لوگوں کی ہوگی جو بائیں جانب والے ہوں گے۔ ان کے بارے میں بھی مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو میثاق کے دن حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بائیں جانب تھے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن عرش کی بائیں جانب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حقارت ظاہر کرنے کے لئے فرمایا کہ بائیں جانب والے کیا ہی برے ہیں کہ وہ بد بخت ہیں اور وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

تیسری قسم ان لوگوں کی ہوگی جو دوسروں سے آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ یہاں آگے بڑھ جانے والوں سے کون لوگ مراد ہیں، اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس مقام پر نیکیوں میں دوسروں سے آگے بڑھ جانے والے

مراد ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو ہجرت کرنے میں سبقت کرنے والے ہیں اور وہ آخرت میں جنت کی طرف سبقت کریں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام قبول کرنے کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ان سے وہ مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ مراد ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ جنت میں داخل ہونے میں آگے بڑھ جانے والے ہیں۔^(۱)

أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۖ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝۱۲

ترجمہ کنزالایمان: وہی مقرب بارگاہ ہیں۔ چین کے باغوں میں۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہی قرب والے ہیں۔ نعمتوں کے باغوں میں ہیں۔

﴿أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ﴾ وہی قرب والے ہیں۔ ﴿﴾ یہاں سے ان تینوں اقسام کے لوگوں کی جزایان فرمائی گئی اور سب سے پہلے آگے بڑھ جانے والوں کی جزایان کرتے ہوئے اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد فرمایا کہ وہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مُقَرَّب درجات والے ہیں اور وہ نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے۔^(۲)

ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝۱۳ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝۱۴

ترجمہ کنزالایمان: اگلوں میں سے ایک گروہ۔ اور پچھلوں میں سے تھوڑے۔

①.....تفسیر سمرقندی، الواقعة، تحت الآية: ۷-۱، ۳۱۳/۳-۳۱۴، حازن، الواقعة، تحت الآية: ۷-۱، ۲۱۶/۴-۲۱۷، مدارک، الواقعة، تحت الآية: ۷-۱، ص ۱۱۹۸-۱۱۹۹، ملقطاً.

②.....تفسیر سمرقندی، الواقعة، تحت الآية: ۱۱-۱۲، ۳۱۴/۳.

ترجہ کنز العرفان: وہ پہلے لوگوں میں سے ایک بڑا گروہ ہوگا۔ اور بعد والوں میں سے تھوڑے ہوں گے۔

﴿ثُمَّ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْآوَلِينَ﴾: وہ پہلے لوگوں میں سے ایک بڑا گروہ ہوگا۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ آگے بڑھ جانے والے پہلے لوگوں میں سے بہت ہیں اور بعد والوں میں سے تھوڑے ہیں۔ پہلے لوگوں سے کون مراد ہیں اس کی تفسیر میں صحیح قول یہ ہے کہ پہلے لوگوں سے تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت ہی کے پہلے وہ لوگ مراد ہیں جو مہاجرین و انصار میں سے (اسلام قبول کرنے میں) سابقین و اولین ہیں اور بعد والوں سے ان کے بعد والے لوگ مراد ہیں۔^(۱)

احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، جیسا کہ مرفوع حدیث میں ہے کہ ”یہاں اولین و آخرین اسی امت کے پہلے اور بعد والے لوگ ہیں۔“^(۲)

اور حضرت ابو بکرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ دونوں گروہ میری ہی امت کے ہیں۔^(۳)

عَلَىٰ سُرٍّ مَّوْضُونَةٍ ۱۵ مُمْكِنِينَ عَلَيْهَا مُتَقَبِّلِينَ ۱۶

ترجہ کنز الایمان: جڑ اوتختوں پر ہوں گے۔ ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے۔

ترجہ کنز العرفان: (جواہرات سے) جڑے ہوئے تختوں پر ہوں گے۔ ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے۔

﴿عَلَىٰ سُرٍّ مَّوْضُونَةٍ﴾: جڑے ہوئے تختوں پر ہوں گے۔ ﴿﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقرب بندوں کا مزید حال بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ جنت میں ایسے تختوں پر ہوں گے جن میں لعل، یاقوت اور موتی وغیرہ جواہرات جڑے ہوں گے اور وہ ان تختوں پر عیش و نشاط کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے موجود ہوں گے اور ایک

①.....تفسیر کبیر، الواقعة، تحت الآیۃ: ۱۳-۱۴، ۳۹۲/۱۰، تفسیر سمرقندی، الواقعة، تحت الآیۃ: ۱۳-۱۴، ۳۱۴/۳، حازن، الواقعة، تحت الآیۃ: ۱۳-۱۴، ۲۱۷/۴، خزائن العرفان، البقرة، تحت الآیۃ: ۱۳، ص ۹۸، ملقط۔

②.....ابو سعرد، الواقعة، تحت الآیۃ: ۱۴، ۶۷۲/۵۔

③.....مسند ابو داود طیالسی، بقیۃ احادیث ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ، ص ۱۲۰، الحدیث: ۸۸۶۔

دوسرے کو دیکھ کر مسرور اور دل شاد ہوں گے۔^(۱)

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۝۱۴۝ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ ۝۱۵۝ وَكَأْسٍ
مِّنْ مَّعِينٍ ۝۱۸۝ لَا يَصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْفُونَ ۝۱۹۝ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا
يَتَخَيَّرُونَ ۝۲۰۝ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝۲۱۝

ترجمہ کنزالایمان: ان کے گرد لیے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے۔ کوزے اور آفتابے اور جام آنکھوں کے سامنے بہتی شراب کے۔ اس سے نہ انہیں دردِ سر ہو نہ ہوش میں فرق آئے۔ اور میوے جو پسند کریں۔ اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان کے ارد گرد ہمیشہ رہنے والے لڑکے پھریں گے۔ کوزوں اور صراحیوں اور آنکھوں کے سامنے بہنے والی شراب کے جام کے ساتھ۔ اس سے نہ انہیں سر درد ہوگا اور نہ ان کے ہوش میں فرق آئے گا۔ اور پھل میوے جو جنتی پسند کریں گے۔ اور پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے۔

﴿يَطُوفُ عَلَيْهِمْ﴾ ان پر دور چلائیں گے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی چار آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کی طرح اہل جنت کی خدمت کے لئے ایسے لڑکے پیدا کئے ہیں جو نہ کبھی مریں گے، نہ بوڑھے ہوں گے اور نہ ہی ان میں کوئی (جسمانی) تبدیلی آئے گی، یہ ہمیشہ رہنے والے لڑکے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقرب بندوں پر خدمت کے آداب کے ساتھ کوزوں، صراحیوں اور آنکھوں کے سامنے بہنے والی پاک شراب کے جام کے دور چلائیں گے، وہ شراب ایسی ہے کہ اسے پینے سے نہ انہیں سر درد ہوگا اور نہ ان کے ہوش میں کوئی فرق آئے گا (جبکہ دنیا کی شراب میں یہ وصف نہیں کیونکہ اسے پینے سے حواس بگڑ جاتے ہیں اور بندے کے اوسان میں فتور جاتا ہے) اور (شراب پیش کرنے کے ساتھ ساتھ)



۱..... ابو سعود، الواقعة، تحت الآية: ۱۵-۱۶، ۶۷۲/۵، ملقطاً.

خدمتگار لڑکے وہ تمام پھل میوے اہل جنت کے پاس لائیں گے جو وہ پسند کریں گے اور ان پرندوں کا گوشت لائیں گے جن کی وہ تمنا کریں گے۔ (۱)

اہل جنت کی خصوصی خدمت

اہل جنت پر کئے گئے ان انعامات کو ذکر کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَمَدَدْنَاهُمْ فِيهَا كَهَيْئَةِ وَلَحْمٍ مَّسَايِسْتُهُنَّ ۖ^(۱)
يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَا نَعْوُ فِيهَا وَلَا
تَأْتِيهِمْ ۖ وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ غِلَاقٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ
لَوْ لَوْ مَكْنُونٌ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور پھلوں، میووں اور گوشت جو وہ چاہیں گے ان کے ساتھ ہم ان کی مدد کرتے رہیں گے۔ جنتی لوگ جنت میں ایسے جام ایک دوسرے سے لیں گے جس میں نہ کوئی بیہودگی ہوگی اور نہ گناہ کی کوئی بات۔ اور ان کے خدمتگار لڑکے ان کے گرد پھریں گے گویا وہ چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہیں۔

یاد رہے کہ خدمتگار لڑکوں کا اہل جنت کو پھل اور گوشت پیش کرنا ان کی خصوصی خدمت کے طور پر ہوگا ورنہ جنتی درختوں پر لگے ہوئے پھل ان کے اتنے قریب ہوں گے کہ وہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حال میں اسے پکڑ سکیں گے اور جس پرندے کی تمنا کریں گے وہ بھنا ہوا ان کے سامنے حاضر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَنَّا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: اور دونوں جنتوں کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ (۴)

ترجمہ کنز العرفان: اس کے پھل قریب ہوں گے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ اگر جنتی کو پرندوں کا گوشت کھانے کی خواہش ہوگی تو اس کی مرضی کے مطابق پرندہ اڑتا ہوا سامنے آ جائے گا، اور ایک قول یہ ہے کہ رکابی میں (بھنا ہوا) آ کر سامنے

①.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۲۱-۱۷، مدارك، الواقعة، تحت الآية: ۲۱-۱۷، ص ۱۱۹۹، ملقطاً.

②.....طور: ۲۲-۲۴.

③.....رحمن: ۵۴.

④.....حاقہ: ۲۳.

پیش ہوگا، اس میں سے جتنا چاہے گا جنتی کھائے گا، پھر وہ اڑ جائے گا۔^(۱)

پیش کردہوں سے حقائق ۳ احادیث

آیت نمبر 21 میں اہل جنت کے لئے پرندوں کے گوشت کا ذکر کیا گیا، اس مناسبت سے ان پرندوں کے بارے میں 3 احادیث ملاحظہ ہوں۔

(1)..... حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک جنت کا پرندہ بُخْتی اونٹ کی طرح ہوگا اور وہ جنت کے درختوں میں چرے گا۔ (یہ سن کر) حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بے شک وہ پرندہ تو بہت اچھا اور عمدہ ہوگا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اسے کھانے والا اس سے زیادہ عمدہ اور اعلیٰ ہوگا اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تم بھی اسے کھاؤ گے۔“⁽²⁾

(2)..... حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بے شک تم جنت میں اڑتے ہوئے پرندے کو دیکھو اور تمہارے دل میں اسے کھانے کی خواہش پیدا ہو تو وہ اسی وقت بھونا ہوا تمہارے سامنے پیش ہو جائے گا۔“⁽³⁾

(3)..... حضرت میمونہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بے شک جنت میں جب کوئی آدمی پرندے کا گوشت کھانے کی خواہش کرے گا تو بُخْتی اونٹ کی طرح (بڑا) پرندہ آجائے گا یہاں تک کہ اس کے دسترخوان پر ایسے (بُھن کر) پیش ہو جائے گا کہ اسے کوئی دھواں لگا ہوا ہوگا اور نہ ہی کسی آگ نے اسے چھوا ہوگا، وہ آدمی اس سے پیٹ بھر کر کھائے گا، پھر وہ پرندہ اڑ جائے گا۔“⁽⁴⁾

وَحُورٌ عِیْنٌ ۳۳ ۱۱ كَامُثَالِ اللُّوْءِ الْمَكْنُونِ ۳۳ ۱۲ جَزَاءً بِمَا كَانُوا

①.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۲۱، ۲۱۸/۴۔

②.....مسند امام احمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند انس بن مالك، ۴/۴۴۱، الحديث: ۱۳۳۱۰۔

③.....رسائل ابن ابی الدنيا، صفة الجنة، ۳۴۲/۶، الحديث: ۱۰۳۔

④.....رسائل ابن ابی الدنيا، صفة الجنة، ۳۴۶/۶، الحديث: ۱۲۳۔

يَعْمَلُونَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بڑی آنکھ والیاں حوریں۔ جیسے چھپر رکھے ہوئے موتی۔ صلہ ان کے اعمال کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بڑی آنکھ والی خوبصورت حوریں ہیں۔ جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہوں۔ ان کے اعمال کے بدلے کے طور پر۔

﴿وَحُورٌ عِينٌ﴾ اور بڑی آنکھ والی خوبصورت حوریں ہیں۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقرب اہل جنت (کی خدمت) کے لئے بڑی آنکھ والی خوبصورت حوریں ہوں گی اور وہ حوریں ایسی ہوں گی جیسے موتی صدف میں چھپا ہوتا ہے کہ نہ تو اسے کسی کے ہاتھ نے چھوا، نہ دھوپ اور ہوا لگی اور اس وجہ سے وہ انتہائی صاف اور شفاف ہوتا ہے، الغرض جس طرح یہ موتی اچھوتا ہوتا ہے اسی طرح وہ حوریں اچھوتی ہوں گی۔ یہ بھی مروی ہے کہ حوروں کے تنبسم سے جنت میں نور چمکے گا اور جب وہ چلیں گی تو ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے زیوروں سے تقدیس اور تجید کی آوازیں آئیں گی اور یا قوتی ہار ان کے گردنوں کے حسن و خوبی سے نہیں گے۔^(۱)

﴿جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ ان کے اعمال کے بدلے کے طور پر۔ ﴿﴾ یعنی بارگاہ الہی کے مقرب بندوں کو یہ سب کچھ ان کے دنیوی نیک اعمال اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے کے صلہ میں ملے گا۔^(۲)

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ۚ ﴿۲۵﴾ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿۲۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اس میں نہ سنیں گے نہ کوئی بیکار بات نہ گنہگاری۔ ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس میں نہ کوئی بیکار بات سنیں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات۔ مگر سلام سلام کہنا۔

۱.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۲۲-۲۳، ۲۱۸/۴.

۲.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۲۴، ۲۱۸/۴.

﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا﴾ اس میں نہ کوئی بیکار بات سنیں گے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں کوئی ناگوار اور باطل بات ان کے سننے میں نہ آئے گی البتہ وہ ہر طرف سے سلام سلام کا قول ہی سنیں گے کہ جنتی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے، فرشتے اہل جنت کو سلام کریں گے اور اللہ ربُّ الْعِزَّتِ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اُن کی جانب سلام آئے گا۔^(۱)

وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ۖ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۖ ط

ترجمہ کنزالایمان: اور دہنی طرف والے کیسے دہنی طرف والے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور دائیں جانب والے کیا دائیں جانب والے ہیں۔

﴿وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ﴾ اور دائیں جانب والے۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں آگے بڑھ جانے والے، بارگاہِ الہی کے مُقَرَّب بندوں کی جزا اور ان کا حال بیان کیا گیا، اب یہاں سے اہل جنت کے دوسرے گروہ یعنی دائیں جانب والے اصحاب کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ وہ لوگ جو دائیں جانب والے ہیں ان کی عجیب شان ہے (کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز و مکرّم ہیں) اور ان کی اچھی صفات اور خوبیوں کی وجہ سے ان کے لئے جو کچھ تیار کیا گیا ہے اسے تم نہیں جان سکتے۔^(۲)

فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ۖ وَ طَلْحٍ مَّنْضُودٍ ۖ لا

ترجمہ کنزالایمان: بے کانٹے کی بیر یوں میں۔ اور کیلے کے کچھوں میں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بغیر کانٹے والی بیر یوں کے درختوں میں ہوں گے۔ اور کیلے کے کچھوں میں۔

﴿فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ﴾ بغیر کانٹے والی بیر یوں کے درختوں میں ہوں گے۔ ﴿یہاں سے دائیں جانب والوں کی جزا

①.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۲۵-۲۶، ۲۱۸/۴، مدارك، الواقعة، تحت الآية: ۲۵-۲۶، ص ۱۲۰۰، ملقطاً.

②.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۲۷، ۲۱۸/۴، روح البیان، الواقعة، تحت الآية: ۲۷، ۳۲۴/۹، ملقطاً.

بیان کی جارہی ہے کہ وہ ایسی جہتوں میں مزے لوٹیں گے جن میں بیری کے ایسے درخت ہوں گے جن پر کانٹے نہیں لگے ہوں گے۔

بیری کے پتے درخت کی نشان

حضرت ابوامامہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ فرمایا کرتے تھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہمیں دیہاتی مسلمانوں اور ان کے (پوچھے گئے) سوالات کی وجہ سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ ایک دن ایک دیہاتی مسلمان آئے اور انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایک اذیت ناک درخت کا ذکر فرمایا ہے اور میرا یہ گمان نہیں کہ جنت میں کوئی ایسا درخت ہو جو اپنے مالک کے لئے تکلیف دہ ثابت ہو۔ حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا ”وہ کونسا درخت ہے؟“ اس نے عرض کی: بیری کا درخت، (یا اذیت ناک اس لئے ہے) کہ اس کے اوپر کانٹے لگے ہوتے ہیں۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: (کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا) ”فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ“ اللہ تعالیٰ اس کے کانٹے کاٹ دے گا اور ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرمائے گا، لہذا وہ درخت (کانٹوں کی بجائے) پھل اُگائے گا اور اس کے پھل میں 72 رنگ ظاہر ہوں گے اور ان میں سے کوئی رنگ بھی دوسرے کے مشابہ نہ ہوگا۔^(۱)

﴿وَطَلِحٍ مُّنْضُودٍ﴾ اور کیلے کے پگھوں میں۔ ﴿یعنی دائیں جانب والے ان جہتوں میں مزے کریں گے جن میں کیلے کے ایسے درخت ہوں گے جو جڑ سے چوٹی تک کیلے کے پگھوں سے بھرے ہوئے ہوں گے۔

وَّظِلٍّ مَّدُودٍ ۚ ﴿۳۰﴾ وَمَاءٍ مَّسْکُوبٍ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور ہمیشہ کے سائے میں۔ اور ہمیشہ جاری پانی میں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور دراز سائے میں۔ اور جاری پانی میں۔

﴿وَّظِلٍّ مَّدُودٍ﴾ اور ہمیشہ کے سائے میں۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ دائیں جانب والے ان جہتوں میں ہمیشہ رہنے والے

①..... مستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الواقعة، سدر الجنة مخضود... الخ، ۲۸۷/۳، الحدیث: ۳۸۳۰۔

دراز سائے میں ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سائے میں سوار شخص سو سال تک دوڑتا رہے تو وہ اسے طے نہ کر سکے گا، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ”وَحِطِّ الْمُدُّودِ“ (۱)۔

جنت میں سایہ ہے یا نہیں؟

جنت میں سایہ ہے یا نہیں، اس بارے میں بعض مفسرین کا قول ہے کہ جنت میں سورج نہ ہونے کے باوجود سایہ ہے، جیسا کہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”پوری جنت سائے دار ہے حالانکہ وہاں سورج نہیں ہے۔“ (۲)۔

اور بعض مفسرین کے نزدیک جنت میں سایہ نہیں اور آیت میں سائے سے اس کا مجازی معنی مراد ہے، جیسا کہ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں آیت میں سائے سے (اس کا حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی معنی) راحت و آرام مراد ہے۔ (۳)۔

﴿وَمَاءٌ مَّسْكُوبٌ﴾ اور جاری پانی میں۔ یعنی دائیں جانب والے ان جنتوں میں ہوں گے جن کی زمینی سطح پر پانی ہمیشہ کے لئے جاری ہوگا اور وہ جب چاہیں جہاں سے چاہیں کسی مشقت کے بغیر پانی حاصل کر لیں گے۔ (۴)

وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝ لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ۝ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۝ ط

ترجمہ کنزالایمان: اور بہت سے میووں میں۔ جو نہ ختم ہوں اور نہ روکے جائیں۔ اور بلند بچھونوں میں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بہت سے پھلوں میں۔ جو نہ ختم ہوں گے اور نہ روکے جائیں گے۔ اور بلند بچھونوں میں۔

①.....بخاری، کتاب التفسیر، سورة الواقعة، باب وظلّ ممدود، ۳/۴۵، الحديث: ۴۸۸۱۔

②.....تفسیر قرطبی، الواقعة، تحت الآية: ۳۰، ۱۵۳/۹، الجزء السابع عشر۔

③.....روح البیان، الواقعة، تحت الآية: ۳۰، ۳۲۵/۹۔

④.....روح البیان، الواقعة، تحت الآية: ۳۱، ۳۲۵/۹، ملقطاً۔

ہوں گے۔

﴿وَفَاكِهَةً كَثِيرَةً﴾ اور بہت سے پھلوں میں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دائیں جانب والے ان جنتوں میں ہوں گے جن میں مختلف اجناس اور اقسام کے بہت سے پھل ہیں اور وہ پھل کبھی ختم نہ ہوں گے کیونکہ جب بھی کوئی پھل توڑا جائے گا تو فوراً اس کی جگہ ویسے ہی دو پھل آجائیں گے اور اہل جنت کو ان پھلوں کے استعمال سے نہ کوئی روک ٹوک ہوگی، نہ شرعی رکاوٹ، نہ طبی پابندی اور نہ کسی بندے کی طرف سے ممانعت ہوگی۔ ﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ﴾ اور بلند پھونوں میں ہوں گے۔ ﴿اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ دائیں جانب والے جنتوں میں آرام کے بستروں میں ہوں گے جو جواہرات سے سجے ہوئے اونچے اونچے تختوں پر بچھے ہوئے ہوں گے۔﴾^(۱)

إِنَّا أَنشَأْنَهُنَّ إِنِشَاءً ۝۳۵ فَجَعَلْنَهُنَّ أَبْكَارًا ۝۳۶ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝۳۷
لِلْأَصْحَابِ الْيَمِينِ ۝۳۸ ط ۴

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا۔ تو انہیں بنایا کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں۔ انہیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں۔ دہنی طرف والوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ہم نے ان جنتی عورتوں کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا۔ تو ہم نے انہیں کنواریاں بنایا۔ محبت کرنے والیاں، سب ایک عمر والیاں۔ دائیں جانب والوں کے لیے۔

﴿إِنَّا أَنشَأْنَهُنَّ إِنِشَاءً﴾ بیشک ہم نے ان جنتی عورتوں کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک ہم نے ان جنتی عورتوں کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا تو ہم نے انہیں ایسی کنواریاں بنایا کہ جب بھی ان کے شوہران کے پاس جائیں گے وہ انہیں کنواریاں ہی پائیں گے اور وہ عورتیں اپنے شوہروں سے بے پناہ محبت کرنے والیاں ہیں اور ان سب کی عمر بھی ایک ہوگی کہ 33 سال کی جوان ہوں گی، اسی طرح ان کے شوہر

①.....حازن، الواقعة، تحت الآية: ۳۴، ۲۱۹/۴، ملقطاً.

بھی جوان ہوں گے اور یہ جوانی ہمیشہ قائم رہنے والی ہوگی۔^(۱)

بعض مفسرین کے نزدیک ان عورتوں سے دنیا کی عورتیں مراد ہیں اور بعض مفسرین کے نزدیک ان سے مراد حوریں ہیں۔^(۲)

مولیٰ پور محمدی عورت جنت میں نہ جاسکتی

یہاں ہم اسی آیت سے متعلق ایک دلچسپ روایت ذکر کرتے ہیں، چنانچہ حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہ جائے گی۔ انہوں نے (پریشان ہو کر) عرض کی: تو پھر ان کا کیا بنے گا؟ (حالانکہ) وہ عورت قرآن پڑھا کرتی تھی۔ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا کہ
 اِنَّا اَنْشَاْنَهُنَّ اِنْشَاءً ۝۵ فَجَعَلْنَهُنَّ اَبْكَارًا
 ترجمہ کنز العرفان: بیشک ہم نے ان جنتی عورتوں کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا۔ تو ہم نے انہیں کنواریاں بنایا۔^(۳)

﴿لَا صُحْبَ الْيَسْبِينَ﴾: دائیں جانب والوں کے لیے۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ہم نے ان عورتوں کو دائیں جانب والوں کے لئے پیدا کیا اور ایک تفسیر یہ ہے کہ جو نعمتیں بیان کی گئیں یہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو دائیں جانب والے ہیں۔^(۴)

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۹ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝۴۰

ترجمہ کنز الایمان: اگلوں میں سے ایک گروہ۔ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ۔

ترجمہ کنز العرفان: پہلے لوگوں میں سے ایک بڑا گروہ ہے۔ اور بعد والے لوگوں میں سے بھی ایک بڑا گروہ ہے۔



①.....مدارک، الواقعة، تحت الآية: ۳۵-۳۷، ص ۱۲۰۰، ملخصاً.

②.....صاوی، الواقعة، تحت الآية: ۳۵، ۶/۲۰۹.

③.....مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثاني، ۲/۲۰۰، الحديث: ۴۸۸۸.

④.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۳۸، ۴/۲۱۹.

﴿ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ﴾ پہلے لوگوں میں سے ایک بڑا گروہ ہے۔ ﴿اس سے پہلے رکوع میں آگے بڑھ جانے والے اور بارگاہ الہی کے مُقَرَّب بندوں کی دو جماعتوں کا ذکر کیا گیا تھا اور یہاں اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں دائیں جانب والوں کے دو گروہوں کا بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس اُمت کے پہلوں اور بعد والوں دونوں گروہوں میں سے ہوں گے، پہلا گروہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ ہیں اور بعد والوں سے قیامت تک کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے بعد والے مراد ہیں۔

وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ ۖ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ۖ ط

ترجمہ کنز الایمان: اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بائیں جانب والے کیا بائیں جانب والے ہیں۔

﴿وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ﴾ اور بائیں جانب والے۔ ﴿اہل جنت کے دو گروہوں کا حال اور ان کی جزا بیان کرنے کے بعد اب اہل جہنم کے گروہ کا حال اور اس کا انجام بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے، بد بختی میں ان کا حال عجیب ہے۔^(۱)

فِي سُوْمٍ وَحَبِيمٍ ۖ وَظِلٍّ مِّن يَّحُومٍ ۖ لَا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ۖ

ترجمہ کنز الایمان: جلتی ہوا اور کھولتے پانی میں۔ اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں۔ جو نہ ٹھنڈی نہ عزت کی۔

ترجمہ کنز العرفان: شدید گرم ہوا اور کھولتے پانی میں ہوں گے۔ اور شدید سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔ جو (سایہ) نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام بخش۔

﴿فِي سُوْمٍ﴾ شدید گرم ہوا میں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں بائیں جانب والوں کے تقریباً چار

①.....حازن، الواقعة، تحت الآية: ۴۱، ۴/۲۲۰، ملخصاً.

عذاب بیان فرمائے گے۔ (۱) وہ جہنم کے اندر ایسی شدید گرم ہوا میں ہوں گے جو کہ مساموں میں داخل ہو رہی ہوگی۔
 (۲) وہ وہاں کھولتے پانی میں ہوں گے۔ (۳) اس میں شدید سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔ (۴) وہ سایہ عام سایوں کی طرح نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ ہی خوش منظر اور آرام بخش۔^(۱)

إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿۳۵﴾ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ
 الْعَظِيمِ ﴿۳۶﴾ وَكَانُوا يَقُولُونَ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَاءً إِنَّا
 لَسَبْعُونَ ﴿۳۷﴾ أَوْ آبَاءُ نَاِلَا وَلُونَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک وہ اس سے پہلے نعمتوں میں تھے۔ اور اس بڑے گناہ کی ہٹ رکھتے تھے۔ اور کہتے تھے کیا جب ہم مرجائیں اور ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں تو کیا ضرور ہم اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک وہ اس سے پہلے خوشحال تھے۔ اور بڑے گناہ پر ڈٹے ہوئے تھے۔ اور کہتے تھے: کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ضرور ہم اٹھائے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی۔

﴿إِنَّهُمْ: بیشک وہ۔﴾ یہاں سے بائیں جانب والوں کے عذاب کا مستحق ہونے کا سبب بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک بائیں جانب والے اس عذاب سے پہلے دنیا کے اندر کھانے پینے، اچھی رہائش اور خوبصورت مقامات وغیرہ نعمتوں سے خوشحال تھے اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے میں مہمہم تھے اور وہ شرک جیسے بڑے گناہ پر ڈٹے ہوئے تھے اور وہ اپنے شرک کے ساتھ ساتھ سرکشی اور عناد کی وجہ سے یہ کہتے تھے: کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہماری کھال اور گوشت مٹی میں مل جائے گی اور ہم ہڈیاں ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ضرور ہم زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟ یا کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟

۱.....حازن، الواقعة، تحت الآية: ۴۲-۴۴، ۲۲۰/۴، جلالین، الواقعة، تحت الآية: ۴۲-۴۴، ص ۴۷، ملتقطاً.

یہاں ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ اس سے پہلے اہل جنت کے دو گروہوں کے حالات بیان ہوئے تو ان کے جنت کا مستحق ہونے کی وجہ بیان نہیں کی گئی جبکہ اہل جہنم کے گروہ کے حالات بیان کرتے وقت ان کے جہنمی ہونے کی وجہ بیان کی گئی، اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اہل جنت اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے انہیں جنت کا داخلہ نصیب ہوا ہے اور اہل جہنم اللہ تعالیٰ کے عدل کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئے ہیں۔^(۱)

گناہوں پر اصرار کا انجام

آیت نمبر 46 میں بائیں جانب والوں کے جہنم کے عذاب کا حق دار ہونے کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی کہ وہ بڑے گناہ پر ڈٹے ہوئے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ گناہ پر اصرار ایسی خطرناک چیز ہے جس کے انجام کے طور پر بندے کا ایمان مکمل طور پر سلب ہو سکتا اور اس کا خاتمہ کفر کی حالت میں ہو سکتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”گناہوں پر اصرار کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو گناہوں پر ڈٹے ہوئے ہیں حالانکہ انہیں معلوم ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔“^(۲)

اور حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”گناہوں پر اصرار بہت سے گناہگار مسلمانوں کو کفر پر موت کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔“^(۳)

مزید فرماتے ہیں: شیطان گناہوں پر اصرار کے ساتھ تمہیں مغفرت کی امید دلاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تم جو چاہے عمل کرو، بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے، وہ تمہارے سارے گناہ بخش دے گا کیونکہ وہ تمہاری عبادت اور تمہیں عذاب دینے سے بے نیاز ہے۔ بے شک یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے سارے گناہ بخش دے، لیکن مغفرت کی توقع رکھتے ہوئے گناہ پر گناہ کرتے چلے جانا ایسا ہے جیسے کوئی شفا ملنے کی امید پر زہر کھانا شروع کر دے۔ اللہ تعالیٰ اگرچہ تمام کریموں



①.....روح البیان، الواقعة، تحت الآیة: ۴۵-۴۸، ۳۲۸/۹-۳۲۹.

②.....مسند امام احمد، مسند المکثرین، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ۵۶۵/۲، الحدیث: ۶۵۵۲.

③.....روح البیان، الانعام، تحت الآیة: ۷۰، ۵۱/۳.

سے بڑھ کر کرم فرمانے والا ہے لیکن وہ شدید عذاب دینے والا بھی تو ہے۔^(۱)

لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ گناہوں پر قائم رہنا چھوڑ دے اور گزشتہ گناہوں پر سچے دل سے نادم ہو کر توبہ کر لے اور اس وقت سے ڈرے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ
حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي
تُبْتُ إِلَيْكَ وَلَا الَّذِينَ يَمْوَتُونَ وَهُمْ كَغَافٍ ۗ
أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا^(۲)

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہوں
میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت
آئے تو کہنے لگے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان لوگوں کی
(کوئی توبہ ہے) جو کفر کی حالت میں مریں۔ ان کے لئے ہم

نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اے اللہ! عَزَّ وَجَلَّ، ہمارے ایمان کے نور اور ہمارے عقیدے کی شمع کو زوال کی انتہائی سخت گرجتی آندھی سے محفوظ فرما اور تمام اوقات اور ہر حال میں کلمہ ایمان پر ہمیں ثابت قدمی نصیب فرما، آمین۔

قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ^(۴۹) لَمَجْمُوعُونَ^۱ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ
مَّعْلُومٍ^(۵۰) ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيْهَا الضَّالُّونَ الْمَكْذِبُونَ^(۵۱) لَأَكُونُ مِنْ
شَجَرٍ مِنْ رَقُومٍ^(۵۲) ۚ فَمَا لُؤُنُ مِنْهَا الْبُطُونُ^(۵۳) ۚ فَشَرِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ
الْحَمِيمِ^(۵۴) ۚ فَشَرِبُونَ شُرْبَ الْهَيْمِ^(۵۵) ۚ هَذَا نَزْلُ لَهُمْ يَوْمَ الدِّينِ^(۵۶)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ کہ بیشک سب اگلے اور پچھلے۔ ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن کی میعاد پر۔ پھر بیشک تم اے گمراہو جو بھٹانے والو۔ ضرور تھوہڑ کے پیڑ میں سے کھاؤ گے۔ پھر اس سے پیٹ بھرو گے۔ پھر اس پر

①.....روح البیان، الملائكة، تحت الآية: ۵، ۳۱۹/۷.

②.....النساء: ۱۸.

گھولتا پانی پیو گے۔ پھر ایسا پیو گے جیسے سخت پیا سے اونٹ پیئیں۔ یہ ان کی مہمانی ہے انصاف کے دن۔

تَوَجَّهَ كُنْزُ الْعِرْفَانِ: تم فرماؤ: بیشک سب اگلے اور پچھلے لوگ۔ ضرور ایک معین دن کے وقت پراکٹھے کیے جائیں گے۔ پھر اے گمراہو، جھٹلانے والو! بیشک تم۔ ضرور زقوم (نام) کے درخت میں سے کھاؤ گے۔ پھر اس سے پیٹ بھرو گے۔ پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔ تو ایسے پیو گے جیسے سخت پیا سے اونٹ پیتے ہیں۔ انصاف کے دن یہ ان کی مہمانی ہے۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی 7 آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ فرمادیں کہ تم سے پہلے اور بعد والے لوگ جن میں تم اور تمہارے باپ دادا بھی شامل ہیں، یہ سب ضرور مرنے کے بعد ایک مُعِیْن دن کے وقت پراکٹھے کیے جائیں گے اور وہ قیامت کا دن ہے، پھر اے راہِ حق سے ہٹنے والو اور حق کو جھٹلانے والو! بیشک تم جب دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور حساب کے بعد جہنم میں داخل ہو جاؤ گے تو ضرور زقوم نام کے کانٹے دار، کڑوے درخت میں سے کھاؤ گے، اور صرف اسے کھانا ہی تمہارے لئے کافی نہ ہوگا بلکہ بھوک کی شدت کی وجہ سے تم اس سے پیٹ بھرو گے، پھر جب زقوم کھانے کے بعد تم پر پیاس کا غلبہ ہوگا تو گھولتا ہوا پانی عام طریقے سے نہیں بلکہ ایسے پیو گے جیسے سخت پیا سے اونٹ پیتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ان پر ایسی بھوک مُسَلِّط کی جائے گی کہ وہ مجبور ہو کر جہنم کا جتنا تھوہڑ کھائیں گے، پھر جب اُس سے پیٹ بھر لیں گے تو اُن پر پیاس مُسَلِّط کی جائے گی جس سے مجبور ہو کر ایسا گھولتا ہوا پانی پیئیں گے جو ان کی آنتیں کاٹ ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو ذکر کیا انصاف کے دن یہ ان کی مہمانی ہے۔^(۱)

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَأٰیْتُمْ مَّا تُشْنُوْنَ ﴿۵۸﴾
ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾

تَوَجَّهَ كُنْزُ الْاِيْمَانِ: ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں نہیں سچ مانتے۔ تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو۔ کیا تم اس کا

۱.....روح البیان، الواقعة، تحت الآية: ۴۹-۵۶، ۳۲۹/۹-۳۳۰.

آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں سچ نہیں مانتے؟ تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو تم گراتے ہو۔ کیا تم اسے (آدمی) بناتے ہو یا ہم ہی بنانے والے ہیں؟

﴿نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ﴾: ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ ﴿یہاں سے اللہ تعالیٰ نے انسان کی ابتدائی تخلیق سے اپنی قدرت اور وحدانیت پر استدلال فرمایا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے کافرو! تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ تم کچھ بھی نہیں تھے، ہم تمہیں عدم سے وجود میں لے کر آئے تو تم مرنے کے بعد اٹھنے کو کیوں سچ نہیں مانتے حالانکہ جو پہلی بار پیدا کرنے پہ قادر ہے تو وہ دوبارہ پیدا کرنے پر (بدرجہ اولیٰ) قادر ہے۔ اور اگر تمہیں اس بات میں کہ ہم تمہیں عدم سے وجود میں لائے ہیں، شک ہے تو یہ بتاؤ کہ منی کے ایک قطرے سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے، کیا اس سے عورتوں کے رحم میں لڑکے یا لڑکی کی شکل و صورت تم بناتے ہو یا ہم ہی اسے انسانی صورت دیتے ہیں اور اسے زندگی عطا فرماتے ہیں؟ جب ہم بے جان نطفے کو انسانی صورت عطا کر سکتے ہیں تو پیدا ہونے کے بعد مر جانے والوں کو زندہ کرنا ہماری قدرت سے کیا بعید ہے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کے لئے سچ کا وسیع استعمال کرنا کیسا ہے؟

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”یاد رکھیں کہ (قرآن پاک میں) جب اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے بارے میں جمع کے صیغہ کے ساتھ کوئی خبر دے تو اس وقت وہ اپنی ذات، صفات اور اسماء کی طرف اشارہ فرما رہا ہوتا ہے، جیسے ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ^(۲) ترجمہ کنز العرفان: بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا

ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ واحد کے صیغہ کے ساتھ اپنی ذات کے بارے میں کوئی خبر دے تو اس وقت وہ صرف اپنی

①.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۵۷-۵۹، ۲۲۱/۴، جلالین، الواقعة، تحت الآية: ۵۷-۵۹، ص ۴۴۷، تفسیر کبیر، الواقعة،

تحت الآية: ۵۷-۵۹، ۴۱۵/۱۰-۴۱۶، روح البیان، الواقعة، تحت الآية: ۵۷-۵۹، ۳۳۱-۳۳۰/۹، ملقطاً.

②.....حجر: ۹.

ذات کی طرف اشارہ فرما رہا ہوتا ہے، جیسے ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ^(۱) ترجمہ کنز العرفان: بیشک میں ہی اللہ ہوں، سارے

جہانوں کا پالنے والا ہوں۔

اور یہ اس وقت ہے جب اللہ تعالیٰ خود خبر دے، البتہ بندے پر لازم ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے لئے واحد کا صیغہ بولے کبھی جمع کا صیغہ نہ بولے، جیسے (یوں کہے کہ اے اللہ! تو میرا رب ہے، یوں (ہرگز) نہ کہے کہ اے اللہ! آپ میرے رب ہیں، کیونکہ اس میں شرک کا شائبہ ہے جو توحید کے مُنافی ہے۔^(۲) یعنی مناسب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے واحد کا صیغہ استعمال کیا جائے۔

نَحْنُ قَدَرْنَا بَيْنَكُمْ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۖ عَلَىٰ أَنْ تُبَدَّلَ
أَمْثَالُكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ۖ

ترجمہ کنز الایمان: ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا اور ہم اس سے ہارے نہیں۔ کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کر دیں جس کی تمہیں خبر نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: ہم نے تمہارے درمیان موت مقرر کر دی اور ہم پیچھے رہ جانے والے نہیں ہیں۔ اس سے کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہیں ان صورتوں میں بنا دیں جن کی تمہیں خبر نہیں۔

﴿نَحْنُ قَدَرْنَا بَيْنَكُمْ الْمَوْتَ﴾: ہم نے تمہارے درمیان موت مقرر کر دی۔ ﴿ۖ﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی حکمت اور مَشِیَّت کے تقاضے کے مطابق تم میں موت مقرر کر دی اور تمہاری عمریں مختلف رکھیں، اسی لئے تم میں سے کوئی بچپن میں ہی مر جاتا ہے، کوئی جوان ہو کر، کوئی بڑھاپے اور جوانی کے درمیان عمر میں اور کوئی بڑھاپے

①..... قصص: ۳۰۔

②..... روح البیان، الواقعة، تحت الآية: ۵۷، ۹/۳۳۰۔

تک پہنچ کر مر جاتا ہے، الغرض جو ہم مقدر کرتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ اور ہم اس بات سے پیچھے رہ جانے والے (بے بس) نہیں ہیں کہ تمہیں ہلاک کر کے تم جیسے اور بدل دیں اور تمہیں مَح کر کے بندر، سور وغیرہ کی ان صورتوں میں بنادیں جن کی تمہیں خبر نہیں۔ جب یہ سب ہماری قدرت میں ہے تو تمہیں دوبارہ پیدا کرنے سے ہم عاجز کس طرح ہو سکتے ہیں؟^(۱)

انسان کو موت بھی اور مٹی بھی وقت موت آ سکتی ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان کو موت کسی بھی وقت آ سکتی ہے اور کسی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ بڑھاپے میں ہی موت کا شکار ہو بلکہ بھری جوانی میں اور مُنَوَّطِ عَمَل میں بھی موت اپنے بچے گاڑ سکتی ہے اور اس کیلئے کوئی جگہ بھی خاص نہیں بلکہ کہیں بھی آ سکتی ہے اور اس سے کسی صورت فرار ہونا بھی ممکن نہیں نیز کسی کو بھی اس بات کی خبر نہیں کہ اس کی موت کب اور عمر کے کس حصے میں اور کہاں پر آئے گی، لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہر وقت نیک اعمال میں مصروف رہے، اپنی لمبی عمر پر بھروسہ نہ کرے اور آخرت کی تیاری سے کسی بھی وقت غفلت نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”دنیا میں ایسے رہو گویا تم مسافر ہو یا راہ گیر اور اپنے آپ کو قبر والوں میں سے شمار کرو۔“^(۲)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”تمہارے درمیان میری مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قوم کو نصیحت کرنے والا ہے، اس نے قوم کے پاس آ کر کہا: میں ڈرانے والا ہوں اور موت حملہ آور ہونے والی ہے اور قیامت وعدے کی جگہ ہے۔“^(۳)

حضرت حسن بصری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے وعظ کے دوران فرماتے ”جلدی کرو، جلدی کرو، کیونکہ یہ چند سانس ہیں، اگر رک گئے تو تم وہ اعمال نہیں کر سکو گے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنی جان کی فکر کرتا ہے اور اپنے گناہوں پر روتا ہے۔“^(۴)

حضرت فضیل رَقَاشی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اے فلاں! لوگوں کی کثرت کے باعث اپنے آپ سے

①.....حازن، الواقعة، تحت الآیة: ۶۰-۶۱، ۲۲۱/۴، مدارک، الواقعة، تحت الآیة: ۶۰-۶۱، ص ۱۲۰۲، ملقطاً.

②.....مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب الامل والحرص، الفصل الاول، ۲/۲۵۹، الحدیث: ۵۲۷۴.

③.....معجم الاوسط، باب الالف، من اسمه: احمد، ۳۸/۱، الحدیث: ۸۶.

④.....احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعده، الباب الثانی، بیان المبادرة الی العمل... الخ، ۲۰۵/۵.

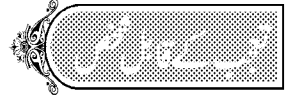
غافل نہ ہو کیونکہ معاملہ خاص تم سے ہو گا ان سے نہیں اور یہ نہ کہو کہ میں وہاں جاتا ہوں اور وہاں جاتا ہوں، اس طرح تمہارا دن ضائع ہو جائے گا اور موت تمہارے اوپر مُسَعِّیْن ہے اور جتنی جلدی نئی نیکی پرانے گناہ کو تلاش کر کر کے پکڑتی ہے اتنی جلدی تم نے کسی کو پکڑتے نہ دیکھا ہوگا۔^(۱)

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان پھر کیوں نہیں سوچتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک تم پہلی پیدائش جان چکے ہو تو پھر کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

﴿وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ﴾: اور بیشک تم پہلی پیدائش جان چکے ہو۔ ارشاد فرمایا کہ تم اپنی پہلی پیدائش کے بارے میں جان چکے ہو کہ ہم تمہیں عدم سے وجود میں لائے ہیں تو پھر (اسے سامنے رکھتے ہوئے دوسری پیدائش کے متعلق) کیوں غور نہیں کرتے کہ جو رب تعالیٰ پہلی بار تمہیں عدم سے وجود میں لاسکتا ہے تو وہ تمہارے مرنے کے بعد تمہیں دوسری بار زندہ کرنے پر بھی یقیناً قادر ہے۔^(۲)



حضرت عبداللہ بن مسور ہاشمی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اس بندے پر انتہائی تعجب ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دیکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کرتا ہے۔ اس بندے پر انتہائی تعجب ہے جو پہلی بار کی پیدائش کو دیکھنے کے باوجود دوسری بار کی پیدائش کا انکار کرتا ہے۔ اس بندے پر انتہائی تعجب ہے جو موت کے گھیر لینے کو جھٹلاتا ہے حالانکہ وہ دن رات مرتا اور زندہ ہوتا ہے۔ اس بندے پر انتہائی تعجب ہے جو ہمیشگی کے گھر (یعنی جنت) کی تصدیق کرنے کے باوجود دھوکے کے گھر (یعنی دنیا) کے لئے کوشش میں مصروف ہے۔ اس بندے پر انتہائی تعجب ہے جو اتراتا اور فخر و غرور کرتا ہے حالانکہ وہ نطفہ سے پیدا ہوا، پھر وہ سڑی

①..... احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعده، الباب الثانی، بیان المبادرۃ الی العمل... الخ، ۲۰۶/۵.

②..... خازن، الواقعة، تحت الآیۃ: ۶۲، ۲۲۱/۴، ملخصاً.

ہوئی لاش بن جائے گا اور اس دوران اُس پر کیا بیٹے گی وہ اُسے معلوم ہی نہیں۔^(۱)

أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ ءَأَنْتُمْ تَرْعَوْنَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ﴿٦٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو۔ کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو بھلا بتاؤ تو کہ تم جو بوتے ہو۔ کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم ہی بنانے والے ہیں؟

﴿أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ﴾: تو بھلا بتاؤ تو کہ تم جو بوتے ہو۔ ﴿یہاں سے اللہ تعالیٰ نے حشر و نشر پر اپنی قدرت کی ایک اور دلیل بیان فرمائی ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! تم اس کھیتی میں غور کیوں نہیں کرتے جسے تم زمین میں کاشت کرتے ہو، کیا تم اس کی نشو و نما کر کے کھیتی بناتے ہو یا ہم ہی اسے کھیتی بنانے والے ہیں اور اس بات میں کوئی شک ہی نہیں کہ اگرچہ زمین میں بیج ڈالنا تم لوگوں کا کام ہے لیکن اس بیج سے بالیں بنانا اور اس میں دانے پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور کسی کا نہیں ہے، تو جب اللہ تعالیٰ بیج سے فصل پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ تمہاری موت کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔^(۲)

لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَنَعْرِمُونَ ﴿٦٦﴾
بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہم چاہیں تو اسے روندن کر دیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔ کہ ہم پر چٹی پڑی۔ بلکہ ہم بے نصیب رہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اگر ہم چاہتے تو اسے چوراچورا گھاس کر دیتے پھر تم باتیں بناتے رہ جاتے۔ کہ ہم پر تاوان پڑ گیا

①.....مسند شہاب قضا، الباب الاول، یا عجبا کل العجب... الخ، ۳۴۷/۱، الحدیث: ۵۹۵.

②.....تفسیر سمرقندی، الواقعة، تحت الآیة: ۶۳-۶۴، ۳۱۸/۳، خازن، الواقعة، تحت الآیة: ۶۳-۶۴، ۲۲۱/۴، روح البیان، الواقعة، تحت الآیة: ۶۳-۶۴، ۳۳۲/۹، ملقطاً.

ہے۔ بلکہ ہم بے نصیب رہے۔

﴿لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا﴾: اگر ہم چاہتے تو اسے چوراچورا گھاس کر دیتے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم اپنے لطف و رحمت سے اس کھیتی کی نشوونما کرتے ہیں اور تم پر رحمت کرتے ہوئے اسے تمہارے لئے باقی رکھتے ہیں ورنہ اگر ہم چاہتے تو زمین میں جونچ تم بوتے ہو اسے پوری طرح پھلنے پھولنے سے پہلے ہی چوراچورا کر دیتے جو کسی کام کا نہ رہے، پھر تم حیرت زدہ اور نادام و غمگین ہو کر یہ باتیں بناتے رہ جاتے کہ ہمارا مال بیکار ضائع ہو گیا، بلکہ ہم اپنے رزق سے محروم رہے۔^(۱)

أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ؕ أَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ ﴿٦٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادل سے اتارایا ہم ہیں اتارنے والے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو تم پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادلوں سے اتارایا ہم ہی اتارنے والے ہیں؟

﴿أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ﴾: تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو تم پیتے ہو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا تم نے اس پانی پر غور نہیں کیا جو تم زندہ رہنے کے لئے پیتے ہو اور اس سے اپنی پیاس بجھاتے ہو، کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے، ایسا ہرگز نہیں بلکہ ہم ہی اپنی قدرت کاملہ سے اسے اتارنے والے ہیں اور جب تم نے یہ جان لیا کہ ہم ہی اس پانی کو نازل کرنے والے ہیں تو صرف میری عبادت کر کے اس نعمت کا شکر ادا کیوں نہیں کرتے اور دوبارہ زندہ کرنے پر میری قدرت کا انکار کیوں کرتے ہو؟^(۲)

①..... ابن کثیر، الواقعة، تحت الآیة: ۶۵-۶۷، ۲۸/۸، خازن، الواقعة، تحت الآیة: ۶۵-۶۷، ۲۲۱-۲۲۲، روح البیان، الواقعة، تحت الآیة: ۶۵-۶۷، ۳۳۳/۹، ملقطاً.

②..... تفسیر قرطبی، الواقعة، تحت الآیة: ۶۸-۶۹، ۱۶۱/۹-۱۶۲، الجزء السابع عشر، ابو سعود، الواقعة، تحت الآیة: ۶۸-۶۹، ۶۷۷/۵، ملقطاً.

لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أَجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہم چاہیں تو اُسے کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اگر ہم چاہتے تو اسے سخت کھاری کر دیتے پھر تم کیوں شکر نہیں کرتے؟

﴿لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أَجَاجًا﴾: اگر ہم چاہتے تو اسے سخت کھاری کر دیتے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اگر ہم چاہتے تو اس پانی کو سخت کھاری کر دیتے، اور ایسا ہو جاتا تو تم نہ اسے پی سکتے تھے، نہ اس سے شجر کاری اور کھیتی باڑی کر سکتے تھے۔ یہ تم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے تمہاری معاشی بہتری، تمہارے فائدے اور پینے کے لئے میٹھا پانی نازل فرمایا اور تمہیں نقصان سے بچانے کے لئے کھاری پانی نازل نہ فرمایا تو پھر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے احسان و کرم کا کیوں شکر نہیں کرتے؟ (۱)

أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ﴿۴۱﴾ ؕ أَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا مَرْحُونَ

الْمُنشُؤْنَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو۔ کیا تم نے اس کا بیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو۔ کیا تم نے اس کا درخت پیدا کیا یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں؟

﴿أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ﴾: تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اس آگ کے بارے میں بتاؤ جو تم دو ترکڑیوں سے روشن کرتے ہو، کیا تم نے اس کا درخت پیدا

①.....تفسیر طبری، الواقعة، تحت الآیة: ۷۰، ۶۵۵/۱۱، خازن، الواقعة، تحت الآیة: ۷۰، ۲۲۲/۴، ملنقطاً.

کیا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں بلکہ ہم ہی اسے پیدا کرنے والے ہیں، تو جب تم نے میری قدرت کو پہچان لیا تو میرا شکر ادا کرو اور دوبارہ زندہ کرنے پر میری قدرت کا انکار نہ کرو۔ اہل عرب (اس زمانے میں) دو مخصوص لکڑیوں کو ایک دوسرے سے رگڑ کر آگ جلایا کرتے تھے، اوپر والی لکڑی کو وہ زندہ اور نیچے والی لکڑی کو زندہ کہتے تھے اور جن درختوں سے یہ لکڑیاں حاصل ہوتی تھیں انہیں مَرخ اور عَفار کہتے تھے۔^(۱)

اور من ماسئل کرنے کے سبب وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے فی زمانہ ہمارے لئے ایندھن حاصل کرنے کے بہت سے ذرائع جیسے کونک، گیس اور تیل وغیرہ ظاہر فرمادیئے ہیں اور ان سے ہم آسانی کے ساتھ اپنی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔ جس طرح اُس درخت کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جسے رگڑ کر ایندھن حاصل کیا جاتا تھا اسی طرح کونک، گیس اور تیل وغیرہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے، لہذا ہر بندے پر لازم ہے کہ وہ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذَكُّرًا ۖ وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ ﴿٤٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ

الْعَظِيمِ ﴿٤٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہم نے اسے جہنم کی یادگار بنایا اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ۔ تو اے محبوب تم پاکی بولو اپنے عظمت والے رب کے نام کی۔

ترجمہ کنزالعرفان: ہم نے اسے یادگار بنایا اور جنگل میں سفر کرنے والوں کیلئے نفع بنایا۔ تو اے محبوب! تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بیان کرو۔

﴿نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذَكُّرًا ۖ وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آگ کے دونوں بیان فرمائے،

①.....تفسیر قرطبی، الواقعة، تحت الآیة: ۷۱-۷۲، ۱۶۲/۹، الجزء السابع عشر، مدارك، الواقعة، تحت الآیة: ۷۱-۷۲، ص ۱۲۰۳، ملقطاً.

پہلا فائدہ یہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس آگ کو جہنم کی آگ کی یادگار بنایا تاکہ دیکھنے والا اس آگ کو دیکھ کر جہنم کی بڑی آگ کو یاد کرے اور اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذاب سے ڈرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تمہاری آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، یہ آگ بھی کافی گرم ہے۔ ارشاد فرمایا ”وہ اس سے 69 حصے زیادہ گرم ہے اور ہر حصے میں اس کے برابر گرمی ہے۔“ (1)

دوسرا فائدہ یہ ارشاد فرمایا کہ آگ کو جنگل میں سفر کرنے والوں کیلئے نفع مند بنایا کہ وہ اپنے سفروں میں شمعیں جلا کر، کھانا وغیرہ پکا کر اور خود کو سردی سے بچا کر اُس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ (2)

﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾: تو اے محبوب! تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بیان کرو۔ ﴿اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور قدرت کے دلائل اور تمام مخلوق پر اپنے انعامات ذکر فرمانے کے بعد اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ اپنے عظمت والے رب عزوجل کے نام کی ان تمام چیزوں سے پاکی بیان کریں جو مشرکین کہتے ہیں۔ (3)

فَلَا أُقْسِمُ بِمَوْقِعِ النُّجُومِ ﴿٤٥﴾ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لِّوَتَّعْلَبُونَ عَظِيمٌ ﴿٤٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں۔ اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو مجھے تاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی قسم۔ اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔

﴿فَلَا أُقْسِمُ﴾: تو مجھے قسم ہے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ستاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی قسم ارشاد فرمائی، ان جگہوں کے بارے میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں۔

(1)..... ان سے مشارق اور مغارب مراد ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ان سے صرف مغارب مراد ہیں کیونکہ ستارے

①..... بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار وإنها مخلوقة، ۳۹۶/۲، الحديث: ۳۲۶۵.

②..... خازن، الواقعة، تحت الآية: ۷۳، ۲۲۲/۴، ملخصاً.

③..... خازن، الواقعة، تحت الآية: ۷۴، ۲۲۲/۴.

اسی جگہ غروب ہوتے ہیں۔

(2)..... ان سے آسمان میں بُرج اور (سیاروں یا ستاروں) کی منازل مراد ہیں۔

(3)..... ان سے شیا طین کو پڑنے والے شہابِ ثاقب کے گرنے کی جگہیں مراد ہیں۔

(4)..... ان سے قیامت کے دن ستاروں کے مُنثَر ہونے کے بعد گرنے کی جگہیں مراد ہیں۔⁽¹⁾

﴿وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لِّتُتَعَلَّبُواْ عَنِّ عَظِيمٌ﴾: اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں علم ہو تو تم اس قسم کی عظمت جان لو گے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور حکمت کے کمال پر دلالت کرتی ہے۔⁽²⁾

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿۷۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک یہ عزت والا قرآن ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک یہ عزت والا قرآن ہے۔

﴿إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ﴾: بیشک یہ عزت والا قرآن ہے۔ ﴿﴾ کفار مکہ قرآن پاک کو شعر اور جادو کہا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ستاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی قسم ارشاد فرما کر ان کا رد کرتے ہوئے اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں فرمایا کہ بے شک جو قرآن سرکارِ دو عالم، محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل فرمایا گیا یہ شعر اور جادو نہیں اور نہ ہی یہ کسی کا اپنا بنایا ہوا کلام ہے، بلکہ یہ عزت والا قرآن ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی وحی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معجزہ بنایا ہے اور یہ محفوظ اور پوشیدہ کتاب لوحِ محفوظ میں موجود ہے جس میں تبدیل اور تحریف ممکن نہیں اور نہ ہی اس تک شیا طین پہنچ سکتے ہیں۔⁽³⁾

①..... تفسیر کبیر، الواقعة، تحت الآية: ۷۵، ۴۲۶/۱۰.

②..... جلالین مع صاوی، الواقعة، تحت الآية: ۷۶، ۲۰۹۶/۶، ۲۰۹۷.

③..... تفسیر کبیر، الواقعة، تحت الآية: ۷۷-۷۸، ۴۲۸/۱۰، حازن، الواقعة، تحت الآية: ۷۷-۷۸، ۲۲۳/۴، تفسیر قرطبی، الواقعة، تحت الآية: ۷۷-۷۸، ۱۶۴/۹، الجزء السابع عشر، ملقطاً.

فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۝ لَا يَسْئَلُ إِلَّا الْهَاطَهُونَ ۝ تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: محفوظ نوشتہ میں۔ اسے نہ چھوئیں مگر با وضو۔ اتارا ہوا ہے سارے جہان کے رب کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: پوشیدہ کتاب میں (ہے)۔ اسے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔ یہ تمام جہانوں کے مالک کا اتارا ہوا ہے۔

﴿لَا يَسْئَلُ إِلَّا الْهَاطَهُونَ﴾: اسے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اس محفوظ اور پوشیدہ کتاب کو فرشتے ہی چھوتے ہیں جو کہ شرک، گناہ اور ناپاک ہونے سے پاک ہیں۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ قرآن پاک کو شرک سے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ قرآن پاک کو وہ لوگ ہاتھ لگائیں جو با وضو ہوں اور ان پر غسل فرض نہ ہو۔ (1)

حدیث شریف میں بھی اسی چیز کا حکم دیا ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”قرآن پاک کو وہی ہاتھ لگائے جو پاک ہو۔ (2)

قرآن پاک پھرنے سے متعلق ۱۷ احکام

یہاں آیت کی مناسبت سے قرآن مجید چھونے سے متعلق ۱۷ احکام ملاحظہ ہوں،

- (1)..... قرآن عظیم کو چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔ (3)
- (2)..... جس کا وضو نہ ہو اسے قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے، البتہ چھوئے بغیر زبانی یاد کر لکھ کر کوئی آیت پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔



1..... حازن، الواقعة، تحت الآية: ۷۹، ۲۲۳/۴۔

2..... معجم صغير، باب الباء، من اسمه: يحيى، ص ۱۳۹، الجزء الثاني۔

3..... نور الايضاح، كتاب الطهارة، فصل في اوصاف الوضوء، ص ۵۹۔

(3)..... جس کو نہانے کی ضرورت ہو (یعنی جس پر غسل فرض ہو) اسے قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے، یا چھوئے بغیر دیکھ کر یا زبانی پڑھنا، یا کسی آیت کا لکھنا، یا آیت کا تعویذ لکھنا، یا قرآن پاک کی آیات سے لکھا تعویذ چھونا، یا قرآن پاک کی آیات والی انگوٹھی جیسے حروفِ مُقَطَّعات کی انگوٹھی چھونا یا پہننا حرام ہے۔

(4)..... اگر قرآنِ عظیم جُزدان میں ہو تو جُزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں، یوہیں رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآنِ مجید کا تو جائز ہے۔ کرتے کی آستین، دُوپٹے کی آچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے کندھے پر ہے تو دوسرے کونے سے قرآن پاک چھونا حرام ہے کیونکہ یہ سب اس کے ایسے ہی تابع ہیں جیسے چولی قرآن مجید کے تابع تھی۔

(5)..... روپیہ کے اوپر آیت لکھی ہو تو ان سب کو (یعنی بے وضو اور جنب اور حیض و نفاس والی کو) اس کا چھونا حرام ہے، ہاں اگر روپے تھیلی میں ہوں تو تھیلی اٹھانا جائز ہے۔ یوہیں جس برتن یا گلاس پر سورت یا آیت لکھی ہو اس کو چھونا بھی انہیں حرام ہے اور اس برتن یا گلاس کو استعمال کرنا ان سب کے لئے مکروہ ہے، البتہ اگر خاص شفا کی نیت سے انہیں استعمال کریں تو حرج نہیں۔

(6)..... قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو تو اسے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآنِ مجید ہی کا سا حکم ہے۔

(7)..... قرآنِ مجید دیکھنے میں ان سب پر کچھ حرج نہیں اگرچہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور دل میں پڑھتے جائیں۔⁽¹⁾

﴿تَنْزِيلٌ﴾: اتارا ہوا ہے۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا رد کیا جو قرآن پاک کو شعر، جادو یا کہانت کہتے ہیں، اور ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن اس رب تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو سب جہانوں کا مالک ہے تو پھر یہ شعریا جادو کس طرح ہو سکتا ہے۔⁽²⁾

أَفِيْهِذَا الْحَدِيْثِ أَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۖ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ أَنْتُمْ تُكْذِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

①..... بہارِ شریعت، حصہ دوم، غسل کا بیان، ۳۲۶/۱، ۳۲۷، ملخصاً۔

②..... خازن، الواقعة، تحت الآیة: ۸۰، ۲۲۴/۴، ملنقطاً۔

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو۔ اور اپنا حصہ یہ رکھتے ہو کہ جھٹلاتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا تم اس بات میں سستی کرتے ہو؟ اور تم اپنا حصہ یہ بناتے ہو کہ تم جھٹلاتے رہو۔

﴿أَفِيْهِذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّذْهِبُوْنَ﴾: تو کیا تم اس بات میں سستی کرتے ہو؟ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ اے اہل مکہ! تو کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس کلام کی تصدیق کرنے کی بجائے اس کا انکار کرتے ہو اور اس انکار کو معمولی سمجھتے ہو اور تم نے اس عظیم نعمت کا شکر کرنے کی بجائے قرآن کو جھٹلانا ہی اپنا حصہ قرار دے رکھا ہے۔ تفسیر خازن میں ہے، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”وہ بندہ بڑا بد نصیب ہے جس کا حصہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو جھٹلانا ہو۔“^(۱)

بعض مفسرین نے اس آیت ”وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنْتُمْ تُكْذِبُوْنَ“ کے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو نعمتیں عطا کی ہیں تم نے ان کا شکر کرنے کی بجائے انہیں جھٹلانا اپنا حصہ بنا رکھا ہے۔^(۲) اور جھٹلانے سے مراد یہ ہے کہ وہ نعمت ملنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کی بجائے اسباب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”ناجدا ررسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر بارش والی رات میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ”کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب غزوہ جمل نے کیا فرمایا ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں“ ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”میرے بندوں نے صبح کی تو کچھ مجھ پر ایمان رکھنے والے اور کچھ منکر تھے، بہر حال جس نے کہا: اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش برسائی گئی تو وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا اور ستاروں کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے نے بارش برسائی ہے تو وہ میرا منکر اور ستاروں پر یقین رکھنے والا ہے۔“^(۳)

①.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۸۲، ۲۲۴/۴.

②.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۸۲، ۲۲۴/۴.

③.....بخاری، کتاب الاذان، باب يستقبل الامام الناس اذا سلم، ۲۹۵/۱، الحديث: ۸۴۶.

فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ ۙ (۸۳) وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ۙ (۸۴) وَنَحْنُ
أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تَبْصُرُونَ ۙ (۸۵) فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ
مَدِينِينَ ۙ (۸۶) تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۙ (۸۷)

ترجمہ کنزالایمان: پھر کیوں نہ ہو کہ جب جان گلے تک پہنچے۔ اور تم اُس وقت دیکھ رہے ہو۔ اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں۔ تو کیوں نہ ہو اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں۔ کہ اُسے لوٹا لاتے اگر تم سچے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر کیوں نہیں جب جان گلے تک پہنچے۔ حالانکہ تم اس وقت دیکھ رہے ہو۔ اور ہم تم سے زیادہ اس کے قریب ہیں مگر تم دیکھتے نہیں۔ تو اگر تمہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا تو کیوں نہیں۔ روح کو لوٹا لیتے، اگر تم سچے ہو۔

﴿فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ﴾ پھر کیوں نہیں جب جان گلے تک پہنچے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی چار آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے کفار! تمہارا حال یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس وہ کتاب لائی جائے جس نے تمہیں اپنی مثل لانے سے عاجز کر دیا تو تم کہتے ہو کہ یہ جادو ہے اور یہ خود بنائی ہوئی کتاب ہے، اگر تمہاری طرف سچا رسول بھیجا جائے تو تم اسے جادوگر اور جھوٹا کہنے لگ جاتے ہو اور اگر ہم تمہیں بارش عطا کریں تو تم کہنے لگتے ہو کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے۔ اگر تم اپنی ان باتوں میں سچے ہو اور تمہارے خیال کے مطابق مرنے کے بعد اٹھنا، اعمال کا حساب کیا جانا اور جزا دینے والا معبود وغیرہ یہ سب کچھ کوئی حقیقت نہیں ہے تو پھر تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ جب تمہارے پیاروں میں سے کسی پر نزع کا وقت طاری ہو اور اس کی روح حلق تک پہنچ چکی ہو تو تم (اپنی طاقت و قوت کے بل بوتے پر) اس کی روح کو لوٹا دو، حالانکہ تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو کہ اس پر موت کی عشی طاری ہے اور اس کی روح بس نکلنے ہی والی ہے لیکن تم اس مرنے والے کی روح لوٹانے اور اس کی جان بچانے پر قادر نہیں البتہ ہم اس وقت اپنے علم و قدرت کے ساتھ تم سے زیادہ اس مرنے والے کے قریب ہوتے ہیں کہ ہر چیز کو جانتے بھی ہیں اور سب کچھ کر بھی سکتے ہیں لیکن تم

اس چیز کو جاننے نہیں۔ جب تمہیں معلوم ہے کہ روح کو لوٹا دینا تمہارے اختیار میں نہیں ہے تو سمجھ جاؤ کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، لہذا تم پر لازم ہے کہ اس پر ایمان لاؤ۔^(۱)

فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۖ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ ۖ وَجَّتْ نَعِيمٍ ۝۸۹

ترجمہ کنزالایمان: پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے۔ تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر وہ فوت ہونے والا اگر مقرب بندوں میں سے ہے۔ تو راحت اور خوشبودار پھول اور نعمتوں کی جنت ہے۔

﴿فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ﴾ پھر وہ فوت ہونے والا اگر مقرب بندوں میں سے ہے۔ ﴿یہاں سے موت کے وقت مخلوق کے طبقات کے احوال اور ان کے درجات بیان فرمائے جا رہے ہیں، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرنے والا آگے بڑھ جانے والے اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے ہے تو اس کے لئے (موت کے وقت) راحت، خوشبودار پھول اور آخرت میں نعمتوں کی جنت ہے۔

حضرت ابوالعالیہ رَحِمَهُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ مُقَرَّبٌ بین سے جو کوئی دنیا سے جدا ہوتا ہے تو اس کے پاس جنت کے پھولوں کی ڈالی لائی جاتی ہے، وہ جب اس کی خوشبو لیتا ہے تو اس وقت اس کی روح قبض ہوتی ہے۔^(۲)

وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ۖ فَسَلَّمَ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ۝۹۰

الْيَمِينِ ۝۹۱

①.....مدارك، الواقعة، تحت الآية: ۸۳-۸۷، ص ۱۲۰-۱۲۰۵، جلالین مع حمل، الواقعة، تحت الآية: ۸۳-۸۷، ۴۰۶/۷۔
۴۰۷، خازن، الواقعة، تحت الآية: ۸۳-۸۷، ۴/۲۲۴-۲۲۵، ملقطاً۔

②.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۸۸-۸۹، ۴/۲۲۵۔

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر وہی طرف والوں سے ہو۔ تو اے محبوب تم پر سلام ہے وہی طرف والوں سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر وہ دائیں جانب والوں میں سے ہو۔ تو (اے حبیب!) تم پر دائیں جانب والوں کی طرف سے سلام ہو۔

﴿وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ﴾ اور اگر وہ دائیں جانب والوں میں سے ہو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرنے والا دائیں جانب والوں میں سے ہو تو اے انبیاء کے سردار! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان کا سلام قبول فرمائیں اور ان کے لئے غمگین نہ ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے سلامت اور محفوظ رہیں گے اور آپ ان کو اسی حال میں دیکھیں گے جو آپ کو پسند ہو۔^(۱)

بعض مفسرین نے ان آیات کے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ اگر مرنے والا دائیں جانب والوں میں سے ہو تو اے دائیں جانب والے! موت کے وقت اور اس کے بعد تمہارے ساتھی تم پر سلام بھیجیں گے۔^(۲)

وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْبُكَدِّ بَيْنَ الصَّالِّينَ ۙ فَتَزُلْ مِنْ حَيْمٍ ۙ^{۹۲}
وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ۙ^{۹۳}

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو۔ تو اس کی مہمانی کھولتا پانی۔ اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر مرنے والا جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو۔ تو کھولتے ہوئے گرم پانی کی مہمانی۔ اور بھڑکتی آگ میں داخل کیا جانا ہے۔

﴿وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْبُكَدِّ بَيْنَ الصَّالِّينَ﴾ اور اگر مرنے والا جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو۔ ﴿اس آیت

۱.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۹۰-۹۱، ۴/۲۲۵.

۲.....روح البیان، الواقعة، تحت الآية: ۹۰-۹۱، ۹/۳۴۱.

اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرنے والا جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو جو کہ بائیں جانب والے ہوں گے تو اس کے لئے (آخرت میں) کھولتا ہوا گرم پانی تیار کیا گیا ہے اور اسے جہنم کی بھڑکتی آگ میں داخل کیا جانا ہے۔^(۱)

إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٩٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہ بیشک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے۔ تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ بیشک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے۔ تو اے محبوب! تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بیان کرو۔

﴿إِنَّ هَذَا:﴾ یہ بیشک۔ یعنی مرنے والوں کے احوال اور جو مضامین اس سورت میں بیان کئے گئے، اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے لئے تیار کی گئی جن نعمتوں اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے لئے تیار کئے گئے جن عذابات کا ذکر ہوا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے جو دلائل بیان ہوئے، یہ بے شک اعلیٰ درجے کی یقینی بات ہے اور اس میں تردد و کی کوئی گنجائش نہیں۔^(۲)

﴿فَسَبِّحْ:﴾ تو اے محبوب! تم پاکی بیان کرو۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”جب یہ آیت ”فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ“ نازل ہوئی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اسے اپنے رکوع میں داخل کر لو اور جب یہ آیت ”سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى“ نازل ہوئی تو فرمایا اسے اپنے سجدوں میں داخل کر لو۔“^(۳)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رکوع و سجدہ کی تسبیحات قرآن کریم سے ماخوذ ہیں۔

①.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۹۲-۹۴، ۲۲۵/۴.

②.....خازن، الواقعة، تحت الآية: ۹۵، ۲۲۵/۴.

③.....ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب ما يقول الرجل فی رکوعه وسجوده، ۳۳۰/۱، الحدیث: ۸۶۹.

سُورَةُ الْحَدِيدِ

سورہ حدید کا تعارف

مقام نزول

سورہ حدید کے مقام نزول کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ مکہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مدینہ ہے۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 4 رکوع، 29 آیتیں، 544 کلمے اور 2476 حروف ہیں۔^(۲)

اس سورہ کا نام رکھے کی وجہ

عربی میں لوہے کو حدید کہتے ہیں اور اس سورت کی آیت نمبر 25 میں اللہ تعالیٰ نے حدید یعنی لوہے کے فوائد بیان فرمائے ہیں، اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورہ حدید“ رکھا گیا۔

سورہ حدید کی تفصیلات

حضرت عرباض بن ساریہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ”تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سونے سے پہلے مُسَبِّحَات (سورتوں) کی تلاوت فرماتے اور ارشاد فرماتے ”ان سورتوں میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔“^(۳)

یاد رہے کہ مُسَبِّحَات سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی ابتداء میں تسبیح کی آیات ہیں، جیسے سورہ حدید، سورہ حشر، سورہ صف، سورہ جمعہ اور سورہ تغابن۔

سورہ حدید کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں عقیدے اور ایمان سے متعلق، جہاد اور راہِ خدا میں خرچ کرنے

①.....جلالین، تفسیر سورة الحديد، ص ۴۸۔

②.....خازن، تفسیر سورة الحديد، ۲۲۵/۴۔

③.....ترمذی، کتاب فضائل القرآن، ۲۱-باب، ۴/۲۲، الحديث: ۲۹۳۰۔

کے بارے میں اور ان کے علاوہ دیگر چیزوں سے متعلق شرعی امور بیان کئے گئے ہیں، نیز اس میں یہ مضامین ذکر کئے گئے ہیں۔

(1)..... اس سورت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ کی صفات، اس کے اسماء حسنیٰ اور کائنات کی تخلیق میں اس کی عظمت و قدرت کے آثار کے ظہور کا بیان ہے۔

(2)..... مسلمانوں کو دین اسلام کی سر بلندی اور اس کے اعزاز کی خاطر اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

(3)..... دنیا اور آخرت کی حقیقت کو واضح کیا گیا اور بتایا گیا کہ دنیا فنا ہونے والا گھر اور کھیل تماشے کی طرح ہے جبکہ آخرت ہمیشہ باقی رہنے والا گھر، سعادت اور بڑی راحت کی جگہ ہے اور اس کے ساتھ دنیا کے دھوکے میں مبتلا ہونے سے ڈرایا گیا اور آخرت کی بہتری کے لئے عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

(4)..... مسلمانوں کو مصیبتوں پر صبر کرنے کی تلقین کی گئی اور تکبر و جمل کی مذمت بیان کی گئی نیز اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے راستے کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا۔

(5)..... اس سورت کے آخر میں سابقہ امتوں کے حالات سے نصیحت حاصل کرنے کا کہا گیا اور اس سلسلے میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بیان کئے گئے۔ متقی لوگوں کے ثواب کو واضح کیا گیا اور اپنے رسولوں پر ایمان لانے والوں کے لئے دگنے اجر کا بیان ہوا، اور اس کے ساتھ یہ بھی بتا دیا گیا کہ رسالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک چناؤ اور اس کا فضل ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے یہ رتبہ عطا کر دے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے اب قیامت تک کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔

سورۃ الاحقاف کے مباحثہ مناسبت

سورۃ حدید کی اپنے سے ماقبل سورت ”واقعہ“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورۃ واقعہ کے آخر میں تسبیح کرنے کا حکم دیا گیا اور سورۃ حدید کی ابتدا میں تسبیح بیان کر کے گویا ہمیں اس کا طریقہ سکھا دیا گیا یا آسمان و زمین میں موجود چیزوں کی تسبیح کا ذکر کر کے ایک اور انداز میں ترغیب دی گئی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان:

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ①

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کی پاکی بیان کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ﴾: اللہ کی پاکی بیان کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔
اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ زمین و آسمانوں میں ہے چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان، سب زبان حال اور زبان قال سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہ وہ اللہ ذات میں، صفات میں، افعال میں اور احکام میں ہر نقص و عیب سے پاک ہے اور اس کے رب ہونے کا اقرار کرتے اور اس کی اطاعت کا یقین رکھتے ہیں اور وہی اللہ عزَّوَجَلَّ غالب اور کامل قدرت والا اور اپنے تمام افعال میں حکمت والا ہے۔^(۱)

لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ②

ترجمہ کنزالایمان: اُسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جلاتا ہے اور مارتا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

①.....تفسیر کبیر، الحدید، تحت الآیۃ: ۱، ۴۱/۱۰، تفسیر طبری، الحدید، تحت الآیۃ: ۱، ۶۶۹/۱۱، خازن، الحدید، تحت الآیۃ: ۱، ۲۲۶/۴، ملتقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: آسمانوں اور زمین کی سلطنت سب اسی کے لیے ہے، وہ زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾: آسمانوں اور زمین کی سلطنت سب اسی کے لیے ہے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ آسمانوں اور زمین اور ان میں موجود تمام چیزوں پر اللہ تعالیٰ کا مکمل طور پر تصرف ہے اور ان سب میں اس کا حکم نافذ ہے، وہ اپنی تمام مخلوق سے بے پرواہ ہے اور سب اسی کے محتاج ہیں، اس کی شان یہ ہے کہ وہ مخلوق کو پیدا کر کے انہیں زندگی دیتا ہے اور قیامت کے دن بھی مردوں کو زندہ فرمائے گا اور وہ دنیا میں زندوں کو موت دیتا ہے اور وہ ہر ممکن چیز پر قادر ہے۔^(۱)

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲﴾

ترجمہ کنز الایمان: وہی اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: وہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

﴿هُوَ الْاَوَّلُ﴾: وہی اول۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات بیان ہوئی ہیں۔

پہلی صفت: وہی اول ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے ہر چیز سے پہلے ہے کہ وہ اس وقت بھی تھا جب کسی چیز کا وجود نہ تھا، اس کے لئے کوئی ابتدا نہیں۔

دوسری صفت: وہی آخر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے ہلاک اور فنا ہونے کے بعد رہنے والا ہے کہ سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا، اس کے لئے کوئی انتہا نہیں۔

تیسری صفت: وہی ظاہر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دلائل و براہین سے ایسا ظاہر ہے کہ ذرے ذرے میں اس کے وجود پر دلالت کرنے والے دلائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔

①..... روح البیان، الحديد، تحت الآية: ۲، ۳۴۶/۹، خازن، الحديد، تحت الآية: ۲، ۲۲۶/۴، جلالین، الحديد، تحت الآية: ۲، ص ۴۸، ملقطاً.

چوتھی صفت: وہی باطن ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حواس اللہ تعالیٰ کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں اور اس کی ذات ایسی پوشیدہ ہے کہ عقل کی اس تک رسائی نہیں اور یہ پوشیدگی دنیا اور آخرت دونوں میں ہے۔
پانچویں صفت: وہی ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہر شے کو ہر طرح سے جانتا ہے۔^(۱)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ نے سیرت کے موضوع پر اپنی مشہور کتاب ”مدارج النبوة“ کے خطبے میں ذکر کیا ہے کہ یہ پانچوں صفات حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بھی ہیں۔ ان کا ذکر کردہ کلام بعض مقامات پر کچھ تبدیلی کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

سید المرسلین صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اول بھی ہیں، آخر بھی ہیں، ظاہر بھی ہیں، باطن بھی ہیں اور سب کچھ جانتے بھی ہیں۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولیت اس بنا پر ہے کہ موجودات کی تخلیق میں سب سے اول ہیں (جیسا کہ) حضرت جابر رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے جابر! رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ، ”اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللہ نُورِی“ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا۔

آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مرتبہ نبوت میں بھی سب سے اول ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن شقیق رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں، ایک شخص نے سید المرسلین صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کیا کہ آپ کب سے نبی ہیں؟ تاجدار رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روح اور جسم کے درمیان تھے۔“^(۲)

میشاق کے دن سب جہاں والوں سے پہلے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب دیا۔
قیامت کے دن جب زمین شق ہوگی تو سب سے پہلے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیلئے زمین شق ہوگی۔

①..... روح البیان، الحديد، تحت الآية: ۳، ۳۴۶/۹، حازن، الحديد، تحت الآية: ۳، ۲۲۶/۴، جلالین، الحديد، تحت الآية:

۳، ص ۴۴۸-۴۴۹، ملقطاً.

②..... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، ماجاء فی مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۴۳۸/۸، الحديث: ۱.

شفاعت کا دروازہ سب سے پہلے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے کھلے گا۔
جنت میں سب سے پہلے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم داخل ہوں گے۔

اس اَوَّلِیَّت کے باوجود بعثت و رسالت میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے آخر ہیں۔ کتابوں میں
آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دین سب
سے آخری ہے۔

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ظاہر سے مراد یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کے انوار
نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے مخلوق میں سے کسی کا ظہور آپ کے ظہور کی مانند اور کسی کا
نور آپ کے نور کے ہم پلہ نہیں اور باطن سے مراد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا
ادراک مخلوق کے لئے ناممکن ہے اور دور و نزدیک کے لوگ آپ کے جمال اور کمال میں کھو کر رہ گئے۔

اور آخر میں فرماتے ہیں کہ ”وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ“ کا ارشاد بلاشبہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
کے لئے (بھی) ہے کیونکہ ”وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ“ (یعنی اور ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے) کی صفات آپ ہی میں
موجود ہیں۔^(۱)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سرعیاں ہوں معنی اول آخر کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ
عَلَى الْعَرْشِ ۖ يَعْلَمُ مَا يَدْجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا
يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۖ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۖ

①.....مدارج النبوة، حصہ اول، ص ۲، ملقطاً۔

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

ترجمہ کنزالایمان: وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو اس سے باہر نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ اسی کی ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع۔

ترجمہ کنز العرفان: وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کیے پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے، وہ جانتا ہے جو کچھ زمین کے اندر جاتا ہے اور جو کچھ اس سے باہر نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کیلئے ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کو لوٹایا جاتا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۚ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾
یہاں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور علم کے بارے میں بیان فرمایا، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے آسمان اور زمین دنیا کے ایام کے حساب سے چھ دن میں پیدا کئے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو پلک جھپکنے میں زمین و آسمان پیدا کر دیتا لیکن اس کی حکمت کا یہی تقاضا ہوا کہ چھ دن کو اصل بنائے اور ان پر مدار رکھے۔ اور ارشاد فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے، جو کچھ زمین کے اندر جاتا ہے خواہ وہ دانہ ہو یا پانی کا قطرہ، خزانہ ہو یا مردہ، اور جو کچھ اس سے باہر نکلتا ہے خواہ وہ نباتات ہو یا دھات یا اور کوئی چیز اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے جیسے رحمت و عذاب، فرشتے اور بارش اور جو کچھ آسمان میں چڑھتا ہے جیسے اعمال اور دعائیں، ان سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ عام طور پر اپنے علم و قدرت کے ساتھ اور خاص طور پر

اپنے فضل و رحمت کے ساتھ تمہارے ساتھ ہے چاہے تم جہاں بھی ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھ رہا ہے تو وہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق جزا دے گا۔^(۱)

اس آیت میں غفلت کی نیند سونے والوں اور گناہوں میں مصروف لوگوں کے لئے بڑی نصیحت ہے، انہیں چاہئے کہ اپنی غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیں اور گناہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اس سے حیا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ان کے اعمال معلوم ہیں اور وہ ان کا ہر کام دیکھ رہا ہے اور یہ جہاں بھی چلے جائیں اور جو حیلہ اور تدبیر اپنا لیں، مگر کسی جگہ اور کسی صورت اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتے اور وہ ان کے اعمال کے مطابق انہیں جزا اور سزا دینے پر قدرت بھی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا خوف نصیب فرمائے اور گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

يُولِجُ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارُ فِي اللَّيْلِ ۖ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۱

ترجمہ کنزالایمان: رات کو دن کے حصے میں لاتا ہے اور دن کو رات کے حصے میں لاتا ہے اور وہ دلوں کی جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔

﴿يُولِجُ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ﴾ رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔ ﴿وَيُولِجُ النَّهَارُ فِي اللَّيْلِ﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (کسی موسم میں) رات کی مقدار کم کر کے اور دن کی مقدار بڑھا کر رات کے کچھ حصے کو دن میں داخل کرتا ہے اور (کسی موسم میں) دن کی مقدار کم کر کے اور رات کی مقدار بڑھا کر دن کے کچھ حصے کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دل کے عقیدے اور قلبی اسرار سب کو جانتا ہے۔^(۲)

①.....مدارك، الحديد، تحت الآية: ۴، ص ۱۲۰۷، جلالین، الحديد، تحت الآية: ۴، ص ۴۹، ملقطاً.

②.....جلالین، الحديد، تحت الآية: ۶، ص ۴۹، ملخصاً.

نوٹ: رات اور دن میں کمی زیادتی کا بیان اس سے پہلے سورہ آل عمران، سورہ حج، سورہ لقمان اور سورہ فاطر میں گزر چکا ہے، یہاں ایک بار پھر ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں غور و فکر کریں اور اس کی وحدانیت پر ایمان لائیں۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَحْلِفِيْنَ فِيْهِ ط
فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷

ترجمہ کنزالایمان: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا تو جو تم میں ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا اُن کے لیے بڑا ثواب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور (اس کی راہ میں) اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں دوسروں کا جانشین بنایا ہے تو تم میں جو ایمان لائے اور انہوں نے خرچ کیا ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی مختلف چیزیں بیان کرنے کے بعد اب بندوں کو ایمان قبول کرنے، محبت دنیا کو چھوڑ دینے اور نیک کاموں میں مال خرچ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر کے اور جن چیزوں کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اُن میں اِن کی تصدیق کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو اور جو مال اس وقت تمہارے قبضے میں ہے، تم وراثت کے طور پر اس میں دوسروں کے جانشین بنے ہو اور عنقریب یہ تمہارے بعد والوں کی طرف منتقل ہو جائے گا لہذا تم پہلے لوگوں سے نصیحت حاصل کرو اور اس مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل نہ کرو، اور تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنا مال اسی طرح خرچ کیا جیسے انہیں حکم دیا گیا تھا تو اس بنا پر ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جو مال تمہارے قبضے میں ہے یہ

سب اللہ تعالیٰ کے ہیں، اس نے تمہیں نفع اٹھانے کے لئے دے دیئے ہیں، تم حقیقی طور پر ان کے مالک نہیں بلکہ نائب اور وکیل کی طرح ہو، انہیں راہ خدا میں خرچ کرو اور جس طرح نائب اور وکیل کو مالک کے حکم سے خرچ کرنے میں کوئی تاثر نہیں ہوتا تو تمہیں بھی کوئی تاثر نہ ہو۔ اور تم میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کیا ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔^(۱)

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ
وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۸

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ یہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بیشک وہ تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے اگر تمہیں یقین ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور (اے لوگو!) تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بیشک اللہ تم سے عہد لے چکا ہے۔ اگر تم یقین رکھتے ہو۔

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ اور تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لا رہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ تم اپنے رب تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر کے اس پر ایمان لاؤ اور وہ تمہارے سامنے (اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی) دلیلیں پیش کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب سن رہے ہیں، اب تمہیں ایمان قبول کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ تم سے اس وقت عہد لے چکا ہے جب اس نے تمہیں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت سے نکالا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر تم اس عہد پر یقین رکھتے ہو تو ایمان لے آؤ۔^(۲)

①..... صاوی، الحديد، تحت الآية: ۷، ۶/۲۱۰-۲۱۰۳، تفسیر طبری، الحديد، تحت الآية: ۷، ۱۱/۶۷۱-۶۷۲، روح البیان، الحديد، تحت الآية: ۷، ۹/۳۵۳-۳۵۴، ملقطاً.

②..... تفسیر طبری، الحديد، تحت الآية: ۸، ۱۱/۶۷۲، خازن، الحديد، تحت الآية: ۸، ۴/۲۲۷، ملقطاً.

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ①

ترجمہ کنزالایمان: وہی ہے کہ اپنے بندہ پر روشن آیتیں اتارتا ہے کہ تمہیں اندھیروں سے اُجالے کی طرف لے جائے اور بیشک اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہی ہے جو اپنے بندہ پر روشن آیتیں اتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے اور بیشک اللہ تم پر ضرور مہربان رحمت والا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ﴾: وہی ہے جو اپنے بندہ پر روشن آیتیں اتارتا ہے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وہی ہے جو حضرت جبریل کے واسطے سے اپنے بندے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حکم اور ممانعت، حلال اور حرام کے احکام پر مشتمل روشن آیتیں اتارتا ہے تاکہ اے میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت! یہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہیں کفر، شرک، شک، جہالت اور مخالفت کے اندھیروں سے ایمان، توحید، یقین، علم اور موافقت کے نور کی طرف لے جائیں اور بیشک اللہ تعالیٰ تم پر ضرور مہربان اور رحمت والا ہے کہ اس نے تمہاری طرف اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا اور ان پر قرآن پاک کی آیات نازل فرمائیں۔ (۱)

یہی مضمون ایک دوسری آیت میں بیان ہوا ہے

ترجمہ کنزالعرفان: یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے اُجالے کی طرف، اس (اللہ) کے راستے کی

الرَّسُولُ كَتَبَ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَنِيفِ (۲)

طرف نکالو جو عزت والا، سب خوبیوں والا ہے۔

①.....روح البیان، الحديد، تحت الآية: ۹، ۳۵۵/۹.

②.....ابراہیم: ۱.

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ لِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَ
الْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَتَلَ
أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَتَلُوا ۚ وَكَلَّا
وَعَدَ اللَّهُ الْحُسَيْنِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝۱۰

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین سب کا وارث اللہ ہی ہے تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین سب کا وارث اللہ ہی ہے۔ تم میں فتح سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، وہ بعد میں خرچ کرنے والوں اور لڑنے والوں سے مرتبہ میں بڑے ہیں اور ان سب سے اللہ نے سب سے اچھی چیز کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ اور تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ ﴿یعنی تم کس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کر رہے حالانکہ آسمانوں اور زمین سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے وہی ہمیشہ رہنے والا ہے جبکہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور تمہارے مال اسی کی ملکیت میں رہ جائیں گے اور تمہیں خرچ نہ کرنے کی صورت میں ثواب بھی نہ ملے گا، تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ تم اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دو تاکہ اس کے بدلے ثواب تو پاسکو۔^(۱)

①..... حازن، الحدید، تحت الآیة: ۱۰، ۴/۲۲۸.

راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب

قرآن و حدیث میں بکثرت مقامات پر راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَا نَفْسِكُمْ ۖ وَمَا تَنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۖ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُؤْتِ الْيَتِيمَ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور تم جو اچھی چیز خرچ کرو تو وہ تمہارے لئے ہی فائدہ مند ہے اور تم اللہ کی خوشنودی چاہنے کیلئے ہی خرچ کرو اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تم پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔

اور ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُورًا ۚ لِيُؤْتِيَهُمْ أَجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز تباہ نہیں ہوگی۔ تاکہ اللہ انہیں ان کے ثواب بھر پور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بیشک وہ بخشنے والا، قدر فرمانے والا ہے۔

اور حضرت ابوامامہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اے ابنِ آدم! اگر تم اپنا ضرورت سے زائد مال خرچ کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم اسے روکے رکھو گے تو یہ تمہارے حق میں برا ہے اور تمہیں اتنے مال پر ملامت نہ کی جائے گی جو تمہیں قناعت کی صورت میں لوگوں کی محتاجی سے

①..... بقرہ: ۲۷۲۔

②..... فاطر: ۲۹، ۳۰۔

محفوظ رکھے اور اپنے خرچ کی ابتدا اپنے زیر کفالت لوگوں سے کرو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔^(۱)

اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا، ”رب کعبہ کی قسم! وہی لوگ خسارے میں ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا لیکن ابھی ٹھیک سے بیٹھ نہ پایا تھا کہ اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی ”یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، میرے ماں باپ آپ پر قربان! کون سے لوگ خسارے میں ہیں؟ ارشاد فرمایا ”وہ لوگ جو بڑے سرمایہ دار ہیں البتہ ان میں سے جو ادھر ادھر، آگے پیچھے، دائیں بائیں (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں (وہ خسارے میں نہیں) لیکن ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔“^(۲)

﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلٍ﴾ تم میں فتح سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت بیان فرمائی ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے میں سبقت کی، چنانچہ ارشاد فرمایا ”اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ! مکہ کی فتح سے پہلے جب کہ مسلمان کم اور کمزور تھے، اس وقت جنہوں نے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ فضیلت میں دوسروں کے برابر نہیں اور وہ فتح مکہ کے بعد خرچ کرنے والوں اور لڑنے والوں سے درجے کے اعتبار سے بڑے ہیں اور فتح سے پہلے خرچ کرنے والوں سے بھی اور فتح کے بعد خرچ کرنے والوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھی چیز یعنی جنت کا وعدہ فرمایا ہے البتہ جنت میں ان کے درجات میں فرق ہے کہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والوں کا درجہ بعد میں خرچ کرنے والوں سے اعلیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔“

ایما جرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام دیگر صحابہ سے بلند ہے۔

آیت کے اس حصے ”أُولَئِكَ أَكْثَرُ عِزًّا“ سے معلوم ہوا کہ مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت اور ان کا مقام دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بہت بلند ہے۔ انہیں میں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل ہیں اور ان کی عظمت کی گواہی خود

①.....مسلم، کتاب الزکاة، باب بیان ان الید العلویا خیر من الید السفلی... الخ، ص ۵۱۵، الحدیث: ۹۷ (۱۰۳۶)۔

②.....مسلم، کتاب الزکاة، باب تغلیظ عقوبة من لا یؤدی الزکاة، ص ۴۹۵، الحدیث: ۳۰ (۹۹۰)۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں دے رہا ہے۔ اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو ان کی شان میں زبانِ طعن دراز کرتے اور انہیں برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے، سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میرے صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ (ان کی شان یہ ہے کہ) تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کر دے تو وہ صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں سے کسی کے ایک مُدِ بلکہ اس کے نصف (خیرات کرنے) تک نہیں پہنچ سکتا۔“^(۱)

حضرت ابو بکر صدیق سے اللہ تعالیٰ کی شان

یہاں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان کے بارے میں ایک انتہائی ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ہم تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے اور ان کے پاس حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی حاضر تھے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک عبا (یعنی پاؤں تک لمبا کوٹ) پہنے ہوئے تھے اور اسے آگے سے باندھا ہوا تھا۔ اس وقت حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نازل ہوئے اور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پیش کیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یہ کیا بات ہے کہ میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایک ایسی عبا (یعنی پاؤں تک لمبا کوٹ) پہنے ہوئے ہیں جسے سامنے سے کانٹوں کے ساتھ جوڑا ہوا ہے۔ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اے جبریل! عَلَیْہِ السَّلَام، (ان کی یہ حالت اس لئے ہے کہ) انہوں نے اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کر دیا تھا۔ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: آپ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پیش کیجئے اور ان سے فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے فرما رہا ہے کہ تم اپنے اس فقر پر مجھ سے راضی ہو یا ناراض۔ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پیش کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض۔ (یہ سن کر) حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور عرض کرنے لگے: کیا میں اپنے رب تعالیٰ سے ناراض ہو سکتا ہوں،

①.....بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ۵۲۲/۲، الحدیث: ۳۶۷۳.

میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔^(۱)

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضِعَّهُ لَهُ وَلَةً أَجْرٌ
كَرِيمٌ ۝

ترجمہ کنز الایمان: کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض تو وہ اس کے لیے دوئے کرے اور اس کو عزت کا ثواب ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے تو اللہ اس کیلئے اس کو کئی گنا بڑھا دے گا اور اس کیلئے اچھا اجر ہے۔

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾: کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ لوگوں کو مسلمانوں کی حمایت میں، کفار کے ساتھ جہاد کرنے میں اور فقیر محتاج مسلمانوں کی مدد کرنے میں اپنا مال خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو خوش دلی کے ساتھ اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے خرچ کرنے کا ثواب اسے کئی گنا تک بڑھا کر دے اور اس اضافے کے ساتھ ساتھ اس کے لئے اچھا اجر ہے اور اسے اس کے اعمال کا ثواب اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی بارگاہ میں قبولیت کے ساتھ دیا جائے گا۔

یہاں آیت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو قرض سے اس طور پر تعبیر فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنی راہ میں خرچ کرنے پر جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔^(۲)

راہِ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب

راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے اور اس کا ثواب بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:



①.....حلیۃ الاولیاء، سفیان الثوری، ۱۱۵/۷، الحدیث: ۹۸۴۵.

②.....تفسیر کبیر، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۱، ۴۵۴/۱۰، مدارک، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۱، ص ۱۲۰۸، جلالین مع صاوی،

الحدید، تحت الآیۃ: ۱۱، ۲۱۰/۶، ملتقطاً.

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا
فِيُضْعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۖ وَاللَّهُ يَقْبِضُ
وَيَبْصِطُ ۖ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: ہے کوئی جو اللہ کو اچھا قرض دے تو
اللہ اس کے لئے اس قرض کو بہت گنا بڑھا دے اور اللہ
تنگی دیتا ہے اور وسعت دیتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے
جاؤ گے۔

اور ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ
سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ
وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ
کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح ہے جس نے
سات بالیاں اگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ اس
سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت
والا، علم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جذبے کی ایک مثال ملاحظہ
فرمائیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جب یہ آیت ”مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ
قَرْضًا حَسَنًا“ نازل ہوئی تو حضرت ابو دحداح انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم، کیا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم قرض دیں؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ہاں اے
ابو دحداح! حضرت ابو دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اپنا دست اقدس
مجھے دکھائیے، حضرت ابو دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دست اقدس تھام کر عرض کی: میں نے اپنا باغ اپنے رب عزوجل
کی بارگاہ میں بطور قرض پیش کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”ان کے باغ میں 600
کھجور کے درخت تھے اور اُمّ دحداح اور ان کے بچے بھی اسی میں رہتے تھے، حضرت ابو دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے
اور انہوں نے پکارا: اے اُمّ دحداح! انہوں نے عرض کی: لیک میں حاضر ہوں، حضرت ابو دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

①..... بقدرہ: ۲۴۵۔

②..... بقدرہ: ۲۶۱۔

فرمایا: آپ اس باغ سے نکل چلیں کیونکہ میں نے اس باغ کو اپنے رب غَوَّجَل کی بارگاہ میں بطور قرض پیش کر دیا ہے۔^(۱)

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خُلْدِينَ
فِيهَا ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ج

ترجمہ کنزالایمان: جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ اُن کا نور ان کے آگے اور ان کے دہنے دوڑتا ہے ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں تم اُن میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جس دن تم مومن مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہے (فرمایا جائے گا کہ) آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں تم ان میں ہمیشہ رہو، یہی بڑی کامیابی ہے۔

﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾: جس دن تم مومن مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے بارے میں خبر دی کہ قیامت کے دن تم مومن مردوں اور ایمان والی عورتوں کو پل صراط پر اس حال میں دیکھو گے کہ ان کے ایمان اور بندگی کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہے اور وہ نور جنت کی طرف اُن کی رہنمائی کر رہا ہے اور (پل صراط سے گزر جانے کے بعد) ان سے فرمایا جائے گا کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، تم ان میں ہمیشہ رہو گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔^(۲)

①..... شعب الایمان ، باب الثانی والعشیرین من شعب الایمان ... الخ، فصل فی الاختیار فی صدقة التطوع ... الخ، ۲۴۹/۳، ملقطاً.

الحديث: ۳۴۵۲.

②..... مدارك، الحديد، تحت الآية: ۱۲، ص ۱۲۰۸-۱۲۰۹، خازن، الحديد، تحت الآية: ۱۲، ۲۲۸/۴-۲۲۹، ملقطاً.

اسی نور کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً
نُصُوحًا ۖ عَلَىٰ رَبِّكُمْ أَنْ يَكْفُرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ
وَيُدْخِلَكُم جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ
نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ
يَقُولُونَ رَبَّنَا آتِنَا نُورًا وَاعْفُ لَنَا
إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی
توبہ کرو جس کے بعد گناہ کی طرف لوٹنا نہ ہو، قریب ہے کہ
تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے مٹا دے اور تمہیں ان باغوں
میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جس دن اللہ
نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو رسوا نہ کرے گا، ان
کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں دوڑتا ہوگا، وہ عرض
کریں گے، اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا
کر دے اور ہمیں بخش دے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”يَسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ“
کے بارے میں فرماتے ہیں ”ایمان والوں کو ان کے اعمال کے مطابق نور عطا کیا جائے گا (جس کی روشنی میں وہ پل صراط
پار کریں گے، جتنی کہ) ان میں سے بعض مومن ایسے ہوں گے جن کا نور پہاڑ کی مانند ہوگا اور بعض مومن ایسے ہوں گے جن
کا نور کھجور کے درخت کی مثل ہوگا اور ان میں سے سب سے کم نور اس شخص کا ہوگا جس کا نور اس کے انگوٹھے پر ہوگا جو کہ
کبھی روشن ہوگا اور کبھی بجھ جائے گا۔“ (۲)

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا
نَقْتَسِبْ مِنْ تَوْبِكُمْ ۖ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ۖ
فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَهُ بَابٌ ۖ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ

①.....تحریم: ۸.

②.....مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ۱/۶۴، الحدیث: ۴۳.

مِنْ قَبْلِ الْعَذَابِ ط

ترجمہ کنزالایمان: جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو، ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو وہ لوٹیں گے جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب۔

ترجمہ کنزالعرفان: جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہم پر نظر کرو، ہم تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں، کہا جائے گا: تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ تو وہاں نور ڈھونڈو، جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا۔

﴿يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا:﴾ جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے۔ ﴿یہاں سے منافقوں کے بارے خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب مسلمان بڑی تیزی کے ساتھ جنت کی طرف جا رہے ہوں گے تو اس وقت منافق مرد اور منافقہ عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ”ہم پر بھی ایک نظر کرو تا کہ ہم تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں اور اس روشنی میں ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں۔ مومنوں کی طرف سے انہیں کہا جائے گا کہ تم جہاں سے آئے تھے وہیں لوٹ جاؤ اور وہاں نور ڈھونڈو۔ اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ تم حساب کی جگہ کی طرف لوٹ جاؤ جہاں ہمیں نور دیا گیا ہے اور وہاں سے نور طلب کرو۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ تم ہمارا نور نہیں پاسکتے لہذا نور کی طلب کے لئے پیچھے لوٹ جاؤ۔ پھر وہ نور کی تلاش میں واپس ہوں گے اور کچھ نہ پائیں گے، دوبارہ مومنین کی طرف پھریں گے تو اس وقت ان مومنین اور منافقین کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی اور اس میں ایک دروازہ ہوگا جس سے جنتی جنت میں چلے جائیں گے، اس دروازے کے اندر کی طرف جنت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ اس دیوار کے بارے میں بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہی اعراف ہے۔^(۱)

۱..... روح البیان، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۳، ۳۶۰-۳۶۲، مدارک، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۳، ص ۱۲۰۹، ملقطاً.

نوٹ: اس دیوار کے بارے میں مفسرین کے اور بھی اقوال ہیں۔

يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ ط قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ
وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُمْ
بِاللَّهِ الْعَرُّوهُمْ ۝

ترجمہ کنزالایمان: منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں مگر تم نے تو اپنی
جائیں فتنے میں ڈالیں اور مسلمانوں کی برائی تکلتے اور شک رکھتے اور جھوٹی طمع نے تمہیں فریب دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم
آ گیا اور تمہیں اللہ کے حکم پر اس بڑے فریبی نے مغرور رکھا۔

ترجمہ کنز العرفان: منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں، مگر تم نے
تو اپنی جانوں کو فتنے میں ڈالا اور (مسلمانوں کے نقصان کے) منتظر رہے اور شک میں پڑے رہے اور جھوٹی خواہشات
نے تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا اور بڑے فریبی نے تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے
میں ڈالے رکھا۔

﴿يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ﴾ وہ مسلمانوں کو پکاریں گے۔ اس آیت میں منافقین اور مومنین کے درمیان ہونے والے مکالمے کو
بیان کیا گیا ہے، چنانچہ دیوار کھڑی ہو جانے اور عذاب کا مشاہدہ کرنے کے بعد منافق مسلمانوں کو اس دیوار کے پیچھے
سے پکاریں گے اور کہیں گے کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور تمہارے ساتھ روزے نہیں
رکھتے تھے؟ مومنین کہیں گے: کیوں نہیں، تم ظاہری طور پر ہمارے ساتھ ہی تھے لیکن تم نے تو منافقت اور کفر اختیار کر
کے اپنی جانوں کو فتنے میں ڈالا اور گناہوں میں اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگے رہے اور مسلمانوں کے
نقصان کے منتظر رہے اور دین اسلام کی حقانیت میں شک کرتے رہے اور جھوٹی خواہشات نے تمہیں دھوکے میں

ڈالے رکھا اور تم ان باطل امیدوں میں رہے کہ مسلمانوں پر مصائب آئیں گے تو وہ تباہ ہو جائیں گے یہاں تک کہ موت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا اور بڑے فریبی شیطان نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکے میں ڈالے رکھا کہ اللہ تعالیٰ بڑا حلیم ہے، تم پر عذاب نہ کرے گا اور نہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے نہ حساب ہوگا، تم اس کے اس فریب میں آ گئے۔^(۱)

اس آیت میں بیان کی گئی منافقین کی صفات کو سامنے رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو اپنی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ ان میں سے کوئی صفت اس میں تو نہیں پائی جاتی، اگر پائی جاتی ہو تو فوراً اس سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرے تاکہ وہ اخروی رسوائی سے بچ سکے۔

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ مَا أُولَٰئِكَ
النَّارُ ۖ هِيَ مَوْلَاكُمْ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝^{۱۵}

توجہ کنز الایمان: تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے اور نہ کھلے کافروں سے تمہارا ٹھکانہ آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے اور کیا ہی بُرا انجام۔

توجہ کنز العرفان: تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ہی کھلے کافروں سے۔ تمہارا ٹھکانہ آگ ہے، وہ آگ ہی تمہاری ساتھی ہے اور کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

﴿فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ﴾: تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا۔ ﴿وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾: جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ منافقوں کو مسلمانوں سے ممتاز کر دے گا تو ارشاد فرمائے گا ”اے منافقو! آج تم سے کوئی فدیہ نہیں لیا جائے گا جسے دے کر تم اپنی جان کو عذاب سے بچا سکو اور نہ ہی کھلے کافروں سے فدیہ لیا جائے گا۔ تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تم اس کے علاوہ کسی اور

①..... روح البیان، الحديد، تحت الآية: ۱۳، ۳۶۲/۹، خازن، الحديد، تحت الآية: ۱۳، ۲۲۹/۴، مدارك، الحديد، تحت الآية: ۱۳، ص ۱۲۰۹، ملقطاً.

ٹھکانے کی طرف کبھی نہیں لوٹو گے، وہ آگ ہی تمہاری ساتھی ہے اور وہ آگ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ فدیہ نہ لئے جانے کا معنی یہ ہے کہ آج تم سے ایمان قبول کیا جائے گا اور نہ ہی توبہ قبول کی جائے گی۔^(۱)

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ
مِنَ الْحَقِّ ۖ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ
عَلَيْهِمْ إِلَّا مَدْفَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فُسِقُونَ ۝۱۶

ترجمہ کنزالایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اترا اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت فاسق ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا ایمان والوں کیلئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جھک جائیں جو نازل ہوا ہے اور مسلمان ان جیسے نہ ہوں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت سے فاسق ہیں۔

﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا﴾ کیا ایمان والوں کیلئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ ﴿اس آیت کے شان نزول کے بارے میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (اپنے دولت سرائے اقدس سے) باہر آئے اور مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے، وہ لوگ آپس میں ہنس رہے تھے۔ آپ ان کے پاس اس حال میں آئے کہ آپ کی چادر مبارک گھسٹ رہی تھی اور چہرہ انور سرخ تھا۔ آپ نے (ان سے) ارشاد فرمایا ”تم ہنس رہے ہو حالانکہ ابھی تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی کہ اس نے

①.....تفسیر طبری، الحديد، تحت الآية: ۱۵، ۱۱/۶۸۰، روح البیان، الحديد، تحت الآية: ۱۵، ۹/۳۶۲-۳۶۳، حازن، الحديد، تحت الآية: ۱۵، ۴/۲۲۹، ملقطاً.

تمہیں بخش دیا ہے اور تمہارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی ہے ”اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ“ صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا اتنا ہی رونا۔^(۱)

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور قرآن کی آیتیں پڑھی جائیں تو ان کے دل نرم پڑ جائیں۔

حضرت نافع رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا جب اس آیت مبارکہ ”اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ“ کی تلاوت کرتے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور اتنا روتے کہ آپ بے حال ہو جاتے۔^(۲)

اور اسی آیت مبارکہ کو سن کر بہت سے لوگ اپنے گناہوں سے تائب ہوئے اور ولایت کی عظیم منازل پر فائز ہوئے، یہاں ہم اس کے دو واقعات ذکر کرتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی توبہ

حضرت فضل بن موسیٰ رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”حضرت فضیل بن عیاض رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (توبہ سے پہلے) ڈاکو تھے اور ”ایبورد“ اور ”سرخس“ کے درمیان ڈاکہ زنی کیا کرتے تھے، ان کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ انہیں ایک لونڈی سے عشق ہو گیا، ایک مرتبہ وہ اس کے پاس جانے کے لئے دیوار پر چڑھ رہے تھے کہ اس وقت کسی نے یہ آیت پڑھی ”اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ“ جونہی یہ آیت آپ نے سنی تو بے اختیار آپ کے منہ سے نکلا ”کیوں نہیں میرے پروردگار! اب اس کا وقت آ گیا ہے۔ چنانچہ آپ دیوار سے اتر پڑے اور رات کو ایک سنسان اور بے آباد کھنڈر نما مکان میں جا کر بیٹھ گئے۔ وہاں ایک قافلہ موجود تھا اور شرکائے قافلہ میں سے بعض کہہ رہے تھے کہ ہم سفر جاری رکھیں گے اور بعض نے کہا کہ صبح تک یہیں رک جاؤ کیونکہ فضیل بن عیاض ڈاکو اسی اطراف میں رہتا ہے، کہیں وہ ہم پر حملہ نہ کر دے۔ آپ نے قافلے والوں کی باتیں سنیں تو غور کرنے لگے اور کہا: (افسوس) میں رات کے

①.....در منشور، الحديد، تحت الآية: ۱۶، ۵۷/۸.

②.....ابن عساکر، عبد اللہ بن عمر بن الخطاب... الخ، ۱۲۷/۳۱.

وقت بھی گناہ کرتا ہوں اور (میرے گناہوں کی وجہ سے) مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ یہاں مجھ سے خوفزدہ ہو رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ مجھے ان کے پاس اس حال میں لایا ہے کہ میں اب اپنے جرم سے رجوع کر چکا ہوں، اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور اب میں (ساری زندگی) کعبۃ اللہ کی مجاوری میں گزاروں گا۔^(۱)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ عادی کی توبہ

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (توبہ سے پہلے) نشہ کے عادی تھے، آپ کی توبہ کا سبب یہ بنا کہ آپ اپنی ایک بیٹی سے بہت محبت کیا کرتے تھے، اس کا انتقال ہوا تو آپ نے شعبان کی پندرہویں رات خواب دیکھا کہ آپ کی قبر سے ایک بہت بڑا اژدھا نکل کر آپ کے پیچھے ریگنے لگا ہے، آپ جب تیز چلنے لگتے تو وہ بھی تیز ہو جاتا، پھر آپ ایک کمزور سن رسیدہ شخص کے قریب سے گزرے تو اس سے کہا ”مجھے اس اژدھے سے بچائیں۔ انہوں نے جواب دیا ”میں کمزور ہوں، رفتار تیز کر لو شاید اس طرح اس سے نجات پاسکو۔ تو آپ مزید تیز چلنے لگے، اژدھا پیچھے ہی تھا یہاں تک کہ آپ آگ کے ابلتے ہوئے گڑھوں کے پاس سے گزرے، قریب تھا کہ آپ اس میں گر جاتے، اتنے میں ایک آواز آئی: تو میرا اہل نہیں ہے۔ آپ چلتے رہے حتیٰ کہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے، اس پر شامیانے اور سائبان لگے ہوئے تھے، اچانک ایک آواز آئی: اس ناامید کو دشمن کے زرخ میں جانے سے پہلے ہی گھیر لو۔ تو بہت سے بچوں نے انہیں گھیر لیا جن میں آپ کی وہ بیٹی بھی تھی، وہ آپ کے پاس آئی اور اپنا دایاں ہاتھ اس اژدھے کو مارا تو وہ بھاگ گیا اور پھر وہ آپ کی گود میں بیٹھ کر یہ آیت پڑھنے لگی: ”الْمَیْمَنُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَخْشَعُوْا لِرَبِّہُمْ لَیْکُمُ اللّٰہُ وَمَا نَزَلَ مِنْ الْحَقِّ“ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اس بیٹی سے پوچھا ”کیا تم (فوت ہونے والے) قرآن بھی پڑھتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا: ”جی ہاں! ہم آپ (یعنی زندہ لوگوں) سے زیادہ اس کی معرفت رکھتے ہیں۔ پھر آپ نے اس سے اس جگہ ٹھہرنے کا مقصد پوچھا تو اس نے بتایا: ”یہ بچے قیامت تک یہاں ٹھہر کر اپنے ان والدین کا انتظار کریں گے جنہوں نے انہیں آگے بھیجا ہے۔ پھر اس اژدھے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا ”وہ آپ کا برا عمل ہے۔ پھر اس ضعیف العمر شخص کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا: ”وہ آپ کا نیک عمل ہے، آپ نے اسے اتنا کمزور کر دیا ہے کہ اس میں آپ کے برے عمل کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں، لہذا آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کریں اور ہلاک ہونے سے

①..... شعب الایمان، السابع والاربعون من شعب الایمان... الخ، فصل فی محقرات الذنوب، ۵/۴۶۸، الحدیث: ۷۳۱۶.

بچیں۔ پھر وہ بلندی پر چلی گئی جب آپ بیدار ہوئے تو اسی وقت سچی توبہ کر لی۔^(۱)

﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ: اور مسلمان ان جیسے نہ ہوں جنہیں پہلے کتاب دی گئی۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا جنہیں ان سے پہلے کتاب (تورات اور انجیل) دی گئی، جب ان پر (ان کے اور ان کے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے درمیان کی مدت دراز ہو گئی تو (ان کا حال یہ ہوا کہ) انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تبدیلی کر دی اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی اور اس کتاب کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور مختلف نظریات اور عجیب و غریب اقوال کے درپے ہوئے اور دین الہی کے احکام پر لوگوں کے کہنے کے مطابق عمل کرنے لگے اور انہوں نے اپنے علماء اور راہبوں کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنا رب مان لیا تو اس وقت ان کے دل سخت ہو گئے اور (اس سختی کی وجہ سے ان کا یہ حال ہوا کہ وہ) کسی نصیحت کو قبول کرتے ہیں اور نہ ہی جنت کی بشارت اور جہنم کی وعید سن کر ان کے دل نرم ہوتے ہیں۔ ان کے دل بھی فاسد اور اعمال بھی باطل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَٰسِيَةً ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَٰضِعِهِ ۚ وَتَسَوَّاهُمْ حَقًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: تو ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کر دیئے۔ وہ اللہ کی باتوں کو ان کے مقامات سے بدل دیتے ہیں اور انہوں نے ان نصیحتوں کا بڑا حصہ بھلا دیا جو انہیں کی گئی تھیں۔

یعنی، ان کے دلوں میں فساد آچکا تھا جس کی وجہ سے وہ سخت ہو گئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تحریف کرنا ان کی فطرتِ ثانیہ بن چکی تھی، انہوں نے وہ کام کرنے چھوڑ دیئے جن کے کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور ان کاموں کو کرنے لگ گئے جنہیں کرنے سے انہیں منع کیا گیا تھا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُمورِ اصلیہ اور فرعیہ (یعنی عقائد و احکام) میں سے کسی ایک چیز میں بھی ان کی مشابہت کرنے سے منع فرمایا ہے۔^(۳)

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو اپنی صورت اور سیرت

①.....روض الریاحین، الفصل الثانی فی اثبات کرامات الاولیاء، الحکایة الحادیة والخمسون بعد المئة، ص ۱۷۳.

②.....مائتہ: ۱۳.

③.....ابن کثیر، الحدید، تحت الآیة: ۱۶، ۵۳/۸.

یہودیوں اور عیسائیوں جیسی بناتے اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو مسلمان کہلانے کے باوجود مسلمانوں کو یہودی اور عیسائی نظریات اور ان کے طور طریقے اپنانے کی کسی بھی انداز میں ترغیب دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے بے شک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرمادیں کہ تمہیں سمجھ ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: جان لو کہ اللہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے بیشک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرمادیں تاکہ تم سمجھو۔

﴿اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾: جان لو کہ اللہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ یعنی اے لوگو! تم جان لو کہ زمین کے خشک ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ بارش برسا کر اور سبزہ آگا کر زمین کو زندہ کرتا ہے اور ایسے ہی دلوں کو سخت ہو جانے کے بعد نرم کرتا ہے اور انہیں علم و حکمت سے زندگی عطا فرماتا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا ”یہ ذکر کے دلوں میں اثر کرنے کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بارش سے زمین کو زندگی حاصل ہوتی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل زندہ ہوتے ہیں۔“ (۱)

دل کی سختی کے سبب اور اس کی علامات

یاد رہے کہ دل کی نرمی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور دل کی سختی بہت بڑی آفت ہے کیونکہ دل کی سختی کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اس میں وعظ و نصیحت اثر نہیں کرتا، انسان کبھی اپنے سابقہ گناہوں کو یاد کر کے نہیں روتا اور اللہ تعالیٰ کی

①.....حازن، الحديد، تحت الآية: ۱۷، ۴/۲۳۰، مدارك، الحديد، تحت الآية: ۱۷، ص ۱۲۱۰، ملقطاً.

آیات میں غور و فکر نہیں کرتا۔ دل کی سختی کے مختلف اسباب اور علامات ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(1)..... اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت برتنا۔

(2)..... قرآن پاک کی تلاوت نہ کرنا۔

(3)..... موت کو یاد نہ کرنا۔

(4)..... بیکار باتیں زیادہ کرنا۔

(5)..... فحش گوئی کرنا۔

اب ان سے متعلق 6 احادیث ملاحظہ ہوں،

(1)..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اس کی مثال جو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرے اور جو نہ کرے زندہ اور مردہ کی سی ہے۔“ (1)

(2)..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔“ (2)

(3)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر زیادہ باتیں (یعنی بیکار باتیں) نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ زیادہ باتیں دل کی سختی ہے اور لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہے۔“ (3)

(4)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”یہ دل ایسے زنگ آلود ہوتے رہتے ہیں جیسے لوہا پانی لگنے سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ان دلوں کی صفائی کس چیز سے ہوگی؟ ارشاد فرمایا ”موت کو زیادہ یاد کرنے سے اور قرآن



①..... بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، ۴/۲۲۰، الحدیث: ۶۴۰۷.

②..... مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب صلاة النافلة... الخ، ص ۳۹۳، الحدیث: ۲۱۱ (۷۷۹).

③..... ترمذی، کتاب الزہد، ۶۲-باب منه، ۴/۱۸۴، الحدیث: ۲۴۱۹.

کریم کی تلاوت کرنے سے۔^(۱)

(۵)..... حضرت ربیع بن انس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”دنیا سے بے رغبت ہونے اور آخرت کی طرف راغب ہونے کے لئے موت کو یاد کرنا کافی ہے۔“^(۲)

(۶)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”شرم و حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور فحش گوئی سخت دلی سے ہے اور سخت دلی آگ میں ہے۔“^(۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں دل کی سختی سے محفوظ فرمائے اور دل کی نرمی عطا فرمائے، آمین۔

﴿قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ﴾: بیشک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرمادیں۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! بیشک ہم نے تمہارے لیے اپنی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیاں بیان فرمادیں تاکہ تم ان سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو سمجھو اور ان نشانیوں کے تقاضوں کے مطابق عمل کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاؤ۔^(۴)

إِنَّ الْمَصْدِقِينَ وَالْمَصْدِقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَعَّفُ
لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنز الایمان: بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دُونے ہیں اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کیلئے کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے۔

①..... شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی ادمان تلاوة القرآن، ۳۵۲/۲، الحدیث: ۲۰۱۴.

②..... شعب الایمان، الحادی والسبعون من شعب الایمان... الخ، ۳۵۲/۷، الحدیث: ۱۰۵۵۴.

③..... ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الحیاء، ۴۰۶/۳، الحدیث: ۲۰۱۶.

④..... خازن، الحدید، تحت الآیة: ۱۷، ۲۳۰/۴، ابو سعود، الحدید، تحت الآیة: ۱۷، ۶۸۶/۵، ملتقطاً.

﴿إِنَّ الْمَصَدِّقِينَ وَالْمَصَدِّقَاتِ﴾: بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ بے شک وہ مرد اور عورتیں جنہوں نے خوش دلی اور نیک نیت کے ساتھ حق داروں کو صدقہ دیا اور راہِ خدا میں خرچ کیا تو ان کیلئے صدقہ کرنے اور راہِ خدا میں خوش دلی کے ساتھ خرچ کرنے کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے اور وہ جنت ہے۔^(۱)

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالشَّهَدَاءُ
عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا
بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝^(۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور گواہ ہیں۔ ان کے لیے ان کا ثواب ہے اور ان کا نور ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ﴾: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور منافقوں کا حال بیان فرمایا اور اس آیت میں ایمان والوں اور کافروں کا حال بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں، ان کا اپنے رب غزوِ جَل کے نزدیک مقام یہ ہے کہ وہی کامل سچے اور گزری ہوئی امتوں میں سے جھٹلانے والوں پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ ان کے لیے ان کے نیک عمل کا وہ ثواب ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور ان کا وہ نور ہے جو حشر میں ان کے ساتھ ہوگا اور

①.....مدارک، الحديد، تحت الآية: ۱۸، ص ۱۲۱۰، حازن، الحديد، تحت الآية: ۱۸، ۲۳۰/۴، ملقطاً.

جنہوں نے کفر کیا اور ہماری قدرت و وحدانیّت پر دلالت کرنے والی آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں۔^(۱)

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُمْ زِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ
وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ
نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ
عَذَابٌ شَدِيدٌ ۚ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۖ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا
إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝۲۰

ترجمہ کنزالایمان: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینھ کی طرح جس کا اُگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن ہو گیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔

ترجمہ کنز العرفان: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود اور زینت اور آپس میں فخر و غرور کرنا اور مالوں اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا ہے۔ (دنیا کی زندگی ایسے ہے) جیسے وہ بارش جس کا اُگایا ہوا سبزہ کسانوں کو اچھا لگا پھر وہ سبزہ سوکھ جاتا ہے تو تم اسے زرد دیکھتے ہو پھر وہ پامال کیا ہوا (بے کار) ہو جاتا ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا (بھی ہے) اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

﴿اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو صرف﴾ ﴿آخِرَت اور اس میں مخلوق کے احوال ذکر کرنے کے بعد اس آیت میں دنیا کی حقیقت بیان کی جا رہی ہے تاکہ مسلمان اس کی طرف راغب نہ ہوں کیونکہ دنیا بہت کم نفع

۱.....تفسیر کبیر، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۹، ۱۰/۶۲، جلالین، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۹، ص ۴۵۰، حازن، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۹، ۴/۲۳۰، ملقطاً.

والی اور جلد ختم ہو جانے والی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بارے میں پانچ چیزیں اور ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ وہ پانچ چیزیں یہ ہیں

(2،1)..... دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود ہے جو کہ بچوں کا کام ہے اور صرف اس کے حصول میں محنت و مشقت کرتے رہنا وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

(3)..... دنیا کی زندگی زینت و آرائش کا نام ہے جو کہ عورتوں کا شیوہ ہے۔

(5،4)..... دنیا کی زندگی آپس میں فخر و غرور کرنے اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنے کا نام ہے۔ اور جب دنیا کا یہ حال ہے اور اس میں ایسی قباحتیں موجود ہیں تو اس میں دل لگانے اور اس کے حصول کی کوشش کرتے رہنے کی بجائے ان کاموں میں مشغول ہونا چاہئے جن سے اخروی زندگی سنور سکتی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دُنیوی زندگی کی ایک مثال ارشاد فرمائی کہ دنیا کی زندگی ایسی ہے جیسے وہ بارش جس کا اُگایا ہوا سبزہ کسانوں کو اچھا لگتا ہے، پھر وہ سبزہ کسی زمینی یا آسمانی آفت کی وجہ سے سوکھ جاتا ہے تو تم اس کی سبزی (سبز رنگ) جاتے رہنے کے بعد اسے زرد دیکھتے ہو، پھر وہ پامال کیا ہوا بے کار ہو جاتا ہے۔ یہی حال دنیا کی اس زندگی کا ہے جس پر دنیا کا طلبگار بہت خوش ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بہت سی امیدیں رکھتا ہے لیکن وہ انتہائی جلد گزر جاتی ہے۔ اس دنیا کے مقابلے میں آخرت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب بھی ہے جو دنیا کے طلبگاروں، لُٹو و لعب میں زندگی گزارنے والوں اور آخرت سے بے پرواہ لوگوں کیلئے ہے جو بطور خاص کفار ہیں جبکہ دوسری طرف آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور اس کی خوشنودی بھی ہے جو اس آدمی کیلئے ہے جس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔ دنیا دھوکے کا سامان اس کے لئے ہے جو دنیا ہی کا ہو جائے اور اس پر بھروسہ کر لے اور آخرت کی فکر نہ کرے اور جو شخص دنیا میں رہ کر آخرت کا طلبگار ہو اور دُنیوی اسباب سے بھی آخرت ہی کے لئے تعلق رکھے تو اس کے لئے دنیا آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔^(۱)

دنیا کے بارے میں احادیث اور اقوال

یہاں دنیا سے متعلق چند احادیث اور بزرگان دین کے اقوال ملاحظہ ہوں، چنانچہ

①..... صاوی، الحدید، تحت الآیة: ۲۰، ۶/۲۱۰-۲۱۱، تفسیر کبیر، الحدید، تحت الآیة: ۲۰، ۱۰/۴۶۳-۴۶۴، حازن، الحدید، تحت الآیة: ۲۰، ۴/۲۳۱-۲۳۲، مدارک، الحدید، تحت الآیة: ۲۰، ص ۱۲۱-۱۲۱۱، ملقطاً.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”دنیا ملعون ہے اور اس کی ہر چیز بھی ملعون ہے البتہ دنیا میں سے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے وہ ملعون نہیں۔“ (۱)

حضرت عبد اللہ بن مسور ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس بندے پر انتہائی تعجب ہے جو آخرت کے گھر کی تصدیق کرتا ہے لیکن وہ دھوکے والے گھر (یعنی دنیا) کے لئے کوشش کرتا ہے۔“ (۲)

حضرت ذوالنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے مریدین کے گروہ! دنیا طلب نہ کرو اور اگر طلب کرو تو اس سے محبت نہ کرو، یہاں سے صرف زاوراہ لو کیونکہ آرام گاہ تو اور ہے (یعنی آخرت ہے۔) (۳)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعار کی صورت میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں،
دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے
شہد دکھائے، زہر پلائے، قاتل، ڈائن، شوہر گش اس مُردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے
اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں رہ کر اپنی آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

نوٹ: دنیا کی حقیقت اور اس کے بارے میں مزید تفصیل جاننے کے لئے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور تصنیف ”احیاء العلوم“ کی تیسری جلد میں موجود باب ”دنیا کی مذمت“ کا مطالعہ فرمائیں۔

سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ
يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۲۱

① کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف الزای الزهد، ۷۷/۲، الجزء الثالث، الحديث: ۶۰۸۰.

② مسند شہاب، الباب الثالث، الجزء الخامس، یا عجبا کل العجب... الخ، ۳۴۷/۱، الحديث: ۵۹۵.

③ مدارك، الحديد، تحت الآية: ۲۰، ص ۱۲۱۰-۱۲۱۱.

ترجمہ کنزالایمان: بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور زمین کا پھیلاؤ تیار ہوئی ہے ان کے لیے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاؤ جس کی چوڑائی آسمان و زمین کی وسعت جیسی ہے۔ اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لانے والوں کیلئے تیار کی گئی ہے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

﴿سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ﴾: اپنے رب کی بخشش کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاؤ۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے حقیر ہونے اور آخرت کے عظیم ہونے کو بیان فرمایا اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان اعمال میں جلدی کرنے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی ترغیب دی ہے جن کی بنا پر بندہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی بخشش اور جنت کا حق دار قرار پاتا ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! دنیا کی زندگی بہت قلیل ہے، اس لئے وہ اعمال کرنے میں جلدی کرو اور ان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاؤ جن کی وجہ سے تم اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اس جنت کے حق دار ٹھہرو جس کی چوڑائی ایسی ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کے ٹکڑے ایک دوسرے سے ملا دیئے جائیں تو جتنے چوڑے وہ ہوں گے اتنی جنت کی چوڑائی ہے۔ یہ جنت ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتے اور اس کے سب رسولوں کی تصدیق کرتے اور ان پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ جنت اللہ تعالیٰ کا وہ فضل ہے جو اس نے مسلمانوں پر فرمایا اور اللہ تعالیٰ اپنا فضل اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے دے اور اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے کہ اسی نے دنیا میں لوگوں پر رزق وسیع کیا، انہیں نعمتیں عطا فرمائیں اور انہیں شکر کے مقامات کی پہچان کرائی پھر اپنی اطاعت و فرمانبرداری کرنے پر آخرت میں انہیں وہ جزا عطا فرمائی جو اس نے اطاعت گزاروں کے لئے تیار فرمائی ہے اور اس کا (کچھ) وصف ابھی بیان ہوا۔^(۱)

①.....مدارک، الحدید، تحت الآیة: ۲۱، ص ۱۲۱۱، خازن، الحدید، تحت الآیة: ۲۱، ۴/۲۳۱، تفسیر طبری، الحدید، تحت الآیة: ۲۱، ۶۸۵/۱۱، ملقطاً.

دعاے مغفرت نہایت محبوب شے ہے لہذا مسلمان بندے کو اپنی بخشش کی دعا کرتے رہنا چاہیے اور خصوصاً اگر گناہوں سے توبہ کر کے ہو اور نور علی نور یہ کہ بارگاہِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر ہو کر اپنی بخشش کی دعا کی جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَسْتَغْفِرُ وَاللَّهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (1)
ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ سے بخشش مانگو، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا (2)
ترجمہ کنز العرفان: اور جو کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

اور حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اے انسان! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا اور امید رکھتا رہے گا میں تیرے گناہ بخشتا رہوں گا، چاہے تجھ میں کتنے ہی گناہ ہوں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں، پھر تو بخشش مانگے تو میں بخش دوں گا مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے انسان! اگر تو زمین بھر گناہ بھی میرے پاس لے کر آئے لیکن تو نے شرک نہ کیا ہو تو میں تجھے اس کے برابر بخش دوں گا۔“ (3)

اور حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”تم میں سے کوئی اس طرح نہ کہے ”یا اللہ! عَزَّوَجَلَّ، اگر تو چاہے تو مجھے بخش۔ یا اللہ! عَزَّوَجَلَّ، اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ بلکہ یقین کے ساتھ سوال کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔“ (4)

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

①.....مزمّل: ۲۰۔

②.....نساء: ۱۱۰۔

③.....ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ، والاستغفار... الخ، ۳۱۸/۵، الحدیث: ۳۵۵۱۔

④.....ترمذی، کتاب الدعوات، ۷۷-باب، ۲۹۹/۵، الحدیث: ۳۵۰۸۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ
يَغْفِرِ اللَّهُ تَنْوَبَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ لَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا
فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ لوگ کہ جب کسی بے حیائی کا
ارتکاب کر لیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اللہ کو یاد کر کے
اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں
کو معاف کر سکتا ہے اور یہ لوگ جان بوجھ کر اپنے برے اعمال
پر اصرار نہ کریں۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ
لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے
تھے تو اے حبیب! تمہاری بارگاہ میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ
سے معافی مانگتے اور رسول (بھی) ان کی مغفرت کی دعا فرماتے
تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان پاتے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ایمان پر قائم رہنے اور گناہوں
سے توبہ و استغفار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ
مِّن قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے
کہ ہم اُسے پیدا کریں بے شک یہ اللہ کو آسان ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: زمین میں اور تمہاری جانوں میں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ ہمارے اسے پیدا کرنے سے پہلے (ہی)
ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے بیشک یہ اللہ پر آسان ہے۔

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ: زَمِينٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قضاء اور تقدیر کا بیان فرمایا ہے کہ اے لوگو! زمین میں قحط کی، بارش رک جانے کی، پیداوار نہ ہونے کی، پھلوں کی کمی کی اور کھیتوں کے تباہ ہونے کی، اسی طرح تمہاری جانوں میں بیماریوں کی اور اولاد کے غموں کی جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ ہمارے اسے (یعنی زمین کو یا جانوں کو یا مصیبت کو) پیدا کرنے سے پہلے ہی ہماری ایک کتاب لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہوتی ہے اور انہیں لوح محفوظ میں لکھ دینا ہمارے لئے آسان ہے۔^(۱)

یاد رہے کہ بندے کو پہنچنے والی ہر مصیبت اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہے اور ہر مصیبت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی پہنچتی ہے جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ^(۲) ترجمہ کنز العرفان: ہر مصیبت اللہ کے حکم سے ہی پہنچتی

ہے۔

البتہ بعض مصیبتیں بعض وجوہات کی بنا پر بھی آتی ہیں اور یہ وجوہات بھی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں، ان وجوہات میں سے ایک وجہ گناہ کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ^(۳) ترجمہ کنز العرفان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہے اور بہت کچھ

تو وہ معاف فرمادیتا ہے۔

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بندے کو جو چھوٹی یا بڑی مصیبت پہنچتی ہے وہ کسی گناہ کی وجہ سے پہنچتی ہے اور جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔“^(۴)

اور بسا اوقات مومن کے گناہوں کو معاف کرنے اور اس کے درجات کی بلندی کے لئے اسے مصیبت پہنچتی

①..... مدارك، الحديد، تحت الآية: ۲۲، ص ۱۲۱۱، خازن، الحديد، تحت الآية: ۲۲، ۴/۲۳۱، ملقطاً.

②..... تغابن: ۱۱.

③..... شوری: ۳۰.

④..... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الشوری، ۵/۱۶۹، الحدیث: ۳۲۶۳.

ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”مومن کو کاٹنا چھینے یا اس سے بڑی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے یا اس کی ایک خطا مٹا دیتا ہے۔“^(۱)

لہذا جس شخص پر کوئی مصیبت آئے تو اسے چاہئے کہ وہ اس بات پر یقین رکھے کہ یہ مصیبت اس کے نصیب میں لکھی ہوئی تھی اور اس بات پر غور کرے کہ کہیں اس سے کوئی ایسا گناہ صادر نہ ہوا ہو جس کے نتیجے میں اس پر یہ مصیبت آئی، نیز اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھے کہ وہ اس مصیبت کے سبب اس کے گناہ مٹا دے اور اس کے درجات بلند فرما دے۔ ایسا کرنے سے ذہن کو سکون نصیب ہوگا، دل کو تسلی حاصل ہوگی اور مصیبت پر صبر کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ
كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اس لیے کہ غم نہ کھاؤ اس پر جو باتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو دیا اور اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترونا بڑائی مارنے والا۔

ترجمہ کنز العرفان: تاکہ تم اس پر غم نہ کھاؤ جو تم سے جاتی رہے اور اس پر اتراؤ نہیں جو تمہیں اللہ نے دیا ہے اور اللہ ہر متکبر، بڑائی جتانے والے کو ناپسند کرتا ہے۔

﴿لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ﴾: تاکہ تم اس پر غم نہ کھاؤ جو تم سے جاتی رہے۔ ﴿لَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ﴾: یعنی تمہیں پہنچنے والی مصیبتیں لوح محفوظ میں لکھ دینے کی حکمت یہ ہے کہ دنیا کا جو ساز و سامان تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے تم اس پر غم نہ کھاؤ اور دنیا کا جو مال و متاع اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے تم اس پر خوش نہ ہو اور یہ سمجھ لو کہ جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے ضرور ہونا ہے، غم کرنے

۱.....مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، ص ۱۳۹۱، الحدیث: ۴۷ (۲۵۷۲)۔

سے کوئی ضائع شدہ چیز واپس مل سکتی ہے اور نہ فنا ہونے والی چیز اترانے کے لائق ہے، تو ہونا یہ چاہیے کہ خوشی کی جگہ شکر اور غم کی جگہ صبر اختیار کرو۔

یہاں غم کی مذمت بیان ہوئی ہے اس غم سے مراد انسان کی وہ حالت ہے جس میں صبر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنا نہ پایا جائے اور ثواب کی امید بھی آدمی نہ رکھے جبکہ خوشی سے وہ اترانا مراد ہے جس میں مست ہو کر آدمی شکر سے غافل ہو جائے البتہ وہ رنج و غم جس میں بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اس کی رضا پر راضی ہو ایسے ہی وہ خوشی جس پر حق تعالیٰ کا شکر گزار ہو ممنوع نہیں۔

حضرت امام جعفر صادق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”اے فرزندِ آدم! کسی چیز کے فقدان پر کیوں غم کرتا ہے؟ یہ اس کو تیرے پاس واپس نہ لائے گا اور کسی موجود چیز پر کیوں اتراتا ہے؟ موت اس کو تیرے ہاتھ میں نہ چھوڑے گی۔“ (۱)

الَّذِينَ يَبْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو آپ بخل کریں اور اوروں سے بخل کو کہیں اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سرابا۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ جو بخل کریں اور لوگوں کو بخل کرنے کا کہیں اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی بے نیاز، حمد کے لائق ہے۔

﴿الَّذِينَ يَبْخُلُونَ﴾ وہ جو بخل کریں۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں فرماتا جو اپنے پاس مال اور دنیا کا ساز و سامان ہونے کے باوجود اس مال و دولت سے محبت اور اپنے نزدیک اس کی قدر کی وجہ سے

۱.....مدارک، الحديد، تحت الآية: ۲۳، ص ۱۲۱۱-۱۲۱۲، خازن، الحديد، تحت الآية: ۲۳، ۴/۲۳۱-۲۳۲، ملقطاً.

اُس مال میں بخل کرتے ہیں اور اس مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور نیک کاموں میں خرچ نہیں کرتے اور وہ صرف اپنے بخل کو ہی کافی نہیں سمجھتے بلکہ لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اپنا مال روک لینے کی ترغیب دیتے ہیں، اور جو واجب صدقات سے منہ پھیرے تو بیشک اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوق سے بے نیاز اور حمد کے لائق ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ وہ یہودی جو سابقہ کتابوں میں لکھے ہوئے تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف چھپاتے ہیں اور ان کے اوصاف بیان کرنے سے خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے ہیں تو ان کے لئے سخت وعید ہے اور جو ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے سے منہ پھیرے تو بیشک اللہ تعالیٰ ہی اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز اور حمد کے لائق ہے تو ان سے کس طرح بے نیاز نہ ہوگا۔^(۱)

راہ خدا میں مال خرچ کرنے سے بخل کرنے اور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف چھپانے کی مذمت

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

هَٰأَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَدْعُونَ لِنُفَقَّوْا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ ۖ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَبْخُلُ ۚ وَمَنْ يَبْخُلْ فَإِنَّمَا
يَبْخُلُ عَنْ نَفْسِهِ ۗ وَاللَّهُ الْعَنِيُّ وَأَنْتُمْ
الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا
غَيْرَكُمْ لَعَلَّكُمْ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: ہاں ہاں یہ تم ہو جو بلائے جاتے ہو تاکہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

اور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف چھپانے والوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ
ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ لوگ جو ہماری اتاری ہوئی

①.....خازن، الحديد، تحت الآية: ۲۴، مدارك، الحديد، تحت الآية: ۲۴، ص ۱۲۱، جلالين، الحديد، تحت الآية: ۲۴، ص ۵۱، ملقطاً.

②.....سورہ محمد: ۳۸.

روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں حالانکہ ہم نے اسے لوگوں کے لئے کتاب میں واضح فرمادیا ہے تو ان پر اللہ لعنت فرماتا ہے اور لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ ۚ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبُئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ﴿۵۷﴾ لَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا آتَوْا وَيُجِبُونَ أَنَّ يُحْمَدُوا بِهَا لَمْ يَعْمَلُوا فَا لَا تَحْسِبَنَّ لَهُمْ سِقَاةً مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۵۸﴾

ترجمہ کنز العرفان: اور یاد کرو جب اللہ نے ان لوگوں سے عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور اس کتاب کو لوگوں سے بیان کرنا اور اسے چھپانا نہیں تو انہوں نے اس عہد کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی تو یہ کتنی بری خریداری ہے۔ ہرگز گمان نہ کرو ان لوگوں کو جو اپنے اعمال پر خوش ہوتے ہیں اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی ایسے کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے کئے ہی نہیں، انہیں ہرگز عذاب سے دور نہ سمجھو اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بخل کرنا، لوگوں کو بخل کرنے کی ترغیب دینا، یونہی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف چھپانا اور ان اوصاف کو چھپانے کی ترغیب دینا انتہائی مذموم اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے محفوظ رکھے، آمین۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۵۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت آنچ اور لوگوں کے فائدے اور اس لیے کہ اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے بے شک اللہ قوت والا غالب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اتارا، اس میں سخت لڑائی (کا سامان) ہے اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں اور تاکہ اللہ اس شخص کو دیکھے جو بغیر دیکھے اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے، بیشک اللہ قوت والا، غالب ہے۔

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ﴾ بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا۔ ﴿﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو ان کی امتوں کی طرف روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ ان چیزوں کو نازل فرمایا۔

(1)..... دین کے احکام اور مسائل بیان کرنے والی کتاب۔

(2)..... ترازو۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں ترازو سے مراد عدل ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہے کہ ہم نے عدل کا حکم دیا، اور ایک قول یہ ہے کہ ترازو سے وزن کرنے کا آلہ ہی مراد ہے، اور ترازو نازل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ لوگ آپس میں تول کر چیزیں لینے دینے کے معاملے میں انصاف پر قائم ہوں اور کوئی کسی کی حق تلفی نہ کرے۔ مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ترازو لائے اور فرمایا کہ اپنی قوم کو حکم دیجئے کہ اس سے وزن کریں۔

(3)..... لوہا۔ مفسرین نے فرمایا کہ یہاں آیت میں ”اتارنا“ پیدا کرنے کے معنی میں ہے اور مراد یہ ہے کہ ہم نے لوہا پیدا کیا اور لوگوں کے لئے معادن سے نکالا اور انہیں اس کی صنعت کا علم دیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے چار بابرکت چیزیں آسمان سے

زمین کی طرف اتاریں، (۱) لوہا۔ (۲) آگ۔ (۳) پانی۔ (۴) نمک۔^(۱)

اور لوہے کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں انتہائی سخت قوت ہے، یہی وجہ ہے کہ اس سے اسلحہ اور جنگی ساز و سامان بنائے جاتے ہیں اور اس میں لوگوں کیلئے اور بھی فائدے ہیں کہ لوہا صنعتوں اور دیگر پیشوں میں بہت کام آتا ہے۔ آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ لوہا نازل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو دیکھے جو جہاد میں لوہے کو استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتا ہے حالانکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں ہوا، بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا، غالب ہے، اس کو کسی کی مدد درکار نہیں اور دین کی مدد کرنے کا اس نے جو حکم دیا یہ انہیں لوگوں کے فائدے کے لئے ہے۔^(۲)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ
وَالْكِتَابَ فِيهِمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَسِقُونَ ﴿٢٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے ابراہیم اور نوح کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تو ان میں کوئی راہ پر آیا اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تو ان میں کوئی ہدایت یافتہ ہے اور ان میں بہت زیادہ فاسق ہیں۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ﴾ اور بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو منصب رسالت سے مشرف فرمایا اور نبوت اور کتاب ان دونوں کی اولاد میں رکھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کی اولاد

①.....مسند الفردوس، باب الالف، ۱/۱۷۵، الحدیث: ۶۵۶۔

②.....حازن، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۵، ۴/۲۳۲، مدارک، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۵، ص ۱۲۱۲، روح البیان، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۵، ۳۷۹/۹-۳۸۰، جلالین، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۵، ص ۴۵۱، ملقطاً۔

سے ہوئے اور چاروں کتابیں یعنی توریت، انجیل، زبور اور قرآن پاک حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے منصب رسالت پر فائز ہونے والوں پر نازل ہوئیں۔ آخر میں ارشاد فرمایا کہ ان دونوں رسولوں کی اولاد میں سے کچھ لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور ان میں بہت زیادہ فاسق ہیں۔^(۱)

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ
الْإِنْجِيلَ ۖ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ۖ وَ
رَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ
فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ
وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فُسِقُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروؤں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر ہم نے ان کے پیچھے ان کے قدموں کے نشانات پر اپنے (مزید) رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروکاروں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی اور رہبانیت (دنیا سے قطع تعلقی) کو انہوں نے خود ایجاد کیا، ہم نے ان پر یہ مقرر نہ کیا تھا ہاں اللہ کی رضا طلب کرنے کے لیے

۱.....خازن، الحديد، تحت الآية: ۲۶، ۲۳۲/۴، جلالین، الحديد، تحت الآية: ۲۶، ص ۵۱، ملقطاً.

(انہوں نے یہ بدعت ایجاد کی) پھر اس کی ویسی رعایت نہ کی جیسی رعایت کرنے کا حق تھا تو ان میں ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔

﴿ثُمَّ تَقْبَلُنَا عَلَىٰ أَثَابِهِمْ بِرُسُلِنَا﴾ پھر ہم نے ان کے پیچھے ان کے قدموں کے نشانات پر اپنے (مزید) رسول بھیجے۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے تک یکے بعد دیگرے اپنے مزید رسول بھیجے اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور انہیں انجیل عطا فرمائی اور دین میں ان کی پیروی کرنے والے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت و شفقت رکھتے ہیں اور راہب بننا یعنی پہاڑوں، غاروں اور تنہا مکانوں میں خلوت نشین ہونے، صومعہ بنانے، دنیا والوں سے میل جول ترک کرنے، عبادتوں میں اپنے اوپر زائد مشقتیں بڑھا لینے، نکاح نہ کرنے، نہایت موٹے کپڑے پہننے اور ادنیٰ غذا انتہائی کم مقدار میں کھانے کے عمل کو انہوں نے خود ایجاد کیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ چیزیں مقرر نہ کی تھیں، البتہ یہ بدعت انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرنے کیلئے ایجاد کی لیکن پھر ان کے بعد والے اس کی ویسی رعایت نہ کر سکے جیسی رعایت کرنے کا حق تھا بلکہ اس کو ضائع کر دیا اور تکلیف و اتحاد (یعنی تین خدامانے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدائی اور انسانیت کا اتحاد ماننے) میں مبتلا ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین سے کفر کر کے اپنے بادشاہوں کے دین میں داخل ہو گئے اور ان میں سے کچھ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر قائم اور ثابت بھی رہے اور جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک زمانہ پایا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایمان لائے تو ان میں سے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہت سے لوگ جنہوں نے رہبانیت کو ترک کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین سے منحرف ہو گئے، وہ نافرمان ہیں۔^(۱)

بدعت جسے خدا اور رسول نے نہ بنایا ہے

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں ”اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رہبانیت اختیار کرنے پر ان کی مذمت نہیں فرمائی بلکہ اس پر جیسے عمل کرنے کا حق تھا (بعد والوں کے) ویسے عمل نہ کرنے پر ان کی مذمت فرمائی ہے اور ان کے ایجاد کئے ہوئے فعل کو بدعت کہا گیا اور ان کے برخلاف اس امت نے جس نئے کام کو نیکی کے طریقے کے طور پر

①..... حازن، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۷، ۲۳۳/۴۔

ایجاد کیا، ان کی عظمت و شرافت کی وجہ سے اسے سنت (یعنی طریقہ) کہا گیا جیسا کہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً“ جس نے اسلام میں اچھی سنت (طریقہ) ایجاد کیا۔^(۱)

اس حدیث میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں اسلام میں نیک طریقہ نکالنے کی اجازت دی ہے اور اس کا نام سنت رکھا ہے اور اس طریقہ کو نکالنے والوں اور اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کو اجر و ثواب کی بشارت دی ہے۔^(۲)

ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر نیا کام بدعت ہے تو جو اچھی بدعت نکالے اسے چاہئے کہ وہ اس پر ہمیشہ قائم رہے اور اس کی ضد (یعنی مخالف چیز) کی طرف عدول نہ کرے ورنہ وہ اس آیت (میں مذکور فسق) کی وعید میں داخل ہوگا۔ (جبکہ وہ مخالفت شریعت کے برخلاف ہو۔)^(۳)

حضرت علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دین میں کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات نیک ہو اور اس سے رضائے الہی مقصود ہو تو بہتر ہے اس پر ثواب ملتا ہے اور اس کو جاری رکھنا چاہیے، ایسی بدعت کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں البتہ دین میں بری بات نکالنا بدعتِ سیئہ کہلاتا ہے، وہ ممنوع اور ناجائز ہے اور بدعتِ سیئہ حدیث شریف میں وہ بتائی گئی ہے جو خلافِ سنت ہو، اس کے نکالنے سے کوئی سنت اٹھ جائے۔ اس سے ہزار ہا مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے امورِ خیر کو بدعت بتا کر منع کرتے ہیں جن سے دین کی تقویٰ و تائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اخروی فوائد پہنچتے ہیں اور وہ طاعات و عبادات میں ذوق و شوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں، ایسے امور کو بدعت بتانا قرآن مجید کی اس آیت کے صریح خلاف ہے۔^(۴)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ

①.....مسلم، کتاب الزکاة، باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرۃ... الخ، ص ۵۰۸، الحدیث: ۶۹ (۱۰۱۷)۔

②.....روح البیان، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۷، ۳۸/۹۔

③.....تفسیر قرطبی، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۷، ۱۹۳/۹، الجزء السابع عشر۔

④.....خزان العرفان، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۷، ص ۹۹۹۔

مِنْ رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۖ وَاللَّهُ
عَفُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ (٢٨)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے نور کر دے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور وہ تمہارے لیے ایک ایسا نور کر دے گا جس کے ذریعے تم چلو گے اور وہ تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ: اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والو! رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں دگنا اجر دے گا کیونکہ تم پہلی کتاب اور پہلے نبی پر بھی ایمان لائے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن پاک پر بھی ایمان لائے اور وہ قیامت کے دن تمہارے لیے پل صراط پر ایک ایسا نور کر دے گا جس (کی روشنی) کے ذریعے تم چلو گے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے پہلے کے تمہارے سب گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (۱)

اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں کے لئے دگنا اجر

اس آیت کی نظیر یہ آیت مبارکہ ہے

ترجمہ کنز العرفان: جن لوگوں کو ہم نے اس (قرآن) سے

الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ

يَوْمُنَّ ۝۵۶ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ
إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ
مُسْلِمِينَ ۝۵۷ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ
بِمَا صَبَرُوا (۱)

پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جب ان
پر یہ آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان
لائے، بیشک یہی ہمارے رب کے پاس سے حق ہے۔ ہم اس
(قرآن) سے پہلے ہی فرمانبردار ہو چکے تھے۔ ان کو ان کا اجر
دُگنا دیا جائے گا کیونکہ انہوں نے صبر کیا۔

اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم نے ارشاد فرمایا ”تین آدمیوں کے لئے دُگنا اجر ہے۔ (۱) اہل کتاب میں سے وہ شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور
محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر (بھی) ایمان لایا۔ (۲) وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق بجالائے اور اپنے مالکوں کے
حقوق (بھی) پورے کرے۔ (۳) وہ آدمی جس کے پاس لونڈی ہو تو وہ اس سے وطی کرے اور اسے تہذیب و تعلیم کے
زیور سے خوب آراستہ کرے، پھر اسے آزاد کرنے کے بعد اس کے ساتھ نکاح کر لے تو اس کے لئے دُگنا ثواب ہے۔ (۲)

لِّئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ إِلَّا يَتَّقِدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ وَأَنَّ
الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۖ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۵۹

ترجمہ کنز الایمان: یہ اس لیے کہ کتاب والے کافر جان جائیں کہ اللہ کے فضل پر ان کا کچھ قابو نہیں اور یہ کہ فضل اللہ
کے ہاتھ ہے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: تاکہ اہل کتاب جان لیں کہ وہ اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے اور یہ کہ سارا
فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

﴿لَسَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ: تَاكِه اِهْلِ كِتَابِ جَان لِيں۔﴾ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب اوپر والی آیت نازل ہوئی اور اس میں اہل کتاب میں سے مومنین کو سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوپر ایمان لانے پر دگنے اجر کا وعدہ دیا گیا تو اہل کتاب میں سے کفار نے کہا ”اگر ہم حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائیں تو ہمیں دگنا اجر ملے گا اور اگر ایمان نہ لائیں تو ہمارے لئے ایک اجر جب بھی رہے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اُن کے اس خیال کو رد کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو آخری نبی پر ایمان لانے کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ اہل کتاب جان لیں کہ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائے بغیر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل یعنی دُگنے اجر، نور اور مغفرت میں سے کچھ نہیں پاسکتے کیونکہ جب وہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان نہیں لائے تو ان کا پہلے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لانا بھی ان کے لئے مفید نہ ہوگا، اور وہ یہ بھی جان لیں کہ سارا فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے دیتا ہے کیونکہ وہ قادر اور مختار ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔^(۱)

مآخذ و مراجع

مکتبہ	نام کتاب	مصنف ابن ابی شیبہ	مطبع و حالت
1	کنز الإیمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
2	کنز العرفان	شیخ الحدیث و التفسیر ابوالصالح مفتی محمد قاسم قادری	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

کتاب التفسیر و علوم القرآن

1	تفسیر طبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	تفسیر ابن ابی حاتم	حافظ عبدالرحمن بن محمد بن ادريس رازی ابن ابی حاتم، متوفی ۳۳۷ھ	مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، ریاض ۱۴۱۷ھ
3	تاویلات اهل السنّة	امام ابو منصور محمد بن منصور ماتریدی، متوفی ۳۳۳ھ	پشاور
4	تفسیر سمرقندی	ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی، متوفی ۳۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۳ھ
5	الوسیط = تفسیر واحدی	ابوالحسن علی بن احمد واحدی نسیابوری، متوفی ۴۶۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۵ھ
6	تفسیر بغوی	امام ابو محمد حسین بن مسعود فرابغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۲ھ
7	تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
8	تفسیر قرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
9	تفسیر بیضاوی	ناصر الدین عبد اللہ بن ابو عمر بن محمد شیرازی بیضاوی، متوفی ۶۸۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
10	تفسیر مدارک	امام عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی، متوفی ۷۱۰ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
11	غرائب القرآن	نظام الدین حسن بن محمد قنیسیابوری، متوفی ۷۲۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ
12	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۷۱ھ	مطبعہ مبینہ، مصر ۱۳۱۷ھ
13	البحر المحيط	ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی، متوفی ۷۴۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
14	تفسیر ابن کثیر	ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی، متوفی ۷۷۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ

باب المدینہ کراچی	امام جلال الدین محلی، متوفی ۸۶۳ھ و امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	تفسیر جلالین	15
دارالفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	تفسیر دُر منشور	16
دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	تناسق الدرر	17
دارالفکر، بیروت	علامہ ابو سعید محمد بن مصطفیٰ عمادی، متوفی ۹۸۲ھ	تفسیر ابو سعید	18
دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ	شیخ اسماعیل حق بنی بروجی، متوفی ۱۱۳۷ھ	روح البیان	19
باب المدینہ کراچی	علامہ شیخ سلیمان جمل، متوفی ۱۲۰۴ھ	تفسیر حمل	20
دارالفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی، متوفی ۱۲۴۱ھ	تفسیر صاوی	21
دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	روح المعانی	22
مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	خزانة العرفان	23
پیر بھائی کمپنی، مرکز الاولیاء لاہور	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	نور العرفان	24
پشاور	وہبہ بن مصطفیٰ زحیلی	تفسیر منیر	25

کتب الحدیث و متعلقاتہ

دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ	حافظ معمر بن راشد ازدی، متوفی ۱۵۳ھ	کتاب الجامع	1
دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ	امام مالک بن انس صحیحی، متوفی ۱۷۹ھ	موطا امام مالک	2
دار المعرفہ، بیروت	سلیمان بن داود بن جارود فارسی الشہیر بابی داود طرابلسی، متوفی ۲۰۴ھ	مسند ابو داؤد طرابلسی	3
دارالفکر، بیروت ۱۴۱۲ھ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عجمی، متوفی ۲۳۵ھ	مصنف ابن ابی شیبہ	4
دارالفکر، بیروت ۱۴۱۲ھ	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	مسند امام احمد	5
دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	بخاری	6
دار ابن حزم، بیروت ۱۴۱۹ھ	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	مسلم	7

8	ابن ماجه	امام ابو عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجه، متوفى ۲۴۳ھ	دار المعرفه، بيروت ۱۴۲۰ھ
9	ابوداؤد	امام ابوداؤد سليمان بن اشعث بختانی، متوفى ۲۴۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بيروت ۱۴۲۱ھ
10	ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفى ۲۴۹ھ	دار الفکر، بيروت ۱۴۱۴ھ
11	مسند البزار	امام ابو بکر احمد عمرو بن عبد الحلق بزار، متوفى ۲۹۲ھ	مکتبه العلوم والحکم، المدينه المنوره ۱۴۲۴ھ
12	سنن نسائی	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب نساى، متوفى ۳۰۳ھ	دار الكتب العلميه، بيروت ۱۴۲۶ھ
13	تهذيب الآثار	امام ابو جعفر محمد بن جرير طبري، متوفى ۳۱۰ھ	مطبعة المدنی، قاهره
14	معجم الكبير	امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبرانی، متوفى ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بيروت ۱۴۲۲ھ
15	معجم الاوسط	امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبرانی، متوفى ۳۶۰ھ	دار الكتب العلميه، بيروت ۱۴۲۰ھ
16	معجم الصغير	امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبرانی، متوفى ۳۶۰ھ	دار الكتب العلميه، بيروت ۱۴۰۳ھ
17	مستدرک	امام ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاکم نیشاپوری، متوفى ۴۰۵ھ	دار المعرفه، بيروت ۱۴۱۸ھ
18	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد الله اصفهانی شافعی، متوفى ۴۳۰ھ	دار الكتب العلميه، بيروت ۱۴۱۹ھ
19	مسند الشهاب	قاضی ابو عبد الله محمد بن سلامه قضاى، متوفى ۴۵۴ھ	مؤسسه الرساله، بيروت ۱۴۰۵ھ
20	شعب الايمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیهقی، متوفى ۴۵۸ھ	دار الكتب العلميه، بيروت ۱۴۲۱ھ
21	سنن الکبری	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیهقی، متوفى ۴۵۸ھ	دار الكتب العلميه، بيروت ۱۴۲۴ھ
22	تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی، متوفى ۴۶۳ھ	دار الكتب العلميه، بيروت ۱۴۱۷ھ
23	شرح السنه	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، متوفى ۵۱۶ھ	دار الكتب العلميه، بيروت ۱۴۲۴ھ
24	مسند الفردوس	ابو منصور شهر دار بن شيرويه بن شهر دار ويلمی، متوفى ۵۵۸ھ	دار الكتب العلميه، بيروت ۱۴۰۶ھ
25	ابن عساکر	امام ابو القاسم علی بن حسن شافعی، متوفى ۵۷۱ھ	دار الفکر، بيروت ۱۴۱۵ھ
26	جامع الاصول	امام مبارک بن محمد شیبانی معروف بابن اثیر جزى، متوفى ۶۰۶ھ	دار الكتب العلميه، بيروت ۱۴۱۸ھ
27	الترغيب والترهيب	امام زکى الدين عبد العظيم بن عبد القوي منذرى، متوفى ۶۵۶ھ	دار الكتب العلميه، بيروت ۱۴۱۸ھ

28	مشكاة المصابيح	علامہ ولی الدین ترمیزی، متوفی ۷۴۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
29	جامع العلوم والحکم	عبد الرحمن بن شہاب الدین بن احمد بن رجب حنبلی، متوفی ۷۹۵ھ	المکتبۃ الفیصلیۃ، مکتۃ المکرمہ
30	جامع صغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
31	کنز العمال	علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ

کتاب شروح الحدیث

1	فتح الباری	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
2	مرقاۃ المفاتیح	علی بن سلطان محمد ہروی قاری حنفی، متوفی ۱۰۱۴ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
3	فیض القدير	علامہ محمد عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
4	اشعة اللمعات	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوسٹہ
5	مرآة المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	مکتبۃ اسلامیہ، مرکز الاولیاء لاہور

کتاب الفقہ

1	نور الايضاح	ابوالاخلاص حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی ۱۴۳۲ھ
2	ردّ المحتار	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۳۰ھ
3	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
4	بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
5	فتاویٰ امجدیہ	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ رضویہ، باب المدینہ کراچی ۱۴۱۹ھ

کتاب التصوف

1	رسائل ابن ابی الدنیا	حافظ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد قرشی، متوفی ۲۸۱ھ	مکتبۃ العصریہ، بیروت ۱۴۳۶ھ
2	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفی ۵۰۵ھ	دارصادر، بیروت ۲۰۰۰ء

3	منہاج العابدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفی ۵۰۵ھ	مؤسسۃ السیر وان، بیروت ۱۴۱۶ھ
4	ذم الہوی	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	پشاور
5	الروض الفائق	شعیب بن عبد اللہ بن سعد حریش، متوفی ۸۱۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۶ھ
6	شرح الصدور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا، ہند

کتاب السیرۃ والطبقات

1	سیرت نبویہ	ابو محمد عبد الملک بن ہشام، متوفی ۲۱۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
2	اخلاق النبی	حافظ عبد اللہ بن محمد اسمہانی معروف بابی الشیخ، متوفی ۳۶۹ھ	دار الکتب العربی، بیروت ۱۴۲۸ھ
3	الشفاء	قاضی ابو الفضل عیاض مالکی، متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا، ہند
4	شفاء السقام	تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی شافعی، متوفی ۷۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۹ھ
5	شواہد النبوة	مولانا عبد الرحمن جامی، متوفی ۸۹۸ھ	مکتبہ ہقیقہ اشتبول، ۱۴۱۵ھ
6	سبل الہدی والرشاد	محمد بن یوسف صالحی شامی، متوفی ۹۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۸ھ
7	مدارج النبوت	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا، ہند
8	شان حبیب الرحمن	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	نعیمی کتب خانہ، گجرات

الکتب المتفرقة

1	روض الریاحین	عبد اللہ بن اسعد بن علی یافعی مالکی، متوفی ۷۶۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
2	تذکرۃ الموتی والقبور (ترجمہ)	قاضی ثناء اللہ پانی پتی، متوفی ۱۸۱۰ء	نوری کتب خانہ، مرکز الاولیاء لاہور
3	ملفوظات اعلیٰ حضرت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
4	جنہم کے خطرات	مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

ضمیمہ فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
641	فنا ہونا بھی ایک اعتبار سے نعمت ہے		﴿اللہ عزوجل کی قدرت و رضا اور اس کا علم﴾
653	اللہ تعالیٰ کا خوف بڑی اعلیٰ نعمت ہے		قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ
	ایندھن حاصل کرنے کے موجودہ ذرائع اللہ تعالیٰ کی	16	خاص ہے
700	بہت بڑی نعمت ہیں		نیک اعمال سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلبگار اور دنیا
	﴿اللہ عزوجل کا ذکر اور اس کی حمد و تسبیح﴾	52	کے طلبگار کا حال
482	نمازوں کے بعد تسبیح کی فضیلت		بیٹے اور بیٹیاں دینے یا نہ دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے
	﴿انبیاء و سید الانبیاء علی نبینا وعلینہم الصلوٰۃ والسلام﴾	96	پاس ہے
	تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد	116	اللہ تعالیٰ کی مشیت اور رضا میں بہت فرق ہے
30	اب کوئی نبی نہیں بن سکتا		اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھنے
	قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	158	کے فضائل
150	تشریف لانا برحق ہے	209	قدرت کی نشانیوں سے فائدہ اٹھانے والے لوگ
	مخلوق میں سے کسی کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ	460	لوح محفوظ اللہ تعالیٰ کے علم کے لئے نہیں
452	وآلہ وسلم پر احسان نہیں		زمین میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر دلالت
	انبیاء، شہداء اور اولیاء اپنے اجسام اور کفنوں کے ساتھ	494	کرنے والی نشانیاں
457	زندہ ہیں	696	تعجب کے قابل شخص
	﴿تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کفار﴾		﴿اللہ عزوجل کی رحمت و نعمت اور مصلحت﴾
528	کے اعتراضات اور اللہ تعالیٰ کے جوابات	18	اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کا فرکا وصف ہے
	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے معراج	64	اللہ تعالیٰ کے افعال حکمتوں اور مصلحتوں سے خالی نہیں
553	کی رات اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا		اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ لذیذ چیزوں سے فائدہ اٹھانے
	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اول، آخر،	269	کی مذموم اور غیر مذموم صورتیں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
438	انسان کی عزت و حرمت کی حفاظت میں اسلام کا کردار	714	طاہر اور باطن ہیں
	اسلامی تعلیمات		صحابہ کرام و خلفاء راشدین
18	اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کا فکا وصف ہے		حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ
	راحت میں اللہ تعالیٰ کو بھول جانا اور صرف مصیبت	368	تعالیٰ عنہما کی خلافت صحیح ہونے کی دلیل
21	میں دعا کرنا کفار کا طریقہ ہے		حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں اور صحابہ میں
21	مصیبتوں کا سامنا تسلیم و رضا اور صبر و استقلال سے کریں	410	کوئی فاسق نہیں
50	رزق کی وسعت اور تنگی حکمت کے مطابق ہے		صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے باہمی اختلافات
	دنیا کی نعمتوں کے مقابلے میں اخروی اجر و ثواب ہی	419	سے متعلق 8 اہم باتیں
75	بہتر ہے		علم غیب
83	ظالم سے بدلہ لینے کی بجائے اسے معاف کر دینا بہتر ہے		اولیاء کرام کی دی ہوئی خبروں پر ایک سوال اور اس
96	اپنی ملکیت میں موجود چیزوں پر غور نہ کیا جائے	17	کا جواب
	بیٹیوں سے نفرت کرنا اور ان کی پیدائش سے گھبرانا		حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنتیوں اور
112	کفار کا طریقہ ہے	34	جہنمیوں کے بارے میں اور ان کی تعداد جانتے ہیں
	صرف جھگڑا کرنے کے لئے بحث مباحثہ شروع کر دینا		حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی
147	کفار کا طریقہ ہے	35	تابندہ دلیل
	کفار کے لئے بیان کی گئی سزاؤں میں مسلمانوں کے		حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹ
164	لئے بھی عبرت	517	المعمور کو ملاحظہ فرمایا
167	دینی چیزوں سے ناگواری کا اظہار کرنا کفار کا کام ہے		دین اسلام
169	تہائی میں گناہ کرنے والے اللہ تعالیٰ سے ڈریں	298	اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کی 7 صورتیں
	اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہیں بلکہ اس کی تخلیق میں غور	315	اسلام کی نظر میں رشتے داری کی اہمیت
214	و فکر کرنا چاہئے	411	معاشرے کو امن کا گہوارہ بنانے میں اسلام کا کردار
216	ہر شخص اپنے اعمال اور انجام پر غور کرے	417	معاشرے سے ظلم کا خاتمہ کرنے میں دین اسلام کا کردار

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
302	کافروں اور ایمان والوں میں فرق	233	آخری کامیابی حاصل کرنے کی کوشش زیادہ کی جائے
303	مومن اور کافر کے کھانے میں فرق		نفس کو نہ کھلی چھٹی دی جائے نہ ہر حال میں اس کی
	مسلمانوں سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی	268	بیروی کی جائے
353	ایک درخواست		کسی شخص میں فقر کے آثار دیکھ کر اس کا مذاق نہ
415	مسلمانوں میں صلح کروانے کے فضائل	425	اڑایا جائے
422	مسلمانوں کے باہمی تعلق کے بارے میں 3 احادیث		لوگوں کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے عیبوں
437	مسلمانوں کے عیب تلاش کرنے کی ممانعت	438	کی اصلاح کی جائے
	قیامت کا دن کافروں پر سخت ہوگا جبکہ کامل ایمان	526	جہنم کی سخت گرم ہوا سے پناہ مانگا کریں
593	والوں پر سخت نہیں ہوگا	665	اچھی عادت اچھی صورت سے افضل ہے
756	اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں کیلئے دُگنا اجر		ابیدھن حاصل کرنے کے موجودہ ذرائع اللہ تعالیٰ کی
	فرشتے	700	بہت بڑی نعمت ہیں
467	اعمال لکھنے والے فرشتوں سے متعلق 3 اہم باتیں		مسلمان و مومن
547	حضرت جبریل علیہ السلام کی شدت اور قوت کا حال		کفار کا مال و دولت اور عیش و عشرت دیکھ کر مسلمانوں
	شیاطین و جنات	125	کا حال
	شیطان آخرت کے بارے میں شک ڈال کر دھوکہ	136	مسلمانوں کی عظمت و ناموری کا ذریعہ اور مسلمانوں کا حال
25	دیتا ہے		کفار کے لئے بیان کی گئی سزاؤں میں مسلمانوں کے
129	قرآن سے منہ پھیرنے والے کا ساتھی شیطان ہوگا	164	لئے بھی عبرت
152	شیطان کی انسانوں سے عداوت اور دشمنی	192	مومن کی موت پر آسمان وزمین روتے ہیں
511	جنوں اور انسانوں کی پیدائش کا اصل مقصد	209	قدرت کی نشانیوں سے فائدہ اٹھانے والے لوگ
644	جنات اور انسانوں کو ”فَقْلَانِ“ فرمانے کی وجوہات	222	مومن اور کافر کی زندگی ایک جیسی نہیں
	کفار و دیگر مذہب باطلہ		قیامت کے دن کافر اولاد اپنے مومن والدین کے
18	اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کافر کا وصف ہے	263	ساتھ نہ ہوگی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
528	کے اعتراضات اور اللہ تعالیٰ کے جوابات		راحت میں اللہ تعالیٰ کو بھول جانا اور صرف مصیبت
587	کفار مکہ کی ہٹ دھرمی	21	میں دعا کرنا کفار کا طریقہ ہے
	قیامت کا دن کافروں پر سخت ہوگا جبکہ کامل ایمان والوں	69	تنازع کے قائلین کا رد
593	پر سخت نہیں ہوگا		بیٹیوں سے نفرت کرنا اور ان کی پیدائش سے گھبرانا کفار
616	تقدیر کے منکروں کے بارے میں احادیث	112	کا طریقہ ہے
	نظریات و معمولات اہلسنت		کفار کا مال و دولت اور عیش و عشرت دیکھ کر مسلمانوں
	اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت قیامت کے دن	125	کا حال
157	کام آئے گی		صرف جھگڑا کرنے کے لئے بحث مباحثہ شروع کر دینا
299	بندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں	147	کفار کا طریقہ ہے
379	نیک بندوں کے طفیل بدکاروں سے عذاب ٹل جاتا ہے		کفار کے لئے بیان کی گئی سزاؤں میں مسلمانوں کے
523	جنت میں اولاد کو ماں باپ کا وسیلہ کام آئے گا	164	لئے بھی عبرت
574	میت کو نیک اعمال کا ثواب پہنچتا ہے	167	دینی چیزوں سے ناگواری کا اظہار کرنا کفار کا کام ہے
	قرآن کریم	184	قرآن پاک کی حقانیت دیکھ کر کفار کا حال
104	عربی زبان کی فضیلت	222	مومن اور کافر کی زندگی ایک جیسی نہیں
105	قرب قیامت میں قرآن مجید اٹھالیا جائے گا		قیامت کے دن کافر اولاد اپنے مومن والدین کے
129	قرآن سے منہ پھیرنے والے کا ساتھی شیطان ہوگا	263	ساتھ نہ ہوگی
184	قرآن پاک کی حقانیت دیکھ کر کفار کا حال	277	جہالت کی انتہاء
241	قرآن مجید کی چار خوبیاں	302	کافروں اور ایمان والوں میں فرق
347	قرآن اور تعظیم حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم	303	مومن اور کافر کے کھانے میں فرق
455	قرآن مجید عزت والا ہے	386	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کافروں پر سختی
597	قرآن مجید یاد کرنے والے کے لئے آسان ہے	465	کفار مکہ کی انتہائی جہالت
606	قرآن پاک یاد کرنے کا حکم اور فضائل		تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کفار

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
265	اُخروی ثواب میں اضافے کی خاطر دنیوی لذتوں کو ترک کر دینا	703	قرآن پاک چھونے سے متعلق ۱۷ احکام
267	تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی دنیا سے کنارہ کشی	388	عبادت
491	نیک اعمال آخرت کی عظیم کامیابی حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں	511	صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی عبادت کا حال جنوں اور انسانوں کی پیدائش کا اصل مقصد
741	دنیا کے بارے میں احادیث اور اقوال		اعمال
	موت	291	کفر نیک اعمال کی بربادی کا سبب ہے
155	موت چھوٹی قیامت ہے، یہ بھی اچانک آئے گی	325	عمل کو باطل کرنا منع ہے
192	مومن کی موت پر آسمان وزمین روتے ہیں	326	نیک اعمال کو برباد کر دینے والے اعمال
457	انسان کا جسم مرنے کے بعد مٹی ہو جائے گا	491	نیک اعمال آخرت کی عظیم کامیابی حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں
469	نزع کی تکلیف کا حال	574	میت کو نیک اعمال کا ثواب پہنچتا ہے
470	موت سے فرار ممکن نہیں	644	تمام انسانوں کے لئے نصیحت
640	ہر جاندار کو ایک دن دنیا سے رخصت ضرور ہونا ہے		دنیا و آخرت
641	فنا ہونا بھی ایک اعتبار سے نعمت ہے	25	شیطان آخرت کے بارے میں شک ڈال کر دھوکہ دیتا ہے
695	انسان کو کہیں بھی اور کسی بھی وقت موت آسکتی ہے	46	دنیا کا باقی رہ جانے والا عرصہ بہت کم ہے
696	تعجب کے قابل شخص	75	دنیا کی نعمتوں کے مقابلے میں اخروی اجر و ثواب ہی بہتر ہے
736	دل کی سختی کے اسباب اور اس کی علامات	92	آخرت بہتر بنانے کا موقع صرف دنیا کی زندگی ہے
	قیامت	226	نفسانی خواہشات کی پیروی دنیا اور آخرت کے لئے بہت نقصان دہ ہے
16	قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے	233	اُخروی کامیابی حاصل کرنے کی کوشش زیادہ کی جائے
33	قیامت کے دن کو جمع کا دن فرمائے جانے کی وجہ		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
659	جنتی حوروں کی صفائی اور خوش رنگی		گناہگار مسلمانوں کے لئے قیامت کے دن مددگار ہوں گے
667	جنتی حور اور اس کے خیموں کا حال	36	قیامت کی 10 علامات
680	اہل جنت کی خصوصی خدمت	151	قیامت کے دن کافر اولاد اپنے مؤمن والدین کے ساتھ نہ ہوگی
681	جنتی پرندوں سے متعلق 3 احادیث	263	قیامت کے دن سب سے پہلے کس سے زمین شق ہوگی
684	بیری کے جنتی درخت کی شان	484	قیامت کا دن کافروں پر سخت ہوگا جبکہ کامل ایمان والوں پر سخت نہیں ہوگا
685	جنت میں سایہ ہے یا نہیں؟	593	قیامت کے ہولناک مناظر کے بارے میں پڑھ کر رونا
687	کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی	648	قیامت ضرور واقع ہوگی
	نماز	673	عذاب الہی
81	نماز پڑھنے کی اہمیت		براساتھی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے
482	نمازوں کے بعد تسبیح کی فضیلت	130	مغفرت اور عذاب سے متعلق 4 باتیں
541	نماز سے پہلے پڑھا جانے والا وظیفہ	364	نیک بندوں کے طفیل بدکاروں سے عذاب ٹل جاتا ہے
669	نماز کے بعد پڑھی جانے والی ایک دعا	379	جنت و دوزخ
	جہاد		جنت کی عظیم نعمتیں
297	شہید کے فضائل	161	جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوگا
298	اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کی 7 صورتیں	162	جنت کے سدا بہار بھل
314	اسلامی جہاد رحمت ہے یا فساد؟	163	جہنمی درخت زقوم کا وصف
	واقعات	199	اہل جنت اپنے مقام اور جنتی نعمتوں کو پہچانتے ہوں گے
338	صلح حدیبیہ کا مختصر واقعہ	297	جنت میں اولاد کو ماں باپ کا وسیلہ کام آئے گا
370	بیعت رضوان اور اس کا سبب	523	جہنم کی سخت گرم ہوا سے پناہ مانگا کریں
386	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کافروں پر سختی	526	
429	سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوش طبعی		
458	انتقال کے بعد اولیاء کرام کی زندگی کے 5 واقعات		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم		حضرت جمیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا سبب
347	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنے والے کامیاب ہیں	518	آیت ”إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ“ پڑھنے کے بعد
347	قرآن اور تعظیم حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم	519	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیفیت اشارے سے چاند چیر دیا
351	مسلمانوں سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک درخواست	586	قیامت کے ہولناک مناظر کے بارے میں پڑھ کر رونا
353	آیت ”لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ“ کے نزول کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حال	648	کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی
399	آیت ”لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ“ میں دیئے گئے حکم پر دیگر بزرگان دین کا عمل	687	حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ
401	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اور آپ کے اختیارات	733	حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ
		734	فضائل و مناقب
			حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
			گناہگار مسلمانوں کے لئے قیامت کے دن مددگار ہوں گے
545	صفی اور حبیب میں فرق	36	ہمت والے رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام
	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا	284	انبیاء، شہداء اور اولیاء اپنے اجسام اور کفنوں کے ساتھ زندہ ہیں
553	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طاقت	457	قیامت کے دن سب سے پہلے کس سے زمین شق ہوگی
558	اشارے سے چاند چیر دیا	484	تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کے اعتراضات اور اللہ تعالیٰ کے جوابات
586	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اول، آخر، ظاہر اور باطن ہیں	528	راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے نخل کرنے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف چھپانے کی مذمت
714	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و مبارک اخلاق	749	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
519	آیت ”إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ“ پڑھنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیفیت	265	آخری ثواب میں اضافے کی خاطر دنیوی لذتوں کو ترک کر دینا
723	مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقام دیگر صحابہ سے بلند ہے	267	تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دنیا سے کنارہ کشی
724	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان	285	سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صبر
	بزرگان دین رحمہم اللہ المبین	429	سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوش طبعی
401	آیت ”لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ“ میں دیئے گئے حکم پر دیگر بزرگان دین کا عمل	255	صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
	انبیاء، شہداء اور اولیاء اپنے اجسام اور کفنوں کے ساتھ زندہ ہیں	265	بنی اسرائیل کے گواہ سے مراد کون ہے؟
457	انتقال کے بعد اولیاء کرام کی زندگی کے 5 واقعات	267	آخری ثواب میں اضافے کی خاطر دنیوی لذتوں کو ترک کر دینا
733	حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ	351	تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دنیا سے کنارہ کشی
734	حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ		صحابہ کرام اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیعت رضوان میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت
	سورتوں کا تعارف	372	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کافروں پر سختی
27	سورۃ شوریٰ کا تعارف	386	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی باہمی نرم دلی
101	سورۃ زخرف کا تعارف	387	آیت ”لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ“ کے نزول کے بعد
175	سورۃ دُخان کا تعارف	399	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حال
204	سورۃ جاثیہ کا تعارف	405	حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان
239	سورۃ احقاف کا تعارف		حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا سبب
288	سورۃ محمد کا تعارف	518	
335	سورۃ فتح کا تعارف		
392	سورۃ حجرات کا تعارف		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
204	سورہ جاثیہ کے مضامین	453	سورہ قی کا تعارف
239	سورہ احقاف کے مضامین	485	سورہ ذاریات کا تعارف
288	سورہ محمد کے مضامین	514	سورہ طور کا تعارف
335	سورہ فتح کے مضامین	542	سورہ نجم کا تعارف
392	سورہ حجرات کے مضامین	584	سورہ قمر کا تعارف
454	سورہ ق کے مضامین	622	سورہ رحمن کا تعارف
485	سورہ ذاریات کے مضامین	670	سورہ واقعہ کا تعارف
515	سورہ طور کے مضامین	710	سورہ حدید کا تعارف
543	سورہ نجم کے مضامین		سورتوں کے فضائل
585	سورہ قمر کے مضامین	175	سورہ دُخان کے فضائل
623	سورہ رحمن کے مضامین	335	سورہ فتح کی فضیلت
671	سورہ واقعہ کے مضامین	453	سورہ قی سے متعلق احادیث
710	سورہ حدید کے مضامین	514	سورہ طور سے متعلق دو احادیث
	پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت	542	سورہ نجم کے فضائل
29	سورہ حم السجدہ کے ساتھ مناسبت	584	سورہ قمر کے فضائل
103	سورہ شوریٰ کے ساتھ مناسبت	622	سورہ رحمن کے فضائل
176	سورہ زُخُوف کے ساتھ مناسبت	670	سورہ واقعہ کے فضائل
205	سورہ دخان کے ساتھ مناسبت	710	سورہ حدید کی فضیلت
240	سورہ جاثیہ کے ساتھ مناسبت		سورتوں کے مضامین
289	سورہ احقاف کے ساتھ مناسبت	27	سورہ شوریٰ کے مضامین
337	سورہ محمد کے ساتھ مناسبت	101	سورہ زُخُوف کے مضامین
393	سورہ فتح کے ساتھ مناسبت	176	سورہ دُخان کے مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
293	حاصل ہونے والی معلومات	486	سورہ بقی کے ساتھ مناسبت
325	عمل کو باطل کرنا منع ہے	515	سورہ ذاریات کے ساتھ مناسبت
	آیت ”لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ“ سے	544	سورہ طور کے ساتھ مناسبت
353	معلوم ہونے والے مسائل	585	سورہ نجم کے ساتھ مناسبت
	آیت ”اِنَّ الَّذِيْنَ يَّبْعُوْكَ“ سے معلوم ہونے	624	سورہ قمر کے ساتھ مناسبت
360	والے مسائل	672	سورہ رحمن کے ساتھ مناسبت
	آیت ”لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ“ سے معلوم	711	سورہ واقعہ کے ساتھ مناسبت
372	ہونے والے مسائل		اَحْكَامُ الْقُرْآنِ وَفَقْهِيْ مَسْأَلِ
	آیت ”فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَةً عَلٰی رَسُوْلِهِ وَعَلٰی		آیت ”وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِيْ الْاَرْضِ“ سے معلوم
381	المُؤْمِنِيْنَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	31	ہونے والے مسائل
	آیت ”لَكِنَّ الْخُلُفَاءَ النَّسَجِدَ الْحَرَامَ“ سے معلوم		شریعت کے مقابلے میں آباء و اجداد کے رسم و رواج کی
383	ہونے والے مسائل	117	پابندی کرنا بدترین جرم ہے
	آیت ”لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ“ سے	148	آیت ”اِنَّ هُوَ الْاَعْبَدُ“ سے معلوم ہونے والے احکام
395	متعلق 5 باتیں		آیت ”كَذٰلِكَ فَتَّ وَاَوْرَثٰهَا“ سے حاصل ہونے
403	آیت ”لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ“ سے متعلق 3 اہم باتیں	191	والی معلومات
	آیت ”اِنَّ الَّذِيْنَ يَعْصُوْنَ اَوْاٰتِہُمْ“ سے حاصل	229	زمانے کو بُرا کہنا ممنوع ہے
405	ہونے والی معلومات		آیت ”فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ“
	آیت ”وَكُوْا اَنْہُمْ صَابِرُوْا“ سے حاصل ہونے والی	234	سے حاصل ہونے والی معلومات
408	معلومات		آیت ”وَمَا يَنْبَغِيْہِمَا اِلَّا بِالْحَقِّ“ سے حاصل ہونے
	آیت ”اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا“ سے حاصل	243	والی معلومات
411	ہونے والی معلومات	280	سورہ اتحاف کی آیت نمبر 29 تا 32 سے متعلق 5 باتیں
	آیت ”وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ“ سے حاصل		آیت ”وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ“ سے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
703	قرآن پاک چھونے سے متعلق 7 احکام	413	ہونے والی معلومات
754	بدعتِ حسنہ جائز اور بدعتِ سیئہ ممنوعہ ناجائز ہے		آیت ”وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا“
	علم و علماء	415	سے حاصل ہونے والی معلومات
219	علماء میں حسد پیدا ہونے کا نقصان	427	مذاق اڑانے کا شرعی حکم اور اس فعل کی مذمت
408	علماء اور اساتذہ کی بارگاہ میں حاضری کا ایک ادب	428	خوش طبعی کرنے کا حکم
	تقویٰ و پرہیز گاری		آیت ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمًا“ سے
380	پرہیز گاری کا کلمہ	432	معلوم ہونے والے مسائل
447	عزت اور فضیلت کا مدار پرہیز گاری ہے	433	گمان کی اقسام اور ان کا شرعی حکم
493	پرہیز گاروں کی 4 صفات	441	غیبت کی تعریف اور اس سے متعلق 5 شرعی مسائل
	خوفِ خدا	442	غیبت سے توبہ اور معافی سے متعلق 5 شرعی مسائل
169	تنہائی میں گناہ کرنے والے اللہ تعالیٰ سے ڈریں		آیت ”إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا“ سے معلوم
	حضرت جبیر بن مطعم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اسلام قبول	498	ہونے والے مسائل
518	کرنے کا سبب		سورہ طور کی آیت نمبر 25 تا 27 سے حاصل ہونے
	آیت ”إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ“ پڑھنے کے بعد	527	والی معلومات
519	حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کیفیت		حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نام اقدس
648	قیامت کے ہولناک مناظر کے بارے میں پڑھ کر رونا	546	کے ساتھ لفظ ”صاحب“ ملانے کا شرعی حکم
	اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرنے والے		سورہ رحمن کی آیت نمبر 1 اور 2 سے حاصل ہونے
653	کو دو جنتیں ملنے کی وجوہات	625	والی معلومات
653	اللہ تعالیٰ کا خوف بڑی اعلیٰ نعمت ہے	630	ناپ تول میں انصاف کرنے کا حکم دیا گیا
	مال و اولاد		آیت ”فِيْہِنَّ قُصَصُ الطَّوْرِ“ سے حاصل ہونے
64	امیری، غریبی، بیماری اور تندرستی کی بہت بڑی حکمت	658	والی معلومات
	بیٹے اور بیٹیاں دینے یا نہ دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے	693	اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا کیسا ہے؟

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
68	مصبیتیں آنے کا ایک سبب	96	پاس ہے
296	اللہ تعالیٰ کی جانچ سے کیا مراد ہے؟		بیٹیوں سے نفرت کرنا اور ان کی پیدائش سے گھبرانا
	صبر و شکر	112	کفار کا طریقہ ہے
21	مصبیتوں کا سامنا تسلیم و رضا اور صبر و استقلال سے کریں	119	مال کا وبال
72	شکر کے 15 فضائل		کفار کا مال و دولت اور عیش و عشرت دیکھ کر مسلمانوں
87	ظلم پر صبر کرنے کے فضائل	125	کا حال
285	سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا صبر	144	سرکش مالداروں اور منصب والوں کیلئے عبرت کا مقام
286	صبر کے 15 فضائل		قیامت کے دن کافر اولاد اپنے مؤمن والدین کے
	عفو و درگزر	263	ساتھ نہ ہوگی
78	غصہ آنے پر معاف کر دینے کی فضیلت	523	جنت میں اولاد کو ماں باپ کا وسیلہ کام آئے گا
83	ظالم سے بدلہ لینے کی بجائے اسے معاف کر دینا بہتر ہے		راہِ خدا میں خرچ کرنا
84	ظالم کو معاف کر دینے کے فضائل	82	صدقہ دینے کی اہمیت
	صلہ رحمی، نرم دلی، خوش طبعی اور صلح صفائی	332	فرض جگہ پر مال خرچ کرنے کا دینی اور دنیوی فائدہ
315	اسلام کی نظر میں رشتے داری کی اہمیت	722	راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب
387	صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی باہمی نرم دلی	725	راہِ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب
415	مسلمانوں میں صلح کروانے کے فضائل		راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے بخل کرنے اور نبی
422	مسلمانوں کے باہمی تعلق کے بارے میں 3 احادیث		اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف چھپانے
428	خوش طبعی کرنے کا حکم	749	کی مذمت
429	سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوش طبعی		مصائب و آزمائشیں
	نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا		راحت میں اللہ تعالیٰ کو بھول جانا اور صرف مصیبت
298	اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کی 7 صورتیں	21	میں دعا کرنا کفار کا طریقہ ہے
510	نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے دونوں اہم	21	مصبیتوں کا سامنا تسلیم و رضا اور صبر و استقلال سے کریں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
734	حضرت مالک بن دینار رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کِ توبہ		عبرت و نصیحت
	غیبت، بدگمانی، طعنہ زنی اور عیب جوئی	144	سرکش مالداروں اور منصب والوں کیلئے عبرت کا مقام
431	طعنہ دینے کی مذمت		کفار کے لئے بیان کی گئی سزاؤں میں مسلمانوں کے
435	بدگمانی کی مذمت اور اچھا گمان رکھنے کی ترغیب	164	لئے بھی عبرت
435	بدگمانی کے دینی اور دنیوی نقصانات		مسلمانوں سے اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی
436	بدگمانی کا علاج	353	ایک درخواست
437	مسلمانوں کے عیب تلاش کرنے کی ممانعت		لواطت کرنے اور اس کی ترغیب دینے والوں کے لئے
437	عیب چھپانے کے دو فضائل	503	نشانِ عبرت
	لوگوں کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے عیبوں کی	619	سب کے لئے نصیحت
438	اصلاح کی جائے	633	ہدایت اور نصیحت کرنے کا بہترین اسلوب
440	غیبت اور اس کی مذمت سے متعلق 4 احادیث	644	تمام انسانوں کے لئے نصیحت
441	غیبت کی تعریف اور اس سے متعلق 5 شرعی مسائل		گناہ و توبہ
442	غیبت سے توبہ اور معافی سے متعلق 5 شرعی مسائل	58	توبہ کرنے کی ترغیب
	تکبر و ظلم	68	مصیبتیں آنے کا ایک سبب
83	ظالم سے بدلہ لینے کی بجائے اسے معاف کر دینا بہتر ہے	76	کبیرہ گناہوں سے بچنے والے کا ثواب
84	ظالم کو معاف کر دینے کے فضائل	169	تہائی میں گناہ کرنے والے اللہ تعالیٰ سے ڈریں
86	مظلوم کا بدلہ لینا ظلم نہیں	442	غیبت سے توبہ اور معافی سے متعلق 5 شرعی مسائل
87	ظلم کی اقسام	568	گناہوں کی معافی کے معاملے میں اصول
87	ظلم پر صبر کرنے کے فضائل	568	کبیرہ گناہوں سے بچنے کی فضیلت
96	اپنی ملکیت میں موجود چیزوں پر غور نہ کیا جائے	644	جنات اور انسانوں کو ”تَقْلَانِ“ فرمانے کی وجوہات
417	معاشرے سے ظلم کا خاتمہ کرنے میں دین اسلام کا کردار	690	گناہوں پر اصرار کا انجام
418	مظلوم کی حمایت اور فریاد رسی کرنے کے دو فضائل	733	حضرت فضیل بن عیاض رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی توبہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
540	مجلس سے اٹھتے وقت کی دعا	445	نسب کے ذریعہ فخر و تکبر کرنے کی مذمت
541	نماز سے پہلے پڑھا جانے والا وظیفہ	696	تعجب کے قابل شخص
	سورہ رحمن کی آیت نمبر 27 کے آخری الفاظ ”ذُو		غصہ و بخل
640	الْجَلِيلُ وَالْإِكْرَامُ“ کی برکت	78	غصہ آنے پر معاف کر دینے کی فضیلت
669	نماز کے بعد پڑھی جانے والی ایک دعا	79	غصہ آنے کا بنیادی سبب اور غصے کے 3 علاج
	متفرقات	333	بخل کرنے کا دینی اور دنیوی نقصان
81	مشورہ کرنے کی اہمیت		راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے بخل کرنے اور نبی اکرم
178	برکت والی رات		صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف چھپانے کی
179	شبِ براءت کے فضائل	749	مذمت
569	ریا کاری، نام و نمود اور خود پسندی کی مذمت		دُعا و استغفار، اور اذوقِ طائف
629	سبزے اور درختوں کی اہمیت		راحت میں اللہ تعالیٰ کو بھول جانا اور صرف مصیبت
630	ناپنے تولنے کے آلات کی اہمیت	21	میں دعا کرنا کفار کا طریقہ ہے
637	میٹھے اور کھاری سمندروں کا ذکر	63	دعا قبول نہ ہونے کا ایک سبب
662	سبز رنگ کا فائدہ	110	سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعائیں
664	کھجور اور انار کے فضائل		رات کا آخری حصہ مغفرت طلب کرنے اور دعا مانگنے
736	دل کی سختی کے اسباب اور اس کی علامات	492	کے لئے انتہائی موزوں ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ أَفْأَبَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قرآن سے خالی دل ویران گھر کی طرح ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بیشک جس کے سینے میں قرآن نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی، کتاب فضائل القرآن، ۱۸-باب، ۴/۱۹۷، الحدیث: ۲۹۲۲) اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: گھر کی آبادی انسان و سامان سے ہے (اور) دل کی آبادی قرآن سے، تو جسے قرآن بالکل یاد نہ ہو یا اگرچہ یاد تو ہو مگر کبھی اس کی تلاوت نہ کرے یا اس کے خلاف عمل کرے، اس کا دل ایسا ہی ویران ہے جیسے انسان و سامان سے خالی گھر۔

(مرآة المناجیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی، ۳/۲۵۷)



ISBN 978-969-631-768-5



0126226



فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net